عمران سیریز
خاص نمبر
ٹاپ مشن
مظہر کلیم ایم اے
Scanned and Uploaded By Nadeem

اس ناول کے تمام نام، مقام، کردار، واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز مصنف، پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشر ------ مظہر کلیم ایم اے
اہتمام ----- محمد ارسلان قریشی
تزئین ------ محمد علی قریشی
طابع ------ سلامت اقبال پرنٹنگ پریس ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز
اوقاف بلڈنگ
پاک گیٹ
ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address
arsalan.publications@gmail.com

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ بلیک تھنڈر کے سلسلے کا نیا ناول "ٹاپ مشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بلیک تھنڈر کا سلسلہ قارئین میں بے حد پسند کیا جاتا ہے اور طویل عرصہ سے قارئین کا مسلسل اصرار تھا کہ بلیک تھنڈر سلسلے پر بھرپور ناول لکھا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول قارئین کے طویل انتظار کا صحیح نعم البدل ثابت ہوگا۔ بلیک تھنڈر انتہائی باوسائل، مضبوط اور پوری دنیا پر حکومت کرنے کی خواہشمند ایسی تنظیم ہے جس کے سپر اور گولڈن ایجنٹس پوری دنیا میں نہ صرف پھیلے ہوئے ہیں بلکہ ناقابل تسخیر بھی سمجھے جاتے ہیں اور موجودہ ناول میں بلیک تھنڈر ہزاروں سال قبل تباہ ہو جانے والی غیر فطری مخلوق کو موجودہ دور میں دوبارہ وجود میں لا کر اپنی فوج کے طور پر استعمال کرنے کے مشن پر تیزی سے کام کر رہی تھی کہ یہ خفیہ کارروائی سامنے آ گئی اور پوری دنیا میں عموماً اور سپر پاورز میں خصوصاً کھلبلی مچ گئی اور پھر تمام سپر پاورز نے بلیک تھنڈر کے مقابلے میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لانے کا فیصلہ کیا لیکن جب عمران اور اس کے ساتھی بلیک تھنڈر کے خلاف میدان میں اترے تو بلیک تھنڈر نے ان کے مقابل اپنی پوری قوت جھونک دی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ارکان شدید

زخمی ہو کر واپس پاکیشیا لوٹنے لگ گئے اور بلیک تھنڈر کے خلاف کامیابی خواب کی صورت اختیار کرتی چلی گئی مگر عمران اپنے باقی ساتھیوں کے ساتھ ڈٹ گیا اور پھر ہر لمحہ عمران اور بلیک تھنڈر کے لئے قیامت کا لمحہ بنتا چلا گیا۔

اس ناول میں جوزف نے اپنی صلاحیتوں کا اظہار اس انداز میں کیا ہے کہ اس کی صلاحیتیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے آگے بڑھنے کا موجب بنتی چلی گئیں اور جولیا جیسی شخصیت بھی جوزف کی صلاحیتیں دیکھ کر ششدر رہ گئی۔ اس ناول میں عمران اور اس کے ساتھیوں نے آگے بڑھتے ہوئے ایک ایک قدم پر فائٹ کی ہے۔ ایسی فائٹ جس میں زندگی پر ہمیشہ موت کا غلبہ رہا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول ہر لحاظ سے قارئین کے معیار پر پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے بذریعہ خط یا ای میل مجھے ضرور مطلع کرتے رہا کریں کیونکہ آپ کی آراء حقیقتاً میرے لئے مشعل راہ ثابت ہوتی ہیں لیکن ناول کے مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں تاکہ دلچسپی کا تسلسل قائم رہ سکے۔

گجرات سے امجد علی چغتائی لکھتے ہیں کہ ”میں گزشتہ سترہ اٹھارہ سالوں سے آپ کا مسلسل قاری ہوں اور آپ کی خیریت اور زندگی کی دعائیں مانگتا رہتا ہوں۔ طویل عرصہ سے قاری ہونے سے بھی ظاہر ہے کہ آپ کی تحریر سے مسلسل وابستگی ہے۔ آپ نے مشترکہ ناول لکھنے اور کسی ناول میں اپنا تفصیلی انٹرویو شائع کرنے کا وعدہ کیا ہوا ہے لیکن ابھی تک آپ نے اپنے دونوں وعدے پورے نہیں کئے۔ امید ہے آپ جلد ان وعدوں کو پورا کریں گے“۔

محترم امجد علی چغتائی صاحب۔ خط لکھنے اور طویل عرصے سے ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک وعدوں کا تعلق ہے تو اس میں سے ایک وعدہ پورا ہو چکا ہے۔ مشترکہ ناول ہاٹ ورلڈ شائع ہو چکا ہے۔ البتہ انٹرویو ابھی تک شائع نہیں ہو سکا۔ میں کوشش کروں گا کہ جلد ہی یہ وعدہ بھی پورا کر دوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

دنیا پور۔ ضلع لودھراں سے عبدالرحمٰن لکھتے ہیں کہ ”میں گزشتہ دو سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں۔ مجھے عمران اور تنویر دونوں کے کردار بے حد پسند ہیں۔ میں نے آپ سے پوچھنا ہے کہ جو اسلحہ، مشینری یا ریز آپ ناولوں میں استعمال کرتے ہیں کیا وہ حقیقی ہوتے ہیں یا آپ فرضی طور پر ان کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح ایجنٹ یا مجرم جو میک اپ استعمال کرتے ہیں کیا حقیقتاً ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں۔ امید ہے آپ ضرور خط کا جواب مجھے براہ راست دیں گے۔ میں جوابی لفافہ بھجوا رہا ہوں“۔

محترم عبدالرحمٰن صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پڑھنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک اسلحہ، مشینری اور ریز کا تعلق ہے تو دنیا تو ان سے بھی بہت آگے جا چکی ہے۔ اب تو پاکیشیا جیسے ترقی پذیر ملک

میں جو اسلحہ استعمال کیا جاتا ہے وہ شاید ترقی یافتہ ملکوں کے عجائب گھروں میں رکھا نظر آئے۔ عمران کوشش کرتا رہتا ہے کہ وہ جدید ترین اسلحے، مشینری اور ریز سے آگاہ رہے اور انہیں حاصل کر کے استعمال بھی کر سکے تاکہ اس کی کارکردگی اور اچھی ہو سکے۔ جہاں تک میک اپ کا تعلق ہے تو ایسا میک اپ فلموں اور ڈراموں میں عام استعمال ہوتا ہے۔ البتہ ان کے لئے ٹریننگ لینا بے حد ضروری ہے۔ ٹریننگ کے بغیر تو اب خواتین بھی اپنا درست طور پر میک اپ نہیں کر سکتیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔ لیکن آپ سے گزارش ہے کہ آپ خط کے ساتھ جوابی لفافہ نہ بھجوایا کریں کیونکہ خطوط کے جواب صرف چند باتوں میں ہی دیئے جا سکتے ہیں۔ ویسے نہیں اور چند باتوں میں بھی باری آنے پر ہی خط کا جواب دیا جا سکتا ہے۔ امید ہے آپ آئندہ خیال رکھیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address
mazharkaleem.ma@gmail.com

نعمانی اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک قدیم دور کی ہاتھ کی لکھی ہوئی کتاب پڑھنے میں مصروف تھا۔ چونکہ ان دنوں فورسٹارز کے پاس کوئی کیس نہ تھا اور جہاں تک اسے معلوم تھا سیکرٹ سروس بھی فارغ تھی اس لئے نعمانی کا زیادہ تر وقت فلیٹ پر ہی گزرتا تھا۔ اس کا ایک شوق ایسا تھا جو اس کے سب ساتھیوں سے منفرد تھا۔ وہ ایسی جگہوں کا چکر لگاتا رہتا تھا جہاں سے پرانے رسالے اور کتابیں انتہائی سستے داموں مل جاتی تھیں لیکن نعمانی کو نہ کسی رسالے میں دلچسپی تھی اور نہ ہی کسی کتاب میں۔ اسے تو ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودات کی تلاش رہتی تھی اور وہ ہاتھ سے لکھے ہوئے ان مسودوں کی بھاری سے بھاری قیمت بھی دینے پر تیار ہو جاتا تھا اور اب تو دارالحکومت کے وہ سب دکاندار جو پرانے رسالوں اور کتابوں کا کاروبار کرتے تھے نعمانی کو بہت اچھی طرح پہچاننے لگ گئے تھے

اور جب بھی انہیں کوئی قلمی مسودہ ملتا تو وہ اسے نعمانی کے لئے علیحدہ رکھ لیا کرتے تھے۔

نعمانی دوسرے تیسرے روز بازار کا چکر لگایا کرتا تھا اس لئے وہ ان ہاتھ سے لکھے ہوئے مسودات کو بھاری قیمت دے کر خرید لیا کرتا تھا۔ اس میں وہ کوئی تخصیص نہیں کرتا تھا کہ یہ قلمی مسودہ کسی خاص موضوع یا علم پر مبنی ہو۔ اس کی شرط صرف اتنی ہوتی تھی کہ مسودہ ہاتھ سے لکھا ہوا اور قدیم ہو۔ موضوع چاہے کوئی بھی ہو۔ نعمانی یہ مسودات خرید کر ایک جلدساز کے پاس جاتا تھا اور پھر اس قلمی مسودے کے بوسیدہ اوراق کے دونوں اطراف میں انتہائی قیمتی شفاف پلاسٹک کی شیٹس چڑھواتا تھا تاکہ ہر صفحہ آئندہ کے لئے زمانے کی دست برد سے محفوظ ہو سکے اور پھر ان صفحات کی وہ بڑی اعلیٰ کوالٹی کی جلد بندی کروا کر اس کتاب کو فلیٹ پر لے آتا اور پھر اسے پڑھنے کے بعد وہ اس قلمی نسخے کو کسی بڑی لائبریری میں جا کر عطیہ کر دیا کرتا تھا تاکہ وہاں آنے والے ریسرچ سکالرز اور طالب علم اس سے مستفید ہو سکیں۔

اس وقت بھی ایک قدیم قلمی نسخہ جسے اس نے خصوصی انداز میں جلد کرا لیا تھا اس کے ہاتھوں میں تھا۔ یہ قلمی نسخہ فارسی زبان میں لکھا گیا تھا اور نعمانی کی اپنی ریسرچ کے مطابق یہ دو سو سال پہلے لکھا گیا تھا۔ البتہ اس فارسی نسخے کی ہر سطر کا کسی طالب علم نے باریک حروف میں ترجمہ بھی پاکیشیائی زبان میں ہاتھ سے تحریر کیا ہوا

تھا۔ اس کتاب کا موضوع مافوق الفطرت قوتوں کی تسخیر تھا۔ گو نعمانی کا اس موضوع پر یقین نہ تھا۔ وہ انسانی جدوجہد کو ہی اولیت دیتا تھا اور اس کے نقطہ نظر سے انسان چونکہ اشرف المخلوق ہے اس لئے وہ خود مافوق الفطرت قوت ہے اور انسان چاہے تو اپنے علم وفن سے پوری دنیا کو تسخیر کر سکتا ہے لیکن یہ کتاب اس قدر دلچسپ تھی کہ وہ گزشتہ کئی گھنٹوں سے مسلسل اسے پڑھ رہا تھا۔ یہ کتاب قدیم دور کے اس علم کے کسی عامل کے اپنے ذاتی واقعات پر مبنی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ اس میں مختلف مافوق الفطرت قوتوں کا تفصیلی تعارف اور انہیں تسخیر کرنے کے طریقے درج تھے۔ لیکن یہ طریقے اس قدر پیچیدہ اور مشکل تھے کہ ان پر عمل کرنا ناممکن تھا اور نعمانی کے ذہن کے مطابق قدیم دور میں جب آبادی نہ ہونے کے برابر تھی تو قبرستانوں اور جنگلوں میں بیٹھ کر ان طریقوں پر عمل کرنا ممکن تھا لیکن موجودہ دور میں ایسا ممکن ہی نہ تھا اور وہ بھی صرف دلچسپی کی خاطر انہیں پڑھنے میں مصروف تھا کہ ایک صفحہ پلٹتے ہی وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس صفحے پر ہاتھ سے ایک انسانی تصویر بنائی گئی تھی۔ تصویر میں دکھائے گئے انسان کا قد دس فٹ کے قریب تھا۔ اس کا جسم انتہائی طاقتور تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں چوبیس انگلیاں تھیں لیکن کوئی انگوٹھا نہ تھا۔ اس کا چہرہ بیل جیسا تھا۔ سر پر دو سینگ تھے لیکن باقی جسم انسانوں جیسا تھا۔ اس نے سیاہ رنگ کا ایک لمبا سا کرتا پہنا ہوا تھا جو اس کے شانوں سے نیچے اس کے

پیروں تک لٹک رہا تھا لیکن سامنے سینے تک کا حصہ کھلا ہوا تھا۔

نعمانی اس تصویر کو کافی دیر تک غور سے دیکھتا رہا۔ اس تصویر کے نیچے اس کا نام سلاجیم درج تھا اور اس کے نیچے مضمون میں لکھا گیا تھا کہ سلاجیم ہزاروں سال پہلے انسانوں کی طرح اس دنیا میں رہتے تھے لیکن یہ انسان نہیں تھے بلکہ قوم جنات میں سے تھے۔ جنات کی طرح ان کے بھی بے شمار قبیلے تھے اور ہر قبیلے کے افراد دوسروں سے مختلف ہوتے تھے۔ سلاجیم میں ایسے قبیلے بھی تھے جو آدھے انسانوں جیسے اور آدھے گھوڑوں جیسے تھے۔ ایسے بھی تھے جن کے چہرے انسانوں جیسے اور دھڑ شیروں جیسے تھے۔ اس طرح اور بھی بے شمار قبیلے تھے لیکن اس دور کی کسی بہت بڑی مذہبی شخصیت نے انہیں انسانوں کی طرح ظاہر ہونے سے منع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی انہیں حکم دے دیا کہ وہ ایسی جگہوں پر نہ جائیں جہاں انسان رہتے ہیں۔ اس طرح یہ سب قبیلے انسانوں کی نظروں سے غائب ہو گئے اور پھر ان کی آبادیاں گھٹتی چلی گئیں اور آخرکار سوائے بیل کے سر اور انسانی وجود والے قبیلے کے اور کوئی قبیلہ اس دنیا میں باقی نہ رہا تو ان کو ہی سلاجیم کہا جانے لگا۔ یہ قبیلہ بھی اس لئے زندہ رہ گیا کہ یہ انسان دوست قبیلہ تھا اور انسانوں کو تکلیف پہنچانے کی بجائے ان کی مدد کرتا تھا۔ اب بھی اس قبیلے کے لوگ دنیا کے ایک ویران اور الگ تھلگ علاقے جسے تھسلی کہا جاتا ہے میں موجود ہیں اور اگر ایک خاص طریقے سے انہیں مدد کے لئے

پکارا جائے تو یہ انسانوں کی مدد کے لئے آ جاتے ہیں اور ان پر ظاہر بھی ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ان کو حاضر کرنے کا طریقہ درج تھا۔ گو یہ طریقہ خاصا مشکل تھا لیکن بہرحال بظاہر قابل عمل لگتا تھا۔

نعمانی نے کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور آنکھیں بند کر کے وہ دل ہی دل میں سوچنے لگا کہ اگر وہ کسی سلاجیم کو اپنے ساتھ شامل کر لے تو مشن کے دوران وہ اس کی مدد اس انداز میں کر سکتا ہے کہ انسان بھی اس انداز میں کام نہ کر سکیں۔ لیکن ظاہر ہے اسے بھی یہ معلوم تھا کہ یہ اس قدر آسان کام نہیں ہے جس قدر وہ سمجھ رہا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ سب خیالی باتیں ہوں کیونکہ قدیم دور کے انسان زیادہ تر خیالی باتوں پر ہی یقین رکھتے تھے۔ ان کے نزدیک الف لیلیٰ، طلسم ہوشربا یہ سب خیالی باتیں نہ تھیں بلکہ حقیقی باتیں تھیں جنہیں واقعات کا روپ دے دیا گیا تھا۔ وہ ابھی بیٹھا سوچ ہی رہا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”یس۔ نعمانی بول رہا ہوں“...... نعمانی نے کہا۔

”پبلک لائبریری سے اعظم محمود بول رہا ہوں نعمانی صاحب“۔

دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی تو نعمانی چونک پڑا کیونکہ اعظم محمود پبلک لائبریری کا انچارج تھا اور نعمانی زیادہ تر کتابیں پبلک لائبریری کو ہی عطیے میں دیا کرتا تھا اور اس سلسلے میں

اس کی ملاقات اعظم محمود سے ہوتی رہتی تھی۔ اعظم محمود کو اس نے یہی بتایا تھا کہ وہ امپورٹ ایکسپورٹ کا اوپن کاروبار کرتا ہے بغیر کسی آفس کے۔ پارٹیوں سے بکنگ کرتا ہے اور دوسری پارٹیوں سے مال کی سپلائی کرا کر خود کمیشن لیتا ہے اور یہ کتابوں کا سلسلہ اس کا شوق ہے۔ اعظم محمود اس کے اس شوق سے بے حد متاثر تھا اور کئی بار وہ نعمانی کے فلیٹ پر بھی آ چکا تھا اور اس کی نعمانی سے اکثر گپ شپ رہتی تھی۔

"اعظم صاحب آپ۔ خیریت۔ آج کیسے یاد کر لیا ہے"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"نعمانی صاحب۔ آج ایک صاحب سراج نگر سے لائبریری آئے ہیں۔ ان کا نام محمود شیرازی ہے۔ بزرگ آدمی ہیں اور خاصے پڑھے لکھے بھی ہیں۔ وہ آپ کی کتابوں کی کلیکشن اور ان کے محفوظ کرنے کے انداز کو دیکھ کر بے حد خوش ہوئے ہیں اور وہ آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ اگر آپ وقت دے دیں تو مہربانی ہو گی"...... اعظم محمود نے کہا۔

"کہاں ملاقات ہو گی۔ کسی ہوٹل کا پروگرام بنا لو۔ وہاں کھانا بھی کھا لیں گے اور گپ شپ بھی ہو جائے گی"...... نعمانی نے کہا۔

"ارے نہیں۔ انہوں نے دو گھنٹوں بعد واپس جانا ہے۔ وہ صرف آپ سے ملاقات کے خواہش مند ہیں"...... اعظم محمود نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میرے فلیٹ کا پتہ انہیں سمجھا کر بھیج دیں۔ میں ان کا منتظر ہوں"...... نعمانی نے کہا تو دوسری طرف سے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا گیا تو نعمانی نے بھی رسیور رکھا اور ایک بار پھر کتاب اٹھا کر پڑھنی شروع کر دی۔ سلاجیم والے باب کے بعد بھی کافی صفحات تھے لیکن نعمانی کے ذہن میں وہی سلاجیم گھوم رہا تھا۔ وہ بار بار اسے ہی پڑھے چلے جا رہا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو نعمانی سمجھ گیا کہ محمود شیرازی صاحب آئے ہوں گے۔ اس نے کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... نعمانی نے اندر سے ہی اونچی آواز میں پوچھا۔

"میرا نام محمود شیرازی ہے اور مجھے نعمانی صاحب سے ملنا ہے"...... باہر سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجے اور آواز سے معلوم ہوتا تھا کہ بولنے والا کمزور اور خاصا بوڑھا آدمی ہے۔ نعمانی نے آگے بڑھ کر چٹخنی ہٹائی اور دروازہ کھولا تو سامنے ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کے بزرگ آدمی موجود تھے۔ ان کے جسم پر موجود لباس سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ کسی اچھے گھرانے کے ہیں۔ ان کی نہ صرف داڑھی سفید تھی بلکہ پلکوں اور بھنوؤں کے بال بھی برف کی طرح سفید تھے لیکن اس کے باوجود ان کے چہرے پر جوانوں جیسی سرخی موجود تھی۔ چہرہ بھرا بھرا سا تھا اور بڑی بڑی آنکھوں میں بھی تیز چمک تھی۔ سر پر انہوں نے قدیم دور کی پگڑی

سی پہنی ہوئی تھی۔ جو کسی قیمتی کپڑے کی تھی۔ ان کے ہاتھ میں ایک بڑا سا عصا بھی تھا۔

''السلام و علیکم ورحمۃ اللہ''...... بزرگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ تشریف لائیے۔ آپ نے میرے فلیٹ کو رونق بخش کر مجھے اعزاز سے نوازا ہے''...... نعمانی نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

''جیتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت کرے''...... محمود شیرازی نے کہا اور پھر وہ اندر داخل ہو گئے تو نعمانی نے دروازہ بند کیا اور پھر وہ انہیں لے کر ڈرائنگ روم میں آ گیا۔

''آپ اکیلے رہتے ہیں''...... محمود شیرازی نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

''آپ میرے والد کے برابر ہیں اور میں آپ کا بچہ ہوں اس لئے آپ مجھے تم کہہ کر پکاریں تو مجھے اس سے اپنائیت کی خوشبو آئے گی اور مجھے بے حد خوشی ہو گی۔ میں یہاں واقعی اکیلا رہتا ہوں کیونکہ میں نے شادی نہیں کی''...... نعمانی نے کہا تو محمود شیرازی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''اللہ تعالیٰ تمہیں خوش رکھے ۔ مجھے تم سے مل کر واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے''...... محمود شیرازی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ نعمانی مڑ کر ایک طرف رکھے ہوئے ریفریجریٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس میں سے جوس کے دو ٹن نکالے اور انہیں کھول کر اس

نے ان میں سٹرا ڈالے۔ ایک ٹن اس نے محمود شیرازی کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا خود لے کر وہ سامنے دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔

''شکریہ''...... محمود شیرازی نے کہا اور جوس کا ٹن اٹھا کر جوس سپ کرنے لگے۔ پھر اچانک وہ چونک پڑے اور انہوں نے جوس کے ٹن کو میز پر رکھ دیا۔

''کیا یہ کتاب میں دیکھ سکتا ہوں''...... محمود شیرازی نے میز پر پڑے قلمی مخطوطے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ یہ لیجئے۔ میں اسے پڑھ ہی رہا تھا کہ اعظم محمود صاحب کا فون آ گیا''...... نعمانی نے خود اٹھ کر کتاب میز سے اٹھا کر محمود شیرازی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''شکریہ''...... محمود شیرازی نے کتاب پکڑتے ہوئے کہا اور پھر وہ اسے کھول کر سرسری طور پر دیکھنے لگے۔ ساتھ ساتھ وہ جوس بھی سپ کر رہے تھے۔

''خاصا قدیم قلمی مسودہ ہے۔ کہاں سے ملا ہے''...... محمود شیرازی نے پوچھا تو نعمانی نے انہیں تفصیل بتا دی۔

''کیا تم یہ مسودہ بھی پبلک لائبریری کو عطیہ کر دو گے''...... محمود شیرازی نے پوچھا۔

''جی ہاں کیوں''...... نعمانی نے چونک کر کہا۔

''اگر میں تم سے درخواست کروں کہ یہ مسودہ تم مجھے دے دو اور اس کے عوض جتنی قیمت چاہے مجھ سے لے لو تو کیا تم میری

درخواست قبول کر لو گے"...... محمود شیرازی نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

"شیرازی صاحب آپ میرے والد کی جگہ ہیں اور میرے لئے قابل احترام ہیں۔ آپ نے قیمت کی بات کر کے مجھے شرمندہ کیا ہے۔ یہ میری طرف سے تحفۃً قبول فرمائیں"...... نعمانی نے کہا۔

"اوہ۔ بے حد شکریہ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں جزا دے گا۔ مجھے بڑے طویل عرصے سے اس نسخے کی تلاش تھی"...... محمود شیرازی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لیکن شیرازی صاحب اس میں تو قصے کہانیاں ہی درج ہیں"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا تو محمود شیرازی بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہاری بات درست ہے۔ جو اس بارے میں علم نہیں رکھتے ان کے لئے یہ واقعی قصے کہانیاں ہی ہیں"...... محمود شیرازی نے کہا تو نعمانی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ اس بارے میں علم رکھتے ہیں۔ جیسے اس میں سلاجیم نامی کسی مخلوق کے بارے میں لکھا گیا ہے اور اس کی تصویر بھی بنائی گئی ہے۔ کیا واقعی ایسی کسی مخلوق کا کوئی وجود ہے یا کبھی رہا ہے"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نعمانی بیٹے یہ دنیا اسراروں سے بھری ہوئی ہے۔ ہم جو کچھ جانتے ہیں صرف اتنا ہی تسلیم کرتے ہیں۔ جو نہیں جانتے اسے تسلیم

نہیں کرتے۔ چونکہ تم سلاجیم کو نہیں جانتے اس لئے تمہارے لئے یہ قصہ کہانی ہے لیکن جو انہیں جانتے ہیں ان کے لئے یہ حقیقت ہے۔ سلاجیم ایسی مخلوق کو کہا جاتا ہے جو انسان سے ملتی جلتی ہو۔ جیسے اس مسودے میں بیل کے سر اور انسانی جسم والے آدمی کی تصویر ہے۔ آج سے صدیوں پہلے یونان کی قدیم ترین تحریروں میں اس کا ذکر تفصیل سے ملتا ہے۔ انہیں منوٹور کہا گیا ہے اور یونان کی قدیم تحریروں میں درج ہے کہ اسے یونان کی ریاست اٹکا کے بہادر تھیوس نے قتل کیا تھا۔ اسی طرح قدیم دور کی ایک داستان جسے داستان گلگامش کہا جاتا ہے اس میں بھی ایسے انسان کا ذکر ملتا ہے۔ اس داستان میں اس کا نام ثور فلک یعنی آسمان کا بیل لکھا گیا ہے۔ اسی طرح یونان میں آدھے انسان اور آدھے گھوڑے کا ذکر بھی ملتا ہے۔ اسے سنتور کا نام دیا گیا ہے۔ ویسے علم نجوم میں بھی سنتور برج قوس کا نشان ہے۔ اسی طرح شیر کے دھڑ والے عقاب کا حوالہ آشوریا کے آثار قدیمہ سے ملتا ہے۔ اس کا نام گریفن بتایا گیا ہے اور شیر کے دھڑ والے انسان ابوالہول سے تو تم بھی واقف ہو گے۔ اہرام مصر کے سامنے اس کا عظیم الشان مجسمہ آج بھی موجود ہے لیکن ماضی میں شیر کے دھڑ والی عورت کا بھی تذکرہ ملتا ہے جسے مم کہا جاتا تھا۔ اسی طرح اور بھی بے شمار نوع موجود تھیں جو یا تو امتداد زمانہ سے ختم ہو گئیں یا پھر انہیں غائب کر دیا گیا۔

بہرحال میں زیادہ تفصیل میں نہیں جانا چاہتا۔ سلاجیم کا وجود آج بھی موجود ہے لیکن وہ انسانوں سے دور رہتے ہیں۔ یہ بات درست ہے کہ سلاجیم انسان دوست مخلوق ہے۔ وہ انسانوں کو نقصان نہیں پہنچاتے لیکن انسانوں کے قریب بھی نہیں آتے''...... محمود شیرازی نے باقاعدہ تقریر کر ڈالی اور نعمانی حیرت بھرے انداز میں ان کی باتیں سنتا رہا۔

''کیا آپ بھی اس سے ملے ہیں''...... نعمانی نے کہا تو محمود شیرازی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''تم اس بات کو چھوڑو۔ یہ تمہارے انداز کی باتیں نہیں ہیں۔ میری طرف سے تمہیں سراج نگر آنے کی دعوت ہے۔ تم وہاں آؤ تو ہوسکتا ہے کہ وہاں تمہاری ملاقات سلاجیم سے کرا دی جائے''...... محمود شیرازی نے کہا تو نعمانی بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ پھر تو میں ضرور آؤں گا۔ آپ اپنا فون نمبر اور پتہ بتا دیں''...... نعمانی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سراج نگر میں میری قدیم دور کی حویلی ہے۔ تم وہاں کسی سے بھی میرا نام لو گے تو تمہاری رہنمائی کر دی جائے گی''...... محمود شیرازی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ساتھ ہی انہوں نے اپنا فون نمبر بتا دیا۔

''ضرور آنا اور اپنے ساتھ دوستوں کو بھی لے آنا۔ مجھے تم جیسے

نوجوانوں سے مل کر بے حد خوشی ہو گی۔ اب مجھے اجازت دو تمہارا بے حد قیمتی وقت لیا میں نے۔ میں اس مسودے کے لئے تمہارا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں''...... محمود شیرازی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''آپ کی آمد میرے لئے باعث مسرت ہے شیرازی صاحب۔ انشاء اللہ آپ کے در دولت پر جلد حاضری دوں گا''۔ نعمانی نے جواب دیا اور پھر وہ انہیں نیچے پارکنگ میں موجود ان کی کار تک چھوڑنے آیا۔ کار میں ان کا ڈرائیور بھی موجود تھا۔ محمود شیرازی نے اسے سراج نگر آنے کی ایک بار پھر تاکید کی اور پھر وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے تو نعمانی واپس اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ ابھی وہ آ کر صوفے پر بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نعمانی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ نعمانی بول رہا ہوں''...... نعمانی نے کہا۔

''صدیقی بول رہا ہوں نعمانی۔ فور سٹارز کے ہیڈ کوارٹر آ جاؤ''۔ دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''اوہ۔ کیا کوئی کیس شروع ہو گیا ہے''...... نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں میٹنگ ہے''...... دوسری طرف سے صدیقی نے کہا تو نعمانی کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"میٹنگ۔ کیسی میٹنگ"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم آ جاؤ پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نعمانی نے رسیور رکھ دیا۔

"یہ کس ٹائپ کی میٹنگ ہو رہی ہے۔ آج تو سارے کام ہی نئے ہو رہے ہیں"...... نعمانی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد لباس تبدیل کر کے وہ فلیٹ سے باہر آیا اور فلیٹ کو لاک کر کے وہ پارکنگ کی طرف بڑھ گیا جہاں اس کی کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فورسٹارز کے ہیڈکوارٹر کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ یہ ہیڈکوارٹر ایک کوٹھی تھی۔ جسے ہیڈکوارٹر کا نام دیا گیا تھا اور وہ سب فورسٹارز کسی کیس میں ضرورت پڑنے پر اسے استعمال کرتے تھے۔ نعمانی نے ہیڈکوارٹر کے پھاٹک پر کار روک کر ہارن دیا تو چھوٹا پھاٹک کھلا اور ہیڈکوارٹر کا اکلوتا ملازم چوکیدار قاسم باہر آ گیا اور اس نے نعمانی کو سلام کیا۔

"پھاٹک کھولو قاسم"...... نعمانی نے کہا۔

"جی اچھا جناب"...... قاسم نے کہا اور واپس اندر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد بڑا پھاٹک کھلا تو نعمانی کار اندر لے جا کر اسے بڑے سے گیراج کی طرف لے گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ

کر چونک پڑا کہ وہاں صدیقی، خاور اور چوہان تینوں کی کاریں پہلے سے موجود تھیں۔ نعمانی نے کار ایک خالی جگہ روکی اور پھر نیچے اتر کر وہ میٹنگ ہال کی طرف بڑھ گیا۔

"السلام علیکم"...... نعمانی نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا جہاں صدیقی، خاور اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے۔ سب نے اس کے سلام کا جواب دیا اور وہ صدیقی کے ساتھ پڑی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے قاسم نے اندر داخل ہو کر جوس کا ایک ٹن اس کے سامنے رکھ دیا۔ ٹن میں سٹرا موجود تھا۔

"شکریہ"...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا اور قاسم سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"یہ آج کس قسم کی میٹنگ ہے۔ کچھ مجھے تو بتاؤ"...... نعمانی نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہی بتانے کے لئے تو تمہیں بلوایا ہے۔ تم جوس پی لو پھر اطمینان سے باتیں ہوں گی"...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم خواہ مخواہ سسپنس پیدا کر رہے ہو"...... نعمانی نے کہا۔

"ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ اصل میں خاور کافی عرصے سے اس میٹنگ کے لئے بضد تھا۔ آج پھر اس نے میرے فلیٹ پر آ کر ضد کی تو میں نے رضامندی کا اظہار کر دیا۔ بات یہ ہے کہ خاور کا خیال ہے کہ ہم چاروں فورسٹارز سے استعفیٰ دے

دیں''...... صدیقی نے کہا تو نعمانی بے اختیار اچھل پڑا۔ چوہان کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''کیوں وجہ''...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس لئے نعمانی کہ چیف نے ہمیں فورسٹارز کا ممبر بنا کر دراصل سیکرٹ سروس سے آؤٹ کر دیا ہے۔ سیکرٹ سروس سے استعفیٰ دینا موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے اس لئے میں نے سوچا کہ ہم فورسٹارز سے استعفیٰ دے دیں۔ اس کے بعد چیف کی مرضی چاہے وہ دوسرے ساتھیوں کو فورسٹارز کا ممبر بنا دے چاہے نئے لوگ لے آئے چاہے اس تنظیم کو ہی ختم کر دے''...... خاور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن اس سے فائدہ کیا ہو گا''...... چوہان نے کہا۔

''چیف ہمیں سیکرٹ سروس کے مشن پر بھجوانے پر مجبور ہو جائے گا کیونکہ ہم صرف سیکرٹ سروس کے ممبر ہوں گے''...... خاور نے کہا۔

''لیکن اگر چیف نے استعفیٰ نامنظور کر دیا پھر''...... نعمانی نے کہا۔

''پھر اسی تنخواہ پر کام کرتے رہیں گے''...... خاور نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔ ظاہر ہے یہ لطیفہ سب نے سنا ہوا تھا کہ ایک ملازم نے اپنے مالک کو دھمکی دی کہ وہ

اس کی تنخواہ بڑھا دیں ورنہ۔ اور جب مالک نے ورنہ کی تفصیل پوچھی تو ملازم نے کہا کہ ورنہ وہ اسی تنخواہ پر کام کرتا رہے گا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں استعفیٰ دینے کی بجائے عمران صاحب کو اپنے ساتھ شامل کر لینا چاہئے''...... اچانک چوہان نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔

''اپنے ساتھ شامل۔ کیا مطلب ہوا اس بات کا''...... صدیقی نے کہا۔

''عمران صاحب ویسے تو سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہیں لیکن پوری دنیا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعارف ہے تو عمران صاحب کی وجہ سے اور اسی لئے چیف بھی عمران صاحب کو ہی ہر بار لیڈر بنا کر مشن انہیں سونپ دیتا ہے اور میرا ذاتی خیال ہے کہ ٹیم کا انتخاب بھی چیف خود نہیں کرتا بلکہ یہ کام بھی عمران صاحب ہی کرتے ہیں''...... چوہان نے کہا۔

''تم نے یہ بات کس بنیاد پر کی ہے۔ عمران صاحب تو ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ٹیم کا انتخاب چیف کرتا ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''عمران صاحب تو اور بھی بہت کچھ کہتے رہتے ہیں۔ لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مشن پر تو عمران نے بطور لیڈر کام کرنا ہو اور ٹیم کا انتخاب چیف کرے۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ عمران ٹیم کا انتخاب کر کے چیف کو بتا دیتا ہو گا اور چیف اس کی منظوری دے دیتا ہو گا اور

ویسے اب تو اس کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ اب تو مشن کے لئے ایک مخصوص ٹیم ہر وقت موجود ہے۔ رہ گئے ہم، تو ہم غنڈوں اور بدمعاشوں سے لڑتے پھریں اور ساتھ ہی خوش ہوتے رہیں کہ ہم سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں''...... چوہان کا بات کے آخر میں شاید نہ چاہنے کے باوجود بھی لہجہ تلخ ہو گیا تھا۔

''چلو تمہاری بات مان لی۔ فرض کرو عمران صاحب ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تو کیا عمران صاحب کے کہنے پر چیف، صفدر اور اس کے ساتھیوں کی بجائے ہمیں سیکرٹ سروس کے مشنز پر بھجوانے کی منظوری دے دے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''ہاں۔ میرا خیال ہے کہ عمران صاحب کی انڈرسٹینڈنگ زیادہ جولیا، صفدر اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ہے اس لئے وہ انہیں اپنے ساتھ مشنز پر لے جاتا ہے اور چیف اس کی وجہ سے مجبور ہو جاتا ہے۔ اگر عمران صاحب کے ساتھ ہماری انڈرسٹینڈنگ ہو جائے تو پھر ہمیں بھی کام ملنا شروع ہو جائے گا''...... چوہان نے کہا۔

''میرا ذاتی خیال ہے کہ عمران صاحب احساس برتری کا شکار ہیں۔ چونکہ ہمارے ساتھ جانے پر ہم لوگ ان کی برتری کو تسلیم کرنے کی بجائے خود کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ جیسے کہ ایک دو کیسز میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ہم نے جب اپنے طور پر کسی

مشن پر کام کیا تو عمران صاحب نے یہ بات کر دی تھی کہ ہم اس کی بات نہیں مانتے جبکہ صفدر اور اس کے ساتھی کٹھ پتلیوں کی طرح عمران صاحب کے صرف ساتھ ہی رہتے ہیں اس لئے عمران صاحب بھی ان کے ساتھ ایڈجسٹ رہتے ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''اگر ہم عمران صاحب سے یہ بات ڈسکس کریں کہ ہم فورسٹارز سے استعفیٰ دے رہے ہیں تو مجھے یقین ہے کہ عمران صاحب چیف تک یہ بات پہنچا دیں گے اور پھر ہمیں بھی کام ملنا شروع ہو جائے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''پہلے بھی ایسا احتجاج سامنے آیا تھا اور اس احتجاج کے نتیجے میں ایک دو مشنز پر ہمیں بھی بھجوا دیا گیا لیکن پھر معاملہ وہیں پر آ گیا''...... خاور نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں اسی پر اکتفا کرنا چاہئے کیونکہ سماجی برائیوں کے خلاف لڑنا بھی جہاد ہے''...... نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ لیکن جو گلیمر اور تھرل بین الاقوامی ایجنٹوں اور مجرموں کے ساتھ مقابلے میں ہے وہ عام سے غنڈوں اور بدمعاشوں کے ساتھ مقابلہ کرنے میں نہیں ہے''...... خاور نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ایک تجویز اور بھی ہو سکتی ہے''...... اچانک چوہان نے کہا۔

"وہ کیا"...... سب نے اس کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم چیف سے کہیں کہ وہ بے شک عمران اور اس کے ساتھیوں کو مشن پر بھجوا دیا کرے لیکن ساتھ ہی ہمیں بھی یہ اجازت دے کہ ہم بھی اس مشن پر اپنے طور پر کام کریں تو میرے خیال میں اس میں کوئی حرج نہیں ہے"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے اور نہ ہی چیف اس کی اجازت دے سکتا ہے۔ دو گروپس ایک مشن پر ایک دوسرے سے ہٹ کر کیسے کام کر سکتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"تو پھر کیا کریں ہم۔ اس طرح بے کار رہ رہ کر تو اب ہم زندگی سے تنگ آ گئے ہیں"...... خاور نے کہا۔

"ایک صورت ہو سکتی ہے کہ ہم خود کوئی بڑا مشن ٹریس کریں اور پھر اس پر کام بطور فورسٹارز کرتے رہیں اور جب مشن مکمل ہو جائے تو رپورٹ چیف کے سامنے رکھ دیں"...... نعمانی نے کہا۔

"لیکن سیکرٹ سروس کے مشنز کے لئے ملک سے باہر جانا پڑتا ہے اور بغیر چیف کی اجازت کے ایسا نہیں ہو سکتا جبکہ فورسٹارز کا مشن اندرون ملک ہی ہوتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"میری تجویز پر عمل کرو اور فورسٹارز سے استعفیٰ دے دو۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... خاور نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ چیف سے واقعی بات ہونی چاہئے"...... صدیقی

نے کہا اور سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے اور ان سب کے چہروں پر سنسنی سی پھیلتی چلی گئی۔ صدیقی نے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سب کو بخوبی سنائی دے رہی تھی۔

"ایکسٹو"...... رسیور اٹھائے جانے کی آواز کے ساتھ ہی چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"چیف۔ میں صدیقی بول رہا ہوں"...... صدیقی نے کہا۔

"براہ راست کال کرنے کی وجہ"...... چیف کا لہجہ یکلخت پہلے سے کہیں زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"چیف۔ ہم نے فورسٹارز سے استعفیٰ دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ میں، چوہان، نعمانی اور خاور نے اور ہم سب یہاں فورسٹارز کے ہیڈ کوارٹر میں موجود ہیں"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیوں"...... چیف نے چونکے بغیر اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

تو صدیقی نے اب تک ہونے والی تمام بات چیت کا لب لباب بتا دیا۔

"تم اپنے استعفے بھجوا دو۔ فیصلہ ہو جائے گا"...... دوسری طرف سے اسی طرح سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو صدیقی نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”چیف کا لہجہ بتا رہا ہے کہ وہ ہمارے خلاف کوئی سخت ایکشن لے گا“...... چوہان نے کہا۔

”ہاں ظاہر ہے ایک لحاظ سے ہم نے حکم عدولی کا ارتکاب کیا ہے۔ اب اس کے نتائج تو بہرحال بھگتنے ہی ہوں گے“...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں استعفیٰ دینے سے پہلے اس سلسلے میں سید چراغ شاہ صاحب کی روحانی مدد حاصل کر لینی چاہئے۔ وہ اگر حکم دے دیں تو مجھے یقین ہے کہ چیف بھی ان کے حکم پر عمل کرنے پر مجبور ہو جائے گا“...... خاور نے کہا۔

”نہیں وہ اللہ والے لوگ ہیں اور وہ ان بکھیڑوں میں نہیں پڑتے اور اگر انہوں نے ہمیں استعفیٰ دینے سے منع کر دیا تو ہم نہ ادھر کے رہیں گے اور نہ ادھر کے“...... صدیقی نے کہا۔

”تو پھر میرے ساتھ سراج نگر چلو۔ محمود شیرازی سے مشورہ کر لیتے ہیں۔ وہ میرے خیال میں جہاندیدہ آدمی ہونے کے ساتھ ساتھ روحانی مرتبہ بھی رکھتے ہیں“...... نعمانی نے کہا تو سب اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑے۔

”کون محمود شیرازی“...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا تو نعمانی نے ساری تفصیل دوہرا دی۔

”سلاجیم کے بارے میں تو میں نے بھی پڑھا ہوا ہے لیکن نعمانی

محمود شیرازی چاہے کچھ بھی ہوں ہم ان کے سامنے اپنے آپ کو بطور ممبر سیکرٹ سروس اوپن کیسے کر سکتے ہیں“...... صدیقی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ انہیں بھی سید چراغ شاہ صاحب کی طرح ہر بات کا علم ہو جاتا ہے“...... نعمانی نے کہا۔

”تو پھر تم فون پر ان سے بات کرو“...... صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ یہ ٹھیک ہے“...... نعمانی نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”وہ پہنچ گئے ہوں گے واپس“...... چوہان نے کہا اور نعمانی نے منہ سے جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔ آخر میں اس نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

”السلام علیکم ورحمتہ اللہ“...... رابطہ قائم ہوتے ہی محمود شیرازی کی مخصوص لرزتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ“...... شیرازی صاحب میں نعمانی بول رہا ہوں۔ میں نے اس لئے فون کیا تھا تاکہ یہ معلوم کر سکوں کہ آپ بخیریت پہنچ گئے ہیں یا نہیں“...... نعمانی نے کہا۔

”اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ اس کی رحمت سے سفر بخیریت گزر گیا ہے۔ تمہاری دی ہوئی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ تمہاری آواز سننے کی سعادت حاصل ہو گئی“...... محمود شیرازی نے کہا۔

”شیرازی صاحب۔ آپ کیوں مجھے شرمندہ کرتے ہیں۔ آپ جیسے بزرگوں کی شفقت ہی ہمارے لئے سرمایہ ہوتی ہے“...... نعمانی نے کہا۔

”یہ تمہاری سعادت مندی ہے بیٹے۔ تم نے سرمایہ کا لفظ استعمال کیا ہے تو مجھ بوڑھے کی یہ بات پلّے سے باندھ لو کہ ملک و قوم کی خدمت کا کوئی بھی کام ہو اسے حقیر مت سمجھا کرو۔ راستے سے ایک کانٹا ہٹا دینا بھی اتنی بڑی نیکی ہے کہ آخرت میں اس سے زیادہ قیمتی سرمایہ اور کوئی نہیں ہوگا اور تم تو پھر بھی سماجی خدمت کے بڑے بڑے کام کرتے ہو جس سے لاکھوں خاندانوں کو سکھ چین نصیب ہوتا ہے۔ صرف گلیمر اور تھرل ہی سب کچھ نہیں ہوتا خلوص نیت اور خدمت کی بھی اہمیت ہوتی ہے“...... محمود شیرازی نے کہا تو نعمانی کے ساتھ ساتھ اس کے باقی ساتھیوں کے چہروں پر حیرت جیسے ثبت ہو کر رہ گئی۔

”یہ آپ کس پیرائے میں بات کر رہے ہیں شیرازی صاحب“۔ نعمانی نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ اور آپ کے ساتھی کیا کام کرتے ہیں اور کیا سوچ رہے ہیں۔ آپ کے ساتھ ماورائی مخلوق سلاجیم کے بارے میں بات ہوئی تھی۔ تو ایسی ہی مخلوق اور بھی ہیں جو ایسی باتیں بتا دیتی ہیں۔ آپ سماجی خدمت کے کام سے استعفیٰ دے کر

گلیمر اور تھرل کا کام کرنا چاہتے ہیں وہ تو ہو جائے گا لیکن میرا ذاتی خیال ہے کہ یہ آپ کی خوش قسمتی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی اس انداز میں خدمت کرنے کے لئے چن لیا ہے۔ یہ تو آپ بہرحال مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ ویسے اگر ہو سکے تو اپنے دوستوں سمیت یہاں کا چکر لگا جاؤ۔ مجھے تمہارے دوستوں سے مل کر بے حد خوشی ہوگی“...... محمود شیرازی نے کہا۔

”ٹھیک ہے شیرازی صاحب۔ ہم ضرور حاضر ہوں گے۔ اللہ حافظ“...... نعمانی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”یہ بھی مجھے سید چراغ شاہ صاحب کی قبیل کے بزرگ لگتے ہیں اور مجھے واقعی حیرت ہوتی ہے کہ یہ بزرگ اس حد تک جانتے ہیں۔ ہر بات ان کے سامنے کھلی کتاب کی طرح ہوتی ہے“۔ صدیقی نے کہا۔

”ہاں۔ تو اب کیا خیال ہے استعفوں کے بارے میں“۔ نعمانی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب محمود شیرازی کے حکم کے بعد میرا خیال ہے کہ اس کی گنجائش ہی نہیں رہی“...... خاور نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”ویسے محمود شیرازی نے اشارہ کیا ہے کہ ہمیں گلیمر اور تھرل والا کام بھی مل جائے گا اس لئے چیف کو کہہ نہ دیا جائے کہ ہم نے ارادہ بدل دیا ہے“...... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ چیف کو کہنے کی بجائے مس جولیا سے بات کر لو"...... چوہان نے کہا۔

"نہیں۔ پھر یہ بات سب میں پھیل جائے گی۔ ایسا کرتے ہیں کہ استعفیٰ نہیں بھیجتے۔ جب چیف کے پاس استعفیٰ نہیں پہنچیں گے تو وہ پوچھے گا تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم نے اسی پہلے والی تنخواہ پر ہی کام کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے"...... صدیقی نے کہا تو سب ایک بار پھر بے اختیار ہنس پڑے۔

عمران اپنے فلیٹ پر بیٹھا ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا۔ چونکہ کافی دنوں سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے پاس کوئی مشن نہ تھا اس لئے عمران بھی فارغ تھا۔ پہلے کئی روز تو وہ سارا دن آوارہ گردی کرتا رہا لیکن پھر اس نے آوارہ گردی چھوڑ کر رسائل اور کتب کے مطالعے میں اپنے آپ کو مصروف کر لیا اور اب اخبارات پڑھنے کے بعد وہ ناشتہ کرتا اور پھر رسائل اور کتابیں پڑھنا شروع کر دیتا اور پھر تقریباً سارا دن ہی اس کا یہی کام رہتا۔ سلیمان اس کی اس مطالعے کی عادت سے بے حد تنگ آ چکا تھا کیونکہ عمران مطالعہ کے ساتھ ساتھ مسلسل چائے پینے کا عادی تھا۔

گو سلیمان نے اسے پہلے بھی دھمکی دی تھی کہ وہ بڑی بیگم صاحبہ کو شکایت کر دے گا لیکن جب عمران نے جواب میں اسے دھمکی دی کہ وہ بھی دوپہر اور رات کا کھانا ہوٹل میں جا کر کھانا

شروع کر دے گا اور ساتھ ہی اماں بی کو شکایت کر دے گا کہ سلیمان کھانا نہیں پکاتا۔ بس سارا دن بازار میں شاپنگ کے بہانے سرگشت کرتا رہتا ہے تو سلیمان نے شکایت کی دھمکی تو بند کر دی تھی لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے فلاسک میں چار پانچ کپ چائے بھر کر عمران کے کمرے میں رکھنا شروع کر دیا لیکن عمران فلاسک میں موجود چائے سرے سے پیتا ہی نہ تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ جس طرح کولر میں بند پانی تازہ ہوا اور آکسیجن نہ ملنے کی وجہ سے مردہ ہو جاتا ہے اس لئے فلاسک میں بند چائے بھی مردہ ہو جاتی ہے اور مردہ چائے اعصابی اور ذہنی خلیات کو بھی مردہ کر دیتی ہے اس لئے چائے تازہ پینی چاہیئے۔

گو سائنسی اور طبی طور پر ایسا نہ تھا لیکن عمران سلیمان کو تنگ کرنے کے لئے بڑے وثوق سے نہ صرف اس فلسفے کو بیان کرتا رہتا تھا بلکہ اس پر باقاعدگی سے عمل بھی کرتا تھا اس لئے سلیمان کا ان دنوں ناطقہ بند تھا۔ گو اس نے رسائل اور کتب چھپانے کی بھی کوشش کی تھی لیکن ظاہر ہے کتب و رسائل سوئی تو نہ تھے کہ وہ عمران کو نہ مل سکتے۔ عمران ہر جگہ سے انہیں ڈھونڈ ہی لیتا تھا۔ اس وقت بھی عمران ایک رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا۔ دوپہر ہونے والی تھی اور سلیمان شاپنگ کر کے واپس آ چکا تھا اور اب دوپہر کے کھانے کی تیاری میں مصروف تھا اور شاید اس لئے اس نے کافی دیر سے عمران کو چائے نہ دی تھی۔ عمران نے رسالے سے

نظریں اٹھا کر سامنے دیوار پر موجود کلاک کو دیکھا اور پھر اس نے زور زور سے سلیمان کو آوازیں دینا شروع کر دیں۔

''اب کیا ہو گیا ہے''...... سلیمان نے دروازے پر نمودار ہوتے ہوئے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہیں گھڑی دیکھنا آتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''جب سے میں اس فلیٹ میں آیا ہوں۔ صرف بری گھڑی ہی نظر آتی ہے''...... سلیمان نے گھڑی کو بری گھڑی میں تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

''ارے۔ میرا مطلب ہے کہ وقت دیکھنا آتا ہے تمہیں''۔ عمران نے فوراً الفاظ تبدیل کرتے ہوئے کہا۔

''اللہ کسی کو ایسا وقت نہ دکھائے''...... سلیمان بھلا کہاں آسانی سے قابو آنے والوں میں سے تھا۔

''ارے۔ میرا مطلب ہے کہ سامنے کلاک میں دیکھو کیا وقت ہوا ہے''...... عمران نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

''آپ کا ذہن مکمل طور پر ماؤف ہونے میں نصف گھنٹہ رہتا ہے''...... سلیمان نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے مڑ کر غائب ہو گیا۔

''ارے۔ ارے۔ بات سنو۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ وقت دیکھنے کا طریقہ ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں چیختے ہوئے کہا۔

''جب آپ کا ذہن مکمل طور پر ماؤف ہو جائے گا تو کلاک

سے بارہ بار گھنٹی بجے گی۔ اگر آپ ان گھنٹوں کو درست طور پر گن لیں تو پھر مجھے آواز دیں۔ میں فی الحال فارغ نہیں ہوں"...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بارہ بجے تو تمہارا ذہن ماؤف ہوتا ہے تم میری بات کر رہے ہو"...... عمران نے اونچی آواز اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شاید یہ کلاک غلط ہے اور آپ کا غصہ بتا رہا ہے کہ واقعی غلط ہے"...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی اور عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔ ظاہر ہے سلیمان نے اس کے غصے پر خوبصورت چوٹ کی تھی۔

"اچھا جناب آغا سلیمان پاشا صاحب۔ کلاک غلط ہو گا لیکن آپ کا ذہن تو درست ہے۔ آپ برائے کرم ایک عدد تازہ چائے کا کپ پلوا دیں"...... عمران نے اس انداز میں کہا جیسے سلیمان کے مقابلے میں ہتھیار پھینک کر سرنڈر کر رہا ہو۔

"سوری۔ اس وقت لنچ کی تیاری ہو رہی ہے۔ اس لئے فرصت کے وقت بات کیجئے گا"...... سلیمان نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ارے۔ تو کیا لنچ کے لئے سارے چولہے مصروف ہیں۔ ایک پر چائے کا پانی رکھ دو"...... عمران نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گیس قومی دولت ہے اس کا ضیاع قومی ضیاع ہے"۔ سلیمان بھلا کہاں قابو آنے والا تھا۔

"یہ ضیاع کہاں سے ہو گیا۔ اسے تو باقاعدہ استعمال کیا جائے گا۔ ضیاع کا مطلب ہے کہ استعمال میں لائے بغیر اسے خرچ کیا جائے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ سلوگن گیس کے ہر بل پر لکھا ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ہی یہ بھی لکھا ہوتا ہے کہ گیس کے استعمال میں بچت کیجئے تاکہ دوسروں کے چولہے بھی جلتے رہیں"...... سلیمان نے جواب دیا۔

"اچھا تمہاری مرضی۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ وہ کیا مصرعہ ہے جس کا مطلب ہے کہ جاہلوں کے جواب میں خاموشی ہی بہتر ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسالہ اٹھا کر اسے دوبارہ پڑھنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر چمک سی آ گئی تھی۔ ظاہر ہے مسلسل پڑھنے سے ذہن پر جو خشکی کی تہہ چڑھ گئی تھی وہ سلیمان سے باتیں کر کے جھڑ چکی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ چائے ابھی آ جائے گی۔ سلیمان نے پہلی بار کہنے پر ہی ڈیگچی چولہے پر چڑھا دی ہو گی اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد سلیمان چائے کا ایک کپ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"کاش بڑے صاحب آپ کو کسی اچھے سے سکول میں داخل کراتے تاکہ آپ کو فارسی زبان بھی آ جاتی۔ جواب جاہلاں خاموشی باشد کا جو مطلب آپ نے بتایا ہے اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا بلکہ اس کا مطلب ہوتا ہے کہ چونکہ جاہل کو کچھ آتا نہیں اس لئے وہ جواب دینے کی بجائے خاموش ہو جاتا ہے جس طرح آپ خاموش

ہو گئے تھے“...... سلیمان نے چائے کی پیالی میز پر رکھتے ہوئے کہا تو عمران اپنی عادت کے خلاف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”تمہاری اس بات سے مجھے فارسی کے ایک بہت بڑے شاعر کا واقعہ یاد آ گیا ہے۔ وہ ایک مسجد کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اپنا نام سن کر رک گیا۔ اس نے سنا کہ مسجد کے صحن میں استاد بچوں کو اس کے شعر پڑھ کر ان کا مطلب بتا رہا تھا۔ وہ کھڑا سنتا رہا جب استاد مطلب بتا چکا تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ایک شعر پڑھا جس کا مطلب ہے کہ اگر ایسا استاد اور ایسا مدرسہ ہو گا تو بچوں کا کام تمام ہو کر ہی رہے گا کیونکہ استاد صاحب اس شاعر کے شعروں کا الٹا مطلب بتا رہے تھے جیسے تم نے بتایا ہے“...... عمران نے چائے کی پیالی اٹھاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”اب استاد کیا کریں۔ شاعر بھی تو رگ گل سے بلبل کے پر باندھتے ہیں“...... سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا تو عمران اس کے اس خوبصورت جواب پر ایک بار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ وہ سلیمان کا مطلب سمجھ گیا تھا کہ بعض اوقات شاعر حضرات ایسے شعر کہہ جاتے ہیں جس میں لفاظی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اور پھر اس نے چائے کی پیالی خالی کر کے رکھی ہی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”رگ گل سے بلبل کے پر باندھنے والا علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”یہ رگ گل سے بلبل کے پر باندھنے کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب“...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یعنی ناممکن کام“...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”ویسے بظاہر تو بڑا خوبصورت فقرہ ہے۔ آپ کو کس طرح یاد آ گیا“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے سلیمان سے ہونے والی نوک جھوک کی تفصیل بتا دی۔

”یہ مصرعہ سلیمان نے کہا ہے۔ بہت خوب۔ سلیمان تو واقعی عالم فاضل ہے“...... بلیک زیرو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”وہ واقعی علم و فضل کے راستے پر سرپٹ دوڑ رہا ہے اور اگر اسی طرح دوڑتا رہا تو علم و فضل تھک کر اس سے پیچھے رہ جائے گا“۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ ایک اور ناممکن کام ہونے والا ہے“۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”اوہ۔ کیا ہوا ہے۔ کیا شادی کر رہے ہو تم“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو ہنس پڑا۔

”جی نہیں بلکہ فورسٹارز استعفیٰ دے رہے ہیں“...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نہ صرف اچھل پڑا بلکہ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات بھی ابھر آئے۔

"استعفی دے رہے ہیں سیکرٹ سروس سے کیوں"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس سے نہیں فورسٹارز سے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا"...... عمران نے پوچھا۔

"مجھے صدیقی نے خود براہ راست فون کر کے کہا ہے"...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

"تم نے وجہ تو پوچھی ہو گی"...... عمران نے پوچھا تو بلیک زیرو نے صدیقی سے ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب معاملات اپنی حد سے باہر نکلنے لگ گئے ہیں"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں عمران صاحب"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"صدیقی اور اس کے ساتھی سچے ہیں۔ ان کی جگہ میں ہوتا تو میں بھی یہی سوچتا۔ ہم نے دراصل باقاعدہ فارن ٹیم تشکیل دے دی ہے جبکہ ایسا نہیں ہونا چاہئے تھا اور ہر مشن میں ٹیم میں رد و بدل کر کے بھیجنا چاہئے تھا۔ میں نے اس لئے فورسٹارز کی باقاعدہ منصوبہ بندی کر دی تھی کہ چلو اس طرح سماجی برائیوں کے خلاف کام بھی ہوتا رہے گا اور یہ چاروں ساتھی بھی مصروف رہیں گے۔ لیکن اس طرح واقعی دو ٹیمیں بن گئی ہیں اور دوسری بات یہ ہوئی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی شہرت اس انداز کی ہو گئی ہے کہ

اب نہ ادھر کسی ملک کا ایجنٹ رخ کرتا ہے اور نہ ہی کوئی بین الاقوامی مجرم تنظیم اور ایسی سماجی برائیاں بھی بہت کم سامنے آتی ہیں جن کے خلاف فورسٹارز ٹیم کام کر سکے اس لئے اب دونوں ٹیمیں ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بے کار بیٹھی رہتی ہیں اور خاص طور پر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کا معاملہ تو واقعی اب توجہ طلب ہو گیا ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب اگر ان کے استعفے آ جائیں تو پھر مجھے کیا کرنا ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"تم ان کے استعفے منظور کر لینا اور اس کے ساتھ ہی فورسٹارز تنظیم کو بھی توڑ دینا اور کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس سے اس تفریق کا خاتمہ کیسے ہو گا جو دو ٹیموں کی صورت میں پیدا ہو گیا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"یہ تفریق چونکہ میری وجہ سے پیدا ہوئی ہے اس لئے یہی ہو سکتا ہے کہ تم مجھے مشن سے ڈراپ کرو اور جولیا کو حکم دو کہ وہ پوری ٹیم کے ساتھ مشن مکمل کیا کرے"...... عمران نے کہا۔

"اور آپ کیا کریں گے"...... بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں سوائے رگ گل سے بلبل کے پر باندھنے کے اور کیا کر سکتا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

''فورسٹارز نے بے حد اچھے کام کئے ہیں اس لئے اسے ختم کرنا تو زیادتی ہے۔ آپ ایسا کریں کہ صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے مل لیں اور کسی بھی انداز میں انہیں مطمئن کریں۔ اس میں ملک و قوم کا فائدہ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ایک حل اور بھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''وہ کیا''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''جب بھی کوئی مشن سامنے آئے تم مجھ سے اس کا ٹھیکہ کر لیا کرو۔ پھر میں جانوں اور مشن جانے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک۔ کیا مطلب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مثلاً اسرائیل کا مشن ہے اس کا ٹھیکہ ایک کروڑ روپے میں کر لوں گا۔ کافرستان کا مشن پچاس لاکھ میں اور اسی طرح مختلف مشنز کا ان کی اہمیت کے لحاظ سے ٹھیکہ کر لوں گا۔ اس کے بعد میری مرضی کہ میں اپنے ساتھ کسے لے جاتا ہوں اور کسے نہیں۔ یا پھر میں اکیلا ہی چلا جاتا ہوں۔ تمہیں مشن کی تکمیل چاہئے وہ مل جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''پھر تو آپ یقیناً اکیلے ہی جائیں گے یا زیادہ سے زیادہ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو ساتھ لے جائیں گے تاکہ ٹھیکے کی پوری رقم آپ بچا سکیں۔ سوری۔ عمران صاحب''...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تم واقعی دانش منزل میں بیٹھ بیٹھ کر اس قدر دانش مند ہو چکے ہو کہ دوسرے کے ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات بھی جانچ لیتے ہو۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اس طرح ارب پتی بننے کا نسخہ ہاتھ آ گیا ہے لیکن تم نے سوری کہہ کر میری ساری امیدوں پر پانی پھیر دیا ہے اور خوابوں کے سارے محل ریت کی دیواروں میں تبدیل کر دیئے ہیں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اگر استعفے آ گئے تو میں انہیں آپ کو بھجوا دوں گا۔ اللہ حافظ''...... بلیک زیرو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''یہ دو ٹیموں والا معاملہ واقعی قابل غور ہو گیا ہے''...... عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سلیمان کو آواز دی۔

''جی صاحب''...... عمران کے سنجیدہ لہجے کی وجہ سے سلیمان فوراً ہی آ گیا۔

''تمہارے پاس کچھ وقت ہے۔ ایک اہم مشورہ کرنا ہے تم سے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ دس منٹ مزید سوچ لیجئے۔ میں دس منٹ بعد فارغ ہو جاؤں گا''...... سلیمان نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور واپس

مڑ گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ظاہر ہے سلیمان اسے سوچنے کے لئے دس منٹ دے گیا تھا اور یہ اشارہ کر گیا تھا کہ اگر اسے مسئلے کا حل سمجھ میں نہیں آتا تو پھر وہ مشورہ دے دے گا اور پھر دس منٹ بعد وہ واقعی دوبارہ آ گیا۔

"جی اب فرمائیے۔ کیا اب بھی آپ کو مشورے کی ضرورت ہے"...... سلیمان نے اندر آ کر بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"بزرگ کہتے ہیں کہ مشورہ دیوار سے بھی کر لینا چاہئے۔ اس لئے میں نے سوچا کہ چلو تم سے ہی مشورہ کر لیا جائے۔ کم از کم بزرگوں کی بات تو پوری ہو جائے گی"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"بزرگوں کا مقصد دیوار گریہ سے تھا یعنی وہ دیوار جس کے پاس جا کر گنہگار روتے اور اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہیں"۔ سلیمان نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا تو عمران حیرت سے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"تم تو واقعی عالم فاضل ہوتے جا رہے ہو۔ کہاں سے سیکھ رہے ہو یہ سب کچھ"...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا خیال تھا کہ سلیمان نے اول تو دیوار گریہ کا نام ہی نہیں سنا ہو گا اور اگر سنا ہو گا تو کم از کم وہ اس کا مطلب بہرحال نہ جانتا ہو گا۔

"جو بات نقش بر دیوار ہو۔ اس کے متعلق پوچھنے کی بھی ممانعت

ہے"...... سلیمان نے دیوار کے بارے میں دوسرا محاورہ بولتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب مجھے تمہارا شاگرد بننا پڑے گا۔ تم تو واقعی مجھے حیران کرتے جا رہے ہو۔ یہ دیوار گریہ اور نقش بر دیوار یہ تو بڑے ادق قسم کے محاورے ہیں"...... عمران نے کہا تو سلیمان بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہمارے علاقے کے امام مسجد صاحب ہر جمعتہ المبارک کو باقاعدہ لوگوں کو عربی اور فارسی پڑھاتے ہیں اور میں ان کا شاگرد رشید ہوں"...... سلیمان نے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے باقاعدہ تعلیم جاہلوں کا سنٹر کھولا ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے جان بوجھ کر تعلیم بالغاں کی بجائے تعلیم جاہلوں کہا تھا۔

"میں تو آپ کی جگہ پڑھ رہا ہوں جیسے جج بدل ہوتا ہے کہ جو جج نہ کر سکے اس کی جگہ دوسرا آدمی جج کرتا ہے"...... سلیمان نے جواب دیا اور اس کے خوبصورت جواب پر عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"اگر آپ نے مشورہ لینے کا ارادہ بدل دیا ہے تو پھر میں جاؤں"...... سلیمان نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ مشورہ تو واقعی رہ ہی گیا ہے۔ میں ایک غلطی کر چکا

ہوں اور اب اس غلطی کو درست کرنا چاہتا ہوں لیکن کوئی ترکیب سمجھ میں نہیں آ رہی''...... عمران نے کہا۔

''اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لیں اور عاجزی کے ساتھ دعا کریں کہ آپ کو سیدھا راستہ دکھا دے''...... سلیمان نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

''اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ایسی کوئی غلطی نہیں ہے۔ سیکرٹ سروس کے ہر مشن پر جانے کے لئے میں نے چند خاص ممبروں کا انتخاب کیا ہوا ہے۔ اس وجہ سے وہ ممبران اب باقاعدہ فارن ٹیم بن چکے ہیں۔ دوسرے ممبرز پہلے تو صرف احتجاج کرتے رہے لیکن اب وہ باقاعدہ استعفے دینے پر آ گئے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کا مطلب فورسٹارز سے ہے''...... سلیمان نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ تم تو بہرحال جانتے ہو کہ اصل میں ٹیم کا کون انتخاب کرتا ہے اس لئے تو میں اپنی غلطی تسلیم کر رہا ہوں''...... عمران نے بھی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آپ صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو یہاں بلوا لیں۔ میں انہیں سمجھا دوں گا''...... سلیمان نے کہا۔

''تم کیسے سمجھاؤ گے۔ تمہارا کیا تعلق''...... عمران نے کہا۔

''صدیقی نے چیف سے استعفوں کی بات کی۔ چیف نے آپ سے کی اور آپ اپنے ساتھیوں کی وجہ سے پریشان ہو گئے اور میں نے آپ کی پریشانی کی وجہ پوچھ لی۔ چلیں میں خود صدیقی کو فون کر کے یہاں بلواتا ہوں''...... سلیمان نے کہا۔

''لیکن تم انہیں کہو گے کیا''...... عمران پوچھا۔

''سمجھاؤں گا کہ وہ اچھے بچوں کی طرح مان جائیں اور چاند کی فرمائش نہ کریں''...... سلیمان نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

''ٹھیک ہے بلا لو''...... عمران نے کہا تو سلیمان نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ عمران دیکھ رہا تھا کہ اس نے صدیقی کے فلیٹ کا فون نمبر پریس کیا تھا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس۔ صدیقی بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی صدیقی کی آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ۔ سلیمان بول رہا ہوں صدیقی صاحب''۔ سلیمان نے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ۔ سلیمان۔ خیریت۔ تم نے آج کیسے فون کیا ہے''...... صدیقی نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''صاحب کی پریشانی کو دیکھتے ہوئے میں نے سوچا کہ آپ سے خود ہی بات کر لوں''...... سلیمان نے کہا۔

''صاحب کی پریشانی۔ تمہارا مطلب عمران صاحب سے ہے۔ کیوں۔ کیا ہوا ہے''...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"آپ نے شاید چیف کو کہا ہے کہ آپ چاروں سٹارز استعفے دے رہے ہیں۔ چیف نے صاحب کو فون کر کے بتا دیا ہے اور صاحب اس قدر پریشان ہیں کہ مجھ سے ان کی پریشانی دیکھی نہیں گئی تو میں نے آپ کو فون کر دیا ہے۔ آپ اگر اسے اپنی توہین نہ سمجھیں کہ میں آپ کو کال کر رہا ہوں تو مہربانی کر کے یہاں فلیٹ پر تھری سٹارز سمیت تشریف لے آئیں تاکہ معاملات کو سیٹل کیا جائے اور صاحب کی پریشانی دور ہو سکے"...... سلیمان نے کہا۔

"اوہ۔ یہ عمران صاحب کا خلوص ہے سلیمان اور تمہاری اعلیٰ ظرفی کہ عمران صاحب ہمارے لئے اس قدر پریشان ہو رہے ہیں اور تم اس انداز میں ہمیں بلا رہے ہیں۔ ہم عمران صاحب کے بھی اور تمہارے بھی مشکور ہیں۔ ویسے تم عمران صاحب کو بتا دو کہ ہم نے استعفیٰ دینے کا ارادہ تبدیل کر دیا ہے۔ اب ہم استعفیٰ نہیں دے رہے۔ وہ بے شک چیف کو بھی بتا دیں"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ آپ نے ارادہ بدل دیا ہے ویری بیڈ۔ اس لئے تو صاحب پریشان تھے کہ کہیں آپ ارادہ نہ بدل دیں"...... سلیمان نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کیا مطلب۔ کیا عمران صاحب چاہتے ہیں کہ ہم استعفیٰ دے دیں"...... صدیقی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید عمران کی طرح یہ بات اس کے لئے بھی نئی اور چونکا دینے والی تھی۔

"تو اور کیا۔ خدا خدا کر کے انہیں یہ موقع مل رہا تھا کہ وہ فورسٹارز کے چیف کے عہدے پر قبضہ کر سکیں۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ انہوں نے بڑی کوشش کی تھی کہ چیف انہیں سیکرٹ سروس کا ممبر ہی بنا لے لیکن چیف نے ہر بار صاف جواب دے دیا کہ تمہیں وقتی طور پر ہار تو کیا جا سکتا ہے مستقل گلے کا ہار نہیں بنایا جا سکتا لیکن اب انہیں یقین تھا کہ کام بن جائے گا اور وہ جوزف، جوانا اور ٹائیگر کو ممبر بنا کر خود فورسٹارز کے چیف بن جائیں گے"...... سلیمان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اگر عمران صاحب چاہتے ہیں کہ ہم استعفے دے دیں تو ہم استعفے دے دیتے ہیں"...... صدیقی نے کہا۔

"اور یہ بات میں نہیں چاہتا اس لئے تو آپ کو بلا رہا تھا"۔ سلیمان نے جواب دیا تو عمران نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی ہنسی کو بمشکل روکا۔

"تم کیوں نہیں چاہتے"...... اس بار صدیقی نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ جانتا تھا کہ سلیمان عمران سے بھی دو ہاتھ آگے ہے۔

"اس لئے کہ ابھی دماغ نہیں ملتے صاحب کے اگر واقعی چیف بن گئے تو کیا ہوگا اس لئے ٹھکانے پر ہی رہیں تو بہتر ہے"۔ سلیمان نے جواب دیا تو صدیقی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"عمران صاحب ہیں فلیٹ پر"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے پوچھا۔

"ہاں۔ مصلے پر بیٹھے گڑگڑا کر دعائیں مانگ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد از جلد استعفیٰ دینے کی توفیق عطا فرمائے"۔ سلیمان نے جواب دیا تو صدیقی ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے۔ ہم آ رہے ہیں۔ اللہ حافظ"...... صدیقی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سلیمان نے رسیور رکھ دیا۔

"تم نے جھوٹ کیوں بولا۔ تمہیں معلوم نہیں کہ جھوٹ گناہ کبیرہ ہے"...... عمران نے آنکھیں نکالتے ہوئے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے جھوٹ نہیں آپ کے دل کی بات کی ہے۔ ویسے اگر آپ کہیں تو مس جولیا کو بھی فون کر دوں"...... سلیمان نے باقاعدہ توجیہہ پیش کرتے ہوئے کہا۔

"جولیا کو فون۔ کیوں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"تاکہ اسے خوشخبری سنائی جا سکے کہ آپ چیف بن رہے ہیں۔ چاہے فورسٹارز کے ہی سہی۔ بن تو رہے ہیں"...... سلیمان نے کہا۔

"اس میں جولیا کے لئے خوشخبری کہاں سے آ گئی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اس لئے کہ مس جولیا چیف کی پرستار ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ وہ چیف کے خلاف ایک لفظ بھی نہیں سن سکتی"...... سلیمان نے کہا۔

"تو پھر اس سے کیا ہوتا ہے"...... عمران نے حقیقی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے واقعی سلیمان کی بات سمجھ نہ آئی تھی۔

"پھر ڈھولکی بجاؤ گوریو کا الاپ شروع ہو جائے گا"...... سلیمان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کر وہ تیزی سے مڑا اور کمرے سے باہر نکل گیا۔

"یہ واقعی اب ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز پر پڑا رسالہ اٹھا لیا۔

یورپ کے ایک چھوٹے سے ملک کرانس کے دارالحکومت کرانی کے ایک چھوٹے اور سادہ سے آفس نما کمرے میں ایک لمبے قد اور قدرے بھرے ہوئے جسم کا آدمی میز کے پیچھے رکھی ہوئی ریوالونگ چیئر پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ادھیڑ عمر آدمی تھا اور اس کے سر کے بال آدھے سے زیادہ غائب تھے اور جو باقی آدھے تھے وہ اس قدر گھنگریالے تھے کہ جیسے باریک تار کے سپرنگ ہوں۔ یہ کیلون تھا اور بظاہر یہ آفس ایک چھوٹے کاروباری فرم کا آفس تھا لیکن دراصل یہ بلیک تھنڈر کے ایک سب سیکشن کا آفس تھا اور کیلون اس سب سیکشن کا چیف تھا۔ جس سیکشن کا یہ سب سیکشن تھا اسے کے سیکشن کہا جاتا تھا اور اس سب سیکشن کو کے ایم سب سیکشن کہا جاتا تھا۔

یہ سب سیکشن بلیک تھنڈر کے لئے ایک ایسا کام گزشتہ دس سالوں سے کر رہا تھا جس کی اطلاع اگر دنیا میں بسنے والے انسانوں کو ہو جاتی تو یقیناً پوری دنیا اسے اپنے لئے شدید ترین خطرہ قرار دے دیتی۔ یہ سب سیکشن کوئی ہتھیار تیار نہیں کر رہا تھا بلکہ یہ بلیک تھنڈر کے لئے ایسی مخلوق کی تیاری میں مصروف تھا جس سے انسانوں اور جانوروں کی مخلوط نسل تیار کی جا سکتی تھی۔ قدیم ترین دور میں دنیا میں ایسی مخلوق کا ذکر ملتا ہے جسے قدیم دور میں سلاجیم کا نام دیا گیا تھا۔ یہ مخلوق انتہائی طاقتور اور انتہائی خطرناک تھی۔ ان میں کئی ایسے تھے جن کے سر اور چہرے بیل جیسے تھے اور جسم انسانوں جیسے۔ کئی ایسے تھے جن کے سر اور چہرے انسانوں جیسے تھے لیکن جسم شیر جیسے تھے۔ اسی طرح اس مخلوق کی اور بھی بے شمار نسلیں تھیں۔ ان کے تذکرے نہ صرف قدیم مخطوطوں اور داستانوں میں ملتے تھے بلکہ کئی مقامات پر ان کے نقش اور مٹی کے بنے ہوئے پتلے بھی آثار قدیمہ کی کھدائیوں سے برآمد ہوئے تھے۔ جن پر ان کے بارے میں معلومات بھی درج تھیں اور اس کے ماہرین کا کہنا تھا کہ یہ مخلوق پوری دنیا میں پھیلی ہوئی تھی اور چونکہ یہ عام انسانوں سے کہیں زیادہ طاقتور اور پھرتیلے تھے اس لئے یہ انسانوں پر غالب آ جاتے تھے۔ جس پر انسانوں نے انہیں اپنا دشمن سمجھتے ہوئے ان کے خاتمے کی کوشش کی لیکن اس مخلوق نے انسانوں کو ختم کرنا شروع کر دیا۔ اس طرح اس مخلوق سلاجیم اور انسانوں کے درمیان ایک مستقل جنگ کی سی صورت پیدا ہوتی چلی گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ

انسانوں کی تعداد پوری دنیا میں تیزی سے کم ہوتی چلی گئی اور یہ مخلوق دنیا میں پھیلتی چلی گئی۔ جس سے دنیا کا توازن درہم برہم ہونا شروع ہو گیا۔ تو پھر ماہرین کے مطابق اس مخلوق پر اللہ تعالیٰ کا عذاب ٹوٹا اور پوری دنیا میں اس قدر قیامت خیز سیلاب آیا کہ پانی بلند ترین پہاڑیوں کی چوٹیوں تک جا پہنچا اور صرف ایک بہت بڑی مذہبی شخصیت اپنے چند پیروکاروں کے ساتھ زندہ بچ گئے کیونکہ وہ کشتی پر سوار ہو گئے تھے اور اس سیلاب عظیم کی وجہ سے یہ مخلوق بھی مکمل طور پر صفحہ ہستی سے مٹ گئی اور اس مخلوق کے صرف قصے کہانیاں باقی رہ گئیں جبکہ انسانوں کی نسل دوبارہ کرۂ ارض پر پھیل گئی۔

ماہرین کو اس مخلوق کے ڈھانچوں کی تلاش تھی تا کہ وہ اس پر حتمی تحقیق کر کے اسے ثابت کر سکیں لیکن ایسا کوئی ڈھانچہ دنیا میں کہیں بھی دستیاب نہیں ہوا اور لوگ اسے قصے کہانیاں ہی سمجھنے لگے لیکن تقریباً دس سال پہلے ایک ماہر آثار قدیمہ کو اٹلانٹس میں ایک علاقے کی کھدائی کے دوران ایک انسانی ڈھانچہ دستیاب ہو گیا۔ یہ سلاجیم کا ڈھانچہ تھا۔ اس کا سر اور چہرہ بیل کا تھا۔ سر پر دو سینگ بھی تھے اور باقی جسم انسانوں جیسا تھا۔ اس کے دو ہاتھوں میں چوبیس انگلیاں تھیں اور انگوٹھا موجود نہ تھا۔ اس ڈھانچے کو بے حد شہرت ملی لیکن پھر جلد ہی اسے بھلا دیا گیا کیونکہ پوری دنیا میں یہ افواہ پھیل گئی کہ یہ اصل ڈھانچہ نہیں ہے بلکہ مصنوعی طور پر بنایا گیا

ہے۔ اس افواہ کو پھیلانے کا کام بلیک تھنڈر نے کیا تھا کیونکہ بلیک تھنڈر نے اس ڈھانچے کو اپنی تحویل میں لے لیا تھا اور اس کے ماہرین نے اس کے ڈی این اے حاصل کر کے کلوننگ کے ذریعے اس مخلوق کو دوبارہ وجود میں لانے کا فیصلہ کیا تھا کیونکہ ماہرین کے مطابق مخلوق کا دماغ جانور جیسا تھا۔ ایسے پالتو جانور جیسا جو آقا کی غلامی کرتے ہیں جبکہ یہ وصف انسانوں میں نہ تھا۔ انسان بغاوت کر سکتے تھے لیکن سلاجیم بغاوت نہیں کرتے تھے اس لئے بلیک تھنڈر کے بڑوں نے فیصلہ کیا تھا کہ کلوننگ کے ذریعے اس مخلوق کو وجود میں لا کر اس کی نسل کشی کی جائے اور پھر اس کی تعداد اس قدر بڑھا دی جائے کہ یہ پوری فوج کی صورت میں آ جائیں۔ اسے بلیک تھنڈر کی فوج بنانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ ان کے لئے علیحدہ علاقہ مخصوص کر دیا گیا تھا تا کہ جب بلیک تھنڈر پوری دنیا پر قبضہ کرے تو وہ انسانوں کی فوج پر انحصار کرنے کی بجائے سلاجیم کو اپنی فوج کی حیثیت سے سامنے لائے اور جہاں بھی انسان بلیک تھنڈر کے خلاف بغاوت کریں سلاجیم ان کا خاتمہ کر دیں۔

چنانچہ اس فیصلے کے بعد یہ ڈھانچہ ایسے ماہرین کے سپرد کر دیا گیا جو ڈی این اے کے ماہر تھے۔ طویل عرصہ تک ماہرین اس ڈھانچے سے ڈی این اے علیحدہ کر کے اس کے مطالعہ میں مصروف رہے۔ اس کے بعد اس کی کلوننگ پر کام شروع کر دیا گیا۔ یہ کام کسی خفیہ ترین لیبارٹری میں ہو رہا تھا۔ کیلون کا سیکشن اس لیبارٹری

کو جسے کلون لیبارٹری کہا جاتا تھا ہر قسم کا سامان کلوننگ اور دیگر لوازمات مہیا کرنے کے لئے قائم کیا گیا تھا اور گزشتہ دس سالوں سے کیلون کا سیکشن یہ کام انتہائی خوش اسلوبی سے سرانجام دے رہا تھا لیکن اسے بھی یہ معلوم نہ تھا کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے۔ اس تک سامان کی لسٹ پہنچ جاتی تھی اور پھر انتہائی پیچیدہ انداز میں یہ سپلائی مختلف ہاتھوں سے ہوتی ہوئی آگے کہیں چلی جاتی تھی۔ البتہ کیلون کو یہ ضرور معلوم تھا کہ اس لیبارٹری میں کیا ہو رہا ہے اور اس بات کا علم بھی اسے اس لئے ہو گیا تھا کہ ایک بار سپلائی لسٹ کے ساتھ ایک علیحدہ کاغذ بھی تھا جس پر ایک سیٹلائٹ فون نمبر درج تھا اور نیچے لکھا ہوا تھا کہ کیلون اس فون نمبر پر ڈاکٹر پیٹر سے بات کرے۔ چنانچہ کیلون نے اس فون نمبر پر بات کی تو دوسری طرف ڈاکٹر پیٹر نے کہا کہ وہ اس کے لئے ایسی عورت تلاش کر کے بھیجے جو اس کے نزدیک آئیڈیل تھی۔ ڈاکٹر پیٹر نے اسے فون پر اپنے آئیڈیل کی تفصیل بھی بتا دی تھی اور یہ بھی کہا تھا کہ جب کیلون ایسی عورت کو ٹریس کر لے تو پھر وہ اسے فون کر کے بتا دے۔ پیٹر اس عورت کو لیبارٹری میں لے جانے کے انتظامات خود کرے گا۔ چنانچہ کئی بار اس سلسلے میں کیلون اور ڈاکٹر پیٹر کے درمیان گفتگو ہوئی تھی اور دونوں خاصے بے تکلف دوست بن گئے تھے۔ پھر کیلون نے اس کی فرمائش پوری کر دی تھی۔ اسے ڈاکٹر پیٹر سے معلوم ہوا تھا کہ لیبارٹری میں کیا ہو رہا ہے لیکن ڈاکٹر پیٹر نے بھی اسے یہ نہیں بتایا

تھا کہ یہ لیبارٹری کہاں واقع ہے۔ بہرحال سپلائی لیبارٹری کو باقاعدگی سے جاری تھی۔ اس وقت بھی کیلون اپنے آفس میں بیٹھا آئندہ سپلائی کے بارے میں انتظامات کی فائل دیکھ رہا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس کیلون بول رہا ہوں"...... کیلون نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"سپیشل کال"...... دوسری طرف سے ایک سرد سی آواز سنائی دی تو کیلون چونک پڑا۔ اس نے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک سرخ رنگ کا چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے میز پر موجود فون کے ساتھ اسے مخصوص انداز میں منسلک کر دیا۔ سپیشل کال کا مطلب تھا کہ سیکشن کی طرف سے اسے کال کیا جا رہا ہے اور اس آلے کو فون کے ساتھ منسلک کرنے کے بعد اب اس فون کال کو کسی بھی صورت میں چیک نہ کیا جا سکتا تھا۔ اس نے آلہ منسلک کرنے کے بعد فون کا رسیور اٹھا کر یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کئے اور پھر رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو کیلون نے رسیور اٹھا لیا۔

"کیلون بول رہا ہوں"...... کیلون نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سیکشن چیف بول رہا ہوں کیلون"...... دوسری طرف سے ایک سخت اور انتہائی سرد آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ حکم فرمائیں“...... کیلون نے پہلے سے زیادہ مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تمہاری پرسنل سیکرٹری لیزا کہاں ہے“...... دوسری طرف سے اسی طرح سخت لہجے میں پوچھا گیا تو کیلون بے اختیار چونک پڑا۔

”سر۔ وہ چھٹی لے کر اکریمیا گئی ہے۔ وہاں اس کا کوئی انکل فوت ہو گیا ہے اور سنا ہے کہ اس کا انکل کافی قیمتی جائیداد چھوڑ کر مرا ہے اور اس نے وصیت نامے میں کچھ جائیداد لیزا کے نام بھی کی ہے اور لیزا اسی سلسلے میں وہاں گئی ہے“...... کیلون نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس لیبارٹری کو تم گزشتہ دس سالوں سے سپلائی بھجوا رہے ہو وہ کہاں ہے“...... سیکشن چیف نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”نہیں باس۔ میرا جو کام ہے میں وہی کرتا ہوں اور جو میرا کام نہیں ہے میں نے اس کے بارے میں کبھی سوچا تک نہیں ہے“۔ کیلون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر لیزا کو کیسے معلوم ہوا کہ اس لیبارٹری میں کیا کام ہو رہا ہے“...... سیکشن چیف کا لہجہ اب غراہٹ آمیز ہو گیا تھا۔

”لیزا کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے باس۔ جب مجھے بھی معلوم نہیں ہے“...... کیلون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیزا کا بیان ہے کہ تم نے اسے اس بارے میں بتایا ہے“۔

سیکشن چیف نے کہا۔

”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں باس جبکہ مجھے خود اس بارے میں معلوم نہیں ہے تو میں نے اسے کیا بتانا تھا“...... کیلون نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن اس کا ذہن سیکشن چیف کی بات سن کر آندھیوں کی زد میں آ گیا تھا کیونکہ اسے یاد تھا کہ ایک رات جب وہ اور لیزا بے حد تیز شراب پی کر اکٹھے کمرے میں موجود تھے تو لیبارٹری کی بات چھڑ گئی تھی اور کیلون نے جوش میں آ کر اسے ساری بات بتا دی تھی لیکن اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس بات کا علم سیکشن چیف کو ہو جائے گا۔

”لیزا نے اس بارے میں تفصیلات ناراک کے ایک ہوٹل میں ایک آدمی مائیکل کو بتا دیں۔ مائیکل کا لنک حکومت اکریمیا کے ایک خاص سیکشن سے تھا۔ اس نے یہ بات اعلیٰ حکام تک پہنچا دی اور اعلیٰ حکام میں اس اطلاع نے کھلبلی مچا دی۔ انہوں نے اس کا انتہائی سختی سے نوٹس لیا اور اب اکریمیا میں مسلسل اس بارے میں اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد ہو رہے ہیں۔ یہ اطلاع جب سیکشن کو ملی تو ہم نے تحقیقات کرائی۔ تب پتہ چلا کہ یہ اطلاع لیزا نے فراہم کی ہے۔ لیزا کو گرفتار کیا گیا تو اس نے بتایا کہ یہ بات اسے تم نے بتائی تھی“...... سیکشن چیف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بات کرنے کی بجائے کوڑے مار رہا ہو۔

”لیزا نے غلط بیانی سے کام لیا ہے باس۔ مجھے تو ابھی تک علم

نہیں کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے اور اس میں کیا ہو رہا ہے''...... کیلون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیزا کو گولی مار دی گئی ہے اور تمہیں بھی عبرتناک سزا دینے کا مین ہیڈکوارٹر نے فیصلہ کر لیا تھا لیکن میں نے تمہیں یہ کہہ کر بچایا ہے کہ تم ایسے آدمی نہیں ہو اور تمہارا سابقہ ریکارڈ بتا رہا ہے کہ تم نے کبھی کوئی غلط کام نہیں کیا اس لئے تمہاری جان بخش دی گئی لیکن یہ بات ذہن میں بٹھا لو کہ لیزا کے اس انکشاف سے مین ہیڈکوارٹر اور سیکشن کے لئے بے پناہ مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اس لیبارٹری میں جو کام ہو رہا تھا اس پر بلیک تھنڈر کے مستقبل کا انحصار تھا۔ ہمیں جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق ایکریمیا نے اس سلسلے میں دوسری سپر پاورز کو بھی مشوروں میں شریک کر لیا ہے اس سلسلے میں سپر پاور روسیاہ، گریٹ لینڈ، کرانس اور کارمن کے اعلیٰ حکام نے مشترکہ اجلاس منعقد کئے ہیں اور سب سے خطرناک بات یہ ہوئی ہے کہ ان سب نے طویل بحث و مباحثے کے بعد یہ طے کیا ہے کہ اس لیبارٹری کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لایا جائے اور اس اطلاع پر مین ہیڈکوارٹر بے حد پریشان ہے۔ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشن پر کام کرنے کے لئے حرکت میں آ گئی تو پھر تمہیں اپنے پورے سیکشن سمیت انڈر گراؤنڈ ہونا پڑے گا''...... سیکشن چیف نے کہا۔

''میں نے تو آپ کے حکم کی تعمیل کرنی ہے باس۔ جو آپ حکم

کریں گے اس کی تعمیل ہوگی''...... کیلون نے کہا۔

''او کے تمہیں اطلاع دے دی جائے گی''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیلون نے رسیور رکھ دیا اور ہاتھ کی پشت سے پیشانی پر آ جانے والا پسینہ صاف کیا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے موت کی وادی سے زندہ واپس آ گیا ہو لیکن اسے یہ سن کر بے حد حیرت ہوئی تھی کہ تمام سپر پاورز نے لیبارٹری کے خلاف خود حرکت میں آنے کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لانے کا فیصلہ کیا تھا اور مین ہیڈکوارٹر بھی اس فیصلہ پر پریشان ہے۔ ایک بار تو اس کا دل چاہا کہ وہ کسی سے اس بارے میں معلومات حاصل کرے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کہ کہیں اسے بھی غدار نہ سمجھ لیا جائے اور اسے محاورتاً انڈر گراؤنڈ ہونے کی بجائے حقیقتاً انڈر گراؤنڈ کر دیا جائے۔

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ اس نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ چیف کو کہہ کر بیرونی مشن میں ان کے لئے بھی گنجائش پیدا کرا دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ سلیمان نے اپنے طور پر انہیں جس انداز میں بریف کیا تھا کہ وہ فارن جانے والی ٹیم سے زیادہ یہاں سماجی برائیوں کے خلاف کام کر کے ثواب کما رہے ہیں۔ اس نے بھی صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بے حد متاثر کیا تھا اس لئے وہ مطمئن ہو کر واپس چلے گئے تھے اور عمران نے ان کے جانے کے بعد فون پر بلیک زیرو کو ساری تفصیل بتا دی تھی اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ اب فورسٹارز استعفے نہیں دیں گے اس لئے عمران بھی مطمئن ہو گیا اور اس نے دل ہی دل میں یہ فیصلہ بھی کر لیا تھا کہ اب جو بیرونی مشن سامنے آئے گا اس میں وہ پوری ٹیم کو ساتھ لے جائے گا تاکہ ان کے درمیان پیدا ہو جانے والی خلیج کو ختم کیا جا سکے۔

یہ ساری باتیں کل کی تھیں۔ آج ناشتے کے بعد وہ بیٹھا اخبارات کے مطالعہ میں مصروف تھا جبکہ سلیمان بازار شاپنگ کے لئے گیا ہوا تھا۔ گو فلیٹ میں ڈیپ فریزر اور ریفریجریٹر دونوں موجود تھے لیکن سلیمان روزانہ خریداری کرتا تھا۔ اس کا اپنا نظریہ تھا کہ ریفریجریٹر اور ڈیپ فریزر میں اگر گوشت، سبزیاں اور پھل زیادہ دیر تک پڑے رہیں اور پھر انہیں استعمال کیا جائے تو ان سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے وہ روزانہ تازہ سامان لا کر لنچ اور رات کے کھانے کا انتظام کرتا تھا۔ البتہ چند چیزوں کے خراب ہونے کا خدشہ نہ تھا اس لئے وہ انہیں ہر ماہ کے آغاز میں اکٹھا لے آتا تھا کیونکہ زیادہ مقدار میں چیزیں خریدنے سے کم رقم خرچ ہوتی تھی اور اس سے خاصی بچت ہو جاتی تھی اس لئے حسب عادت سلیمان ناشتے کے بعد شاپنگ کے لئے بازار جا چکا تھا۔ عمران بیٹھا اخبارات کا مطالعہ کر رہا تھا کہ اچانک ساتھ پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں“...... عمران نے اخبار سے نظریں ہٹائے بغیر بولتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کوئی خودکار مشین بول رہی ہو۔

”سلطان بول رہا ہوں عمران بیٹے“...... دوسری طرف سے سرسلطان کی شفقت بھری آواز سنائی دی تو عمران ان کے لہجے اور

بیٹے کا لفظ سن کر چونک پڑا۔ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان یہ لہجہ اور انداز اس وقت اپناتے ہیں جب انہیں عمران سے کوئی ایسی بات منوانی ہوتی ہے جو ان کے خیال میں عمران نہیں مانے گا۔

"سلطان بولا نہیں کرتے جناب بلکہ حکم فرمایا کرتے ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اخبار اس نے ایک طرف رکھ دیا تھا اور اب وہ فون کی طرف پوری طرح متوجہ تھا۔

"تمہیں پریذیڈنٹ ہاؤس میں بطور نمائندہ خصوصی چیف کال کیا گیا ہے یا تو تم میرے پاس آ جاؤ اور ہم اکٹھے وہاں جائیں گے یا پھر تم وہاں اپنے طور پر پہنچ جاؤ"...... سرسلطان نے کہا۔

"آپ حکم دیں تو میں کیا چیف بھی آپ کے حکم کی تعمیل میں پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ سکتا ہے"...... عمران نے جان بوجھ کر کہا۔

"یہ تمہاری اعلیٰ ظرفی ہے بیٹے۔ بہرحال انتہائی اہم معاملہ ہے اور صدر صاحب خود تم سے اور تمہارے چیف سے درخواست کرنا چاہتے ہیں"...... سرسلطان نے کہا۔

"اس سے پاکیشیا کو کتنے مفادات حاصل ہوں گے"...... عمران نے قدرے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"مفادات۔ کیا مطلب"...... سرسلطان نے چونک کر پوچھا۔

"ظاہر ہے کوئی ایسا کام آن پڑا ہے جس سے براہ راست پاکیشیا کا کوئی مفاد نہیں ہو گا۔ البتہ یہ کام سرانجام دینے سے کوئی دوسرا ملک پاکیشیا کے ساتھ معاہدے کر لے گا جس سے پاکیشیا کو

مفادات حاصل ہوں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ مجھے تو صدر صاحب نے کہا ہے کہ میں تمہیں لے کر پریذیڈنٹ ہاؤس پہنچ جاؤں۔ میں نے ان سے مزید تفصیل پوچھی تو انہوں نے کہا کہ اس میں پوری دنیا کا مفاد وابستہ ہے"...... سرسلطان نے جواب دیا۔

"مطلب ہے کہ اب دنیا پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کیش کرانا چاہتی ہے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"دیکھو بیٹے۔ ہم اس دنیا میں رہتے ہیں اور ہمارے مفادات ایک دوسرے کے ساتھ وابستہ ہیں اس لئے اگر پوری دنیا کے مفادات کو کبھی کوئی مسئلہ آن پڑا تو ہماری بہرحال اس میں شرکت ضروری ہوتی ہے"...... سرسلطان نے کہا۔

"آپ صدر صاحب سے ملاقات کر کے تفصیلات معلوم کر لیں۔ میں آپ سے معلوم کر لوں گا ورنہ اس تکلف زدہ ماحول میں میرا دم گھٹتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پروٹوکول اور حفظ مراتب کو تم تکلف کہہ رہے ہو۔ اب چونکہ صدر صاحب نے حکم دے دیا ہے اس لئے بہرحال تمہیں جانا تو ہو گا"...... سرسلطان نے اس بار خشک لہجے میں کہا۔

"میں نے تو پہلے ہی عرض کیا ہے کہ اگر آپ حکم دیں تو میں چیف کو بھجوا دیتا ہوں۔ چیف صدر کی بات تو بے شک ٹال جائیں لیکن آپ تو سلطان ہیں۔ آپ کی بات ٹال کر انہوں نے اپنی

گردن تو جلاد سے نہیں کٹوائی''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم خود فوراً پہنچو''...... اس بار سرسلطان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''یہ بین الاقوامی سطح پر کیا چکر چل پڑا ہے۔ جو اس انداز میں بات کی جا رہی ہے''...... عمران نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور تھوڑی دیر بعد اس کی کار پریذیڈنٹ ہاؤس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ پریذیڈنٹ ہاؤس میں اس کا استقبال اس انداز میں کیا گیا جیسے عمران وی وی آئی پی ہو۔ عمران کو پریذیڈنٹ ہاؤس کے ایک خصوصی کمرے میں پہنچا دیا گیا اور اس کے سامنے فوراً ملٹی کلر ٹشوز میں لپٹی ہوئی مشروب کی بوتل بھی پہنچ گئی۔

''واہ۔ اسے کہتے ہیں قسمت۔ لگتا ہے صدر صاحب کو کوئی لمبا ہی کام پڑ گیا ہے مجھ سے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مشروب پی کر بوتل رکھی ہی تھی کہ سائیڈ پر موجود دروازہ کھلا اور صدر صاحب اندر داخل ہوئے تو عمران احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔ صدر صاحب کے پیچھے سرسلطان بھی تھے۔ عمران نے بڑے احترام بھرے انداز میں سلام کیا۔ صدر صاحب کے ہاتھ میں ایک سرخ رنگ کی فائل تھی۔

''تشریف رکھیں''...... صدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ خود

بھی اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے تو سرسلطان بھی دوسری کرسی پر بیٹھ گئے اور ان دونوں کے بیٹھنے کے بعد عمران بھی اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''عمران صاحب۔ آپ کو یہاں آنے کی تکلیف اس لئے دی گئی ہے کہ آپ چیف ایکسٹو کو رضامند کر سکیں۔ ایک انتہائی اہم مسئلہ درپیش ہے اور ہم چاہتے ہیں کہ چیف ایکسٹو اس کام سے انکار نہ کریں''...... صدر صاحب نے بڑے دوستانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''پہلی بات تو یہ ہے جناب کہ چیف اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ وہ میری بات تو چاہے ماننے سے انکار کر دیں لیکن آپ کی اور سرسلطان کی وہ بے حد عزت کرتے ہیں اس لئے اگر آپ انہیں براہ راست بھی کہہ دیتے تو وہ انکار نہ کرتے۔ دوسری بات یہ کہ چیف صاحب اصول پر کام کرتے ہیں اور اگر ان کے اصول کے مطابق کام ہوا تو وہ ویسے ہی انکار نہیں کریں گے اور اگر اصول سے ہٹ کر ہوا تو پھر چاہے کوئی کچھ بھی کیوں نہ کہے وہ انکار کر دیں گے۔ البتہ آپ مجھے حکم دیں میں حکم کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں''...... عمران نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سرسلطان اس معاملے میں بے حد حساس ہیں۔ اگر اس نے ذرا سی بھی پروٹوکول سے کوتاہی کی تو سرسلطان اس حد تک ناراض ہو جائیں گے کہ پھر انہیں منانے کے لئے نجانے کتنے پاپڑ بیلنے پڑیں

گے لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے معاملے پر حتمی بات کرنے کی بجائے اسے درمیان میں ہی لٹکا دیا تھا۔

"عمران صاحب تمام سپر پاورز جن میں ایکریمیا، روسیاہ، گریٹ لینڈ اور کارمن شامل ہیں، نے مشترکہ درخواست کی ہے کہ ایک ایسا مشن جس سے پوری دنیا کو شدید ترین خطرات لاحق ہیں۔ اس پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کرے کیونکہ ان سب کے نقطہ نظر سے اس دنیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی ایسی سروس ہے جو اس کام میں کامیابی حاصل کر سکتی ہے"...... صدر صاحب نے کہا تو عمران چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"ایسا کون سا مشن ہے جناب"...... عمران نے کہا۔

"یہ آپ کے چیف صاحب کی کارکردگی ہے۔ جسے پوری دنیا میں سراہا جا رہا ہے۔ ایکریمیا اور روسیاہ جن کے پاس بے شمار سیکرٹ ایجنسیاں ہوں گی۔ اس طرح گریٹ لینڈ اور کارمن جن کے پاس بھی بے شمار ایجنسیاں ہیں لیکن وہ سب تفصیلی میٹنگ کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ یہ مشن اگر مکمل کر سکتی ہے تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کر سکتی ہے اور جس انداز میں ان سپر پاورز نے ہم سے درخواست کی ہے اس سے بھی مجھے اپنے ملک کی عزت پر بے حد مسرت ہوئی ہے۔ آپ یہ فائل لے جائیں اس میں مشن کے بارے میں تفصیلات درج ہیں۔ آپ ہماری طرف سے بھی چیف صاحب سے درخواست کریں اور اپنی طرف سے بھی کوشش

کریں کہ چیف اس مشن پر کام کرنے پر آمادہ ہو جائیں ورنہ ان کے انکار کی صورت میں ہمارے لئے بے حد مشکلات پیدا ہو جائیں گی جبکہ ان کی آمادگی کی صورت میں پاکیشیا کو ایسے مفادات حاصل ہوں گے جن سے پاکیشیا ترقی یافتہ ممالک میں شامل ہو سکتا ہے"...... صدر صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی سامنے میز پر پڑی ہوئی فائل اٹھا کر انہوں نے عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے اٹھ کر فائل ان سے لی۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں فائل بھی اور آپ کے جذبات بھی چیف تک پہنچا دوں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کی بات نہیں ٹالیں گے"...... عمران نے کہا تو صدر کے ساتھ ساتھ سرسلطان کے ستے ہوئے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

"شکریہ۔ آپ سرسلطان کو ضرور اطلاع کر دیں تاکہ ہم تمام سپر پاورز کے صدور کو بھی یہ خوشخبری سنا سکیں"...... صدر نے کہا اور اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کے اٹھتے ہی سرسلطان اور عمران بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ صدر نے ایک بار پھر عمران کا شکریہ ادا کیا اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے کمرے سے باہر جانے کے بعد عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور فائل اٹھائے وہ کمرے کے دوسرے دروازے سے نکل کر باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے دانش منزل کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں مسلسل یہی سوچ موجود تھی کہ آخر ایسا کون

سا مشن ہو گا جس پر دنیا کی تمام سپر پاورز نہ صرف اکٹھی ہو گئی
تھیں بلکہ اپنی ناکامی کا اعلان کرتے ہوئے انہوں نے پاکیشیا
سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کرنے کی درخواست کی ہے۔
تھوڑی دیر بعد وہ دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک
زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"میری طرف سے مبارکباد قبول کرو کہ اب تو سپر پاورز بھی
تمہاری کارکردگی کو برملا تسلیم کرنے لگ گئی ہیں"...... عمران نے رسمی
سلام دعا کے بعد کہا تو بلیک زیرو چونک پڑا۔

"یہ آپ نے کوئی خواب دیکھا ہے شاید"...... بلیک زیرو نے
مسکراتے ہوئے کہا تو عمران نے سرسلطان کے فون آنے سے لے
کر پریذیڈنٹ ہاؤس جانے اور پھر وہاں صدر صاحب سے ہونے
والی گفتگو دوہرا دی تو بلیک زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات
ابھر آئے۔

"لیکن مشن کیا ہے"...... بلیک زیرو نے پوچھا۔

"جو کچھ بھی ہے اس فائل میں ہے۔ تم میرے لئے چائے بنا
لاؤ تاکہ میں تمہاری کارکردگی پر مزید خوش ہو سکوں"...... عمران نے
کہا تو بلیک زیرو مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"مطلب ہے کہ آپ اپنی کارکردگی پر خوش ہونا چاہتے
ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ارے۔ میں کیا اور میری حیثیت کیا۔ اصل اہمیت تو چیف کی

ہے"...... عمران نے کہا۔

"منتیں تو صدر صاحب آپ کی کرتے رہے ہیں۔ آپ بات
مجھ پر ڈال رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک بڑی مشہور کہاوت ہے کہ ایک صاحب کو مٹی سے تیز
خوشبو آئی تو یہ صاحب بے حد حیران ہوئے۔ انہوں نے مٹی سے
پوچھا کہ تمہارے اندر یہ خوشبو کیسے آ گئی تو مٹی نے جواب دیا کہ
گلاب کی ہم نشینی کی وجہ سے کیونکہ وہ مٹی گلاب کے پودے کے
گرد کی تھی اور گلاب کی خوشبو اس مٹی میں بھی رچ بس گئی تھی تو
جناب چیف صاحب آپ کی ہم نشینی کی وجہ سے ہم سے بھی منتیں
ہو رہی ہیں ورنہ ہم تو دراصل مٹی ہی ہیں"...... عمران نے جواب دیا
تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب یہ بات انہیں کون بتائے کہ مٹی کون ہے اور گلاب کون
ہے"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا اور اٹھ کر کچن کی طرف
بڑھ گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے فائل کھولی۔ اس میں صرف
تین صفحات تھے اور کاغذات پر ایکریمیا کی سرکاری مہر بھی موجود
تھی۔ عمران نے فائل میں موجود کاغذات کو پڑھنا شروع کر دیا۔
جیسے جیسے وہ فائل پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھرتے چلے جا رہے تھے۔ تھوڑی دیر بعد بلیک زیرو چائے
کی دو پیالیاں اٹھائے واپس آیا۔ اس نے چائے کی ایک پیالی
عمران کے سامنے رکھی اور دوسری پیالی اٹھائے وہ اپنی کرسی کی

طرف بڑھ گیا۔ عمران نے فائل پڑھنے کے ساتھ ساتھ چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں لیکن اس کی نظریں مسلسل فائل پر ہی جمی ہوئی تھیں جبکہ بلیک زیرو خاموش بیٹھا چائے سپ کرنے میں مصروف تھا۔ پوری فائل پڑھ کر عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر فائل بند کر کے اس نے بلیک زیرو کے سامنے رکھ دی۔

''کیا مشن ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''خود پڑھ لو''...... عمران نے مختصر سا جواب دیا اور چائے کی پیالی اٹھا لی۔ اس کے چہرے پر الجھن کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ بلیک زیرو کے چہرے پر بھی فائل پڑھنے کے ساتھ ساتھ حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ فائل ختم کر کے اس نے بھی بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر فائل بند کر کے میز پر رکھ دی۔

''عمران صاحب میرا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کوئی ٹریپ ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ ایکریمیا، روسیاہ، گریٹ لینڈ اور کارمن جیسے ترقی یافتہ ممالک کے حکام پاگل ہو گئے ہیں یا ان سب نے مل کر ہمارا مذاق اڑانے کی کوشش کی ہے اور مجھے تو حیرت ہے کہ صدر صاحب نے اسے پڑھ کر واپس ان کے منہ پر کیوں نہیں مار دیا''...... عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ جو کچھ اس میں درج ہے اول تو یہ بات ہی ناقابل یقین ہے۔ ایسا داستانوں اور قدیم قصہ کہانیوں میں تو ہو سکتا ہے لیکن سائنس کے موجودہ دور میں ایسی باتیں انتہائی احمقانہ ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ بلیک زیرو ہونٹ بھینچے ہوئے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ دانش منزل کے فون کا لاؤڈر مستقل طور پر پریسڈ رہتا تھا اس لئے دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز بلیک زیرو کو بھی سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''علی عمران بول رہا ہوں۔ سرسلطان سے بات کراؤ''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے چونک کر لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''سلطان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

''سیکرٹری فون کا لنک آف کر دیجئے''...... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''وہ پہلے ہی آف کر دیا گیا ہے۔ کیا ہوا ہے۔ تم اس قدر سنجیدہ کیوں ہو''...... سرسلطان نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''آپ نے فائل پڑھی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ کیوں"...... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

"سر سلطان۔ کیا سپر پاورز کو مذاق اڑانے کے لئے پاکیشیا ہی ملا ہے کہ انہوں نے اس طرح کی اوٹ پٹانگ باتیں لکھ کر بھجوا دی ہیں اور صدر صاحب نے لازماً فائل پڑھی ہو گی۔ انہوں نے اسے واپس ان کے منہ پر کیوں نہیں مار دیا"...... عمران نے خاصے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا کر رہے ہو۔ اوٹ پٹانگیں باتیں۔ کیا مطلب۔ کیا لکھا ہوا ہے فائل میں مجھے بتاؤ"...... سر سلطان نے انتہائی پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"فائل میں درج ہے کہ ایک یورپین لڑکی سے معلوم ہوا ہے کہ بلیک تھنڈر کی ایک خفیہ لیبارٹری میں بیل کے سر اور انسانی جسم رکھنے والے ایسے بیل نما انسان کلوننگ سے پیدا کئے جا رہے ہیں جو انتہائی طاقتور ہوں گے اور انسان کی ان کے مقابلے میں کوئی حیثیت ہی نہ ہو گی اور بلیک تھنڈر ان کی نسل کشی کر کے انہیں لاکھوں کی تعداد میں وجود میں لا کر ایک مخصوص علاقے میں رکھے گی اور پھر دنیا کو فتح کرنے کے بعد یہ بیل نما انسان اس کی فوج ہوں گے اور اس لڑکی کی اس بات نے ایکریمیا، روسیاہ، گریٹ لینڈ، کرانس اور کارمن سب ممالک کے حکام میں کھلبلی مچا دی۔ سب نے اس خطرے سے نمٹنے کے لئے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کی منصوبہ بندی کی لیکن آخرکار یہ سب اس نتیجے پر پہنچے کہ یہ کام

پاکیشیا سیکرٹ سروس کر سکتی ہے اس لئے پاکیشیا کے صدر سے درخواست کی جائے کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لائیں اور وہ اس لیبارٹری کو تباہ کر دیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"بیل نما انسان۔ یہ کیا مذاق ہے۔ بلیک تھنڈر کے بارے میں تو سنا ہوا ہے لیکن یہ بیل نما انسان کا کیا مطلب ہوا۔ اس فائل میں کوئی تفصیل تو لکھی ہو گی ان کے بارے میں"...... سر سلطان نے بھی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لکھی ہوئی ہے کہ قدیم دور میں ایسی مختلف مخلوقات کرۂ ارض پر موجود تھیں جو بعد میں ختم ہو گئیں۔ اس نوع کا ایک ڈھانچہ ماہرین کو ملا ہے اور اس ڈھانچے کو بلیک تھنڈر کلوننگ کے لئے استعمال کر رہا ہے اور اگر ایسا ہو گیا تو پوری دنیا حقیقی خطرے کی زد میں آ جائے گی اور کروڑوں اربوں انسان ان کے ذریعے ہلاک کر دیئے جائیں گے"...... عمران نے جواب دیا۔

"یہ تو واقعی احمقانہ بات ہے۔ میں ایکریمیا کے چیف سیکرٹری سے بات کرتا ہوں۔ تم کہاں سے بول رہے ہو"...... سر سلطان نے تیز لہجے میں کہا۔

"دانش منزل سے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی خود تمہیں فون کرتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور

رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ صرف طاقتور بیل نما انسان تو پوری دنیا کے اربوں انسانوں کے لئے خطرہ نہیں بن سکتے۔ یہ ضرور کوئی اور چکر ہے اور یہ بات بھی درست ہے کہ تمام سپر پاورز اس احمقانہ انداز میں نہیں سوچ سکتیں۔ لازماً درپردہ کوئی ایسی بات ہے جس کی وجہ سے وہ اس قدر خوفزدہ ہو گئے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے بھی کہیں پڑھا تھا کہ قدیم ترین دور میں ایسی نوعیں دنیا میں موجود تھیں لیکن پھر وہ ختم ہو گئیں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ اب موجودہ سائنس اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ڈھانچے سے ملنے والے ڈی این اے سے کلوننگ کے ذریعے اس دنیا میں اس مخلوق کو وجود میں لے آئے لیکن اس سے کیا ہو گا اور ویسے بھی یہ کام سائنس دانوں اور ماہرین کا ہے۔ اس میں بلیک تھنڈر کیوں ملوث ہے اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ صرف ایک عورت کی بات پر یقین کر کے اتنا بڑا ہنگامہ کھڑا کیا گیا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں۔ عمران یہاں ہو گا"...... دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ علی عمران بول رہا ہوں"...... عمران نے اسی طرح

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے میری ایکریمیا کے چیف سیکرٹری سے فون پر بات ہوئی ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ ان کا خیال تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور عمران دونوں اس قدیم ترین نوعی مخلوق کے بارے میں سب کچھ جانتے ہوں گے انہوں نے اس بارے میں تفصیل بتائی ہے کہ ماہرین کا کہنا ہے کہ قدیم مخطوطوں، پتھروں اور تختیوں پر اس مخلوق کے بارے میں جو کچھ لکھا ہوا ملا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نوعی مخلوق پر دھات کا کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا اور ماہرین کے خیال کے مطابق ان پر بارودی اور شعاعی ہتھیار بھی اثر نہیں کریں گے۔ اس مخلوق کے سروں پر اگر ایٹم بم بھی مار دیئے جائیں تو ان پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ یہ صرف پانی میں غرق ہو کر ہلاک ہو سکتے ہیں ورنہ ان کی زندگیاں ہزاروں سالوں پر محیط ہوتی ہیں اور یہ مخلوق انسان دشمن ہے۔ اگر بلیک تھنڈر کلوننگ کے ذریعے انہیں وجود میں لے آئی اور ان کی نسل بڑھا لی تو یہ پوری انسانیت کے لئے ایک نہ ختم ہونے والا عذاب بن جائے گا اور چیف سیکرٹری کے مطابق ماہرین سے انتہائی تفصیل سے یہ باتیں ہوئی ہیں اور پھر بلیک تھنڈر کی وجہ سے تمام سپر پاورز نے متفقہ طور پر اس مصیبت سے چھٹکارے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتخاب کیا ہے"...... سر سلطان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ سب غلط ہے۔ ایسا ممکن ہی نہیں۔ یہ سب قصے کہانیوں کی باتیں ہیں اور یہ ہمارے خلاف کوئی گہری سازش ہے۔ آپ صدر صاحب سے کہہ کر یہ فائل واپس بھجوا دیں اور انہیں کہہ دیں کہ چیف نے ان کے ٹریپ میں آنے سے انکار کر دیا ہے"...... عمران نے غصیلے اور دوٹوک لہجے میں کہا۔

"عمران بیٹے۔ تم جو کہہ رہے ہو وہ درست ہے۔ لیکن سپر پاورز کے ساتھ معاملات اس طرح دوٹوک انداز میں نہیں نمٹائے جاتے۔ تمام سپر پاورز کے ساتھ ہمارے معاہدے ہیں اور ہمارے مفادات وابستہ ہیں۔ ہم کیسے انہیں دوٹوک جواب دے سکتے ہیں" سرسلطان نے اسے خارجہ معاملات کی باریکیاں سمجھاتے ہوئے کہا۔

"ان خارجہ معاملات سے آپ خود نمٹیں۔ بہرحال اس مشن پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کام نہیں کر سکتی"...... عمران نے کہا۔

"عمران بیٹے۔ تم بے شک کام نہ کرو لیکن یہ فائل اپنے پاس رکھ لو۔ میں صدر صاحب کو کہہ دیتا ہوں اور ایکریمیا کے چیف سیکرٹری کو بھی بتا دیتا ہوں کہ چیف ایکسٹو نے فائل اپنے پاس رکھ لی ہے۔ وہ خود اس سلسلے میں چھان بین کریں گے۔ اگر یہ مخلوق واقعی انسانیت کش ثابت ہوئی تو چیف اس کے خلاف کام کریں گے ورنہ نہیں۔ پھر ہفتے دو ہفتے بعد ہم یہ کہہ کر فائل واپس کر دیں گے کہ چیف نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق یہ مخلوق

ایسی نہیں ہے جس سے انسانیت کو خطرہ ہو۔ اس طرح معاملات خودبخود ایڈجسٹ ہو جائیں گے اور پاکیشیا کے مفادات کو بھی نقصان نہیں پہنچے گا"...... سرسلطان نے کہا۔

"آپ واقعی خارجہ معاملات کے ماہر ترین شخص ہیں۔ بہرحال میں نے جو بات کہہ دی ہے وہ فائنل ہو گی۔ باقی آپ جیسے چاہیں ویسے کریں"...... عمران نے کہا۔

"ویسے میرا مشورہ ہے کہ اس بارے میں معلومات خود حاصل کرو کیونکہ پانچ سپر پاورز بیک وقت اتنی احمقانہ بات نہیں کر سکتیں جیسے تم نے سمجھ لیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ تم جو کچھ سمجھ رہے ہو وہ غلط ہو۔ معلومات حاصل کر لینے میں آخر حرج ہی کیا ہے"...... سرسلطان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ آپ نے واقعی بہت اچھے انداز میں مجھے سمجھایا ہے۔ اب میں بھی اس سلسلے میں معلومات حاصل کر لوں گا"...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میری بات ماننے کا بے حد شکریہ"...... سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ سرسلطان کی بات درست بھی ہو سکتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس بارے میں درست معلومات نہ ہوں"۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"میں نے انسائیکلوپیڈیا میں اس سلسلے میں کافی عرصے پہلے

پڑھا تھا۔ بہرحال میں دوبارہ لائبریری میں اسے دیکھ لیتا ہوں''۔
عمران نے کہا اور اٹھ کر لائبریری کی طرف بڑھ گیا۔ لائبریری
میں تقریباً دو گھنٹے گزارنے کے بعد وہ واپس آپریشن روم میں آ
گیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب کچھ پتہ چلا'' ...... بلیک زیرو نے
اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

''ہاں۔ معلوم ہوا ہے کہ اس قسم کی مخلوط مخلوق قدیم ترین دور
میں موجود تھی۔ ان میں سے کچھ تو انسان دوست تھے اور کچھ انسان
دشمن۔ بہرحال پھر امتداد زمانہ سے ان کا خاتمہ ہو گیا۔ اس ٹائپ
کی مخلوق کے لئے اس دور میں ایک نام مشہور تھا اور وہ تھا سلاجیم
اس سلاجیم میں بیل کے سر اور انسانی جسم والی مخلوق کا ذکر بھی ملتا
ہے۔ یونان کی قدیم تحریروں میں اسے منوٹور کا نام دیا گیا ہے اور
انسائیکلوپیڈیا میں درج ہے کہ اسے اس دور کی ریاست اٹکا کے ایک
سورما تھیوس نے قتل کیا تھا اور ایک تختی پر ایک تصویر بھی ملی ہے
جس میں ایک بیل نما انسان کو ایک عام انسان تلوار کے ذریعے
ہلاک کر رہا ہے۔ تصویر میں انسان نے اس مخلوق کا سر ایک ہاتھ
سے تھام رکھا ہے اور اس کے سینے پر پیر رکھا ہوا ہے اور اس کے
دوسرے ہاتھ میں تلوار ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ چیف سیکرٹری
ایکریمیا نے جو بتایا ہے کہ اس مخلوق پر نہ تو کوئی دھات کا ہتھیار
اثر کرتا ہے اور نہ ہی بارودی اور شعاعی ہتھیار۔ یہ غلط ہے جب

قدیم دور میں اسے تلوار سے ہلاک کیا جا سکتا تھا تو جدید دور میں
میزائلوں اور گولیوں سے اس مخلوق کا خاتمہ کیوں نہیں کیا جا
سکتا'' ...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے
کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے
ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''ایکسٹو'' ...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔ اس کا خیال تھا
کہ سرسلطان کا فون ہو گا۔ وہ صدر سے بات کر کے اسے بتانا
چاہتے ہوں گے کہ انہوں نے صدر سے کیا کہا ہے۔

''صدیقی بول رہا ہوں چیف'' ...... لیکن دوسری طرف سے
صدیقی کی آواز سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ ساتھ بیٹھا ہوا بلیک
زیرو بھی چونک پڑا تھا۔

''یس۔ کیوں براہ راست کال کی ہے'' ...... عمران نے سرد لہجے
میں کہا۔

''چیف ہم ایک روز کے لئے سراج نگر جانا چاہتے ہیں۔ نعمانی
کا ایک عالم دوست وہاں رہتا ہے۔ جس کا نام محمود شیرازی ہے۔
اس کی دعوت پر ہم وہاں جانا چاہتے ہیں۔ آپ سے اجازت لینے
کے لئے فون کیا ہے'' ...... صدیقی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کس مضمون کا عالم ہے اور اس کا پورا پتہ اور فون نمبر کیا ہے۔
تاکہ اگر تمہاری ضرورت پڑے تو تمہیں کال کیا جا سکے'' ...... عمران
نے کہا۔

''چیف۔ فون نمبر تو انہوں نے بتایا ہے لیکن پتہ صرف سراج نگر بتایا ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ سراج نگر میں ہم کسی سے پوچھ لیں تو ہمیں ان تک پہنچا دیا جائے گا اور نعمانی کو معلوم ہے کہ وہ کس موضوع کے عالم ہیں۔ اس نے تفصیل نہیں بتائی اور وہی ہمیں ساتھ لے جا رہا ہے''...... صدیقی نے کہا اور ساتھ ہی فون نمبر بتا دیا۔

''ٹھیک ہے تم جا سکتے ہو''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''اب میں فلیٹ پر جا رہا ہوں۔ یہ معاملہ تو ختم ہوا۔ البتہ فائل تم سیف میں رکھ دو۔ ہفتے دو ہفتے بعد اسے واپس کر دیں گے''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران فلیٹ میں پہنچ گیا۔ سلیمان فلیٹ میں موجود تھا۔ عمران آ کر سٹنگ روم میں بیٹھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''نعمانی بول رہا ہوں عمران صاحب۔ ہم فور سٹارز سراج نگر میں ایک سید چراغ شاہ صاحب کی قبیل کے صاحب محمود شیرازی سے ان کی دعوت پر ملنے جا رہے ہیں۔ صدیقی نے چیف کو فون کر کے ان سے اجازت بھی لے لی ہے لیکن ہم سب کا خیال ہے کہ اگر آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں تو محمود شیرازی سے ملاقات کا زیادہ

لطف آئے گا''...... نعمانی نے کہا۔

''کیا وہ بھی سید چراغ شاہ صاحب کی طرح روحانی بزرگ ہیں۔ کیسے معلوم ہوا تمہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو نعمانی نے اسے قدیم قلمی مخطوطے لے آنے اور اسے پڑھنے کے ساتھ ساتھ پبلک لائبریری کے لائبریرین کے فون آنے اور پھر محمود شیرازی کے اس کے فلیٹ پر آنے اور اس سے ہونے والی گفتگو مختصر طور پر بتا دی۔

''پھر تو وہ صاحب علم ہوئے۔ صاحب روحانیت تو نہ ہوئے''۔ عمران نے کہا۔

''وہ صاحب علم ہونے کے ساتھ ساتھ صاحب روحانیت بھی ہیں عمران صاحب۔ میں جو کتاب پڑھ رہا تھا اس میں ایک ماورائی مخلوق سلاجیم کا ذکر بھی کیا گیا تھا۔ اس مخلوق کا سر بیل اور جسم انسانی بتایا گیا ہے اور اس کتاب میں اس مخلوق کو تسخیر کرنے کا طریقہ بھی درج تھا لیکن یہ اس قدر مشکل اور پیچیدہ تھا کہ میرا خیال ہے کہ موجودہ دور میں یہ ناممکن ہے۔ پھر محمود شیرازی نے یہ کتاب مجھ سے مانگ لی اور انہوں نے کہا کہ میں ان کے پاس سراج نگر آؤں تو وہ سلاجیم کو بلا کر میری اس سے ملاقات کرا دیں گے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ صاحب روحانیت بھی ہیں''...... نعمانی نے کہا تو عمران سلاجیم کا ذکر سن کر بے اختیار اچھل پڑا۔

''تم نے سلاجیم کہا ہے جبکہ سلاجیم تو اس قسم کی تمام نوعوں کے

لئے استعمال کیا جاتا ہے جبکہ بیل نما انسان کا خاص نام تو منوٹور ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ بھی اس بارے میں جانتے ہیں۔ حیرت ہے۔ بہر حال اس کتاب میں اس مخلوق کا نام سلاجیم ہی درج تھا"...... نعمانی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جو کچھ میں سمجھ رہا تھا وہ غلط تھا اور جو کچھ سپر پاورز کہہ رہی تھیں وہ درست ہے"...... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں عمران صاحب"...... نعمانی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"قدرت کے اتفاقات بھی حیرت انگیز ہوتے ہیں۔ تمہارے چیف کے پاس ایکریمیا کے صدر نے ایک فائل بھجوائی ہے کہ بلیک تھنڈر اس منوٹور یا بقول تمہارے سلاجیم کی کلوننگ کر کے اسے دوبارہ وجود میں لا رہی ہے اور تمام سپر پاورز کا یہ متفقہ فیصلہ تھا کہ بلیک تھنڈر سے اگر کوئی سروس مقابلہ کر سکتی ہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کر سکتی ہے اس لئے انہوں نے چیف سے درخواست کی کہ وہ اس معاملے میں دلچسپی لے۔ چیف نے فائل میرے پاس بھجوا دی۔ میں نے اس بارے میں انسائیکلوپیڈیا کا مطالعہ کیا اور سلاجیم اور منوٹور کے بارے میں اس میں جو تفصیل درج ہے اس کے مطابق یہ ایسی ضرر رساں مخلوق نہ تھی کہ جس سے پوری دنیا کے

انسانوں کو خطرہ ہو اس لئے میں نے اپنی رپورٹ لکھ کر فائل چیف کو واپس بھجوا دی کہ یہ مشن نہیں بنتا اور ابھی میں یہ فائل بھیج کر فارغ ہوا ہی ہوں کہ تمہارا فون آ گیا اور تم نے بھی اس مخلوق کی بات کی ہے"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"پھر تو عمران صاحب محمود شیرازی سے اس بارے میں بات چیت ہو سکتی ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اگر اس معاملے میں کوئی مفید بات نہ بھی معلوم ہو سکی تب بھی ایک عالم سے ملاقات میرے لئے مسرت کا باعث ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"تو پھر آپ فلیٹ پر رہیں آپ کو وہیں سے پک کر لیں گے"۔ نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف سے اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا گیا تو عمران نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے سلیمان اندر داخل ہوا اس کے ہاتھ میں چائے کی پیالی تھی۔

"سلیمان۔ میں صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ سراج نگر جا رہا ہوں۔ ہو سکتا ہے کہ رات ہم وہیں ٹھہریں۔ بہر حال نہ بھی ٹھہرے تب بھی کھانا وہیں کھائیں گے اس لئے تم میرے لئے کھانا نہ پکانا"...... عمران نے چائے کی پیالی لیتے ہوئے کہا۔

"اچھا صاحب۔ ویسے جس کی قسمت میں محرومی لکھ دی گئی ہو

اسے کون بدل سکتا ہے“...... سلیمان نے مڑتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”آج میں نے سپیشل ڈشز تیار کی تھیں۔ اب آپ کی قسمت میں نہیں ہیں تو ٹھیک ہے میں دو چار اچھے دوستوں کو بلا کر انہیں کھلا دوں گا۔ اپنی اپنی قسمت کی بات ہے“...... سلیمان نے کہا اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

کیلون اپنے آفس میں موجود تھا کہ آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک نوجوان اندر داخل ہوا تو کیلون کے چہرے پر اسے دیکھ کر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر آئی۔ یہ مارک تھا اس کا گہرا دوست اور مارک کا تعلق ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی سے تھا اور وہ اس ایجنسی کا خاصا معروف فیلڈ ایجنٹ تھا۔ کیلون اس کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

”کیا ہوا تمہیں جو تم نے اس طرح اچانک ایمرجنسی کال کی ہے کہ مجھے سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر بھاگنا پڑا ہے“...... مارک نے مصافحہ کرنے اور رسمی فقرات بولنے کے بعد کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”میں ایک عجیب چکر میں پھنس گیا ہوں مارک۔ میں نے اس بارے میں بہت سوچا لیکن مجھے کوئی حل سمجھ نہیں آیا تو میں نے سوچا

کہ تم سے مشورہ کیا جائے“...... کیلون نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھا اور ایک طرف موجود ریک میں سے شراب کی ایک بوتل اور دو گلاس نکال کر میز پر رکھ کر وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”کیا ہوا ہے۔ کھل کر بات کرو“...... مارک نے چونک کر کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک تھنڈر کے ایک سیکشن سے ہے اور میں گذشتہ بیس سالوں سے اس تنظیم کے ساتھ منسلک ہوں اور میرا کام ایک لیبارٹری میں سپلائی پہنچانا ہے لیکن مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے۔ میری ایک پرسنل سیکرٹری تھی لیزا۔ بے حد خوبصورت اور نوجوان لڑکی تھی اس لئے وہ میری ماتحت ہونے کے ساتھ ساتھ دوست بھی تھی اور پھر ایک روز باتوں باتوں میں میں نے اسے بتا دیا کہ لیبارٹری میں دراصل کیا ہو رہا ہے۔ مجھے بھی اتفاق سے اس کا علم ہوا تھا۔ لیزا چھٹی لے کر ونگٹن گئی تھی۔ وہاں وہ ایکریمیا کے کسی ایجنٹ کے ہتھے چڑھ گئی اور اس نے اسے لیبارٹری میں ہونے والی ریسرچ کے بارے میں بتا دیا۔ اس پر ایکریمیا کے اعلیٰ حکام میں کھلبلی مچ گئی اور اس کی اطلاع ہماری تنظیم کو بھی ہو گئی۔ چنانچہ اس لیزا کو وہیں ایکریمیا میں گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور مجھ سے بھی سخت باز پرس ہوئی لیکن میں صاف مکر گیا کہ مجھے تو یہ کچھ معلوم ہی نہیں۔ جس پر مجھے بتایا گیا کہ ایکریمیا اور دیگر سپر پاورز نے فیصلہ کیا ہے کہ بلیک تھنڈر کی اس لیبارٹری کے خلاف مشن پاکیشیا

سیکرٹ سروس کو دیا جائے اور بلیک تھنڈر بھی اس سروس کو جانتا ہے۔ وہ بھی اس سے خطرہ محسوس کرتا ہے۔ چنانچہ مجھے کہا گیا کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مشن لے لیا تو پھر مجھے فوری طور پر انڈر گراؤنڈ ہونا پڑے گا۔ اس بات کو ایک ہفتہ گزر گیا ہے۔ گو ابھی تک مجھے انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم تو نہیں دیا گیا لیکن میرا ایک ایک لمحہ عذاب کا گزر رہا ہے۔ ہوسکتا ہے کہ کسی وجہ سے پاکیشیا سیکرٹ سروس یہ مشن نہ لے۔ اس طرح میری جان بخشی ہو سکتی ہے لیکن میں تو اس بارے میں کچھ جانتا ہی نہیں اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے کہ تم مجھے مشورہ دو کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں“۔ کیلون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ تم تو واقعی بری طرح پھنس گئے ہو۔ کیا تمہیں اس لیبارٹری کے محل وقوع کا علم ہے“...... مارک نے کہا۔

”نہیں۔ بالکل نہیں“...... کیلون نے جواب دیا۔

”کیا اس لیزا کو معلوم تھا“...... مارک نے پوچھا۔

”نہیں۔ اسے صرف اس بات کا علم تھا کہ وہاں ہو کیا رہا ہے اور بس“...... کیلون نے جواب دیا۔

”یہ تو واقعی مسئلہ بن گیا ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس دنیا کی انتہائی تیز اور فعال ترین سروس ہے اور انہوں نے اگر یہ مشن لے لیا تو وہ لیزا سے آغاز کریں گے اور سب سے پہلے تم پر چڑھ دوڑیں گے۔ تم چاہے اس لیبارٹری کا محل وقوع نہ بھی جانتے ہو تب

بھی تم اس لیبارٹری کو سپلائی تو بھجواتے ہو۔ وہ اس سپلائی چین کو ٹریس کر کے اس کے ذریعے لیبارٹری تک پہنچ جائیں گے۔ تمہارے سیکشن کی بات درست ہے تمہیں بہرحال انڈر گراؤنڈ ہونا پڑے گا۔ لیکن تمہاری یہ بات بھی درست ہے کہ تمہارے سیکشن والے تمہیں گولی مار کر بھی تم سے ہمیشہ کے لئے جان چھڑوا سکتے ہیں“...... مارک نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یہی کھٹکا تو مجھے ہے۔ اس لئے تو میں نے تمہیں بلوایا ہے“۔ کیلون نے کہا۔

”میرا مشورہ ہے کہ تم اپنے سیکشن چیف کو اعتماد میں لے کر خود ہی انڈر گراؤنڈ ہو جاؤ ورنہ ایسے موقعوں پر واقعی پوری تنظیم یا لیبارٹری کو بچانے کے لئے کارکنوں کی قربانی دے دی جاتی ہے“۔ مارک نے کہا۔

”میں خود سیکشن چیف سے بات نہیں کر سکتا اور نہ میرا اس سے کوئی رابطہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے“...... کیلون نے کہا۔

”تو پھر دوسری صورت یہ ہے کہ تم خود یہ جگہ چھوڑ کر اپنے آپ کو انڈر گراؤنڈ کر لو“...... مارک نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کیلون نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”کیلون بول رہا ہوں“...... کیلون نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

”سپیشل کال“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کیلون بے اختیار

اچھل پڑا۔ اس نے رسیور رکھا اور میز کی دراز کھول کر ایک آلہ نکالا اور اسے فون کے ساتھ منسلک کر کے اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔

”اب تم خاموش رہنا معمولی سی آواز بھی نہ نکالنا“...... کیلون نے مارک سے کہا تو مارک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کیلون نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”کیلون بول رہا ہوں“...... کیلون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سیکشن چیف بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یس سر۔ حکم سر“...... کیلون نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”لیبارٹری کو سپلائی آئندہ چھ ماہ کے لئے بند کر دی گئی ہے کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے گو لیبارٹری کے خلاف مشن پر کام کرنے کی فوراً آمادگی ظاہر نہیں کی لیکن انہوں نے مشن کے بارے میں خود تحقیقات کرنے کا فیصلہ کیا ہے اس لئے مین ہیڈ کوارٹر نے فیصلہ کیا ہے کہ حفظ ماتقدم کے طور پر لیبارٹری کو کور کر دیا جائے۔ لیزا کی ہلاکت کے بعد گو تمہاری ہلاکت بھی ضروری ہو گئی تھی لیکن میں نے تمہاری سابقہ خدمات کے پیش نظر تمہیں انڈر گراؤنڈ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تم ایکریمیا شفٹ ہو جاؤ اور کسی ایسی جگہ رہو جہاں تمہارے بارے میں کسی ایجنسی کو کسی صورت بھی اطلاع نہ مل سکے اور یہ بات بھی سن لو کہ تم یہاں سے اپنے ساتھ کوئی چیز نہیں لے جاؤ گے کیونکہ تمہارا یہ سب سیکشن مکمل طور پر آف کیا جا رہا

ہے۔ تم نے ایک سال تک اسی انداز میں انڈر گراؤنڈ رہنا ہے کہ کسی کو تمہارے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ ایک سال کے اخراجات کے لئے تمہارے اکاؤنٹ میں رقم جمع کر دی گئی ہے۔ جو تم نکال کر اکاؤنٹ ختم کر دینا اور ایکریمیا میں نئے سرے سے نئے نام سے اکاؤنٹ کھلوا لینا۔ تمہارا نام، تمہارے کاغذات اور تمہاری شہریت سب کچھ تبدیل ہو جانی چاہئے۔ ایک سال بعد پھر تم سے رابطہ کیا جائے گا لیکن یہ سن لو کہ اگر اس دوران تم کسی پر بھی اوپن ہوئے تو تم دوسرا سانس نہیں لے سکو گے''...... سیکشن چیف نے انتہائی سخت لہجے میں ہدایات دیتے ہوئے کہا تو کیلون کے چہرے پر یکلخت زندگی کی چمک ابھر آئی۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... کیلون نے کہا۔

''تم نے یہ سب سیکشن ایک گھنٹے کے اندر اندر ہر صورت میں چھوڑ دینا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیلون نے اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور رسیور رکھ دیا۔

''کیا ہوا''...... مارک نے جو خاموش بیٹھا ہوا تھا اس کے رسیور رکھتے ہی پوچھا کیونکہ دوسری طرف سے آنے والی آواز اسے سنائی نہ دے رہی تھی تو کیلون نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''نئی زندگی ملنے پر مبارک قبول کرو''...... مارک نے کہا۔

''شکریہ مارک۔ میں واقعی یہی محسوس کر رہا ہوں کہ مجھے نئی

زندگی ملی ہے''...... کیلون نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہاری پلاسٹک سرجری کرا کر تمہارا چہرہ ہی مستقل طور پر تبدیل کرا دوں گا۔ تمہارے نئے کاغذات بھی آسانی سے بن جائیں گے اور ایکریمیا میں تمہارے لئے ہر سہولت بھی مہیا ہو جائے گی''...... مارک نے کہا۔

''بے حد شکریہ۔ تم واقعی میرے سچے دوست ہو''...... کیلون نے کہا تو مارک بے اختیار مسکرا دیا۔

عمران فورسٹارز کے ساتھ سراج نگر کی قدیم حویلی کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھا۔ محمود شیرازی سے مل کر عمران کو بھی بے حد مسرت ہوئی تھی کیونکہ محمود شیرازی واقعی عالم باعمل تھے۔ ان کی وسیع و عریض لائبریری دیکھ کر تو عمران جیسا آدمی بھی حیران رہ گیا تھا۔ پھر کھانے کے بعد جب گرین ٹی کا دور چلنے لگا تو عمران اپنے اصل موضوع پر آ گیا۔

''شیرازی صاحب۔ آپ نے نعمانی کو بتایا تھا کہ منورٹو یا سلاجیم ماورائی مخلوق ہوتی ہے اور ان کا تعلق قوم جنات سے ہے جبکہ انسائیکلوپیڈیا میں تو ایسا کچھ لکھا ہوا نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو محمود شیرازی بے اختیار مسکرا دیئے۔

''عمران صاحب انسائیکلوپیڈیا میں جس مخلوق کا ذکر ہے اور قدیم ترین مخطوطات اور تختیوں پر جس مخلوق کو دکھایا گیا ہے اس کا

واقعی قوم جنات سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن جس طرح انسانوں میں اس نوع کی مخلوط مخلوق قدیم دور میں پائی جاتی تھی۔ اسی طرح قوم جنات میں بھی پائی جاتی ہیں۔ نعمانی صاحب جس کتاب کا مطالعہ کر رہے تھے اس میں جس سلاجیم کا ذکر تھا گو اس میں تصویر تو انسان نوع جیسی ہی بنائی گئی تھی لیکن نیچے موجود تمام مضمون ماورائی مخلوق کا تھا۔ دونوں علیحدہ علیحدہ ہیں اور ان کا ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہے اور ویسے بھی انسانوں میں اس نوع کی مخلوق اب ناپید ہو چکی ہے جبکہ قوم جنات میں یہ مخلوق اب بھی زندہ ہے اور آئندہ بھی موجود رہے گی''...... محمود شیرازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ انسانوں والی مخلوق کس طرح وجود میں آئی اور کس طرح ناپید ہوئی''...... عمران نے پوچھا۔

''یہ مخلوق کس طرح وجود میں آئی اس کا تو کوئی ذکر نہیں ملتا اور نہ کسی کو علم ہو سکتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ جس طرح آج کل کلوننگ کے ذریعے مخلوقات پیدا کی جا رہی ہیں اسی طرح قدیم ترین دور میں انسانوں اور جانوروں کے جینز کو مخلوط کر کے یہ مخلوق وجود میں لے آئی گئی۔ قدیم ترین دور میں بھی انسان ذہنی طور پر بے حد ترقی یافتہ ہو سکتا ہے۔ البتہ یہ ختم طوفان نوح سے ہوئی ہے''...... محمود شیرازی نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''طوفان نوح کی وجہ سے وہ کیسے''...... عمران نے حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"میرے پاس اس کا صرف اتنا جواب ہے کہ طوفان نوح سے دنیا بھر میں موجود تمام انسان، جانور اور تمام نوعی مخلوق ختم ہو گئیں۔ سوائے ان کے جو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی میں موجود تھیں اس لئے عالموں اور ماہرین کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ طوفان نوح سے اس قسم کی تمام مخلوقات ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ناپید ہو گئیں"۔ محمود شیرازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شیرازی صاحب اب آپ سوچ کر میری بات کا جواب دیں گے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو محمود شیرازی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"میں آپ کی باتوں کا جواب سوچ کر ہی دے رہا ہوں"۔ محمود شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شیرازی صاحب۔ کیا قدیم دور کی اس مخلوق پر کوئی اسلحہ وغیرہ اثر نہیں کرتا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"میرا خیال ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں کیونکہ قدیم دور میں ایک ہی ایک مخلوق کی تلوار سے ہلاکت کا قدیم دور کی تختیوں پر ذکر کیا گیا ہے اور اس کی تصویر بھی دکھائی گئی ہے۔ البتہ یہ کہا جاتا ہے کہ یہ مخلوق انسانوں سے سینکڑوں گنا زیادہ طاقتور تھی"...... محمود شیرازی نے جواب دیا۔

"کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ اس مخلوق کو اس دور میں دوبارہ وجود

میں لایا جا سکے"...... عمران نے کہا تو محمود شیرازی چونک پڑے۔

"وہ کیسے"...... محمود شیرازی نے پوچھا۔

"اس کے ڈھانچے سے ملنے والے ڈی این اے کی مدد سے کلوننگ کے ذریعے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ موجودہ دور میں کلوننگ اور ڈی این اے پر ریسرچ اس حد تک پہنچ گئی ہے کہ ایسا ہو سکتا ہے لیکن اس پر بے پناہ اخراجات آئیں گے اور پھر ایسی مخلوق کو وجود میں لانے کا انسان کو کیا فائدہ ہو گا"...... محمود شیرازی نے کہا۔

"ایک بین الاقوامی تنظیم جو پوری دنیا پر قبضہ کرنے کی تیاریوں میں مصروف ہے، کے بارے میں اطلاع ملی ہے کہ وہ اپنی کسی خفیہ لیبارٹری میں اس مخلوق سلاجیم جو بیل اور انسان کی مخلوط شکل میں ہے کو کلوننگ کے ذریعے وجود میں لا رہے ہیں اور اس بات کے شواہد بھی ملے ہیں کہ ان کے ماہرین اور سائنس دانوں کے مطابق یہ مخلوق اس قدر طاقتور ہو گی کہ اس پر کسی قسم کا اسلحہ، بارود اور شعاعی اسلحہ حتیٰ کہ ایٹم بم بھی اثر نہیں کریں گے اور وہ اس مخلوق کو اپنے کنٹرول میں لا کر اسے اپنی فوج کا رتبہ دے دیں گے تاکہ پوری دنیا کے انسان اس تنظیم کے بڑوں کے خلاف بغاوت نہ کر سکیں"...... عمران نے کہا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ البتہ اگر آپ مجھے نصف گھنٹے کے لئے اجازت دیں تو میں اس بارے میں مزید معلومات حاصل کر کے

آپ کو بتا سکتا ہوں''...... محمود شیرازی نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''کس سے معلوم کریں گے آپ''...... عمران نے کہا۔

''ماورائی مخلوق کے چند عالم میرے دوست ہیں''...... محمود شیرازی نے ٹالنے والے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے اگر آپ اس بارے میں کوئی معلومات حاصل کر سکیں تو آپ کی مہربانی ہو گی''...... عمران نے کہا تو محمود شیرازی اٹھ کھڑے ہوئے۔

''آپ صاحبان باتیں کریں میں ابھی آتا ہوں''...... محمود شیرازی نے کہا اور چھڑی کا سہارا لیتے ہوئے ایک دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

''عمران صاحب۔ نعمانی نے بتایا ہے کہ اس سلسلے میں سپر پاورز نے چیف کو درخواست کی ہے''...... محمود شیرازی کے جانے کے بعد صدیقی نے کہا۔ وہ سب اس دوران خاموش رہے تھے۔

''ہاں''...... عمران نے جواب دیا اور پھر اس نے تفصیل بتا دی۔

''عمران صاحب ہماری ایک درخواست ہے کہ آپ چیف سے کہیں کہ اگر اس مشن پر کام ہو تو اس بار ہمیں موقع دیا جائے''...... صدیقی نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر اس مشن پر کام کرنا پڑا تو یہ اتنا بڑا مشن ہے کہ اس بار پوری ٹیم کام کرے گی''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ایکریمیا اور دوسری سپر پاورز نے آخر سوچ سمجھ کر ہی یہ درخواست کی ہو گی۔ ان کے پاس اس ٹائپ کے ماہرین کی بھی کمی نہیں ہے۔ انہوں نے ان سے معلومات حاصل کی ہوں گی۔ تب ہی وہ یہ بات کر رہے ہیں''...... نعمانی نے کہا۔

''اور اگر بلیک تھنڈر ہی اس پر کام کر رہی ہے تو پھر لامحالہ یہ اہم بات ہو گی۔ بلیک تھنڈر جیسی تنظیم فضولیات پر وقت ضائع نہیں کر سکتی''...... اس بار چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں لیکن ایسی باتیں قصہ کہانیوں میں تو لکھی جا سکتی ہیں موجودہ سائنسی دور میں اس کی توجیہہ کیسے کی جا سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ قدیم داستانوں میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اس دور میں موجود ہے اور یہ ہماری نظروں کے سامنے وقوع پذیر ہو رہا ہے''...... خاور نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''کیا مطلب''...... عمران نے پوچھا۔

''عمران صاحب قدیم دور کے قصے کہانیوں میں اڑنے والے قالین کا ذکر ہے۔ اب حقیقت میں انسان عام جہازوں کے ذریعے اڑتے پھر رہے ہیں۔ قدیم دور کے قصوں میں شیشے کے بنے ہوئے ایسے گلوب کا ذکر ملتا ہے جس میں پوری دنیا میں ہونے والے واقعات کو دیکھا جا سکتا تھا۔ اب ٹی وی اور انٹرنیٹ کی

صورت میں سب کچھ ہمارے سامنے ہے''...... خاور نے جواب دیا تو سب کے چہروں پر اس کے لئے تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ واقعی ایسا ہو رہا ہے''۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد محمود شیرازی واپس آئے تو سب ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

''تشریف رکھیں۔ آپ مجھے کیوں شرمندہ کرتے ہیں''۔ محمود شیرازی نے کہا اور پھر وہ بھی کرسی پر بیٹھ گئے۔

''عمران صاحب۔ مجھے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق واقعی یہ بات درست ہے کہ یہ مخلوق جب قدیم دور میں دنیا میں موجود تھی تو وہ انتہائی طاقتور تو ضرور تھی لیکن اسے بہرحال ہتھیار سے ہلاک کیا جا سکتا تھا لیکن صرف انہیں جن کے اندر کوئی طبعی کمزوری ہوتی تھی ورنہ یہ مخلوق واقعی ناقابل تسخیر اور ناقابل شکست تھی۔ اس مخلوق نے واقعی پہلے دور میں لاکھوں انسانوں کو تہہ تیغ کر دیا تھا اور پھر ان کا خاتمہ طوفان نوح سے ہی ہوا ورنہ ان کے خاتمے کی اور کوئی صورت نہ تھی اور اب بھی اگر یہ مخلوق کسی بھی طرح دوبارہ وجود میں آ گئی تو پھر مجموعی طور پر ان کا خاتمہ طوفان نوح جیسے طوفان سے ہی ہو سکے گا ویسے نہیں اور یہ انسانوں کے لئے بہت بڑی آفت ثابت ہوگی''...... محمود شیرازی نے کہا۔

''کیا آپ اس معاملے کے کسی ایسے ماہر کے بارے میں بتا

سکتے ہیں۔ جس سے علمی طور پر اس بارے میں معلومات حاصل کی جا سکیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ معلوم تو ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے مجھے ایک بار پھر آپ سے رخصت لینی پڑے گی''...... محمود شیرازی نے کہا۔

''ہم آپ کو مسلسل تکلیف دے رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ میرے اپنے علم میں بھی تو اضافہ ہو رہا ہے''...... محمود شیرازی نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک بار پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

''عمران صاحب ایسے ماہرین یہاں پاکیشیا میں تو نہ ہوں گے۔ جو بھی ہوں گے ترقی یافتہ ممالک میں ہی ہوں گے''...... صدیقی نے کہا۔

''کہیں بھی ہوں ان سے ملا تو جا سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''اصل میں عمران صاحب کی ذاتی طور پر تسلی نہیں ہو رہی''۔ نعمانی نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ مجھے دراصل یہ سب باتیں قدیم دور کی قصہ کہانیاں ہی لگتی ہیں''...... عمران نے کہا اور پھر ان کے درمیان اسی طرح کی مختلف باتیں ہوتی رہیں۔ تھوڑی دیر بعد محمود شیرازی واپس آئے تو سب احترام اٹھ کھڑے ہوئے۔

''تشریف رکھیں۔ آپ لوگوں نے تو مجھے واقعی شرمندہ کرنا شروع کر دیا ہے''...... محمود شیرازی نے کہا۔

"کیا ہوا شیرازی صاحب۔ کچھ پتہ چلا"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہی بے چینی سے کہا۔

"جی ہاں۔ کریٹو زولوجی کے اس وقت دنیا میں سب سے بڑے ماہر نارمن کے پروفیسر ڈینکن ہیں۔ وہ نارمن کی کرانکس یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں"...... محمود شیرازی نے کہا۔

"کریٹو زولوجی۔ یہ کون سا مضمون ہے"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ مجھے تو جو کچھ بتایا گیا ہے وہ میں نے تمہیں بتا دیا ہے"...... محمود شیرازی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"شیرازی صاحب۔ کیا اس خفیہ لیبارٹری کا پتہ آپ ماورائی مخلوق سے معلوم کر سکتے ہیں۔ جہاں اس سلاجیم پر کام ہو رہا ہے"...... عمران نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"عمران صاحب۔ جسے انسان خفیہ رکھتے ہیں اسے ماورائی مخلوق بھی خفیہ رکھنے پر مجبور ہوتی ہے۔ یہ قانون قدرت ہے اس لئے جو لیبارٹری خفیہ ہو گی اس کا پتہ ماورائی مخلوق بھی نہیں بتا سکتی"۔ محمود شیرازی نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیا آپ مجھے فون کرنے کی اجازت دیں گے"...... عمران نے کہا۔

"اس میں اجازت کی کیا ضرورت ہے۔ آپ میرے معزز مہمان ہیں۔ یہاں جو کچھ ہے وہ آپ کے لئے ہے"...... محمود

شیرازی نے کہا تو عمران نے ان کا شکریہ ادا کیا اور میز پر پڑے ہوئے فون کو اٹھا کر اپنے سامنے رکھ لیا۔

"یہاں سے دارالحکومت کا رابطہ نمبر کیا ہے"...... عمران نے پوچھا تو محمود شیرازی نے نمبر بتا دیا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

"داور بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اتنی زیادہ ڈگریاں حاصل کرنے والے تو فرمایا کرتے ہیں تم بھی فرمایا کرو"...... سرداور نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"آپ سے فرمائش بھی کیا کی جائے۔ کسی گیس کا سلنڈر یا کوئی سائنسی مکسچر"...... عمران نے کہا تو سرداور ہنس پڑے۔

"ظاہر ہے جس کے پاس جو ہو گا وہی وہ دے سکے گا"۔ سرداور نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"سرداور۔ کارمن کی کرانکس یونیورسٹی میں ایک پروفیسر ڈینکن ہیں۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں"...... عمران نے کہا۔

"پروفیسر ڈینکن۔ کس مضمون کے پروفیسر ہیں"...... سرداور نے چونک کر کہا۔

"کریٹو زولوجی کے"...... عمران نے جواب دیا۔

”اوہ نہیں۔ کیوں تمہیں ان سے کیا کام پڑ گیا ہے“...... سرداور نے چونک کر کہا۔

”ان سے کچھ اہم معلومات لینی تھیں“...... عمران نے کہا۔

”کرانکس یونیورسٹی کے ڈپٹی پروفیسر میتھو میرے مہربان ہیں۔ میں انہیں کہہ سکتا ہوں“...... سرداور نے کہا۔

”آپ انہیں میرے بارے میں بتا دیں اور پھر ان کا فون نمبر بھی مجھے دے دیں“...... عمران نے کہا۔

”تم کہاں سے بول رہے ہو“...... سرداور نے پوچھا۔

”سراج نگر سے“...... عمران نے جواب دیا۔

”سراج نگر۔ وہاں تم کہاں پہنچ گئے“...... سرداور نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہاں ایک بہت بڑی علمی شخصیت ہیں محمود شیرازی۔ میں اس وقت ان کا مہمان ہوں“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسا ہے تو پھر مجھے بھی ملواؤ ان سے“...... سرداور نے کہا۔

”انشاء اللہ۔ اب تو ظاہر ہے ان سے لنک رہے گا اور وہ بھی مجھ پر مہربان ہیں“...... عمران نے جواب دیا تو محمود شیرازی بے اختیار ہنسنے لگے۔

”ٹھیک ہے۔ تم مجھے آدھے گھنٹے بعد فون کر لینا“...... سرداور نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”سرداور تو بہت بڑے سائنس دان ہیں لیکن وہ اپنے کام میں اس قدر ڈوبے ہوئے ہیں کہ انہیں اپنے کام کے علاوہ کچھ یاد ہی نہیں رہتا“...... محمود شیرازی نے کہا تو عمران اور اس کے ساتھی چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا آپ انہیں جانتے ہیں“...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ میرے دور کے عزیز ہیں۔ دس بارہ سال پہلے ان سے ایک خاندانی فنکشن میں ملاقات ہوئی تھی لیکن ظاہر ہے وہ اب سب کچھ بھول چکے ہیں“...... محمود شیرازی نے کہا۔

”وہ واقعی اپنے کام میں اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ انہیں سب کچھ بھول جاتا ہے“...... عمران نے کہا تو محمود شیرازی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے دوبارہ سرداور کو فون کیا۔

”داور بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی سرداور کی آواز سنائی دی کیونکہ جو نمبر عمران نے پریس کیا تھا وہ ان کا براہ راست نمبر تھا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”عمران بیٹے پروفیسر میتھو سے میری بات ہو گئی ہے۔ میں نے انہیں تمہارے بارے میں بتا دیا ہے۔ تم ان سے فون پر بات کر لو۔ انہوں نے کہا ہے کہ وہ پروفیسر ڈینکن کو تمہارے بارے میں بتا

دیں گے اور تم ان سے بات کر سکو گے''...... سرداور نے کہا۔

''بے حد شکریہ۔ ان کا فون نمبر بتا دیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

''محمود شیرازی صاحب گلہ کر رہے ہیں کہ سرداور اپنے کام میں اس قدر مصروف رہتے ہیں کہ باقی سب کچھ بھول جاتے ہیں۔ وہ آپ کے دور کے عزیزوں میں شامل ہیں''...... عمران نے محمود شیرازی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا۔ واقعی میں بھول گیا ہوں۔ کیا میری ان سے بات ہو سکتی ہے''...... سرداور نے چونک کر کہا۔

''ہاں۔ یہ لیجئے۔ کیجئے بات''...... عمران نے کہا اور رسیور محمود شیرازی کی طرف بڑھا دیا اور ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''السلام علیکم ورحمۃ اللہ سرداور۔ میں اعظم شیرازی کا بیٹا محمود شیرازی بول رہا ہوں''...... محمود شیرازی نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ آپ۔ اوہ۔ ویری سوری۔ میں واقعی بھول گیا تھا۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ دراصل یہاں کام ہی اتنا ہوتا ہے کہ سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ میں دلی طور پر معذرت خواہ ہوں۔ اب مجھے یاد آ گیا ہے کہ آپ سے فیملی فنکشن میں ملاقات ہوئی تھی اور اعظم صاحب تو ہمارے بزرگوں میں سے تھے''...... سرداور نے کہا۔

''آپ پر ملک و قوم کی بھاری ذمہ داریاں ہیں داور صاحب

اور مجھے تو آپ پر فخر ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہر میدان میں سرخرو کرے اور مزید کامیابیاں اور کامرانیاں عطا فرمائے''...... محمود شیرازی نے کہا۔

''بے حد شکریہ شیرازی صاحب۔ میری طرف سے درخواست ہے کہ آپ میرے پاس تشریف لائیں۔ مجھے آپ سے ملاقات کر کے بے حد خوشی ہو گی''...... سرداور نے کہا۔

''اب عمران صاحب سے ملاقات ہو گئی ہے۔ اب انشاء اللہ آپ سے بھی ملاقات رہا کرے گی''...... محمود شیرازی نے کہا۔

''انشاء اللہ۔ اچھا اللہ حافظ''...... سرداور نے کہا اور محمود شیرازی نے بھی اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ عمران نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور دارالحکومت کی انکوائری کے نمبر پریس کر کے اس نے انکوائری سے کارمن کا رابطہ نمبر معلوم کر کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''میتھو بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ لہجے سے معلوم ہو رہا تھا کہ بولنے والا بزرگ آدمی ہے۔

''میرا نام علی عمران ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ سرداور نے ابھی میرے بارے میں آپ سے بات کی ہو گی''۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں عمران صاحب۔ سرداور نے تو آپ کی اس قدر تعریفیں

کی ہیں کہ مجھے تو آپ سے بات کر کے بھی فخر محسوس ہو رہا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یہ تو سرداور کی مہربانی ہے جناب ورنہ میں تو آپ جیسے افراد کے سامنے طفل مکتب ہوں''...... عمران نے کہا۔

''آپ کی مہربانی ہے کہ آپ ایسا سمجھتے ہیں۔ پروفیسر ڈینکن سے میں نے فون پر بات کر لی ہے اور آپ کے بارے میں بھی بتا دیا ہے۔ ان کا خصوصی فون نمبر میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ آپ ان سے بات کر لیں''...... پروفیسر میتھو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پروفیسر ڈینکن کا فون نمبر بتا دیا۔

''تھینک یو سر''...... عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''ڈینکن بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی لرزتی ہوئی بلغم زدہ سی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں پروفیسر صاحب۔ میرے بارے میں پروفیسر میتھو صاحب نے آپ سے بات کی ہو گی''۔ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اوہ ہاں۔ فرمایئے۔ آپ مجھ سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

''پروفیسر صاحب مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ کریٹو زولوجی کے

پروفیسر ہیں۔ یہ کون سا مضمون ہے۔ پلیز آپ وضاحت فرمائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ زولوجی کی ایک نئی شاخ ہے۔ اس کے تحت قدیم ترین دور میں عجیب و غریب عفریت نما جانوروں اور انسانوں پر ریسرچ کی جا رہی ہے''...... پروفیسر ڈینکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا منوٹرو اور سلاجیم اس مضمون کے تحت آتے ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ مگر آپ کیا معلوم کرنا چاہتے ہیں کھل کر بتائیں''۔ پروفیسر ڈینکن نے کہا۔

''پروفیسر صاحب۔ میرا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے۔ ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم جو پوری دنیا پر جابرانہ قبضہ کرنا چاہتی ہے۔ اس کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہ قدیم دور کے بیل کے سر اور انسانی جسم والی مخلوق کو کلوننگ کے ذریعے دوبارہ وجود میں لانا چاہتی ہے اور اس سلسلے میں انہیں اس مخلوق کا کوئی قدیم ترین دور کا ڈھانچہ ملا ہے۔ جس کے ڈی این اے سے وہ کلوننگ کے ذریعے اس مخلوق کو وجود میں لانے پر کام کر رہی ہے۔ کارمن سمیت دنیا کے بڑے بڑے ممالک ایسا نہیں چاہتے۔ انہوں نے پاکیشیا کی ایجنسی کے چیف سے درخواست کی ہے کہ اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے تباہ کر دیا جائے اور اس تنظیم کو ایسا کرنے سے روکا

جائے لیکن ہماری ایجنسی کے چیف کو اس بات پر یقین نہیں آ رہا کیونکہ بتایا گیا ہے کہ اس مخلوق پر کوئی بارودی ہتھیار، کوئی شعاعی ہتھیار، کوئی اسلحہ یا کوئی دھات اثر نہیں کرتی اور ان کی زندگیاں ہزاروں سالوں پر محیط ہوتی ہیں جبکہ انسائیکلو پیڈیا میں ایسا درج نہیں ہے۔ آپ کے بارے میں معلوم ہوا کہ آپ اس سلسلے میں اتھارٹی کا درجہ رکھتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ ہماری رہنمائی کریں''...... عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''کیا نام ہے اس مجرم تنظیم کا''...... پروفیسر ڈینکن نے پوچھا۔

''بلیک تھنڈر''...... عمران نے جواب دیا۔

''ہونہہ۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ مجھ تک بھی یہ نام پہنچا تھا لیکن میری تمام تر کوششوں کے باوجود اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ آپ نے جو کچھ سنا ہے عمران صاحب وہ سو فیصد درست ہے۔ یہ ڈھانچہ جو لاکھوں سال پرانا ہے پیرو سے میرے ایک شاگرد پروفیسر ایڈگر کو ملا تھا۔ ہم نے یونیورسٹی میں اس پر تھوڑا سا کام کیا تھا کہ اچانک پروفیسر ایڈگر اس ڈھانچے سمیت غائب ہو گیا اور باوجود شدید ترین کوششوں کے اس کا پتہ نہ چل سکا۔ کارمن کی سرکاری ایجنسی نے صرف اتنی رپورٹ دی کہ کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم جس کا نام بلیک تھنڈر ہے، نے اس پروفیسر ایڈگر کو ڈھانچے سمیت اغوا کر لیا ہے لیکن اس سے زیادہ وہ بھی کچھ معلوم نہ کر سکے تھے۔ آج اس بات کو تقریباً دس سال گزر چکے ہیں اور

دس سالوں بعد آپ نے دوبارہ یہ بات کی ہے''...... پروفیسر ڈینکن نے کہا۔

''پھر تو آپ بہتر طور پر بتا سکتے ہیں کہ اس مخلوق سے پوری دنیا کے انسانوں کو کتنا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ میں ڈی این اے اور کلوننگ کے بارے میں تو کوئی بات نہیں کر سکتا کیونکہ یہ میری فیلڈ نہیں ہے۔ البتہ سلاجیم کے بارے میں، میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ قدیم ترین دور میں مخلوط انسانی مخلوق جنہیں سلاجیم کہا جاتا تھا، کی اس قدر زیادہ تعداد دنیا میں بڑھ گئی تھی کہ اس سے انسانیت کو زبردست خطرات لاحق ہو گئے اور ان مخلوط انسانوں نے عام انسانوں کو ہلاک کرنا شروع کر دیا تھا۔ سلاجیم میں بے شمار نوع کی مخلوقات آتی ہیں۔ جیسے انسان نما مچھلی جسے جل پری کہا جاتا ہے، ایک سینگ کا گھوڑا جسے یوپٹلوان کہا جاتا ہے، پروں والے گھوڑے، شیر نما انسان جنہیں ابوالہول کہا جاتا ہے، گھوڑے نما انسان جنہیں شتور کہا جاتا ہے، عقاب کے سر والے انسان جنہیں لیورس کہا جاتا ہے، بھیڑیے کے سر والے انسان جنہیں اکوبیس کہا جاتا ہے، شیر کے دھڑ والے عقاب جنہیں گریفن کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ یگرفت، ڈریگن اور ڈائنوسارس شامل ہیں۔ ان میں سب سے خطرناک اور سب سے زیادہ طاقتور مخلوق بیل کے سر والے انسان تھے۔ جنہیں منورٹو کہا جاتا ہے۔ ان کے جسم ایسے سیلز سے بنے ہوئے تھے جن پر کوئی

ہتھیار اثر نہیں کرتا تھا اور ان منورٹو کی دو نسلیں تھیں۔ ایک کو کیویٹ منورٹو اور دوسری کو صرف منورٹو کہا جاتا ہے۔ عام منورٹو تو اس قدر طاقتور نہ تھے اور انہیں ہتھیاروں سے ہلاک بھی کیا جا سکتا تھا لیکن کیویٹ منورٹو ناقابل تسخیر تھے۔ ان میں واقعی اس قدر طاقت تھی کہ ان پر ایٹم بم بھی اثر نہ کرسکتا تھا اور جو ڈھانچہ بیرو سے ملا ہے اور جس پر ہم نے ریسرچ کی تھی وہ کیویٹ منورٹو کا تھا اس لئے اگر اس کی کلوننگ کی گئی تو کیویٹ منورٹو وجود میں آ جائیں گے جو انسانوں کے لئے ناقابل تسخیر ہوں گے''...... پروفیسر ڈینکن نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''جو تنظیم انہیں وجود میں لانے کی کوشش کر رہی ہے۔ وہ خود بھی تو انسانوں پر مشتمل ہے۔ ظاہر ہے کیویٹ منورٹو ان کے لئے بھی خطرناک ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''نہیں۔ قدیم تختیوں سے ان کیویٹ منورٹو کے بارے میں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق ان کے ذہنوں میں جس کی غلامی کا نقش بیٹھ جائے اس کے سامنے یہ سر بھی نہیں اٹھاتے اور اس کے سامنے یہ واقعی غلام بن کر رہتے ہیں۔ یقیناً ان کو وجود میں لانے والے ان کے ذہنوں میں اپنی غلامی کا نقش بٹھا دیں گے تب ہی یہ ان کے کام آ سکیں گے''...... پروفیسر ڈینکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پروفیسر صاحب۔ یہ تمام نوعیں قدیم دور میں ہی ختم ہوگئیں۔

کیسے ختم ہوئیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ یہ اچھا سوال ہے۔ اب تک جو تحقیق کی گئی ہے اس کے مطابق دنیا میں ایک بار ایسا سیلاب آیا کہ پوری دنیا کے پہاڑ تک اس سیلاب میں ڈوب گئے اور یہ تمام سلاجیم بھی اس سیلاب عظیم میں ہلاک ہو گئے اور ان کی نسلیں تک ناپید ہوگئیں''۔ پروفیسر ڈینکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس کا کوئی تاریخی ثبوت بھی سامنے آیا ہے یا صرف اندازے ہی ہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''تمہارا نام بتا رہا ہے کہ تم مسلمان ہو''...... پروفیسر ڈینکن نے کہا۔

''الحمدللہ۔ میں واقعی مسلمان ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تم مسلمانوں کی الہامی کتاب میں حضرت نوح علیہ السلام کے زمانے میں سیلاب عظیم کا تذکرہ موجود ہے جسے طوفان نوح کہا جاتا ہے اور تمہارے لئے تو اس سے بڑھ کر کوئی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ البتہ تاریخی اور علمی طور پر میں تمہیں بتا دیتا ہوں کہ بحر مردار سے ملنے والے قدیم الواح جنہیں ڈیڈ سی اسکرول کہا جاتا ہے اس میں بھی درج ہے کہ طوفان نوح کی اصل وجہ سلاجیم کی بے حد بڑھ جانے والی آبادی تھی۔ اسی طرح قدیم دور کی پتھروں پر موجود انواح سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے اور بیرو میں ایسی قدیم ترین تختیاں ملی ہیں جن پر کیویٹ منورٹو کی طاقت اور ناقابل تسخیر ہونے

کے بارے میں تفصیل موجود ہے"...... پروفیسر ڈینکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیویٹ منورٹو اور عام منورٹو میں بظاہر کیا فرق تھا پروفیسر صاحب"...... عمران نے پوچھا۔

"کیویٹ منورٹو کا سر جنگلی بیل کے سر سے بھی بڑا ہوتا تھا اور اس کے سر پر موجود سینگ بڑے اور پیچ دار ہوتے تھے۔ جیسے بارہ سنگھے کے سینگ ہوتے ہیں جبکہ عام منورٹو کا سر چھوٹا اور دونوں سینگ سیدھے اور چھوٹے ہوتے تھے"...... پروفیسر ڈینکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ سب باتیں پروفیسر ایڈگر کو معلوم تھیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ وہ میرا شاگرد تھا اور ڈھانچہ بھی اس نے دریافت کیا تھا"۔ پروفیسر ڈینکن نے جواب دیا۔

"ایکریمیا، روسیاہ، گریٹ لینڈ اور کرانس میں بھی کریٹو زولوجی کے ماہرین موجود ہیں کیا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں کیوں"...... پروفیسر ڈینکن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیونکہ تمام سپر پاورز جن میں کارمن بھی شامل ہے۔ ماہرین سے رائے لے کر یہی نتیجہ نکالا ہے جو آپ نے بتایا ہے۔ اسی لئے پوچھ رہا تھا"...... عمران نے کہا۔

"آجکل تو کریٹو زولوجی کا مضمون ہر ملک کی بڑی یونیورسٹیوں میں پڑھایا جا رہا ہے۔ ایکریمیا کی نیشن یونیورسٹی میں پروفیسر آرتھر، گریٹ لینڈ کی آکسفورڈ یونیورسٹی میں پروفیسر انتھونی۔ اسی طرح اور بھی بڑے بڑے ماہرین موجود ہیں"...... پروفیسر ڈینکن نے جواب دیا۔

"آپ کی بے حد مہربانی پروفیسر صاحب۔ آپ کا میں نے بہت سا قیمتی وقت لیا ہے۔ اب مجھے اجازت۔ گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ لاؤڈر آن ہونے کی وجہ سے نہ صرف محمود شیرازی بلکہ عمران کے ساتھی بھی خاموش بیٹھے یہ سب کچھ سن رہے تھے۔ ان سب کے چہروں پر عجیب سے تاثرات تھے۔

"تمہاری وجہ سے آج میری معلومات میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ اس کے لئے میں تمہارا مشکور ہوں"...... محمود شیرازی نے کہا۔

"آپ کی وجہ سے تو یہ سب کچھ سامنے آیا ہے ورنہ ہم تو اپنے طور پر اسے صرف قصے کہانیاں سمجھ کر اس پر توجہ نہ دے رہے تھے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا آپ اس سلسلے میں کام کریں گے"۔ نعمانی نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"میں تفصیلی رپورٹ چیف کو دوں گا۔ فیصلہ تو چیف نے کرنا ہے"...... عمران نے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

گھنے جنگل کے اندر بنی ہوئی نیم پختہ سڑک پر ایک بڑی سی جیپ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک افریقی نوجوان تھا۔ جس نے سرخ رنگ کی دھاریوں والی کمانڈو یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ یہ شمالی افریقہ کا دور دراز کا علاقہ تھا جسے ویسٹ کوسٹ کہا جاتا ہے۔ اس پورے علاقے کو انتہائی خطرناک قرار دیا گیا تھا۔ ویسٹ کوسٹ کا شہر لورگو ایسی جگہ تھی جہاں تک عام لوگ آ جا سکتے تھے لیکن اس کے لئے بھی انہیں ایک مخصوص فورس کا تعاون حاصل کرنا پڑتا تھا۔ اس خصوصی فورس کا نام جاگو تھا۔ یہ نام اس علاقے میں پائے جانے والے انتہائی خطرناک چیتے کا تھا جس کے جسم پر سرخ اور سیاہ دھاریاں تھیں۔ یہ چیتا انتہائی تیز رفتار، تندخو اور دلیر ہونے کے ساتھ ساتھ انتہائی پھرتیلا تھا اس لئے اس خصوصی فورس کا نام بھی جاگو رکھا گیا تھا۔

یہ فورس حکومت شمالی افریقہ کے تحت بنائی گئی تھی۔ یہ فورس اس علاقے میں رہنے والے لوگوں کی جان و مال کے تحفظ کے ساتھ ساتھ دنیا بھر سے آنے والے سیاحوں کی حفاظت کا کام بھی سر انجام دیتی تھی۔ جاگو کی حمایت حاصل کئے بغیر کسی آدمی کو ویسٹ کوسٹ میں داخل ہونے کی اجازت نہ تھی۔ ویسٹ کوسٹ کے شہر لورگو میں جاگو فورس کا مین آفس تھا۔ اس وقت جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر موجود نوجوان کا تعلق بھی جاگو سے تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی جس نے مکمل لباس پہنا ہوا تھا، بیٹھی تھی۔ اس کا نام پیگی تھا اور اس کا تعلق یورپ سے تھا۔ عقبی سیٹ پر ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی موجود تھا۔ اس کا چہرہ بھی اس کے جسم کی طرح بڑا تھا۔ ٹھوڑی قدرے آگے کو نکلی ہوئی اور چوڑی سی تھی۔ آنکھوں میں تیز چمک اور پیشانی خاصی بڑی تھی۔ سر کے بال گھنگھریالے تھے۔ اس کے چہرے پر عجیب سی سختی تھی۔ عام نظروں سے دیکھنے پر اس کا چہرہ گوشت پوست کی بجائے کسی سنگلاخ چٹان سے تراشا ہوا دکھائی دیتا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں سگار تھا جبکہ دوسرے ہاتھ میں ایک قیمتی پاؤچ تھا۔ یہ ڈیوک تھا۔ پیگی کا شوہر اس کا تعلق بھی یورپ سے تھا۔ وہ دونوں اطمینان سے بیٹھے سڑک کے دونوں اطراف میں موجود گھنے جنگل کا نظارہ کر رہے تھے۔

”ابھی کتنا فاصلہ رہتا ہے لورگو آنے میں“...... پیگی نے ڈرائیو

سے پوچھا۔

"آدھے گھنٹے بعد ہم لورگو میں داخل ہو جائیں گے"۔ ڈرائیور نے جواب دیتے ہوئے کہا تو پیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا جبکہ ڈیوک خاموش بیٹھا سگار پینے میں مصروف تھا۔ یہ دونوں بلیک تھنڈر کے ایک سیکشن کے سپر ایجنٹ تھے۔ ویسے سرکاری طور پر ان کا تعلق یورپ کے ایک ملک کی سرکاری ایجنسی سے تھا لیکن ضرورت پڑنے پر یہ بلیک تھنڈر کے لئے بھی کام کرتے تھے۔ چونکہ ڈیوک اس سرکاری ایجنسی کا چیف بھی تھا اس لئے اسے کسی بھی کام کرنے کے لئے کسی سے بھی اجازت لینے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔ شمالی افریقہ کے انتہائی خطرناک ترین زہریلی دلدلوں کے علاقے ماتو میں بلیک تھنڈر کی ایک خفیہ لیبارٹری موجود تھی۔ اس لیبارٹری کو ایلس لیبارٹری کہا جاتا تھا۔ یہ لیبارٹری بظاہر شمالی افریقہ کی طرف سے قائم کی گئی تھی اور اس کا کام افریقہ کے اس قدیم ترین علاقے میں ملنے والی چیزوں، درختوں، دلدلوں، جانوروں اور انسانی ڈھانچوں پر تحقیق کرنا تھا لیکن دراصل اس لیبارٹری میں بلیک تھنڈر بیل کے سر والے انسانوں جنہیں سلاجیم کہا جاتا تھا، پر ریسرچ کر کے انہیں وجود میں لانے کا کام کر رہا تھا۔

یہ لیبارٹری دس سالوں سے قائم تھی اور بظاہر اس پر مکمل کنٹرول چاگو کا تھا لیکن دراصل اس کا مکمل کنٹرول بلیک تھنڈر کے پاس تھا۔ چاگو کی پوری فورس بھی بلیک تھنڈر کے انڈر تھی۔ چاگو فورس کا سردار

وہاں کے سب سے طاقتور قبیلے کا سردار ماتو تھا۔ سردار ماتو کا ہیڈ کوارٹر لورگو میں تھا۔ جہاں انتہائی جدید ترین اسلحے کے ساتھ ساتھ جدید ترین ہیلی کاپٹر بھی ہر وقت موجود رہتے تھے۔ بلیک تھنڈر نے ڈیوک اور پیگی کو اس لیبارٹری کا سروے کرنے کے لئے بھیجا تھا کیونکہ بلیک تھنڈر کو خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے اسے تباہ کرنے کے لئے سپر پاورز کی ایجنسیاں اور خاص طور پر پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کر سکتی ہے۔ گو یہ لیبارٹری انتہائی خفیہ تھی اور سوائے چند افراد کے اور کسی کو بھی اس کی اصلیت کے بارے میں علم نہ تھا۔ سب اسے سرکاری لیبارٹری ہی سمجھتے تھے اور ایسی کئی اور لیبارٹریاں بھی افریقہ میں قائم تھیں۔ اس لیبارٹری کے لئے خصوصی سپلائی کا انتہائی پیچیدہ نظام رکھا گیا تھا۔ سپلائی کرنے والے سیکشن کا انچارج کیلون تھا۔ جس کا ہیڈ کوارٹر یورپ کے ایک ملک گرانس میں تھا اور وہاں سے سپلائی مختلف ہاتھوں سے گزرتی ہوئی یہاں پہنچتی تھی اس لئے کوئی اس لیبارٹری کا سراغ نہ لگا سکتا تھا اور اس لیبارٹری میں دراصل جو کچھ ہو رہا تھا اسے بھی ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا تھا لیکن کیلون کی پرسنل سیکرٹری لیزا نے ایکریمیا کے ایک ایجنٹ کے سامنے یہ راز کھول دیا تھا جس کی اطلاع ایکریمین حکام کو مل گئی اور پھر پوری دنیا پر حکومت کرنے والی تمام سپر پاورز میں کھلبلی سی مچ گئی۔

بلیک تھنڈر کے بارے میں انہیں پہلے سے معلوم تھا لیکن آج

تک باوجود شدید ترین کوششوں کے وہ بلیک تھنڈر کے ہیڈکوارٹر کو تو ایک طرف اس کے کسی سیکشن کو بھی ٹریس نہ کر سکے تھے۔ البتہ انہیں اس بات کا علم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ علی عمران کئی بار بلیک تھنڈر کے خلاف کام کر چکے ہیں اور انہوں نے اس خوفناک تنظیم کے کئی سب سیکشنوں، سیکشنوں اور گولڈن ایجنٹوں کو شکست دی ہے اور چونکہ اس لیبارٹری میں جو کچھ ہو رہا تھا اس سے پوری دنیا کے انسانوں کو خطرہ لاحق تھا اس لئے تمام سپر پاورز نے طویل بحث و مباحثہ کے بعد طے کیا تھا کہ یہ مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ذمے لگایا جائے لیکن انہیں معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اپنے اصولوں پر سختی سے کاربند رہتا ہے اس لئے اگر اس نے یہ مشن قبول کر لیا تو ٹھیک ورنہ پاکیشیا کے صدر سمیت پوری دنیا کے حکام مل کر بھی اسے زبردستی اس مشن پر کام کرنے پر آمادہ نہ کر سکیں گے اس لئے سپر پاورز نے اس مشن کے ساتھ حکومت پاکیشیا کو ایسے معاہدات کی پیشکش کی تھی جن سے پاکیشیا کو بے حد مفادات حاصل ہو سکتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ان مفادات کی وجہ سے حکومت پاکیشیا ایکسٹو کو اس مشن پر کام کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ پھر انہیں اطلاع ملی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے اس مشن کو فی الحال پینڈنگ رکھ دیا ہے۔ وہ پہلے خود اپنے طور پر اس عجیب و غریب معاملے کے بارے میں تحقیقات کرنا چاہتا ہے۔

یہ تمام اطلاعات بلیک تھنڈر کو بھی مل رہی تھیں اور بلیک تھنڈر کا مین ہیڈکوارٹر اور سیکشن ہیڈکوارٹر بھی اسی سروس سے خوفزدہ تھا۔ ورنہ اسے باقی پوری دنیا کی سروسز سے کسی قسم کا کوئی خطرہ نہ تھا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس سروسز میں کام کرنے والے ایجنٹوں کو کسی نہ کسی انداز میں کور کیا جا سکتا تھا۔ دولت کے ذریعے، خوبصورت عورتوں کے ذریعے، تیز شرابوں کے ذریعے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس ان تمام معاملات سے پاک صاف تھی۔

اس سروس کے کسی بھی ایجنٹ کو کسی بھی طریقے سے نہ خریدا جا سکتا تھا اور نہ روکا جا سکتا تھا۔ پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس قدر تیز رفتار کارکردگی کی حامل تھی کہ جب وہ کسی مشن پر نکلتی تھی تو پھر اس کو روکنا ناممکن ہو جاتا تھا اور یہ لوگ ناممکن کو بھی ممکن بنا دینے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ ان کی خاصیت ان کی تربیت، ان کی ہمت، ان کا حوصلہ اور ان کی جدوجہد کا انداز تھا جس کی وجہ سے ان کے مقابلے پر بڑی بڑی تنظیمیں پر کاہ کی حیثیت بھی نہ رکھتی تھیں اس لئے بلیک تھنڈر کے لئے سب سے بڑا خطرہ یہی سروس تھی۔ ڈیوک اور چیکی کے بارے میں بلیک تھنڈر کے سیکشن ہیڈکوارٹر تو ایک طرف مین ہیڈکوارٹر کا بھی خیال تھا کہ یہ دونوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کا صحیح مقابلہ کر سکتے ہیں اس لئے سیکشن ہیڈکوارٹر نے انہیں اس لیبارٹری کا سروے کرنے کے لئے بھیجا تھا تاکہ وہ وہاں موجود تمام انتظامات کو چیک کر کے سیکشن ہیڈکوارٹر کو رپورٹ دیں۔ ان کی

رپورٹ کے مطابق وہاں کی کمزوریاں دور کر دی جائیں گی اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس اس لیبارٹری کے خلاف حرکت میں آئی تو ڈیوک کا سیکشن اس کے مقابلے پر لایا جائے گا۔ ڈیوک اور پیگی کو یہاں بھجوانے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ یہاں چاگو اور اس کے سردار ماتو سے مل لیں گے اور یہاں کے ماحول سے بھی بخوبی واقف ہو جائیں گے۔ ویسے ڈیوک اور پیگی پہلی بار یہاں آ رہے تھے۔ ڈیوک تو اپنی عادت کے مطابق خاموش بیٹھا ہوا تھا جبکہ پیگی اردگرد کے ماحول سے پوری طرح لطف اندوز ہو رہی تھی۔

"ان جنگلوں میں درندے بھی ہوتے ہیں"..... پیگی نے اچانک ڈرائیور سے پوچھا۔

"یس میڈم۔ پورا جنگل انتہائی خطرناک درندوں سے بھرا ہوا ہے"..... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو پیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد لورگو شہر کے آثار نظر آنے شروع ہو گئے۔ قدیم دور کی مخصوص طرز تعمیر کی عمارتوں کے ساتھ جدید دور کی عمارتیں بھی یہاں موجود تھیں۔ چونکہ یہ محفوظ علاقہ تھا اس لئے مختلف ملکوں کے سیاح بھی کثیر تعداد میں وائلڈ لائف کو انجوائے کرنے کے لئے یہاں اکثر آتے رہتے تھے۔ اس لئے لورگو چھوٹا سا شہر تھا لیکن یہاں ہر وقت خاصی چہل پہل رہتی تھی۔ شہر کی مختلف سڑکوں سے گزر کر جیپ شہر سے ہٹ کر بنے ہوئے ایک کافی بڑے احاطے کے مین گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک

گئی۔ ڈرائیور نے مخصوص انداز میں ہارن بجایا تو گیٹ کھلا اور ایک افریقی نوجوان جس کے ہاتھ میں مشین گن تھی اور جسم پر سرخ دھاریوں والی مخصوص یونیفارم تھی باہر آ گیا۔ اس نے جیپ کو دیکھ کر سیلوٹ کیا اور پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا تو جیپ اندر لے جائی گئی۔ اندر احاطے میں ایک ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ جس پر سرخ دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔ ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہی ایک اور افریقی نوجوان مخصوص یونیفارم پہنے اپنے ہاتھ میں مشین گن اٹھائے کھڑا تھا۔ جیپ رکتے ہی ڈیوک اور پیگی دونوں نیچے اتر آئے۔ اسی لمحے عمارت کے برآمدے سے ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا نوجوان باہر آ گیا۔ اس نے بھی چاگو کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ اس کے سر پر ملٹری کیپ تھی اور سینے پر دو بڑے بڑے تمغے موجود تھے۔ اس کا چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے بڑا تھا۔ آنکھیں چھوٹی اور سر پر موجود بال سپرنگوں جیسے تھے جو دونوں سائیڈوں سے نظر آ رہے تھے۔ یہ سردار ماتو تھا۔ ماتو قبیلے کا سردار اور ویسٹ کوسٹ میں چاگو کا چیف۔ اس کا نام تو کچھ اور تھا لیکن اسے سردار ماتو کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ وہ سیڑھیاں اتر کر ان کے قریب آ گیا۔

"میرا نام سردار ماتو ہے اور میں چاگو کا چیف ہوں"..... اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور بڑے گرمجوشانہ انداز میں ڈیوک اور پیگی سے مصافحہ کیا اور ان کی آمد پر رسمی کلمات کہے اور پھر انہیں لے کر

ایک بڑے کمرے میں آ گیا جسے باقاعدہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ ایک ملازم نے شراب لا کر ان کے سامنے رکھ دی۔

''میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ کی آمد یہاں کس سلسلے میں ہوئی ہے''...... سردار ماتو نے کہا۔

''آپ کو کیا بتایا گیا ہے''...... ڈیوک نے پوچھا۔

''صرف یہ کہ آپ یہاں سروے کرنے آ رہے ہیں تاکہ یہاں حفاظتی کمزوری ہو تو اسے دور کیا جا سکے اور ضرورت پڑنے پر آپ یہاں کا چارج سنبھال سکیں''...... سردار ماتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ کو معلوم ہے کہ اس لیبارٹری میں کیا ہو رہا ہے''۔ ڈیوک نے پوچھا۔

''نہیں۔ میرا لیبارٹری کے اندرونی معاملات سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... سردار ماتو نے جواب دیا۔

''سردار ماتو۔ اس لیبارٹری میں بلیک تھنڈر کے انتہائی اہم ترین پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اور اسے گزشتہ دس سالوں سے انتہائی خفیہ رکھا گیا ہے لیکن ایک عورت کی غلطی کی وجہ سے پوری دنیا کو اس پراجیکٹ کے بارے میں علم ہو گیا ہے اور پوری دنیا کی حکومتیں اس پراجیکٹ کو ختم کرنے کے درپے ہو گئی ہیں لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں ہے کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے اس لئے انہوں نے ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا پر انحصار کیا ہے۔ اس ملک کی سیکرٹ سروس اور

ان کے لئے کام کرنے والے ایک خطرناک آدمی جس کا نام عمران ہے اور جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہلواتا ہے۔ دنیا بھر میں اس سروس اور اس ایجنٹ کو انتہائی خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ اس نے ایسے ایسے ناقابل یقین مشن مکمل کئے ہیں جن کے بارے میں کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ بلیک تھنڈر کے سیکشن ہیڈکوارٹر اور مین ہیڈکوارٹر کو بھی اسی سروس سے خطرہ ہے کیونکہ اس کے بارے میں مشہور ہے کہ جن معاملات کو ان سے جتنا زیادہ چھپایا جائے یہ اتنا ہی جلدی اسے دریافت کر لیتے ہیں اس لئے اگر اس سروس نے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے مشن پر کام شروع کر دیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے یہاں پہنچ جائیں اور یہاں کی کسی حفاظتی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر وہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں اس لئے ہمیں یہاں بھیجا گیا ہے کیونکہ پوری دنیا میں اگر اس سروس کا کوئی مقابلہ کر سکتا ہے تو وہ ہمارا سیکشن ہے۔ مین ہیڈکوارٹر اور سیکشن ہیڈکوارٹر نے اس سروس سے مقابلے کے لئے ہمارا انتخاب کیا ہے لیکن چونکہ ابھی اس سروس نے مشن ہاتھ میں نہیں لیا اس لئے ہمیں یہاں مستقل طور پر نہیں بھیجا گیا بلکہ اس لئے بھیجا گیا ہے کہ ہم یہاں کا سروے کر لیں۔ آپ سے ملاقات کر لیں اور لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات مزید چیک کر لیں اور اس سروس سے مقابلے کی صورت میں خاص پوائنٹس بھی نظروں میں رکھ لیں اور اس کی رپورٹ سیکشن ہیڈکوارٹر کو بھجوا دیں

تا کہ اسے اطمینان ہو جائے کہ ہم یہاں آسانی سے کام کر سکیں گے۔ جب بھی یہ سروس اس مشن پر کام شروع کرے گی تو ہم بھی اس کے مقابلے پر سامنے آ جائیں گے اور اگر وہ یہاں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی تو پھر ہم یہاں کا چارج بھی سنبھال لیں گے"۔ ڈیوک نے جواب میں پوری تقریر کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب اب میں سمجھ گیا ہوں۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ یہاں کے حفاظتی انتظامات میں آپ کو کوئی کمزوری نہیں ملے گی"...... سردار ماتو نے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کیونکہ یہاں کے تمام حفاظتی انتظامات اور آپ کی تنظیم کے بارے میں ہمیں تفصیلی رپورٹ مل چکی ہے لیکن ہم یہاں آپ سے ملاقات کرنے اور یہاں کے ماحول سے مانوس ہونے کے لئے آئے ہیں"...... ڈیوک نے جواب دیا۔

"میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں جناب"...... سردار ماتو نے خوش ہو کر کہا تو ڈیوک کے ساتھ ساتھ پیگی جو خاموش بیٹھی ہوئی تھی بے اختیار مسکرا دی۔

"وہ لوگ اگر یہاں آئے تو ان کا پہلا پڑاؤ یہاں لورگو میں ہو گا اور یہاں بے شمار سیاح آتے رہتے ہیں۔ آپ ہمیں یہ بتائیں کہ یہاں آپ کا کیا نیٹ ورک ہے اور مشکوک افراد کے بارے میں معلومات کیسے آپ تک پہنچ سکتی ہیں"...... ڈیوک نے کہا۔

"جناب۔ لورگو پر مکمل ہولڈ چاگو کا ہی ہے۔ چاگو کے آدمی

یہاں کے ہر بڑے ہوٹل، کلب اور سڑکوں پر موجود ہیں۔ جو ہر آنے والے کو مسلسل چیک کرتے رہتے ہیں۔ مشکوک افراد کو خاموشی سے اغوا کر لیا جاتا ہے یا انہیں جنگل میں لے جا کر ہلاک کر دیا جاتا ہے"...... سردار ماتو نے کہا۔

"یہاں آپ کے علاوہ اور کون رہتا ہے"...... ڈیوک نے پوچھا۔

"یہاں عمل آفس ہے۔ میرے ساتھ پورا سیکشن ہے جو دس افراد پر مشتمل ہے۔ وائرلیس فون اور ٹرانسمیٹر پر رابطے ہوتے ہیں۔ ہمارے ہر آدمی کے پاس جدید اور خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر ہے"۔ سردار ماتو نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ اب آپ ہمارے ساتھ لیبارٹری چلیں تاکہ ہم وہاں کے ماحول سے اپنے آپ کو ایڈجسٹ کر سکیں"۔ ڈیوک نے کہا۔

"یس سر آیئے"...... سردار ماتو نے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے اٹھتے ہی ڈیوک اور پیگی بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ باہر آ گئے۔ سردار ماتو نے اپنے ایک آدمی کو بلا کر اسے ہدایات دیں اور پھر وہ سب ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گئے۔ پائلٹ نے ہیلی کاپٹر سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو کر اندرونی علاقے کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں داخل ہوا تو بلیک زیرو حسب عادت احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"...... سلام دعا کے بعد عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کی سنجیدگی بتا رہی ہے کہ کوئی خاص بات ہو گئی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ میں فورسٹارز کے ساتھ سراج نگر ایک صاحب علم سے ملاقات کرنے گیا تھا۔ اب واپس آ رہا ہوں"...... عمران نے جواب دیا۔

"تو یہ سنجیدگی علم کی ہے"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"علم و دانش جب مل جائیں تو پھر سنجیدگی تو آتی ہی ہے۔

بہرحال جو کچھ ہم قصے کہانیاں اور واقعات سمجھ رہے تھے وہ اس جدید دور میں ہو رہا ہے"...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا مطلب۔ کیا آپ سلاجیم کے بارے میں بات کر رہے ہیں"...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران نے جواب میں نعمانی کے فون آنے سے سراج نگر جا کر محمود شیرازی سے ہونے والی ملاقات کے ساتھ ساتھ سرداور اور ان کے ذریعے کارمن کے پروفیسر ڈینکن سے ہونے والی تمام گفتگو دوہرا دی۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ سپر پاورز نے جو کچھ لکھا ہے وہ درست ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں۔ اور میں اس لئے زیادہ پریشان تھا کہ سپر پاورز جن کے پاس ہر طرح کے چوٹی کے ماہرین موجود ہوتے ہیں اس طرح اوٹ پٹانگ باتیں تو نہیں کر سکتے۔ میرے ذہن میں یہ خدشہ ابھر آیا تھا کہ شاید یہ سب کچھ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی جال میں پھنسانے کا سلسلہ ہو لیکن بہرحال اب یہ بات سامنے آ گئی ہے کہ ایسا ممکن ہے اور شاید بلیک تھنڈر اس سلسلے میں واقعی کام کر رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے عمران صاحب۔ پھر تو واقعی یہ پوری دنیا کے انسانوں کے لئے انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ بلیک تھنڈر نے احمقانہ منصوبہ بنایا ہے۔ کلوننگ سے پ
مخلوق اس جدید دور میں ان کے تصور سے بھی زیادہ خطرناک ثابت
ہوسکتی ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بلیک تھنڈر کے بڑوں کو بھی ہلاک
کر دے۔ ایسا ریسرچ کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن کثیر تعداد میں
اس کی نسل کشی انتہائی خطرناک اور قدرت کے خلاف معاملہ ہے۔
جو کچھ سامنے آیا ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس نوعی مخلوق نے
پوری دنیا میں فتنہ و فسادات برپا کر دیئے تھے جس کی وجہ سے
قدرت نے ان کے مکمل خاتمہ کا فیصلہ کر لیا اور طوفان نوح کی
صورت میں جہاں منکروں پر عذاب نازل ہوا وہاں یہ نوعی مخلوق بھی
مکمل طور پر اور ہمیشہ کے لئے ناپید کر دی گئی''...... عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب اس قدیم ترین دور میں سائنس نے اتنی
قدر ترقی تو نہ کی تھی کہ وہ اس دور میں اس طرح کی نوعی مخلوق کو
وجود میں لا سکتی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہم دراصل قدیم دور کے بارے میں لاعلم ہیں اور یہ سمجھتے ہیں
کہ جو ترقی ہوئی ہے وہ موجودہ دور میں ہوئی ہے۔ آج اگر طوفان
نوح جیسا عذاب دنیا پر ٹوٹ پڑے اور سوائے چند مخصوص افراد کے
باقی پوری دنیا غرق ہو جائے تو پھر جو نئے لوگ پیدا ہوں گے انہیں
کون سمجھائے گا کہ کمپیوٹر کیا ہوتا ہے اور ٹی وی کس اصول کے تحت
چلتا ہے اور اس قدر ترقی ہو چکی تھی۔ ظاہر ہے انہوں نے نئے
سرے سے دنیا آباد کرنی ہے اور نئے سرے سے یہ کام کرنا

ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن عمران صاحب ترقی کے آثار تو بہرحال سامنے آ ہی
جائیں گے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''اب بھی قدیم دور کے انسانوں کی ترقی کے آثار موجود ہیں۔
میں نے ایک بار آثار قدیمہ پر ریسرچ کے ایک مقالے میں پڑھا
تھا کہ جنوبی پیرو کے شہر رکا میں آثار قدیمہ کے ماہرین نے ایسے
بیضوی پتھر دریافت کئے ہیں جو چودہ ہزار سال قدیم ہیں۔ ان
پتھروں پر تصاویر نقش ہیں۔ ان تصاویر میں آپریشن کرتے ہوئے
دکھایا گیا ہے۔ یہاں تک کہ سرجری کے آلات، دل کی شریانیں
اور خون کی نالیاں بھی واضح طور پر دکھائی گئی ہیں۔ اس سے ماہرین
نے اندازہ لگایا کہ چودہ ہزار سال قبل رکا میں رہنے والی قوم ہارٹ
ٹرانسپلانٹ سرجری سے بخوبی واقف تھی۔ اس طرح مصر میں ملنے
والی بعض ممیوں کے دانت نقلی ہیں۔ ایک فرعون کی ناک کی ہڈی کی
جگہ کسی جانور کی ہڈی لگی ہوئی ہے۔ مصر کے ایک شاہی مقبرے
سے ایک عورت کی ممی ملی ہے جس کا دایاں انگوٹھا مصنوعی ہے یعنی
کٹے ہوئے انگوٹھے کی جگہ نقلی انگوٹھا لگایا گیا ہے۔ جیسے موجودہ دور
میں پلاسٹک سرجری کے ذریعے مصنوعی اعضاء لگائے جاتے ہیں۔
شیر کے دھڑ والے انسان ابوالہول سے تو موجودہ دور کے لوگ اچھی
طرح سے واقف ہیں۔ اہرام مصر کے سامنے اس کا عظیم الشان
مجسمہ آج بھی موجود ہے۔ پھر یہ اہرام مصر بذات خود اس دور کی

عظیم الشان تعمیرات کا شاہکار ہیں۔ جو صدیوں پہلے تعمیر کئے گئے اور آج تک اسی طرح موجود ہیں“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے۔ واقعی ہم قدیم دور کو جہالت کا دور سمجھتے ہیں لیکن واقعی ایسے شواہد موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ قدیم دور میں بھی سائنس نے بے حد ترقی کی تھی لیکن عمران صاحب پھر قدرت نے اس ترقی کو ملیامیٹ کیوں کر دیا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”اس لئے کہ اس دور کے سائنس دانوں نے انسانوں کے فائدے کے لئے کام کرنے کی بجائے ایسے کاموں کا آغاز کر دیا جس سے حالات میں بگاڑ پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ اگر وہ سائنس دان انسانوں کے لئے فائدہ مند ثابت ہوتے تو پھر یہ سب ملیامیٹ نہ کیا جاتا۔ لیکن اُس دور کی سائنسی ترقی سے انسانیت تباہی کے دہانے پر پہنچ گئی تو پھر یہ سب کچھ ملیامیٹ کر دیا گیا۔ اب بھی تم دیکھو کہ بلیک تھنڈر نے سلاجیم کو وجود میں لا کر حالات میں بگاڑ پیدا کرنے کی کوشش کی ہے جس سے بنی نوع انسان کے تباہ ہونے کا خدشہ پیدا ہو گیا ہے اس لئے قدرت اس کے خلاف حرکت میں آ گئی ہے اور پوری دنیا کی سپر پاورز اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ اگر ہم اس کے خلاف کام نہیں کریں گے تو کوئی اور کرے گا۔ بہرحال قدرت نے تو اپنا توازن برقرار رکھنا ہے“...... عمران

نے کہا تو بلیک زیرو نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں۔ یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے کہ اس نے اس مقصد کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا انتخاب کیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم کیسے اس لیبارٹری کو ٹریس کریں جہاں یہ کام ہو رہا ہے“...... عمران نے کہا۔

”جس عورت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے یہ ساری بات سامنے آئی ہے۔ اس کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کر کے آگے بڑھا جا سکتا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”فائل میں صرف اتنا موجود ہے کہ یہ عورت یورپ کے ملک کرانس کے دارالحکومت میں کسی بزنس ادارے میں کام کرتی تھی۔ اس کا نام لیزا تھا اور اس کے چیف کا نام کیلون تھا لیکن کیلون تو عام سا نام ہے۔ اس نام کے تو ہزاروں افراد وہاں موجود ہوں گے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”بلیک ایگل کلب“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”پاکیشیا سے علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ ٹرومین سے بات کراؤ“...... عمران نے کہا۔

”نمبر نوٹ کریں۔ اس پر چیف موجود ہیں“...... دوسری طرف

سے کہا گیا اور ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"بلیک ایگل"...... دوسری طرف سے ٹرومین کی آواز سنائی دی۔

"کمال ہے۔ بلیک کو اب تک وائٹ نہ سہی براؤن تو ہو جانا چاہئے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں ٹرومین بول رہا ہوں"۔ دوسری طرف سے ٹرومین نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سچائی تو روشنی ہوتی ہے اور روشنی سفید ہوتی ہے۔ تم ٹرومین ہونے کے باوجود بلیک ہو"...... عمران نے کہا تو ٹرومین بے اختیار ہنس پڑا۔

"آج بڑے عرصے بعد آپ نے یاد کیا ہے"...... ٹرومین نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جب سچائی گم ہو جائے تو اسے تلاش کرنے کے لئے کسی ٹرومین کی ضرورت پڑتی ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ سچائی کی تلاش کے لئے چاہے پاتال میں کیوں نہ جانا پڑے میں اسے تلاش کر لاؤں گا"...... ٹرومین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہاری سابقہ تنظیم بلیک تھنڈر اس بار پوری انسانیت کے لئے خطرہ بن رہی ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ کیسے"...... ٹرومین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

"کیا یہ بات حقائق پر مبنی ہے"...... ٹرومین نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ پہلے مجھے بھی یقین نہ آیا تھا لیکن پھر جب عالموں اور ماہرین سے بات ہوئی تب پتہ چلا کہ واقعی ایسا ممکن ہے اور اس کے نتائج پوری انسانیت کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں تو چیف نے اس مشن پر کام کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ تب ہی میں نے تمہیں فون کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"آپ حکم دیں مجھے کیا کرنا ہوگا"...... ٹرومین نے کہا۔

"جو فائل مجھے بھجوائی گئی ہے اس میں بتایا گیا ہے کہ یورپ کے ملک کرانس کے دارالحکومت میں بلیک تھنڈر کے تحت کوئی سب سیکشن کام کرتا رہا ہے جس کا انچارج کوئی کیلون نامی آدمی ہے۔ یہ سب سیکشن اس لیبارٹری کو سپلائی بھجوانے پر مامور تھا۔ گو یہ سپلائی براہ راست نہیں بھجوائی جاتی تھی لیکن بہرحال آغاز اس سے ہوتا تھا۔ اس کیلون کی پرسنل سیکرٹری لیزا اکیریمیا گئی اور وہاں کسی سرکاری ایجنٹ کے سامنے اس نے لیبارٹری میں ہونے والے اس پراجیکٹ کے بارے میں بتا دیا۔ جس پر حکومت اکیریمیا چونک پڑی۔ اس عورت کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس طرح یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ کیلون کہاں اور کس انداز میں کام کرتا تھا۔ اگر یہ کیلون مل

جائے تو اس کے ذریعے ہم سپلائی کا پیچھا کرتے ہوئے اس لیبارٹری تک پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''کیلون ہے تو عام سا نام لیکن کرانس میں میرا نیٹ ورک موجود ہے۔ میں اسے لیزا کے حوالے سے تلاش کر لوں گا''۔ ٹرومین نے کہا۔

''کتنا عرصہ لگاؤ گے''...... عمران نے کہا۔

''کیلون کے بارے میں معلومات ملنے میں تو دو تین گھنٹوں سے زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ البتہ آگے کی کارروائی میں عرصہ لگ سکتا ہے''...... ٹرومین نے کہا۔

''تم مجھے صرف کیلون کے بارے ہمیں معلومات مہیا کر دو۔ باقی کام میں خود کر لوں گا۔ تم نے سامنے نہیں آنا کیونکہ بلیک تھنڈر لامحالہ اس معاملے میں چوکنا ہو گی''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ تین گھنٹوں بعد مجھے دوبارہ اسی نمبر پر کال کر لیں''...... ٹرومین نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''آپ کا خدشہ درست ہے عمران صاحب۔ بلیک تھنڈر تک اس ساری کارروائی کی رپورٹ پہنچ چکی ہو گی اور وہ الرٹ ہو چکی ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ وہ بے حد باوسائل تنظیم ہے اس لئے سپر پاورز کی کارروائیوں کا بھی اسے بخوبی علم ہو گا اور یہ بات بھی ان تک پہنچ

چکی ہو گی کہ سپر پاورز نے اس مشن پر کام کرنے کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس سے درخواست کی ہے''...... عمران نے کہا۔

''ہو سکتا ہے کہ یہاں آپ کی نگرانی بھی ہو رہی ہو''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''لازماً ہو رہی ہو گی اس لئے جب تک لیبارٹری ٹریس نہ ہو جائے اس وقت تک میں حرکت میں نہیں آ سکتا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

''کیا مطلب۔ کیا آپ یہ سارا کام ٹرومین سے کرائیں گے جبکہ ابھی آپ نے اسے کہا ہے کہ وہ صرف کیلون کے بارے میں معلومات مہیا کرے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ کام فور سٹارز کریں گے۔ محمود شیرازی کے ہاں انہوں نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ اگر اس مشن پر کام ہوتا ہے تو میں چیف سے کہہ کر انہیں ساتھ لے جاؤں جس پر میں نے انہیں کہا تھا کہ یہ مشن اس قدر اہم ہے کہ اگر اس پر کام ہوا تو پوری ٹیم ہی کام کرے گی لیکن اصل مشن تو اس وقت شروع ہو گا جب لیبارٹری کو ٹریس کر لیا جائے گا اور چونکہ بلیک تھنڈر کا ٹارگٹ میں ہوں گا اس لئے فور سٹارز اس پر کام کریں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تین گھنٹے باتیں کرنے اور چائے پینے میں گزار دینے کے بعد عمران نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھایا اور ٹرومین کا نمبر پریس کر دیا۔

"کیا رپورٹ ہے ٹرومین"...... رابطہ ہونے پر عمران نے پوچھا۔

"عمران صاحب۔ کیلون کے بارے میں معلومات مل گئی ہیں۔ لیکن اس آفس کو بھی کلوز کر دیا گیا ہے اور کیلون بھی غائب ہے۔ البتہ اتنا معلوم ہوا ہے کہ آخری بار اس سے ملنے ونگٹن میں رہنے والا اس کا دوست مارک آیا تھا۔ مارک کے بارے میں معلومات ملی ہیں کہ اس کا تعلق کسی کلب سے ہے"...... ٹرومین نے کہا۔

"لیکن اس بارے میں حتمی معلومات ہونی چاہئیں"...... عمران نے کہا۔

"مارک چونکہ ونگٹن میں رہتا ہے اس لئے میں نے اسے ٹریس کرنے کی کوشش شروع کر دی ہے۔ امید ہے جلد ہی اس کے بارے میں اطلاع مل جائے گی"...... ٹرومین نے کہا۔

"تم اپنے آپ کو صرف اطلاع تک محدود رکھنا ورنہ اس بار بلیک تھنڈر نے کوئی لحاظ نہیں کرنا"...... عمران نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں عمران صاحب۔ آپ ایک گھنٹے بعد دوبارہ تکلیف کریں فون کرنے کی۔ مجھے یقین ہے کہ اتنی دیر میں درست معلومات مل جائیں گی"...... ٹرومین نے کہا تو عمران نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"کیا مارک کو اس کیلون کے بارے میں علم ہو گا"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو یہ تو مارک سے معلوم کرنا پڑے گا"...... عمران نے کہا

اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر ایک گھنٹہ مزید گزارنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر ٹرومین سے رابطہ کیا۔

"عمران صاحب۔ مارک کے بارے میں پتہ چل گیا ہے۔ مارک ونگٹن کے ایک مصروف کلب سٹک گیم کلب میں اسسٹنٹ مینجر ہے"...... ٹرومین نے جواب دیا۔

"کیا اس بات کی تسلی کر لی گئی ہے کہ یہ وہی مارک ہے جس کا تعلق کیلون سے ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں۔ اچھی طرح تسلی کے بعد ہی آپ کو اطلاع دی جا رہی ہے۔ ویسے اگر آپ کہیں تو اس مارک کو اغوا کر کے اس سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں"...... ٹرومین نے کہا۔

"نہیں۔ تم اس معاملے میں سامنے نہ آؤ۔ یہ کام میں کر لوں گا۔ تمہارا کام صرف معلومات مہیا کرنے کی حد تک بہتر رہے گا"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کہیں"...... ٹرومین نے کہا۔

"او کے گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"صدیقی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... صدیقی کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"عمران تمہارے ساتھ محمود شیرازی کے پاس گیا تھا۔ اس نے جو رپورٹ دی ہے وہ بے حد اہم ہے۔ اس لیبارٹری کو ٹریس کرنے کے لئے میں نے تمہارا اور تمہارے ساتھیوں کا انتخاب کیا ہے۔ عمران چونکہ بلیک تھنڈر کے ایجنٹوں کی نظروں میں ہو گا اس لئے عمران تمہارے ساتھ نہیں جائے گا۔ تم نے اپنے طور پر سارا کام کرنا ہے۔ میں نے عمران کو حکم دے دیا ہے کہ وہ تمہیں اس اہم کام کے لئے مکمل طور پر بریف کر دے گا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ ہم آپ کے مشکور ہیں سر"...... صدیقی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے بغیر کوئی جواب دیئے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

کیلون اس وقت مارک کے فلیٹ میں موجود تھا۔ مارک نے اس کے ساتھ واقعی دوستی نبھائی تھی۔ نہ صرف اس کا چہرہ پلاسٹک سرجری کے ذریعے مکمل طور پر تبدیل کروا دیا تھا بلکہ نئے نام سے اس کے کاغذات بھی بن چکے تھے۔ اب وہ یورپین کی بجائے یکریمین تھا۔ اس کا نام ڈان تھا لیکن مارک اسے کیلون کے نام سے ہی پکارتا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ یہ نام اس کی زبان پر چڑھا ہوا ہے۔ مارک چونکہ ایک کلب میں اسسٹنٹ مینجر تھا اس لئے اس نے کیلون سے بھی کہا تھا کہ وہ بھی اس کے کلب میں سروس کر لے لیکن کیلون نے یہ کہہ کر سروس کرنے سے انکار کر دیا کہ اول تو اسے بلیک تھنڈر سے اتنی رقم مل گئی ہے کہ اسے سروس کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے اور دوم وہ سروس کرنے کا عادی ہی نہیں ہے کیونکہ وہ خود انچارج رہا ہے اس لئے اب کسی کے ماتحت رہ کر کام

کرنا اس کے بس میں نہیں رہا۔

کیلون نے ڈان کے نام سے ایک رہائشی پلازہ میں لگژری فلیٹ حاصل کر لیا تھا۔ اس کے پاس ایک نئے ماڈل کی کار بھی تھی اور اس کا کام صرف کلبوں میں آنے جانے اور انجوائے کرنے کی حد تک ہی رہ گیا تھا۔ وہ لارڈ ڈان کہلواتا تھا اور اس نے سب سے یہ کہا ہوا تھا کہ اس کے پاس چونکہ بے شمار کمپنیوں کے شیئرز ہیں جہاں سے اسے انتہائی معقول منافع مل جاتا ہے اس لئے اسے اخراجات کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔ کیلون کو ونگٹن آئے ہوئے کافی دن گزر گئے تھے اور وہ اکثر مارک سے ملنے اس کے فلیٹ پر آ جاتا تھا۔ اس وقت بھی وہ دونوں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔

"میری سمجھ میں ایک بات نہیں آتی کیلون"...... اچانک مارک نے کہا تو کیلون بے اختیار چونک پڑا۔

"کون سی بات"...... کیلون نے چونک کر پوچھا۔

"یہ کہ میرا تعلق بھی ایجنسی سے ہے اور مجھے معلوم ہے کہ جب ایجنسیاں کوئی اہم راز کو چھپانا چاہتی ہیں تو وہ اس آدمی کو چاہے ان کے لئے کتنی اہمیت ہی رکھتا ہو ہلاک کروا دیتی ہیں جس سے اس راز کے افشاں ہونے کا خطرہ ہو۔ تمہارا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ یہ تنظیم بھی بین الاقوامی ہے اور اس کی نظروں میں تمہارا کا ایسی اہمیت بھی نہیں ہو سکتی کہ وہ تمہارے بغیر قائم نہ رہ سکے۔ اس کے باوجود تمہیں بھاری رقومات بھی مہیا ہو رہی ہیں اور تمہیں کھلا

چھوٹ بھی دے دی گئی ہے۔ اس کی اصل وجہ کیا ہے"...... مارک نے کہا تو کیلون بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہاری حیرت اپنی جگہ درست ہے۔ میری جگہ کوئی اور ہوتا تو اب تک اس کی لاش کسی گٹر کے کیڑے بھی کھا چکے ہوتے۔ تم میرے ایسے دوست ہو جس سے میں کوئی بات چھپا نہیں سکتا۔ سیکشن چیف میرا چھوٹا بھائی ہے اس لئے ایسا ہوا ہے"...... کیلون نے کہا تو مارک چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارا چھوٹا بھائی اور سیکشن چیف"...... مارک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہ ذہنی اور جسمانی طور پر بے حد تیز ہے اور بچپن سے ہی جرائم کی دنیا میں داخل ہو گیا تھا اور پھر مافیا میں ڈان کے عہدے تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد اسے موقع ملا تو وہ بلیک تھنڈر میں شامل ہو گیا اور اس نے وہاں ایسی کارکردگی دکھائی کہ اسے مین ہیڈکوارٹر نے سیکشن چیف بنا دیا۔ اب وہ سیکشن چیف ہے۔ اسی نے مجھے اس سپلائی کے کام پر لگایا تھا کیونکہ اس کے خیال کے مطابق یہ کوئی ایسا کام نہ تھا جس میں مجھے کوئی خطرہ لاحق ہو سکتا تھا کیونکہ بہرحال میری ذہنی اور جسمانی کارکردگی ایسی نہیں ہے کہ میں کسی بڑے عہدے پر کام کر سکوں۔ اب بھی اسی کی وجہ سے میں زندہ ہوں ورنہ اس کی جگہ کوئی اور سیکشن چیف ہوتا تو مجھے لازماً گولی مار

دی جاتی‘‘...... کیلون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن کیا تمہاری اس سے ملاقات ہوتی رہتی ہے‘‘...... مارک نے پوچھا۔

’’نہیں۔ اسے سیکشن چیف بنے ہوئے تقریباً اٹھارہ سال ہو گئے ہیں۔ اس دوران ہماری کبھی ملاقات نہیں ہوئی اور نہ ہی وہ فون پر بات کرتے ہوئے یہ ظاہر کرتا ہے کہ میں اس کا بڑا بھائی ہوں‘‘۔ کیلون نے جواب دیا۔

’’ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ اب بات پوری طرح میری سمجھ میں آ گئی ہے اس لئے تو تم سروس نہیں کر رہے۔ بہرحال میری فکر دور ہو گئی ہے ورنہ مجھے ہر وقت یہی فکر رہتی تھی کہ کسی بھی وقت تمہارے ساتھ کچھ بھی ہو سکتا ہے‘‘...... مارک نے مسکراتے ہوئے کہا۔

’’تمہیں معلوم تو ہو گا کہ سپلائی تم کہاں پہنچاتے تھے‘‘۔ مارک نے پوچھا۔

’’ہاں۔ ظاہر ہے کیوں‘‘...... کیلون نے چونک کر پوچھا۔

’’تو پھر وہ خفیہ کیسے رہ گئی۔ جب تمہیں معلوم ہے تو دوسروں کو بھی معلوم ہو گا‘‘...... مارک نے کہا تو کیلون بے اختیار ہنس پڑا۔

’’بلیک تھنڈر کوئی عام سی تنظیم نہیں ہے۔ انتہائی باوسائل تنظیم ہے۔ سپلائی میرے آدمی کرانس کے دارالحکومت سے اس کے شہر وسارو پہنچاتے تھے جہاں ایک چھوٹا سا ماہی گیروں کا جہاز ہے جس کا نام آسوما ہے۔ یہ سپلائی آسوما جہاز پر ماہی گیر رافٹ کے

ذریعے لوڈ کر دی جاتی تھی۔ اس کے بعد آسوما اسے لے کر سمندر میں چلا جاتا تھا اس وقت آسوما پر کیپٹن انتھونی اکیلا موجود ہوتا تھا۔ کوئی کریو ساتھ نہیں ہوتا تھا۔ پھر یقیناً انتھونی اس سپلائی کو کسی قریبی جزیرے پر پہنچا کر واپس آ جاتا تھا۔ اس جزیرے سے پھر یہ آگے نکل جاتی ہو گی۔ اس طرح نجانے کتنے ہاتھوں سے گزر کر یہ لیبارٹری پہنچتی ہو گی‘‘...... کیلون نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ ایسا ہونا بھی چاہئے‘‘...... مارک نے کہا تو کیلون نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو مارک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

’’یس۔ مارک بول رہا ہوں‘‘...... مارک نے کہا۔

’’کلب سے جاکن بول رہا ہوں باس۔ آپ کے بارے میں ایک صاحب پوچھنے آئے تھے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’کون تھا‘‘...... مارک نے پوچھا۔

’’معلوم نہیں۔ ویسے اپنے قد وقامت اور انداز سے کوئی سرکاری آدمی ہی لگتا تھا۔ وہ مجھ سے آپ کے فلیٹ کا نمبر پوچھنا چاہتا تھا لیکن میں نے اسے کہا کہ مجھے علم نہیں ہے جس پر وہ واپس چلا گیا‘‘...... جاکن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

’’اب اگر آئے تو اسے بتا دینا۔ اس میں چھپانے والی کون سی بات ہے۔ فون پر میری بات کرا دینا‘‘...... مارک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''نانسنس۔ چھوٹی چھوٹی باتوں کو اس طرح اہمیت دیتے ہیں جیسے کوئی طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہو''...... مارک نے رسیور رکھتے ہوئے کہا۔

''کیا ہوا ہے''...... کیلون نے پوچھا تو مارک نے اسے تفصیل بتا دی۔

''جاکن کو اس آدمی پر کوئی شک پڑا ہوگا تو اس نے ایسی بات کی ہے''...... کیلون نے کہا۔

''نہیں۔ یہ چھوٹے لوگ اپنے بڑوں کی عام سی باتوں کو بھی بڑی بات بنا کر ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے خواہش مند ہوتے ہیں''...... مارک نے کہا۔

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ کوئی تمہارے ذریعے مجھے ٹریس کر رہا ہو''...... کیلون نے کہا تو مارک بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اسے کہتے ہیں دل میں چور ہونا۔ میرے ذریعے تمہیں کیسے ٹریس کیا جا سکتا ہے۔ تم وہاں کرانس میں رہتے ہو اور وہیں کام کرتے ہو جبکہ میں یہاں ولنگٹن میں رہتا ہوں۔ میرا تم سے کیا تعلق''...... مارک نے ہنستے ہوئے کہا تو کیلون بھی شرمندہ سے انداز میں ہنس پڑا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرے لاشعور میں چونکہ اس بارے میں خلش موجود ہے اس لئے بہرحال اب مجھے اجازت۔ میں نے ایک پری کو وقت دیا ہوا ہے''...... کیلون نے کلائی پر بندھی ہوئی

گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

''اچھا کون ہے''...... مارک نے چونک کر پوچھا۔

''ہے ایک خاتون ذرا ہاتھ میں آ جائے پھر اسے یہاں بھی لے آؤں گا۔ ابھی تو نئی نئی جال میں پھنسی ہوئی ہرنی کی طرح بڑی چوکنا رہتی ہے''...... کیلون نے اٹھتے ہوئے کہا تو مارک اس کے اس فقرے پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

بیڈروم میں ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان جس نے جدید انداز اور قیمتی کپڑے کا نائٹ سوٹ پہنا ہوا تھا گہری نیند سویا ہوا تھا۔ کمرے میں ہلکے نیلے رنگ کا بلب جل رہا تھا جس کی وجہ سے پورا کمرہ خوابناک ماحول میں ڈوبا ہوا سا محسوس ہو رہا تھا۔ سائیڈ تپائی پر فون پڑا ہوا تھا اور فون کے ساتھ ہی ایک کلاک اور ایک ٹیبل لیمپ موجود تھا جبکہ دوسری سائیڈ پر موجود تپائی پر شراب کی دو خالی بوتلیں رکھی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اچانک فون کی تیز گھنٹی بج اٹھی لیکن اس نوجوان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوا لیکن دوسری بار گھنٹی بجتے ہی وہ ہلکا سا کسمسایا اور پھر گہری نیند میں ڈوب گیا لیکن تیسری اور پھر چوتھی گھنٹی نے اسے آنکھیں کھولنے پر مجبور کر دیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹیبل لیمپ جلایا اور کلاک کی طرف دیکھا۔ اس وقت رات کے اڑھائی بجے تھے۔ اس نے بے اختیار برا سا

منہ بنایا کیونکہ رات ڈیڑھ بجے تک تو وہ مسلسل شراب نوشی کرتا رہا تھا اور اسے سوئے ہوئے ابھی صرف ایک گھنٹہ ہی گزرا تھا کہ فون کی گھنٹی مسلسل بجنے لگ گئی تھی۔ اس نے لیٹے لیٹے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"اسوانا بول رہا ہوں"...... اس نے نیند کے خمار میں ڈوبی ہوئی آواز میں کہا۔

"سپیشل کال"...... دوسری طرف سے ایک سرد سی آواز سنائی دی تو اسوانا اس طرح اچھلا جیسے اسے بجلی کا انتہائی طاقتور جھٹکا لگا ہو۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور رکھا اور پھر چھلانگ لگا کر وہ بیڈ سے نیچے اترا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں سے ایک چھوٹا سا خاص ٹائپ کا آلہ نکال کر اسے فون کے ساتھ منسلک کیا اور پھر اس آلے کا بٹن دبا دیا۔ پھر وہ بیڈ پر بیٹھنے کی بجائے ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کی آنکھوں سے نیند اس طرح غائب ہو گئی تھی جیسے وہ زندگی بھر کبھی سویا ہی نہ ہو۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"اسوانا بول رہا ہوں جناب"...... اسوانا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ولنگٹن سے ایک فلائٹ کرانس پہنچ رہی ہے۔ اس میں چار افراد سوار ہیں جنہوں نے ولنگٹن میں کیلون کو اس کے فلیٹ میں ہلاک کر دیا ہے۔ تم فوری طور پر اپنے سیکشن کے ذریعے ان چاروں

کو ایئر پورٹ پر گھیر کر بے ہوش کر دو اور پھر اپنے ہیڈکوارٹر میں لے جا کر ان سے معلوم کرو کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کا تعلق کس تنظیم یا گروپ سے ہے اور انہوں نے کیوں کیلون اور اس کی عورت کو ولنگٹن میں اس کے فلیٹ میں گھیر کر ہلاک کیا ہے اور پھر مجھے الیون الیون پر سپیشل کال کر کے رپورٹ دو''...... دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ لیکن ان کے بارے میں تفصیلات کہاں سے ملیں گی''...... اسوانا نے پوچھا۔

''ایئر پورٹ پر ایس ایس موجود ہو گا۔ اس کے پاس تمام تفصیلات موجود ہیں''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو اسوانا نے بجلی کی سی تیزی سے آلے کو آف کر کے اس کا سلسلہ فون سے علیحدہ کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایئر پورٹ انکوائری''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ولنگٹن سے آنے والی فلائٹ کس وقت لینڈ کر رہی ہے''۔ اسوانا نے کلاک پر نظریں جماتے ہوئے پوچھا۔

''ایک فلائٹ تو چار گھنٹے پہلے پہنچ چکی ہے۔ اب آئندہ فلائٹ دو گھنٹے بعد لینڈ کر رہی ہے''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا تو اسوانا نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر

پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... فوراً ہی رسیور اٹھا لیا گیا اور ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''اسوانا بول رہا ہوں میتھو''...... اسوانا نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ آپ اور اس وقت''...... دوسری طرف سے میتھو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میتھو۔ سیکشن ہیڈکوارٹر سے کال آئی ہے۔ دو گھنٹے بعد ایئر پورٹ پر ولنگٹن سے آنے والی ایک فلائٹ لینڈ کر رہی ہے جس میں چار افراد سوار ہیں جن کی تفصیل ایئر پورٹ سے مل جائے گی۔ ان افراد نے بقول سیکشن ہیڈکوارٹر کیلون کو ولنگٹن میں ہلاک کیا ہے۔ اس لئے انہیں بے ہوش کر کے ہیڈکوارٹر لانا ہے اور پھر ان سے تفصیلی پوچھ گچھ کر کے رپورٹ سیکشن ہیڈکوارٹر کو بھجوانی ہے اس لئے تم لوگ علیحدہ گاڑیاں لے کر ایئر پورٹ پہنچ جاؤ۔ میں بھی پہنچ رہا ہوں۔ اپنے ساتھ بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹل بھی لے جانا۔ وہیں انہیں بے ہوش کر کے ہیڈکوارٹر لانے کی پلاننگ کر لیں گے۔ فوراً پہنچو وہاں''...... اسوانا نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو اسوانا نے رسیور رکھ دیا اور تیزی سے باتھ روم میں گھس گیا۔ اس نے گرم پانی سے غسل کیا تو اس کے ذہن پر شراب کی وجہ سے جو خمار موجود تھا وہ ختم ہو گیا۔ اس نے لباس تبدیل کیا اور پھر الماری سے اپنا مشین

پسٹل نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور پھر اپنے فلیٹ سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے ایئر پورٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ ایئر پورٹ کی پارکنگ میں اس نے کار روکی تو اسے سامنے ہی میتھو کی کار نظر آ گئی۔ میتھو اس کا اسسٹنٹ تھا اور اس کی ڈیوٹی سب ہیڈکوارٹر میں رات کو ہوتی تھی۔ اس کا سیکشن دس افراد پر مشتمل تھا جبکہ دن کے وقت ڈیوٹی پال کی ہوتی تھی۔ اس کا سیکشن بھی دس افراد پر مشتمل تھا۔ اسوانا ان سب کا انچارج تھا۔ ان سب کا تعلق بلیک تھنڈر سے تھا اور وہ کرانس میں بلیک تھنڈر کے مفادات کی نگرانی کرتے تھے۔ وہ سب انتہائی تربیت یافتہ تھے۔

اسوانا کیلون سے بہت اچھی طرح واقف تھا اور اسے معلوم تھا کہ کیلون بلیک تھنڈر کی کسی لیبارٹری کو سپلائی دینے کا کام کرتا ہے۔ پھر کیلون کو سیکشن ہیڈکوارٹر کے حکم پر انڈر گراؤنڈ ہونا پڑا اور وہ ونگٹن چلا گیا۔ اس کا سیکشن مکمل طور پر کلوز کر دیا گیا تھا۔ اب سیکشن ہیڈکوارٹر نے اسے اطلاع دی تھی کہ کرانس آنے والے ان چار افراد نے کیلون کو اس کے فلیٹ میں گھس کر ہلاک کر دیا ہے۔ اس کے نقطہ نظر سے سیکشن ہیڈکوارٹر نے اسے ان لوگوں کو بے ہوش کر کے اغوا کرنے کی جو ہدایت کی تھی وہ خاصی مشکل تھی کیونکہ ان چار افراد کو ایئر پورٹ پر ہلاک کرنا تو اس کے لئے ایسا تھا جیسے کیڑے مکوڑے کو ہلاک کر دینا لیکن مسافروں سے بھرے ہوئے ایئر

پورٹ پر انہیں ٹریس کرنا، پھر بے ہوش کر کے لے جانا مشکل کام تھا۔ پولیس انہیں چند قدم بھی آگے نہ جانے دیتی کیونکہ یہاں پولیس کی کارکردگی نہ صرف انتہائی تیز اور فعال تھی بلکہ اس کا کنٹرول بھی بے حد سخت تھا۔ اسوانا یہی سوچتا ہوا ایئر پورٹ کی عمارت میں داخل ہوا تو وہاں میتھو اسے مل گیا۔ وہ سمارٹ جسم اور درمیانے قد کا نوجوان تھا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔

"ان کے بارے میں تفصیل کہاں سے ملے گی جناب"۔ میتھو نے اسوانا کو سلام کر کے پوچھا۔

"ایس۔ ایس یہاں موجود ہوگا"...... اسوانا نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ وہ ادھر فون بوتھ کے قریب موجود ہے۔ آیئے"۔ میتھو نے کہا اور پھر وہ دونوں اس طرف کو چل پڑے۔ جہاں دس بارہ فون بوتھ بنے ہوئے تھے۔ جہاں سے لوکل اور بیرون ملک کالیں کی جا سکتی تھیں۔ ایس ایس ایک کوریئر کمپنی تھی جس کے لوگ خصوصی ساخت کی یونیفارم پہنتے تھے اور ان کے سینے پر ایس ایس کے حروف کے سرخ بیج لگے دور سے ہی نظر آتے تھے۔ چند لمحوں بعد وہ فون بوتھ کے پاس پہنچ گئے تو وہاں دیوار سے پشت لگائے ایک ادھیڑ عمر آدمی موجود تھا۔ جس کے سینے پر ایس ایس کا بیج لگا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔

"میرا نام اسوانا ہے"...... اسوانا نے آگے بڑھ کر کہا تو وہ آدمی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"آپ کا رہائشی فون نمبر کیا ہے"...... اس آدمی نے پوچھا تو اسوانا نے اسے فون نمبر بتا دیا۔

"یس سر۔ یہ لیجئے سر ڈلیوری"...... اس آدمی نے جیب سے ایک لفافہ نکال کر اسوانا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی دوسری جیب سے ایک ڈائری نکال کر اس نے اس پر اسوانا کے دستخط لئے اور پھر سلام کر کے مڑا اور پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اسوانا نے لفافہ کھولا۔ اس میں ایک کاغذ موجود تھا۔ اس نے وہ کاغذ کھولا تو اس پر چار افراد کے حلیئے، لباسوں کی تفصیل اور قدوقامت کے بارے میں معلومات تھیں۔

"ان کے کاغذات کی نقول یہاں فیکس ہو چکی ہوں گی۔ وہ نقول بھی حاصل کرو تاکہ ان پر موجود ان کی تصویریں بھی چیک کی جا سکیں"...... اسوانا نے کاغذ میتھو کے حوالے کرتے ہوئے کہا اور میتھو سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ سا تھا۔ اس نے وہ پیکٹ اسوانا کی طرف بڑھا دیا۔ یہ ان چاروں افراد کے کاغذات تھے جن پر ان کی تصویریں بھی موجود تھیں۔ اسوانا اور میتھو غور سے ان تصویروں کو دیکھنے لگے۔ یہ ایکریمین تھے۔

"اب ہم انہیں آسانی سے پہچان لیں گے اور سنو۔ یہاں ایئر پورٹ پر گیس فائر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ لازماً یہاں سے کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر جائیں گے۔ جس ہوٹل میں بھی جا کر یہ

ٹھہریں وہاں گیس فائر کر کے انہیں فائر وے سے نکال کر ہیڈکوارٹر لے آنا"...... اسوانا نے کہا۔

"کیا آپ اب ہیڈکوارٹر جا رہے ہیں"...... میتھو نے پوچھا۔

"ہاں۔ اور خیال رکھنا۔ پولیس کو اپنے پیچھے نہ لگا لینا اور نہ ہی انہیں سنبھلنے کا کوئی موقع دینا۔ یہ لازماً تربیت یافتہ افراد ہوں گے"...... اسوانا نے کہا۔

"یس سر۔ آپ بے فکر رہیں"...... میتھو نے جواب دیا تو اسوانا سر ہلاتا ہوا واپس پارکنگ کی طرف بڑھ گیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ میتھو اور اس کا گروپ ایسے معاملات میں انتہائی تربیت یافتہ ہے اس لئے وہ اس کی توقع سے زیادہ اچھے انداز میں یہ کام کر لیں گے۔

ڈیو ہیکل مسافر بردار جیٹ جہاز ولنگٹن سے یورپی ملک کرانس کی طرف پرواز کر رہا تھا۔ جہاز میں تین سو کے قریب مسافر موجود تھے۔ جن میں صدیقی، خاور، چوہان اور نعمانی بھی شامل تھے۔ صدیقی اور خاور ایک سیٹ پر اور ان کے عقب میں دوسری سیٹ پر نعمانی اور چوہان بیٹھے ہوئے تھے۔ ان چاروں کے چہروں پر ایکریمین میک اپ تھا۔ وہ ولنگٹن سے اس پرواز پر سوار ہوئے تھے اور اب ان کی منزل کرانس تھا۔ عمران نے انہیں بریف کرنے کے بعد ولنگٹن بھجوایا تھا۔ ولنگٹن میں انہوں نے مارک کا سراغ لگایا کیونکہ انہیں عمران نے بتایا تھا کہ چیف کے فارن ایجنٹ کی دی ہوئی معلومات کے مطابق ولنگٹن کے مشہور سٹک گیم کلب کا اسسٹنٹ منیجر مارک ہے اور انہوں نے اس مارک کے ذریعے دراصل کیلون کو ٹریس کرنا ہے جو بلیک تھنڈر کی اس لیبارٹری کو سپلائی بھجوایا کرتا تھا

اور ان کا اصل ٹارگٹ اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا ہے۔

عمران کے مطابق چیف نے اسے اس لئے ساتھ جانے سے روک دیا تھا کہ بلیک تھنڈر کے خفیہ ایجنٹوں نے لازماً عمران پر نظر رکھی ہوئی ہو گی اور جب تک لیبارٹری ٹریس نہ ہو جائے اس وقت تک ٹیم کا مشن پر جانا سوائے خواہ مخواہ کی الجھنوں میں پھنسنے کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ چنانچہ لیبارٹری کو ٹریس کرنے کا مشن صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو دیا گیا تھا اور اس کے بعد لیبارٹری کے محل وقوع کو دیکھ کر چیف نے فیصلہ کرنا تھا کہ اس مشن پر عمران کی سربراہی میں پوری ٹیم کو بھیجا جائے یا نہیں۔ ویسے صدیقی اور اس کے ساتھی اس بات پر بے حد خوش تھے کہ انہیں بلیک تھنڈر کے خلاف کام کرنے کا موقع دیا جا رہا ہے۔ انہیں بلیک تھنڈر کے بارے میں اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ انتہائی باوسائل اور انتہائی جدید ترین ایجادات استعمال کرنے والی بین الاقوامی تنظیم ہے۔ جس کے سپر ایجنٹوں کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ سپر ایجنٹس انتہائی تربیت یافتہ اور انتہائی باوسائل لوگ ہوتے ہیں۔

صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت ولنگٹن پہنچا اور پھر انہوں نے جلد ہی سٹک گیم کلب کو تلاش کر لیا۔ صدیقی نے وہاں جا کر مارک کے بارے میں معلوم کیا تو اسے بتایا گیا کہ مارک کا آج اور کل آف ہے۔ جس پر صدیقی نے اس کی رہائش گاہ کے بارے میں معلوم کرنے کی کوشش کی لیکن اسے ٹال دیا گیا۔ اس کے بعد صدیقی

نے ایک ویٹر کو بھاری رقم دے کر اس سے مارک کی رہائش گاہ کے بارے میں آسانی سے معلوم کر لیا اور پھر وہ مارک کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ فلیٹ کے دروازے کے کی ہول سے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی اور پھر ماسٹر کی سے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے تو مارک وہاں کرسی پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسے باندھ کر ہوش میں لایا گیا اور پھر مارک نے جلد ہی تشدد کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے اور اس نے انہیں بتایا کہ کیلون کو وہ کرانس سے اپنے ساتھ لایا تھا اور اس کی پلاسٹک سرجری کرا کر اسے نئے نام سے کاغذات بنوا دیئے تھے۔ پھر کیلون کا پتہ لے کر انہوں نے مارک کو ہلاک کر دیا اور پھر وہ کیلون کے فلیٹ پر پہنچ گئے۔ یہاں کیلون کے ساتھ ایک عورت بھی موجود تھی۔

یہاں بھی انہوں نے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے انہیں بے ہوش کیا اور پھر کیلون کو کرسی پر باندھ کر اسے ہوش میں لایا گیا اور اس کے بعد کیلون بھی تشدد کے سامنے سرنڈر ہونے پر مجبور ہو گیا اور اس نے بتایا کہ وہ سپلائی کرانس کے دارالحکومت سے اس کے ساحلی شہر وسارو میں پہنچایا کرتا تھا جہاں ماہی گیروں کا ایک چھوٹا سا جہاز آسوما موجود ہوتا تھا جہاں کیپٹن انتھونی اکیلا جہاز میں سپلائی لے کر جاتا تھا اور اسے کہیں چھوڑ کر واپس آ جاتا تھا۔ اس کے علاوہ وہ کوئی معلومات نہ بتا سکا تو کیلون کو بھی انہوں نے ہلاک کر دیا اور ساتھ ہی وہاں موجود عورت کو بھی اور پھر وہ وہاں

سے نکل کر ایئر پورٹ پہنچے لیکن کرانس جانے والی فلائٹ ان کے وہاں پہنچنے سے پندرہ منٹ پہلے جا چکی تھی۔ دوسری فلائٹ چند گھنٹوں کے بعد جانی تھی اس لئے انہوں نے اس فلائٹ میں بکنگ کرائی اور پھر وقت گزارنے کے لئے وہ ایک ہوٹل میں چلے گئے اور پھر فلائٹ کا وقت قریب آنے پر وہ ٹیکسی میں ایئر پورٹ پہنچ گئے اور اب اس فلائٹ سے وہ کرانس کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

"اب پروگرام کیا ہے۔ اس انتھونی کو تلاش کرنا ہے"۔ صدیقی نے ساتھ بیٹھے ہوئے خاور سے کہا۔

"ہاں۔ ویسے میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ یہ انتھونی ہمیں زندہ نہیں ملے گا۔ کیلون کو نجانے کیوں صرف انڈر گراؤنڈ کیا گیا تھا ورنہ ایسی تنظیمیں ایسے لوگوں کو ہلاک کرا دیتی ہیں۔ اس انتھونی کو ہو سکتا ہے کہ انہوں نے ہلاک کرا دیا ہو"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"تو پھر ہم آگے کیسے بڑھیں گے"...... خاور نے کہا۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ یہ سپلائی ایک ہی بار نہیں بھجوائی گئی تھی۔ گزشتہ دس سالوں سے بھجوائی جا رہی تھی۔ اس لئے لازماً وہاں کسی نہ کسی ماہی گیر کو یا کسی اور آدمی کو اس بارے میں معلوم ہو گا۔ دوسری صورت میں اس انتھونی کے قریبی دوستوں کو تلاش کرنا پڑے گا"...... صدیقی نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیلون کی ہلاکت کی اطلاع تو لازماً بلیک تھنڈر تک پہنچ گئی ہو

گی''...... تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد خاور نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن چونکہ عمران صاحب ہمارے ساتھ نہیں ہیں بلکہ پاکیشیا میں ہیں اس لئے ان کا خیال اس طرف نہیں جا سکتا۔ وہ کیلون کے قاتلوں کو وہیں ونگٹن میں تلاش کرتے رہ جائیں گے''۔

صدیقی نے جواب دیا تو خاور نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کرانس کے دارالحکومت کے ایئر پورٹ پر جہاز کے لینڈ ہونے کے اعلانات شروع ہوگئے تو وہ سب سیدھے ہوکر بیٹھ گئے۔ انہوں نے سیٹ بیلٹس باندھ لیں اور پھر تھوڑی دیر بعد جہاز وسیع و عریض ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا۔ مختلف کاؤنٹر سے گزر کر وہ چاروں پبلک لاؤنج میں پہنچ گئے۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں رکنے کی بجائے وسارو جانا چاہئے''...... نعمانی نے کہا۔

''ہاں۔ یہاں ہم نے کیا کرنا ہے۔ تم معلوم کرو کہ وسارو یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے اور کیا ہمیں یہاں سے ڈومیسٹک فلائٹس ملے گی یا ٹیکسی یا بس سے جانا ہوگا''...... صدیقی نے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلایا اور ایک طرف بنے ہوئے بہت سے کاؤنٹرز میں سے ایک کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آ گیا۔

''وسارو یہاں سے صرف دو سو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ہم ٹیکسی کے ذریعے بھی وہاں جا سکتے ہیں''...... نعمانی نے واپس آ کر

کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر وسارو کے لئے روانہ ہو گئے۔ ڈرائیور کے ساتھ صدیقی بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر خاور، نعمانی اور چوہان ایک دوسرے میں گھسے ہوئے بیٹھے تھے۔

''ہمارا تعاقب ہو رہا ہے''...... اچانک عقبی سیٹ کی سائیڈ پر بیٹھے ہوئے چوہان نے کہا تو صدیقی سمیت سارے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

''تعاقب اور یہاں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... سب نے ہی ایک زبان ہوکر کہا۔ وہ سب کرانسی زبان بول رہے تھے تاکہ ڈرائیور ان کی بات نہ سمجھ سکے۔

''سرخ رنگ کی کار ایئر پورٹ سے مسلسل ہمارے پیچھے ہے''...... چوہان نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی ایک دو بار یہ ہمارے آگے بھی جا چکی ہے''...... خاور نے کہا۔ اسی لمحے سرخ رنگ کی کار کی رفتار یکلخت تیز ہوئی اور وہ ان کی ٹیکسی کے برابر آ گئی۔

''ٹیکسی روکو۔ سپیشل پولیس''...... سرخ رنگ کی کار میں ڈرائیور کے ساتھ بیٹھے ہوئے ایک درمیانہ قد کے آدمی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے تیزی سے ٹیکسی کی رفتار کم کی اور اسے سائیڈ پر لے جانے لگا جبکہ صدیقی اور اس کے ساتھی بے اختیار چونکنے ہوکر بیٹھ گئے۔ ٹیکسی رکی تو وہ سرخ کار بھی رک گئی

اور دروازہ کھول کر وہی آدمی باہر نکلا۔

"ہم صرف منشیات چیک کرنا چاہتے ہیں"...... اس آدمی نے قریب آ کر سخت لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ صدیقی اسے کوئی جواب دیتا اچانک کٹک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹیکسی میں سفید رنگ کا دھواں پھیلتا چلا گیا اور صدیقی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن کسی گہری دلدل میں غرق ہوتا چلا جا رہا ہے۔ یہ احساس بھی صرف چند لمحوں کے لئے ہوا پھر اس کے تمام حواس تاریکی میں ڈوب سے گئے۔ پھر جس طرح گہرے اندھیرے میں بجلی چمکتی ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی بجلی سی چمکی اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑتی ہوئی محسوس ہوئیں اور شاید اسی تیز درد کی وجہ سے اس کا شعور یکلخت ایک جھٹکے سے جاگ اٹھا۔

صدیقی نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے ہی لمحے اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی کہ وہ ٹیکسی کی بجائے ایک بڑے سے ہال نما کمرے میں ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کا جسم راڈز میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھ ہی اس طرح راڈز میں جکڑے ہوئے اس کے ساتھی بھی کرسیوں پر موجود تھے اور ایک آدمی سب سے آخر میں موجود نعمانی کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا جبکہ خاور سمیت سب ساتھیوں کی گردنیں ڈھلکی ہوئی تھیں۔ سامنے خالی کرسیاں پڑی تھیں۔ صدیقی

کے ساتھ والی کرسی پر موجود چوہان کے جسم میں حرکت کے آثار واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ اسی لمحے وہ آدمی انجکشن لگا کر واپس مڑا۔ اس نے ہاتھ میں موجود سرنج ایک طرف پڑی ہوئی بڑی سی ٹوکری میں اچھال دی۔

"یہ ہم کہاں ہیں اور ہمیں کیوں اس طرح باندھا گیا ہے"۔ صدیقی نے پوچھا لیکن وہ آدمی کوئی جواب دیئے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی ہوش میں آ گئے۔ صدیقی چونکہ ہال کے کنارے میں موجود کرسی پر تھا اس لئے وہ اپنی ٹانگ موڑ کر کرسی کے عقب میں لے گیا اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد اسے احساس ہو گیا کہ عقبی پائے میں کوئی بٹن نہیں ہے۔ اس کا مطلب تھا کہ ان راڈز کا کنٹرول سامنے دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کے بٹنوں سے ہے۔ اس نے ٹانگ موڑی اور اسے سیدھا کر لیا۔ اب اس نے کرسی کے سامنے والے پائے کے ساتھ پیر کو اوپر نیچے کرنا شروع کر دیا کیونکہ ایسے سسٹم میں ارتھ کے لئے آخری یا سب سے پہلی کرسی کے پائے کے ساتھ ارتھ کی تار ضرور ہوتی ہے اور پھر تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ ارتھ کی تار کو چیک کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

اسی لمحے سب نے ہوش میں آتے ہی یہی سوال کیا جو صدیقی نے اس آدمی سے پوچھا تھا لیکن وہ سب چونکہ تربیت یافتہ تھے اس

لئے ہوش میں آتے ہوئے انہوں نے ایکریمین زبان اور لہجہ ہی استعمال کیا گیا تھا۔ ویسے یہ بات صدیقی پہلے ہی چیک کر چکا تھا کہ سب ساتھیوں کے وہی چہرے تھے جو میک اپ سے بنائے گئے تھے اور چونکہ میک اپ عمران کے خصوصی فارمولے کے تحت کیا گیا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ کسی میک اپ واشر سے واش نہیں ہو سکتا تھا۔ اس بار معاملہ چونکہ بلیک تھنڈر کا تھا اس لئے عمران نے خصوصی طور پر انہیں اس میک اپ کا فارمولا بتایا تھا اور ویسے بھی انہیں ہر قدم پر محتاط رہنے کا کہا تھا۔ وہ اس لئے خاموشی سے بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں معلوم نہ تھا کہ یہ کیا چکر ہے اور آپس میں کوئی ایسی بات کرنے سے بھی انہیں اغوا کرنے والوں کا مقصد پورا ہو سکتا تھا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور دو آدمی اندر داخل ہوئے۔ ان دونوں کے کاندھوں سے مشین گنیں لٹک رہی تھیں۔ یہ دونوں یورپین تھے۔ وہ دونوں دروازے کے ساتھ ہی دیوار سے پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔

چند لمحوں بعد ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی درمیانے قد اور درمیانے جسم کا نوجوان تھا جس نے ان کی ٹیکسی روکی تھی اور ان دونوں کے پیچھے وہ آدمی تھا جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے۔ وہ تینوں سامنے موجود کرسیوں پر آ کر بیٹھ گئے۔ لمبے قد اور بھاری جسم کا نوجوان درمیان والی کرسی پر اور باقی دونوں سائیڈ والی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

”تو ان کے میک اپ واش نہیں ہوئے ہیری“...... درمیان والی کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے اس آدمی سے کہا جس نے انہیں انجکشن لگائے تھے۔

”نہیں باس۔ یہ میک اپ میں نہیں ہیں“...... اس آدمی نے جسے ہیری کہا گیا تھا، مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے تمہارا“...... اس نوجوان نے سامنے موجود صدیقی سے پوچھا۔

”میرا نام مائیکل ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں۔ ہم سیاح ہیں۔ تم کون ہو ہمیں کیوں اس طرح اغوا کر کے یہاں جکڑا گیا ہے۔ ہماری بات ایکریمین سفارت خانے سے کراؤ“...... صدیقی نے کہا تو وہ نوجوان بے اختیار ہنس پڑا۔

”میتھو۔ ان کے کاغذات چیک کرائے ہیں“...... باس نے اس بار دوسرے آدمی سے کہا۔ جس نے ان کی ٹیکسی روکی تھی۔

”یس باس۔ کاغذات درست ہیں“...... میتھو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے کیلون کو اس کے فلیٹ میں گھس کر کیوں ہلاک کیا گیا تھا“...... باس نے اس بار صدیقی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”کیلون۔ ہلاک۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا کسی کی ہلاکت سے کیا تعلق اور کون کیلون“...... صدیقی نے کہا۔

”ہیری الماری سے کوڑا نکالو اور اس وقت تک اس پر کوڑے

برساتے رہو جب تک یہ سچ بولنا شروع نہ کر دے یا اس کی روح نہ نکل جائے۔ اگر روح نکل جائے تو پھر یہی کارروائی اس کے ساتھ والے آدمی پر دوہراؤ“...... باس نے ہیری سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... ہیری نے اٹھتے ہوئے کہا اور ایک کونے میں موجود لوہے کی بڑی سی الماری کی طرف بڑھ گیا۔

”تم اپنی بات کرو مسٹر مائیکل اور سب کچھ سچ سچ بتا دو ورنہ تمہارے جسم کا ریشہ ریشہ علیحدہ کر دیا جائے گا“...... اس باس نے کرخت لہجے میں کہا۔ اسی لمحے ہیری نے الماری کھول کر اس میں موجود ایک خاردار کوڑا نکالا اور الماری کو بند کر کے وہ واپس مڑا۔

”ہم بے قصور ہیں۔ تم خواہ مخواہ ہم پر تشدد کرنا چاہتے ہو“۔ صدیقی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تم وسارو جا رہے تھے۔ کیوں“...... اس آدمی نے کہا۔

”ہم سیاح ہیں اور ہمیں بتایا گیا تھا کہ وسارو دارالحکومت سے بھی زیادہ خوبصورت علاقہ ہے“...... صدیقی نے جواب دیا تو باس بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم نے وسارو شہر دیکھا ہوا نہیں ہے ورنہ تم کبھی یہ فقرہ نہ بولتے۔ وسارو کرانس کا سب سے گندا علاقہ ہے“...... باس نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ہو گا ہم واپس آ جاتے“...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے

کہا۔

”سنو آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سب کچھ سچ سچ بتا دو۔ تمہارا میک اپ واش ہو جاتا تو ہمارے لئے خاصی آسانی پیدا ہو جاتی۔ لیکن اب تمہاری زبان کھلوانا ہماری مجبوری بن چکی ہے۔ تم نے کیلون کو ہلاک کیا ہے۔ یہ بات طے ہے۔ تمہارے حلیئے اور تمہارے لباسوں کی تفصیل تمہارے یہاں پہنچنے سے پہلے وہاں سے ہم تک پہنچ چکی تھی اور جب تم وہاں سے یہاں کے لئے روانہ ہوئے تھے تو تمہاری فلائٹ کی تفصیل اور تمہاری سیٹوں کے نمبر تک ہم تک پہنچ چکے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سے ہے لیکن تمہارے میک اپ واش نہ ہونے کی وجہ سے ہمیں اپنا خیال بدلنا پڑا۔ اب ہمارا خیال ہے کہ تمہارا تعلق واقعی ایکریمیا سے ہو گا اور تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ہائر کیا ہو گا“...... باس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تمہارا اپنا تعلق کس تنظیم سے ہے“...... صدیقی نے اس بار بڑے سادہ سے لہجے میں کہا تو باس بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم واقعی سیاح نہیں ہو ورنہ تم ایسا سوال ہرگز نہ کرتے“...... باس نے کہا۔

”جب تم نے کھل کر بات کی ہے تو ہمیں بھی کھل کر بات کرنی چاہئے۔ تم نے جو سوال کئے ہیں ان کے جواب دینے سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ تم کون ہو اور تمہارا تعلق کس سے

ہے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر میں تمہیں تفصیل بتا دوں تو کیا تم بھی تمام تفصیل بتا دو گے۔ خاص طور پر اپنے بارے میں اور اس کے بارے میں جس نے تمہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ہائر کیا ہے"...... باس نے کہا۔

"ہاں۔ بتا دوں گا"...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں نے ارتھ کی تار کو چیک کر لیا ہے۔ اب میں اپنے راڈز غائب کر سکتا ہوں۔ اچانک دوسرے کونے میں بیٹھے ہوئے نعمانی نے پاکیشیائی زبان میں کہا تو باس اور اس کے ساتھی بے اختیار چونک پڑے۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کون سی زبان ہے۔ بتاؤ کیا کہا ہے اس نے"۔ باس نے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔

"یہ ایکریمیا کی ریاست کی مقامی زبان ہے اور میرے اس ساتھی کا تعلق اسی ریاست سے ہے۔ وہ مجھے کہہ رہا تھا کہ تم لوگ سب کچھ معلوم کرنے کے بعد بھی ہمیں زندہ نہ چھوڑو گے"۔ صدیقی نے کہا۔

"اس کا فیصلہ تمہارے بیان کے بعد ہوگا۔ اگر تم نے سچ بولا تو تمہیں رعایت دے دیں گے ورنہ نہیں"...... باس نے کہا۔

"میں اپنے ساتھی کو تسلی دے دوں"...... صدیقی نے کہا اور اس

کے ساتھ ہی اس نے نعمانی سے کہا کہ وہ اس کے سر کو دیکھتا رہے۔ جیسے ہی وہ اپنے سر کو پیچھے کی طرف جھٹکے وہ ارتھ کی تار توڑ کر راڈ غائب کر دے اور اس کے بعد اس کا کام مسلح افراد پر قابو پانا ہوگا"...... صدیقی نے بھی پاکیشیائی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا تو نعمانی نے اس بار جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"باس یہ لوگ کوئی سازش کر رہے ہیں"...... اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے میتھو نے باس سے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو۔ یہ راڈز میں جکڑے ہوئے بے بس ہیں اور چاہے یہ جتنے بھی طاقتور ہوں یہ راڈز کو نہیں توڑ سکتے۔ ایسی صورت میں یہ کیا سازش کر سکتے ہیں"...... باس نے میتھو کو ڈانٹنے والے لہجے میں کہا تو میتھو ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"میرا نام اسوانا ہے اور میں بلیک تھنڈر کا سپر ایجنٹ ہوں۔ تمہارے بارے میں اطلاع سیکشن ہیڈکوارٹر نے دی ہے۔ ہمارا خیال تھا کہ تم یہاں کسی ہوٹل میں رہو گے لیکن جب میتھو کو اطلاع ملی کہ تم نے وسارو کے لئے ٹیکسی بک کرائی ہے تو تمہیں فوری بے ہوش کر کے یہاں لے آیا گیا"...... باس نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں معلوم ہے کہ کیلون کو کیوں ہلاک کیا گیا ہے"۔ صدیقی نے کہا۔

"تم نے لازماً اس سے سپلائی کے بارے میں پوچھ گچھ کی ہو گی لیکن تمہیں کیلون کے بارے میں علم کیسے ہو گیا۔ وہ تو انڈر گراؤنڈ تھا"...... اسوانا نے کہا۔

"جب وہ انڈر گراؤنڈ ہوا تو اس کے ساتھ آخری بار اس کا دوست مارک دیکھا گیا اور مارک اسے اپنے ساتھ ونگٹن لے گیا اور وہاں اس نے اس کی پلاسٹک سرجری کرا کر اس کا چہرہ مستقل طور پر بدل دیا اور ڈان کے نام سے اس کے نئے کاغذات بھی بنوا دیئے۔

پہلے ہم مارک تک پہنچے پھر مارک نے کیلون کی رہائش گاہ کی نشاندہی کر دی۔ پھر کیلون نے ہمیں بتایا کہ وہ سپلائی وسارو کے ساحل پر ایک چھوٹے سے بحری جہاز کے کیپٹن انتھونی کو پہنچاتا تھا۔ اب ہم اس انتھونی کو تلاش کرنے کے لئے وسارو جا رہے تھے کہ تم نے ہمیں اچانک گھیر لیا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"تمہارا تعلق کس سے ہے"...... اسوانا نے پوچھا۔

"ہمارا تعلق ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ریڈ وولف سے ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ بہرحال اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ"...... اسوانا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکالا ہی تھا کہ اچانک کٹاک کٹاک کی آوازوں سے ہال گونج اٹھا اور اسوانا سمیت سب چونک پڑے۔ دوسرے لمحے

صدیقی کے قریب کھڑا ہیری جو ہاتھ میں خاردار کوڑا پکڑے کھڑا تھا چیختا ہوا اڑ کر اسوانا اور میتھو سے جا ٹکرایا اور ان دونوں کو ساتھ لیتا ہوا نیچے فرش پر جا گرا۔

اسی لمحے نعمانی نے یکلخت چھلانگ لگائی لیکن چونکہ اس کے اور مسلح افراد کے درمیان فاصلہ زیادہ تھا اس لئے وہ ان کے سنبھلنے سے پہلے ان تک پہنچ نہ سکا۔ لیکن غنیمت یہ تھا کہ دونوں کی مشین گنیں ان کے ہاتھوں میں نہیں تھیں۔ البتہ نعمانی کے پہنچنے سے پہلے وہ دونوں سنبھل چکے تھے اور انہوں نے مشین گنیں کاندھے سے اتارنے کی کوشش کی لیکن ان کی یہ کوشش ناکام ہو گئی اور دونوں کی مشین گنیں ان کے ہاتھوں سے نکل کر ایک طرف جا گریں لیکن وہ دونوں چونکہ تربیت یافتہ تھا اس لئے وہ نعمانی سے اسی انداز میں ٹکرا گئے کہ باوجود شدید کوشش کے نعمانی کے ہاتھ مشین گن تک نہ پہنچ سکے اور پھر وہاں نعمانی اور ان دونوں کے درمیان انتہائی خوفناک فائٹ اس انداز میں شروع ہو گئی کہ جسے دیکھ کر خود ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ یہ موت اور زندگی کی جنگ لڑی جا رہی ہے جبکہ ادھر صدیقی اسوانا اور اس کے ساتھی سے لڑ رہا تھا۔

خاردار کوڑا صدیقی کے ہاتھ آ گیا تھا اور پھر اسوانا اور میتھو، ہیری کے ٹکرانے پر کرسیوں سمیت نیچے گرنے کے باوجود انتہائی ماہرانہ انداز میں اٹھے اور انہوں نے صدیقی پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن صدیقی کے کوڑے کی شڑاپ شڑاپ اور ان تینوں

Uploaded By Nadeem

کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے ہال گونج اٹھا۔ ان تینوں نے گو صدیقی سے ٹکراتے اور کوڑا پکڑنے کے ساتھ ساتھ مختلف سمتوں میں بھاگنے کی بھی بے حد کوشش کی لیکن صدیقی تو بجلی بنا ہوا تھا۔ اس نے ان کی یہ سب کوششیں بارآور نہ ہونے دیں اور چند ہی لمحوں بعد وہ تینوں زخموں سے چور فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ اس دوران نعمانی نے ایک آدمی کی گردن توڑ دی تھی جبکہ دوسرا ابھی تک اس سے نبرد آزما تھا۔

"ہٹ جاؤ"...... صدیقی نے چیخ کر کہا تو نعمانی یکلخت اچھل کر سائیڈ میں ہوا ہی تھا کہ شڑپ کی آواز کے ساتھ ہی وہ آدمی کوڑے کی ضرب کھا کر چیختا ہوا دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس نے نیچے گر کر دوبارہ اٹھنے کی کوشش کی لیکن شڑاپ کی آواز کے ساتھ ہی کوڑے کی دوسری ضرب نے اسے اس انداز میں تڑپنے پر مجبور کر دیا جیسے پانی سے نکلنے والی مچھلی تڑپتی ہے جبکہ اسی لمحے مشین گن کی فائرنگ ہوئی اور اس کے ساتھ ہی وہ آدمی ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ یہ فائرنگ نعمانی نے کی تھی جبکہ میتھو، ہیری اور اسوانا تینوں اب ساکت ہو چکے تھے۔

"باہر جا کر چیکنگ کرو"...... صدیقی نے تیز لہجے میں کہا اور خود آگے بڑھ کر اس نے دروازے کے قریب دیوار پر نصب سوئچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کے بٹنوں کو پریس کرنا شروع کر دیا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کٹاک کی آوازیں سنائی دیں اور چوہان اور خاور کے جسموں کے گرد موجود راڈز غائب ہو گئے اور وہ دونوں تیزی سے اٹھے اور انہوں نے فرش پر پڑی ہوئی ایک مشین گن اور ایک مشین پسٹل جو اسوانا کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گرا تھا، اٹھایا اور دوڑتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے جبکہ صدیقی نے آگے بڑھ کر پہلے اسوانا کو چیک کیا اور پھر میتھو اور ہیری کو۔ اسوانا زندہ تھا جبکہ ہیری اور میتھو دونوں ہلاک ہو چکے تھے۔ صدیقی نے اسوانا کو اٹھایا اور کاندھے پر ڈال کر وہ اسے اس کرسی کے قریب لے آیا جس پر چوہان موجود تھا۔ اس نے اسے کرسی پر ڈالا اور مڑ کر دیوار کے قریب پہنچ گیا اور سرخ بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے اور پھر ایک بٹن پریس ہوتے ہی کٹاک کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی بے ہوش اور زخمی اسوانا کے جسم کے گرد راڈز نمودار ہو گئے تو صدیقی تیزی سے واپس مڑا اور اسوانا کے قریب آ کر اس نے دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد جب اسوانا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور ہاتھوں پر لگ جانے والا خون اسوانا کے باقی ماندہ صاف لباس سے صاف کر لیا۔

خاردار کوڑے نے اسوانا کے لباس اور اس کے جسم کے واقعی پرخچے اڑا دیئے تھے لیکن اسوانا صرف زخمی تھا اس کی کوئی ہڈی نہ ٹوٹی تھی۔ چند لمحوں بعد اسوانا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں تو صدیقی مڑا اور اس نے ایک طرف پڑا ہوا کوڑا اٹھایا اور اس الماری

کی طرف بڑھ گیا جس میں سے ہیری نے کوڑا نکالا تھا۔ صدیقی نے الماری کے نچلے خانے میں پانی کی بڑی بڑی بوتلیں دیکھی تھیں۔

اس نے الماری کھولی اور اس میں سے پانی کی ایک بڑی بوتل اٹھا کر وہ واپس سوانا کے قریب آیا تو اسوانا کی حالت خاصی خراب ہو رہی تھی۔ وہ اس طرح رک رک کر کراہ رہا تھا جیسے ابھی ہچکی آ کر اس کا سانس رک جائے گا۔ صدیقی نے کوڑا نیچے رکھا اور بوتل کا ڈھکن کھول کر اس نے ایک ہاتھ سے اسوانا کا سر پکڑ کر اونچا کیا اور دوسرے ہاتھ میں موجود بوتل کا دہانہ اس نے اسوانا کے سانس لینے کے لئے کھلے ہوئے منہ میں ڈال دیا اور اسوانا نے اس طرح پانی پینا شروع کر دیا جیسے پیاسا اونٹ پانی پیتا ہے۔ جب آدھی بوتل اسوانا کے حلق سے نیچے اتر گئی تو صدیقی نے بوتل منہ سے ہٹائی اور باقی ماندہ پانی اس نے اسوانا کے زخموں پر انڈیل دیا۔ اسی لمحے نعمانی اندر داخل ہوا۔

"باہر ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہے"...... نعمانی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم باہر کا خیال رکھو۔ میں اس سے پوچھ گچھ کر کے آتا ہوں"...... صدیقی نے کہا تو نعمانی سر ہلاتا ہوا واپس باہر چلا گیا۔

"تم۔ تم نے راڈز کیسے کھول لئے۔ تم۔ تم جادوگر ہو"...... اسوانا نے رک رک کر کہا۔ گو اس کی حالت اب پہلے سے بہت بہتر تھی

لیکن اس کے باوجود وہ اچھی طرح سے بول نہ سکتا تھا۔

"تمہارے سیکشن ہیڈکوارٹر کا فون نمبر کیا ہے"...... صدیقی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

"کسی کو نہیں معلوم سیکشن ہیڈکوارٹر خود کال کرتا ہے"...... اسوانا نے جواب دیا۔

"تم ہمیں ہلاک کر کے رپورٹ کہاں دیتے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"انہیں خود اطلاع مل جاتی۔ ان کے آدمی ہر جگہ موجود ہوتے ہیں اور وہ خود رپورٹ طلب کرتے ہیں۔ تم۔ تم نے راڈز کیسے ہٹائے۔ تم۔ تم کون ہو"...... اسوانا نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... صدیقی نے کہا تو اسوانا کے جسم کو اس قدر زوردار جھٹکا لگا کہ جیسے لاکھوں وولٹیج کا الیکٹرک کرنٹ اچانک اس کے جسم سے گزر گیا ہو۔

"مم۔ مگر میک اپ۔ تمہارے میک اپ تو واش نہیں ہوئے"۔ اسوانا نے رک رک کر کہا۔

"یہ اسپیشل میک اپ ہے۔ کیا تمہیں معلوم ہے کہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں کیلون سپلائی بھجواتا تھا"...... صدیقی نے کہا۔

"نن۔ نن۔ نہیں۔ نہیں۔ کسی کو معلوم نہیں۔ کسی کو بھی نہیں"۔

اسوانا نے رک رک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن یکلخت ایک جھٹکے سے ڈھلک گئی۔ وہ دوبارہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ صدیقی

نے ایک طویل سانس لیا اور واپس مڑ کر کمرے سے باہر آ گیا۔ اس کے ساتھی بھی باہر موجود تھے۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں جلد سے جلد یہاں سے نکل جانا چاہئے کیونکہ ہمارے چہروں اور ہمارے لباسوں کی پوری تفصیل ولنگٹن سے یہاں بھجوائی گئی ہے اور اسوانا کے مطابق ہر جگہ ان کے آدمی موجود ہیں جو سیکشن ہیڈکوارٹر کو ساتھ ساتھ رپورٹیں دیتے رہتے ہیں اس لئے اس بات کا بھی ان لوگوں کو علم ہو گیا ہو گا کہ ہمیں اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے۔ ابھی تو وہ خاموش ہوں گے کہ ہم سے پوچھ گچھ ہو رہی ہے لیکن جیسے ہی انہیں اس واردات کا علم ہوا وہ پاگل کتوں کی طرح ہمیں گھیر لیں گے"...... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"یہاں لازماً کوئی خفیہ راستہ بھی ہو گا۔ ہمیں میک اپ کر کے وہاں سے نکلنا ہو گا"...... چوہان نے کہا۔

"اور علیحدہ علیحدہ ہو کر۔ گروپ کی صورت میں نہیں"۔ صدیقی نے کہا اور پھر وہ سب خاور کی رہنمائی میں ایک بڑے کمرے میں آ گئے۔ یہاں دیوار کے ساتھ باقاعدہ لباسوں کی الماریاں موجود تھیں اور ایک الماری میں آئینہ اور میک اپ کا سامان بھی موجود تھا لیکن صدیقی کے کہنے پر انہوں نے وہاں موجود ماسک میک اپ باکس نکالا اور اپنے اسی میک اپ کے اوپر ماسک میک اپ کر کے الماریوں سے اپنے سائز کے لباس نکالے اور باتھ روم میں گھس

گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب لباس تبدیل کر کے باہر نکلنے کے لئے تیار تھے۔ صدیقی نے نعمانی کو اسوانا کو ختم کر کے اسے راڈز سے آزاد کر کے فرش پر ڈالنے کا کہا اور خود اس نے باقی ساتھیوں کے ساتھ مل کر خفیہ راستہ تلاش کرنا شروع کر دیا۔

لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک پال اپنے فلیٹ کے باتھ روم سے باہر آیا تو وہ لباس تبدیل کر چکا تھا۔ چونکہ صبح نو بجے اس کی ڈیوٹی سب ہیڈکوارٹر میں میتھو کی جگہ شروع ہوتی تھی اس لئے وہ آٹھ بجے ہی تیار ہو جاتا تھا تاکہ راستے میں ہوٹل میں ناشتہ کر کے وہ صحیح وقت پر سب ہیڈکوارٹر پہنچ جائے۔ یہ اس کا روزانہ کا معمول تھا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی اور وہ فلیٹ میں اکیلا رہتا تھا۔ اس نے الماری سے اپنا خصوصی مشین پسٹل نکالا اور اسے کوٹ کی جیب میں ڈال کر اس نے الماری بند کی اور مڑ رہا تھا کہ میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یہ صبح صبح کس کی کال آ گئی"...... پال نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ پال بول رہا ہوں"...... پال نے کہا۔

"سپیشل کال"...... دوسری طرف سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پال بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہاں اس وقت سیکشن ہیڈکوارٹر سے بھی کال آ سکتی ہے۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے مڑ کر ایک الماری کا نچلا خانہ کھولا اور اس میں سے ایک چھوٹا سا آلہ نکال کر اس نے اس کا لنک فون سے کیا اور پھر اس آلے کا بٹن آن کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ ساتھ پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اسے سیکشن ہیڈکوارٹر سے کال کا انتظار تھا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو پال نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"پال بول رہا ہوں"...... پال نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فوراً سب ہیڈکوارٹر پہنچو اور وہاں جو کچھ ہو رہا ہے یا جو کچھ ہو چکا ہے سب کچھ چیک کرو۔ پھر تم سے وہیں سے رپورٹ لی جائے گی"...... دوسری طرف سے انتہائی سرد اور سخت لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پال کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے سیکشن ہیڈکوارٹر کی اس کال کی سمجھ نہ آئی تھی۔ سب ہیڈکوارٹر میں کیا ہو سکتا تھا۔ وہاں میتھو اپنے آدمیوں کے ساتھ ڈیوٹی پر ہو گا اور کیا ہو گا۔ ایک بار تو اسے خیال آیا کہ یہیں سے میتھو کو فون کر کے معلوم کرے لیکن دوسرے ہی لمحے اسے خیال آ گیا کہ سیکشن ہیڈکوارٹر اپنے احکامات کی فوری تعمیل چاہتا ہے۔ اگر اسے دیر ہو گئی تو اس کا ڈیتھ آرڈر

بھی جاری کیا جا سکتا ہے۔ چنانچہ وہ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آ گیا۔ اس نے فون کے ساتھ منسلک آلہ علیحدہ کیا، اسے واپس الماری میں رکھ کر اس نے الماری بند کی اور تقریباً دوڑتے ہوئے چلنے کے انداز میں وہ فلیٹ سے باہر آیا اور چند لمحوں بعد پارکنگ سے اس کی کار نکل کر سڑک پر پہنچ چکی تھی۔

چونکہ صبح کا وقت تھا اس لئے سڑکوں پر رش تھا لیکن اس کے باوجود پال خاصی رفتار سے کار دوڑتا ہوا اس رہائشی کالونی میں پہنچ گیا جہاں ایک سائیڈ پر ہٹ کر بنی ہوئی کوٹھی میں ہیڈکوارٹر قائم تھا۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔ اس نے کار پھاٹک کے سامنے لے جا کر روکی اور مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا لیکن جب تھوڑی دیر تک پھاٹک نہ کھلا تو پال کو پہلی بار کسی گڑبڑ کا احساس ہونے لگ گیا۔ اس نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر وہ پھاٹک کی طرف بڑھا۔ اس نے دیکھا کہ پھاٹک اندر سے بند تھا۔ اس نے کال بیل کا بٹن تین بار وقفے وقفے سے پریس کیا۔ اندر سے بزر بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی لیکن اس کے باوجود کوئی پھاٹک کھولنے نہ آیا۔ تب پال کسی بندر کی سی تیزی سے پھاٹک پر چڑھا اور اندر اتر گیا۔ اس نے دیکھا کہ میتھو کی سرخ رنگ کی کار گیراج میں کھڑی تھی لیکن دو مسلح آدمی جو ہر وقت برآمدے میں موجود ہوتے تھے اس وقت موجود نہ تھے۔ کوٹھی میں اس انداز کی خاموشی طاری تھی کہ پال کو یقین سا ہو گیا کہ کوٹھی خالی ہے۔ وہ دوڑتا ہوا اندر گیا۔ کوٹھی

واقعی خالی تھی۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

"یہ۔ یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ میتھو، ہیری اور دونوں چوکیدار کہاں گئے"...... پال نے حیرت سے ناچنے کے انداز میں کہا۔ پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو وہ دوڑتا ہوا ریڈ روم میں پہنچ گیا۔ ریڈ روم کا دروازہ بند تھا۔ اس نے دروازے کو دھکیلا اور دوسرے لمحے اندر اس نے جو کچھ دیکھا وہ ناقابل یقین تھا۔ وہ وہیں دروازے میں کئی منٹوں تک کھڑا رہ گیا۔ اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا تھا۔ کمرہ مقتل گاہ بنا ہوا تھا۔ میتھو، ہیری اور دونوں چوکیداروں کے ساتھ ساتھ باس اسوانا کی لاش بھی وہاں موجود تھی اور ان کی حالت بتا رہی تھی کہ انہیں انتہائی بے رحمی سے کوڑوں سے پیٹا گیا ہے جبکہ وہاں خون آلودہ خاردار کوڑا بھی پڑا ہوا تھا۔ وہ ایک جھٹکے سے اندر داخل ہوا اور پھر جب اس نے چیکنگ کی تو اسے پتہ چلا کہ ایک چوکیدار کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا گیا ہے جبکہ دوسرے چوکیدار کو گولی ماری گئی ہے۔

ہیری، میتھو اور اسوانا تینوں کے جسم کوڑے کی ضربوں سے پھٹ سے گئے تھے۔ میتھو اور ہیری تو شاید کوڑوں کی ضربوں سے ہلاک ہوئے تھے جبکہ اسوانا کے سینے میں گولی بھی ماری گئی تھی اور اس پر کوڑے بھی برسائے گئے تھے۔ اس نے اب غور سے راڈز والی کرسیوں کو دیکھنا شروع کر دیا اور تھوڑی سی چیکنگ کے بعد وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کرسیوں کی قطار کی دونوں سائیڈ والی

کرسیوں کی ارتھ کی تاریں ٹوٹی ہوئی تھیں جبکہ باقی کرسیاں درست حالت میں تھیں۔ ایک طرف پانی کی خالی بوتل بھی پڑی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس دوسرے کمرے میں آ گیا۔ اب وہ پوری کوٹھی چیک کرنا چاہتا تھا اور پھر میک اپ روم میں اس نے الماری میں سے چند لباس بھی غائب پائے۔ البتہ میک اپ باکس ویسے ہی پڑے ہوئے تھے اور وہاں میک اپ کی تیاری کے بھی کوئی آثار نہ تھے۔ وہ وہاں سے نکل کر آگے بڑھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے خفیہ راستے کا دہانہ بھی کھلا ہوا پایا۔ یہ راستہ سرنگ نما تھا جو قریب ہی درختوں کے جھنڈ کے اندر بنے ہوئے لکڑی کے ہٹ میں جا کر نکلتا تھا۔ وہ اس سرنگ میں داخل ہوا تو یہ دیکھ کر ٹھٹھک گیا کہ وہاں چار افراد کے قدموں کے نشانات باہر جاتے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ وہ ہٹ میں آیا اور پھر وہاں سے باہر نکل کر ادھر ادھر دیکھتا رہا لیکن اردگرد کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ وہ واپس مڑا اور پھر سرنگ کے راستے کوٹھی میں واپس آ گیا۔ اس نے خفیہ راستہ بھی بند کر دیا اور پھر وہ اس بڑے کمرے کے سامنے پہنچا ہی تھا جہاں فون موجود تھا اور جہاں وہ اور میتھو بیٹھ کر ڈیوٹی دیتے تھے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ پال تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس فون کے ساتھ خصوصی آلہ مستقل طور پر منسلک رہتا تھا جس سے کال نہ کسی صورت سنی جا سکتی تھی اور نہ ہی ٹیپ ہو سکتی تھی اور نہ اس آلے کی بدولت کال کا

ماخذ دریافت کیا جا سکتا تھا۔

"پال بول رہا ہوں سب ہیڈکوارٹر سے"...... پال نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے سخت لہجے میں پوچھا گیا تو پال نے کوٹھی میں پھاٹک پر چڑھ کر اندر کودنے سے لے کر خفیہ راستے کے کھلے ہونے تک کی اور پھر ریڈ روم میں موجود اسوانا، میتھو، ہیری اور دونوں چوکیداروں کی لاشوں کے بارے میں اور انہیں جس انداز میں ہلاک کیا گیا تھا اس کی تفصیل اور ساتھ ہی میک اپ روم کی الماریوں میں سے لباسوں کے غائب ہونے تک کی پوری تفصیل بتا دی۔

"کرسیوں کے راڈز کیسے کھولے گئے ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا تو پال چونک پڑا کیونکہ یہ بات وہ اپنی رپورٹ میں بتانا بھول گیا تھا۔

"چیف۔ کرسیوں کی قطار کے دونوں سرے والی کرسیوں کے پایوں کے ساتھ منسلک ارتھ تاریں ٹوٹی ہوئی ہیں۔ باقی کرسیاں درست حالت میں ہیں"...... پال نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ چاروں افراد عام لوگ نہیں تھے بلکہ ان کا تعلق یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہو گا۔ ان کے علاوہ اور کوئی اس انداز میں کام نہیں کر سکتا یہ یقیناً عمران کے ساتھی ہوں گے"...... دوسری طرف سے اس انداز میں کہا گیا جیسے خودکلامی کی

جا رہی ہو لیکن چونکہ پال کو کسی بات کا علم ہی نہ تھا اس لئے وہ خاموش رہا۔

"سنو پال۔ اب تمہیں کرانس میں ہیڈ بنایا جا رہا ہے۔ میتھو کے گروپ کے جو آدمی ہیں وہ بھی اب تمہارے ماتحت ہوں گے اور تمہارے گروپ کے بھی۔ لیکن اب تم نے اسوانا کی طرح علیحدہ آفس نہیں بنانا بلکہ تمہارا آفس مستقل طور پر سب ہیڈکوارٹر ہی ہو گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر"...... پال نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں تفصیلات کا علم ہے کہ اسوانا اور اس کے ساتھی کیسے ہلاک ہوئے ہیں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نو سر۔ مجھے تو کسی بات کا علم نہیں ہے۔ میں تو اب ڈیوٹی پر آ رہا تھا کہ آپ کی کال ملی اور پھر میں یہاں آیا تو یہاں یہ حالات تھے"...... پال نے جواب دیا۔

"تو سنو۔ تمہیں اس لئے تفصیل بتائی جا رہی تھی کہ اب تم نے ان ایجنٹوں کے خلاف کام کرنا ہے۔ تمہارے اندر موجود صلاحیتوں کو سیکشن ہیڈکوارٹر بہت اچھی طرح جانتا ہے۔ کیلون کو جانتے تھے تم"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یس سر۔ وہ سپلائی سیکشن کا انچارج ہے"...... پال نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ سپلائی ایک خفیہ لیبارٹری تک انتہائی پیچیدہ مراحل سے گزر

کر جاتی تھی۔ کیلون کو بھی اس لیبارٹری کا علم نہیں تھا لیکن بہرحال سپلائی کا آغاز اسی سے ہوتا تھا۔ اس لیبارٹری میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ بلیک تھنڈر کے مین ہیڈکوارٹر کے لئے انتہائی اہم ہے اور مستقبل میں پوری دنیا پر کنٹرول کرنے کے لئے یہاں جو کام ہو رہا ہے وہ اہم ترین ہے اس لئے اسے خفیہ رکھا گیا تھا لیکن پھر سپر پاورز کو اس کا علم ہو گیا لیکن ان سب سپر پاورز میں سے کسی کو بلیک تھنڈر کے مقابلے پر آنے کی جرأت نہ تھی۔ انہوں نے اس سلسلے میں ایشیا کے ایک ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے چیف سے درخواست کی۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والا ایجنٹ علی عمران دنیا کا سب سے خطرناک ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اور اس کی صلاحیتوں کا اعتراف مین ہیڈکوارٹر بھی کرتا ہے اس لئے مین ہیڈکوارٹر نے اسے سیف لسٹ میں رکھا ہوا ہے تاکہ بعد میں اس سے بلیک تھنڈر کے لئے کام لیا جا سکے۔ اس اطلاع پر فوری طور پر کیلون کو انڈر گراؤنڈ کر دیا گیا تھا تاکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس تک نہ پہنچ سکے۔ اسے ونگٹن شفٹ کر دیا گیا لیکن پھر اطلاع ملی کہ کیلون کو اس کے رہائشی فلیٹ میں ہلاک کر دیا گیا اور آخری بار اس کے فلیٹ سے چار ایکریمین کو نکلتے ہوئے دیکھا گیا تھا۔ انہیں تلاش کیا گیا تو پتہ چلا کہ یہ چاروں ونگٹن سے ایک فلائٹ کے ذریعے کرانس پہنچ رہے ہیں۔ جس پر اسوانا کو الرٹ کیا گیا کہ وہ انہیں اغوا کر کے ان سے پوچھ گچھ کرے اور پھر سیکشن ہیڈکوارٹر رپورٹ دے کہ یہ

لوگ کون ہیں کیونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا عمران ان کے ساتھ
نہیں تھا اس لئے یہ سمجھا گیا کہ یہ کوئی مقامی گروپ ہے جسے ہائر
کیا گیا ہے۔ اسوانا نے جو آخری رپورٹ دی ہے اس کے مطابق
یہ لوگ ٹیکسی میں سوار ہو کر وسارو جا رہے تھے جہاں کیلون سپلائی
بھجوایا کرتا تھا۔ پھر انہیں اغوا کر کے سب ہیڈکوارٹر میں لے آیا گیا
اور یہاں سے اسوانا نے رپورٹ دی کہ ان چاروں کو سب
ہیڈکوارٹر کے ریڈ روم میں کرسیوں میں جکڑ دیا گیا۔ پھر ان کے
میک اپ سپیشل میک اپ واشر سے واش کئے گئے لیکن یہ لوگ میک
اپ میں نہیں تھے۔ اس پر اسوانا کو حکم دیا گیا کہ وہ ان سے پوچھ
گچھ کرے کہ ان کا تعلق کس گروپ یا تنظیم سے ہے اور انہوں نے
کیلون سے کیا معلومات حاصل کی ہیں۔ اس کے بعد جب دوبارہ
یہاں کال کی گئی تو کسی نے کال اٹنڈ نہیں کی جس کے بعد تمہیں
کال کیا گیا''...... دوسری طرف سے پوری تفصیل سے وضاحت
کرتے ہوئے کہا گیا۔

''یس سر۔ میں اب اس معاملے کو بخوبی سمجھ گیا ہوں''...... پال
نے کہا۔

''تمہیں یہ ساری تفصیل صرف سمجھانے کے لئے نہیں بتائی گئی۔
یہ لوگ لازماً خفیہ راستے سے نکل کر وسارو گئے ہوں گے۔ تم فوراً
اپنے گروپ سمیت وہاں پہنچو۔ وہاں ساحل پر ماہی گیروں کا چھوٹا
سا جہاز تھا جس کا نام آسوما تھا۔ اس کا کیپٹن انتھونی تھا۔ کیلون

سپلائی وسارو میں کیپٹن انتھونی تک پہنچاتا تھا اس لئے کیلون کو
انڈر گراؤنڈ ہونے کا حکم دینے کے ساتھ ہی کیپٹن انتھونی کے فوری
طور پر ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے گئے۔ اس کے ساتھ ہی آسوما
جہاز کو بھی تباہ کر دیا گیا۔ ان لوگوں نے جس انداز میں سب
ہیڈکوارٹر میں کارروائی کی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا تعلق
پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے۔ اب یہ لازماً کیپٹن انتھونی کے پیچھے
وسارو گئے ہوں گے۔ تمہارا کام وہاں انہیں ٹریس کرنا اور بغیر کوئی
موقع دیئے ہلاک کر دینا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... پال نے کہا۔

''یہ سن لو کہ اگر تم نے معمولی سی غفلت یا لاپرواہی سے کام لیا
تو پھر اسوانا اور میتھو کی طرح تمہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا اس
لئے پوری طرح الرٹ رہنا اور انہیں ٹریس کرنے کے بعد فوراً
ہلاک کر دینا۔ ہوسکتا ہے کہ انہوں نے یہاں سے نکلتے ہوئے میک
اپ تبدیل نہ کئے ہوں۔ لیکن الماری سے لباس غائب ہونے کا
مطلب ہے کہ انہوں نے لباس تبدیل کئے ہیں۔ تم الماریوں سے
ان غائب شدہ لباسوں کی تفصیل حاصل کرو اور پھر ان لباسوں کو
مدنظر رکھ کر وہاں انہیں چیک کرو۔ وسارو چھوٹا سا علاقہ ہے۔ وہاں
تم آسانی سے انہیں ٹریس کر لو گے''...... سیکشن ہیڈکوارٹر سے کہا
گیا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر''...... پال نے جواب دیا۔

"تھری ایکس ٹرانسمیٹر ساتھ لے جانا۔ تم سے کسی بھی وقت رپورٹ لی جا سکتی ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو پال نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ چند لمحے بیٹھا سوچتا رہا کہ وہ اپنے ساتھ کس کو لے جائے اور پھر اس نے اپنے گروپ کے چار افراد کو اپنے ساتھ لے جانے کا فیصلہ کیا اور رسیور اٹھا کر ان کے انچارج جانسن کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

وسارو چھوٹا سا ساحلی علاقہ تھا۔ جہاں ساحل کے علاوہ اور کوئی خاص مقام نہ تھا لیکن وسارو کے ساحل پر چونکہ انتہائی قیمتی موتی کثرت سے ملتے تھے اس لئے یہاں لوگ بے حد شوق سے آتے تھے اس لئے وسارو میں ہوٹل بھی تھے، کلب بھی اور گیم کلب بھی۔ یہاں موتیوں کی خرید و فروخت کی دکانیں بھی تھیں اور یہاں تقریباً ہر قوم اور ہر نسل کے افراد کافی تعداد میں آتے جاتے رہتے تھے۔ وسارو کی ایک رہائشی کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی میں صدیقی اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔ صدیقی نے ہی ایک ہوٹل کے ویٹر کے ذریعے کیش سیکورٹی دے کر یہ کوٹھی حاصل کی تھی۔ وہ سب اس بار بسوں کے ذریعے دارالحکومت سے وسارو پہنچے تھے اور وسارو پہنچ کر وہ سیدھے وقت ضائع کئے بغیر ساحل پر پہنچے تھے تا کہ کیپٹن انتھونی کو ٹریس کر سکیں۔ لیکن وہاں پہنچ کر انہیں معلوم ہوا کہ کیپٹن انتھونی

اپنے ماہی گیری کے چھوٹے سے جہاز سمیت سمندر میں غرق ہو گیا ہے۔ اس کے جہاز میں اچانک خوفناک دھماکہ ہوا اور پھر جہاز کے پرزے اڑ گئے۔ اس کے ساتھ ہی کیپٹن انتھونی اور اس کے آٹھ ساتھیوں کے جسموں کے بھی پرخچے اڑ گئے تھے تو وہ قدرے مایوس ہو گئے۔

گو صدیقی نے اپنے طور پر کوشش کی کہ وہ انتھونی کے کسی ایسے دوست کو ٹریس کر سکے جسے معلوم ہو کہ انتھونی اس جہاز پر سپلائی کو کہاں پہنچاتا تھا لیکن فوری طور پر ایسا نہ ہو سکا تو صدیقی نے ایک ہوٹل کے ویٹر کی مدد سے کوٹھی حاصل کی اور اب وہ سب یہاں موجود تھے۔ کوٹھی میں ایک جیپ بھی موجود تھی کیونکہ یہاں کاروں کی نسبت جیپوں کو بطور سواری استعمال کرنے کا رواج زیادہ تھا۔

"اب ہمیں کیا کرنا ہو گا صدیقی"...... چوہان نے کہا۔

"سپلائی کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا ہے اور کیا کرنا ہے"۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیسے"...... چوہان نے کہا۔

"جیسے بھی ممکن ہو سکے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہمیں سب سے پہلے ان لباسوں کو ضائع کرنا ہے"۔ اچانک نعمانی نے کہا تو صدیقی سمیت سب چونک پڑے۔

"کیوں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب تک اسوانا اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں سامنے آ چکی ہوں گی اور یہ بھی انہیں معلوم ہو گیا ہو گا کہ الماریوں میں سے مخصوص ناپ کے چار لباس بھی غائب ہیں اور لازماً ان لباسوں کی تفصیل بھی ان کے پاس ہو گی اور چونکہ ہمیں وسارو جاتے ہوئے اغوا کیا گیا تھا اس لئے وہ لازماً یہ سمجھیں گے کہ ہم وہاں سے نکل کر وسارو ہی جا سکتے ہیں"...... نعمانی نے تفصیل سے تجزیہ کرتے ہوئے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر تحسین کے تاثرات ابھر آئے۔

"تم نے بالکل درست تجزیہ کیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اب ہمارا بلیک تھنڈر سے کھلا مقابلہ شروع ہو چکا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"اب تک شاید وہ شک میں تھے اس لئے انہوں نے ہمیں اغوا کر کے پھر ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس میں ہمارے میک اپ واش نہ ہونے کا بہت بڑا دخل تھا ورنہ شاید ہمیں اسی بے ہوشی کے دوران ہلاک کر دیا جاتا۔ لیکن اب جب انہیں لاشیں ملیں گی اور کرسیوں کی ارتھ کی تاریں ٹوٹی ہوئی ملیں گی تو وہ سمجھ جائیں گے کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور اب انہوں نے ہمیں ایک لمحے کا بھی موقع نہیں دینا"...... اس بار خاور نے کہا۔

"شاید شبے کی ایک وجہ عمران صاحب کی عدم موجودگی بھی تھی۔

پوری دنیا میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ عمران صاحب کو لازماً وملزوم سمجھا جاتا ہے اور ہمیں کوئی نہیں جانتا لیکن عمران صاحب پوری دنیا میں شیطان کی طرح مشہور ہیں اس لئے بھی انہیں شک ہو گا کہ ہمارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے یا نہیں اور ہو سکتا ہے کہ ابھی تک وہ ہمیں ایکریمیا کے ایجنٹ سمجھ رہے ہو لیکن بہرحال اب وہ ہمیں فوری ہلاک کرنے کی کوشش کریں گے اس لئے اب ہمیں سوچ سمجھ کر تمام انتظامات کرنے ہوں گے“۔ صدیقی نے کہا۔

”اس کا سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ ہم چار کے گروپ میں نہ رہیں بلکہ دو دو کا گروپ بنا لیں“...... نعمانی نے کہا۔

”لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ انتھونی ہلاک ہو چکا ہے۔ اب اس کا کوئی ایسا ساتھی کہاں سے تلاش کیا جائے جو ہمیں بتا سکے کہ کیپٹن انتھونی سپلائی کہاں پہنچاتا تھا اور کس کے حوالے کرتا تھا“۔ صدیقی نے کہا۔

”انتھونی کے گھر والوں سے ہی معلوم ہو سکے گا“...... نعمانی نے کہا۔

”نہیں یہ ماہی گیر ٹائپ کے لوگ گھر والوں سے اتنا رابطہ نہیں رکھتے کیونکہ ان کی زندگی کا زیادہ تر حصہ سمندر میں اپنے ساتھیوں اور گھر والوں سے علیحدگی میں گزرتا ہے اس لئے اس کے کسی ایسے ساتھی کو تلاش کرنا ہو گا جو اس کے ساتھ زیادہ اٹھتا بیٹھتا ہو“۔

صدیقی نے جواب دیا۔

”تم لوگ یہاں رہو۔ میں جا کر اس بارے میں معلومات حاصل کرتا ہوں“...... نعمانی نے کہا۔

”اس طرح کریں کہ پہلے بازار سے اپنے لئے دوسرے لباس خرید لیں اور پھر انہیں کسی بھی ہوٹل کے باتھ روم میں تبدیل کر کے موجود لباس کو شاپر میں ڈال کر کسی کوڑے کے ڈرم میں ڈال دیں۔ اس کے بعد دونوں گروپ انتھونی کے بارے میں معلومات حاصل کریں اور پھر رات کو یہاں اکٹھے ہو جائیں گے“...... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ تو پھر ایسا ہے کہ چوہان اور نعمانی ایک گروپ اور میں اور صدیقی دوسرا گروپ“...... خاور نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”ہمارے درمیان رابطہ سیل فون سپیشل پر رہے گا“...... صدیقی نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اوکے۔ آؤ خاور ہم اپنا کام شروع کریں“...... صدیقی نے اٹھتے ہوئے کہا تو خاور سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

”لیکن انتھونی کے گھر کے بارے میں بھی تو پوچھنا پڑے گا“۔ چوہان نے کہا۔

”وہ میں یہاں بیٹھے بیٹھے معلوم کر سکتا ہوں“...... نعمانی نے کہا تو چوہان چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"میں نے ساحل پر ایک ہوٹل سی نائٹ دیکھا ہے۔ وہاں آنے جانے والے ماہی گیر تھے اس لئے وہاں سے معلومات مل سکتی ہیں"...... نعمانی نے چوہان کو حیران ہوتے دیکھ کر کہا۔

"تو تم معلومات حاصل کرو۔ میں اپنے اور تمہارے لئے لباس لے آتا ہوں۔ یہ لباس واقعی ہمارے لئے کسی بھی وقت مسئلہ بن سکتے ہیں۔ چوہان نے اٹھتے ہوئے کہا تو نعمانی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر چوہان کے جانے کے بعد نعمانی نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔ چونکہ اقوام متحدہ کے تحت پوری دنیا میں انکوائری کا نمبر ایک ہی تھا اس لئے انکوائری کے لئے کسی سے نمبر پوچھنے کی ضرورت نہ ہوتی تھی۔

"ہوٹل سی نائٹ کا نمبر دیں"...... نعمانی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ نعمانی نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر پریس کر دیا۔

"ہوٹل سی نائٹ"...... ایک چیختی ہوئی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں دارالحکومت سے چیف پولیس آفس سے رینک ون پولیس آفیسر ولیم بول رہا ہوں"...... نعمانی نے پولیس والوں کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ فرمائیے"...... اس بار دوسری طرف سے بولنے

والے کا لہجہ خاصا نرم ہو گیا تھا۔

"آسوما جہاز کے کیپٹن انتھونی جو ہلاک ہو گئے ہیں اس کے بارے میں ہیڈ کوارٹر کے احکامات پر خصوصی انکوائری کرائی جا رہی ہے۔ ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کیپٹن انتھونی ہوٹل سی نائٹ میں اکثر دیکھا جاتا رہا ہے۔ کیا آپ کسی ایسے آدمی سے بات کرائیں گے جو اس بارے میں زیادہ معلومات رکھتا ہو اور یہ تو آپ کو معلوم ہی ہو گا کہ پولیس سے تعاون سب کا فرض ہے"...... نعمانی نے اسی طرح سخت اور سرد لہجے میں کہا۔

"کیپٹن انتھونی۔ اوہ ہاں۔ وہ یہاں اکثر آتا رہتا تھا۔ اس کی زیادہ بات چیت جیراٹو سے تھی۔ جیراٹو اپنے گھر ہو گا۔ اس کا فون نمبر میں بتا دیتا ہوں۔ آپ اس سے بات کر لیں لیکن پلیز اسے میرا ریفرنس نہ دیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ایک فون نمبر بتا دیا گیا۔

"یہ نمبر وسارو کا ہے"...... نعمانی نے پوچھا۔

"جی ہاں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نعمانی نے تھینک یو کہہ کر کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف پولیس آفس سے انسپکٹر ولیم بول رہا ہوں"...... نعمانی

نے یورپین لہجے میں کہا۔

”جی فرمایئے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ایک نمبر نوٹ کریں اور اچھی طرح چیک کر کے بتائیں کہ یہ نمبر کس کے نام اور کس مقام پر نصب ہے اور یہ سن لیں کہ یہ اہم سرکاری معاملہ ہے“...... نعمانی نے کہا اور ساتھ ہی نمبر بتا دیا۔

”یس سر۔ ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

”ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں“...... تھوڑی دیر بعد دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس“...... نعمانی نے مختصر جواب دیا۔

”یہ نمبر مسٹر جیراٹو کے نام پر ان کی رہائش گاہ تھرٹی ون برگس ایونیو پر نصب ہے“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اچھی طرح چیک کر لیا ہے آپ نے“...... نعمانی نے پوچھا حالانکہ جیراٹو کا نام سن کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ انکوائری آپریٹر نے واقعی درست چیک کیا ہے۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے تھینک یو“...... نعمانی نے کہا اور ایک بار پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس جیراٹو بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری

سی آواز سنائی دی۔

”ولیم ٹوڈ بول رہا ہوں مسٹر جیراٹو۔ آپ کے دوست کیپٹن انتھونی مرحوم نے آپ کے بارے میں مجھے بتایا تھا اور آپ کا فون نمبر بھی دیا تھا۔ میں ایکریمیا گیا ہوا تھا آج ہی واپس آیا ہوں تو مجھے معلوم ہوا ہے کہ کیپٹن انتھونی ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کا جہاز بھی تباہ ہوگیا ہے“...... نعمانی نے کہا۔

”جی ہاں۔ آپ نے درست سنا ہے۔ لیکن انتھونی نے تو آپ کا ذکر کبھی نہیں کیا تھا حالانکہ میرا اور انتھونی کا ساتھ گزشتہ بیس سالوں سے ہے“...... جیراٹو نے کہا۔

”وہ میرا نام لے بھی نہیں سکتا تھا کیونکہ میرا تعلق ٹیکس کے محکمے سے ہے“...... نعمانی نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ پھر آپ نے کیوں فون کیا ہے“...... جیراٹو نے کہا۔

”آپ سے اس کے وارثوں کے بارے میں معلوم کرنا ہے کیونکہ محکمہ ٹیکس میں ان کی غلط فہمی سے ڈبل رقم جمع ہو گئی ہے۔ اب محکمے کے آڈیٹروں کے آڈٹ پر معلوم ہوا ہے کہ محکمہ کے پاس ان کے ایک ہزار ڈالر زائد جمع ہو چکے ہیں۔ یہ انہیں واپس کرنے ہیں“...... نعمانی نے کہا۔

”ایک ہزار ڈالر اور وہ بھی ٹیکس محکمہ کے پاس۔ لیکن انتھونی نے تو شادی ہی نہیں کی تھی۔ اس کی ایک بہن ایکریمیا میں اور ایک

بھائی کارمن میں ہے۔ لیکن انتھونی کا تو ان سے رابطہ ہی نہیں تھا''...... جیراٹو نے کہا تو نعمانی بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ نعمانی جس ٹریپ میں اسے لانا چاہتا تھا وہ خودبخود ہی اس ٹریپ میں آ گیا تھا۔

''تو پھر یہ رقم اس کے سب سے بہترین دوست کو دی جا سکتی ہے۔ محکمے نے تو بہرحال اسے واپس کرنا ہے۔ یہ بھی سرکاری مجبوری ہے''...... نعمانی نے کہا۔

''اس کا سب سے بہترین دوست تو میں ہوں۔ گزشتہ بیس سالوں سے ہماری دوستی ہے اور پورا وسارو جانتا ہے کہ ہماری دوستی کیسی ہے''...... جیراٹو نے کہا۔

''آپ کی رہائش کہاں ہے تاکہ میں آپ سے مل سکوں۔ اگر آپ نے مجھے یقین دلا دیا کہ آپ واقعی اس کے بہترین دوست ہیں تو پھر میں آپ کو ہی اس کا وارث سمجھ کر ایک ہزار ڈالر آپ کو دے دوں گا لیکن آپ کو اس کی رسید دینی ہو گی تاکہ محکمے میں رسید جمع کرائی جا سکے''...... نعمانی نے کہا۔

''برگس ایونیو میں تھرٹی ون نمبر میری رہائش گاہ ہے۔ آپ کب آ رہے ہیں''...... جیراٹو نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔ ظاہر ہے ایک ہزار ڈالر اسے مفت میں مل رہے تھے۔

''میں اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ایک گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گا''...... نعمانی نے کہا۔

''ٹھیک ہے میں آپ کا منتظر رہوں گا۔ جیراٹو نے کہا تو نعمانی نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار ہنس پڑا۔ تھوڑی دیر بعد چوہان واپس آیا تو اس نے خود لباس تبدیل کر لیا تھا اور ایک پیکٹ اس کے ہاتھ میں تھا۔

''کیا ہوا۔ تمہارا چہرہ بتا رہا ہے کہ تم نے کوئی غیر معمولی کامیابی حاصل کر لی ہے''...... چوہان نے کہا تو نعمانی نے ہنستے ہوئے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''کمال کر دیا ہے تم نے۔ یوں لگتا ہے کہ تمہارے اندر عمران صاحب کی روح حلول کر گئی ہے۔ ایسے حیرت انگیز کارنامے تو وہی کرتے ہیں''...... چوہان نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

''عمران صاحب تو بہرحال ماسٹر مائنڈ ہیں۔ وہ تو شاید فون پر ہی اس جیراٹو سے سب کچھ معلوم کر لیتے۔ جواب ہمیں ایک ہزار ڈالر دے کر معلوم ہو گا۔ لیکن بہرحال یہ سودا مہنگا نہیں ہے''۔ نعمانی نے کہا تو چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر نعمانی نے لباس تبدیل کیا اور پھر وہ دونوں رہائش گاہ سے باہر آ گئے۔ جیپ ایک ہی تھی اور وہ صدیقی اور خاور لے گئے تھے اس لئے وہ پیدل چلتے ہوئے چوک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔ برگس ایونیو پرانی طرز کے چھوٹے چھوٹے مکانات پر مشتمل متوسط طبقے کے افراد کی آبادی تھی اور وہ یہاں ایک ٹیکسی کے ذریعے پہنچے تھے۔ انہوں نے جلد ہی تھرٹی ون نمبر کا مکان تلاش کر لیا۔ مکان کی حالت بتا رہی تھی کہ

اس کا مالک یا مکین زیادہ خوشحال نہیں ہیں۔ ٹیکسی ڈرائیور کو کرایہ دینے کے بعد نعمانی نے آگے بڑھ کر کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے جیرالٹو کی آواز سنائی دی۔

"ولیم ٹوڈ۔ محکمہ ٹیکس سے"...... نعمانی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو نعمانی ایک قدم پیچھے ہٹ گیا۔

"یہ اکیلا رہتا ہے یہاں"...... چوہان نے کہا۔

"شاید"...... نعمانی نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد گیٹ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر آ گیا۔ اس نے عام سا سوٹ پہنا ہوا تھا وہ بھی ماہی گیر تھا۔ اس کے چہرے پر تجربے کی لکیریں نمایاں تھیں اور آنکھوں میں تیز چمک تھی۔

"میرا نام جیرالٹو ہے"...... اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا نام ولیم ٹوڈ ہے اور یہ میرا ساتھی ہے فرینک"...... نعمانی نے اپنا اور چوہان کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آیئے جناب۔ میں اکیلا رہتا ہوں۔ میری بیوی اور بچے بارہ سال پہلے ایک حادثے میں ہلاک ہو گئے تھے"...... اس نے اندر جاتے ہوئے کہا تو نعمانی نے اس سے باقاعدہ افسوس کا اظہار کیا۔

"پہلے پہل تو مجھے بے حد مشکل محسوس ہوئی لیکن اب تو میں اکیلے رہنے کا عادی ہو گیا ہوں۔ انتھونی بھی میری طرح اکیلا تھا

اس لئے ہم دونوں کا ساتھ خوب گزرتا تھا لیکن اب وہ بھی مجھے اکیلا چھوڑ گیا ہے"...... جیرالٹو نے کہا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سٹنگ روم کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔

"بیٹھیں"...... جیرالٹو نے کہا اور پھر مڑ کر اس نے الماری کھولی اور اس میں سے سستی سی شراب کی بوتل نکال لی۔

"سوری ہم خاص اوقات میں پیتے ہیں۔ آپ کوئی تکلف نہ کریں"...... نعمانی نے کہا تو جیرالٹو اس طرح تیزی سے مڑا کہ جیسے وہ اسی بات کے انتظار میں ہو۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار ابھر آئے تھے۔ اس نے بوتل واپس الماری میں رکھی اور پھر الماری بند کر کے مڑا اور آ کر ان کے قریب کرسی پر بیٹھ گیا۔

"کیا آپ درست کہہ رہے ہیں کہ آپ کا تعلق محکمہ ٹیکس سے ہے"...... جیرالٹو نے پوچھا۔

"ہاں کیوں"...... نعمانی نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے کہ پہلے کبھی میں نے محکمہ ٹیکس کے لوگوں کو اس طرح رقم واپس کرتے نہیں سنا"...... جیرالٹو نے کہا۔

"محکمہ جس طرح ٹیکس وصول کرتا ہے اس طرح زائد رقم بھی واپس کر دیتا ہے۔ آپ یہ بتائیں کہ کیا آپ واقعی کیپٹن انتھونی سے بے حد بے تکلف تھے"...... نعمانی نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے کہا۔

"بے تکلفی تو تھی ہی۔ ہم یک جان دو قالب تھے۔ اس کا کوئی

راز مجھ سے اور میرا کوئی راز اس سے نہ چھپا ہوا تھا"...... جیراٹو نے کہا تو نعمانی نے جیب سے ایک ہزار ڈالر کے نوٹ نکالے اور سامنے رکھ دیئے تو جیراٹو کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا۔ اس کی نظریں نوٹوں پر اس طرح جمی ہوئی تھیں۔ جیسے لوہا مقناطیس سے چمٹ جاتا ہے۔

"یہ نوٹ آپ کو مل سکتے ہیں لیکن آپ کو ثابت کرنا ہو گا کہ آپ واقعی کیپٹن انتھونی کے رازدار تھے"...... نعمانی نے کہا جبکہ چوہان خاموش بیٹھا ہوا انہیں دیکھ رہا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ ایسا ہی ہے"...... جیراٹو نے لرزتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو جیراٹو۔ ہم جانتے ہیں کہ ایک ہزار ڈالر بڑی رقم ہے۔ ہم چاہتے تو یہ رقم خود بھی کھا سکتے تھے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ رقم کیپٹن انتھونی کے اس دوست کو دی جائے جس سے کیپٹن انتھونی کی روح کو مسرت ملے لیکن ہم ویسے ہی یہ بھاری رقم کسی کو نہیں دے سکتے ۔ تمہارا چھوٹا سا ٹیسٹ لیتے ہیں۔ اگر تم اس ٹیسٹ میں پاس ہو گئے تو یہ رقم تمہاری ورنہ رقم ہماری جیب میں واپس اور ہم آپ کے گھر سے باہر"...... نعمانی نے کہا۔

"کون سا ٹیسٹ"...... جیراٹو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ایک بات کا علم ہمیں پہلے سے ہے۔ کیپٹن انتھونی نے ہمیں خود بتائی تھی اور اس بات کا علم اس کے گہرے دوست کو ہی ہو سکتا

ہے اس لئے میں وہ بات آپ سے پوچھ رہا ہوں۔ اگر آپ نے درست جواب دے دیا تو یہ رقم آپ کی ورنہ نہیں"...... نعمانی نے کہا۔

"کون سی بات"...... جیراٹو نے کہا۔

"کرانس وارالحکومت سے سپلائی کسی لیبارٹری میں بھجوائی جاتی تھی۔ یہ سپلائی یہاں کیپٹن انتھونی کے حوالے کی جاتی تھی اور وہ اسے اپنے چھوٹے جہاز آسوما پر لاد کر کہیں چھوڑ کر آتا تھا۔ تم اگر اس کے دوست ہو تو بتاؤ کہ وہ یہ سپلائی کہاں پہنچاتا تھا اور کس کے حوالے کرتا تھا"...... نعمانی نے آخر اصل بات کر دی۔

"تو آپ کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے"...... جیراٹو نے یکلخت ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر یکلخت موت کی سی زردی چھا گئی۔

"بلیک تھنڈر۔ کیا مطلب۔ کس کی بات کر رہے ہیں آپ"۔ نعمانی نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو کنٹرول کرتے ہوئے کہا۔ بلیک تھنڈر کا نام اچانک جیراٹو کے منہ سے سن کر چوہان کا منہ بھی کھلے کا کھلا رہ گیا تھا۔

"دیکھیں جناب۔ یہ نوٹ میرے کسی کام کے نہیں ہیں۔ اگر میں زندہ ہی نہ رہوں تو یہ نوٹ مجھے کیا فائدہ دیں گے۔ ویسے آپ یقین کریں یا نہ کریں۔ چاہے مجھے بخش دیں چاہے مجھے گولی مار دیں۔ یہ بات سچ ہے کہ مجھے واقعی یہ معلوم نہیں ہے کہ انتھونی

سپلائی لے کر کہاں جاتا تھا اور کس کے حوالے کرتا تھا‘‘...... جیراٹو نے رک رک کر اور ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کو یقین کامل ہو کہ اس کی موت اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی ہے۔

’’بلیک تھنڈر کے بارے میں تمہیں کس نے بتایا ہے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’انتھونی نے۔ اس کا کوئی راز مجھ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ بلیک تھنڈر کے لئے سپلائی کی ترسیل کا کام کرتا تھا اور اسے اس کے عوض بڑی بھاری رقم مل جاتی تھی۔ جسے وہ انتہائی کھلے دل سے خرچ کرتا تھا اور ہم پورے ایک ہفتے تک دل کھول کر اعلیٰ ترین شراب پیتے تھے‘‘...... جیراٹو نے کہا۔

’’پھر تم نے یہ بات کیسے کر دی کہ ہمارا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’ظاہر ہے سپلائی کی بات کا علم یا بلیک تھنڈر کو ہو سکتا ہے یا انتھونی اور مجھے۔ انتھونی مر چکا ہے اس لئے لامحالہ آپ کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے‘‘...... جیراٹو نے کہا تو نعمانی بے اختیار ہنس پڑا۔

’’تم واقعی بہت سیدھے سادے آدمی ہو۔ اگر ہمارا تعلق بلیک تھنڈر سے ہوتا تو مجھے ایک ہزار ڈالر دینے اور اتنی بات چیت کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ہم تمہیں فوری گولی مارتے اور واپس چلے جاتے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’آپ یقین کرنا چاہتے ہیں کہ مجھے اس بارے میں معلوم بھی

ہے یا نہیں‘‘...... جیراٹو نے کہا تو نعمانی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

’’اس سے بڑی تنظیموں کا کوئی فرق نہیں پڑتا اور نہ وہ اس طرح کے بکھیڑوں میں پڑتی ہیں۔ ان کا طریقہ کار بس گولی ماری اور زبان ہمیشہ کے لئے بند ہوتا ہے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’تو پھر آپ کو اس معاملے کا کیسے علم ہو سکتا ہے‘‘...... جیراٹو نے کہا۔

’’بتایا تو ہے کہ انتھونی نے خود بتایا تھا۔ اگر انتھونی تمہیں بتا سکتا ہے تو مجھے بھی بتا سکتا ہے‘‘...... نعمانی نے کہا۔

’’حیرت ہے۔ مجھے تو وہ کہتا تھا کہ اس نے اس راز کو انتہائی سختی سے راز رکھا ہوا ہے‘‘...... جیراٹو نے کہا۔

’’اب بولو یا ہم ہزار ڈالر کے نوٹ واپس لے کر چلے جائیں‘‘۔ نعمانی نے کہا۔

’’ٹھیک ہے۔ میں بتا دیتا ہوں۔ انتھونی آسوما جہاز میں سپلائی لے کر اکیلا جاتا تھا اور گلوسٹر کے ساحل پر پہنچا کر واپس آ جاتا تھا‘‘...... جیراٹو نے کہا۔

’’تمہارا مطلب ہے وہاں ساحل پر پھینک کر واپس آ جاتا تھا‘‘۔ نعمانی نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

’’وہاں ساحل پر ایک عمارت ہے کازک ہاؤس۔ انتھونی وہاں جا کر اطلاع دیتا تھا۔ کازک ہاؤس سے دس افراد آ کر جہاز سے سپلائی اٹھا کر لے جاتے تھے اور انتھونی کو رسید دے دیتے تھے۔ یہ

ایک تاش کا کارڈ ہوتا تھا۔ جو ہارٹ کا جوکر ہوتا تھا اور یہ کارڈ انتھونی اپنے پاس رکھ لیتا تھا۔ آئندہ سپلائی جب آتی تھی تو انتھونی یہ کارڈ سپلائی لانے والوں کو رسید کے طور پر دے دیتا تھا اور سپلائی لانے والے اسے پانچ ہزار ڈالر دے دیتے تھے"...... جیراٹو نے کہا تو نعمانی اور چوہان دونوں اس کا لہجہ سن کر سمجھ گئے کہ وہ درست بتا رہا ہے۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ یہ لو ہزار ڈالر اور سب کچھ بھول جاؤ"۔ نعمانی نے اسے ہزار ڈالر کے نوٹ دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اٹھے اور تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے اس کے گھر سے باہر آ گئے۔ اب انہیں ٹیکسی کی تلاش تھی تا کہ وہ واپس کوٹھی جا سکیں۔

"صدیقی کو سیل فون پر اطلاع نہ دے دیں تا کہ وہ دھکے نہ کھاتے پھریں"...... چوہان نے کہا۔

"وہاں کوٹھی پہنچ کر اطلاع دے دیں گے"...... نعمانی نے کہا اور چوہان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پال اپنے ساتھیوں سمیت وسارو پہنچ چکا تھا۔ اس وقت وہ ایک چھوٹی سی رہائش گاہ کے کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ آٹھ افراد جیپوں پر دارالحکومت سے وسارو پہنچے تھے۔ یہ رہائشی عمارت پہلے سے ان کے ایک آدمی کے پاس موجود تھی اس لئے پال نے اسے ہی اپنا ہیڈکوارٹر بنا لیا تھا۔ وسارو ویسے تو چھوٹا سا شہر تھا لیکن ساحل سمندر سے ملنے والے قیمتی موتی اور یہاں موجود دھاتوں کی کانوں نے لوگوں کو یہاں آنے پر مجبور کر دیا تھا۔ ہر شخص ایک بار طویل ساحل کا چکر لگانا چاہتا تھا کہ شاید اسے کوئی قیمتی موتی مل جائے تو اس کی زندگی بدل جائے۔

گو یہ موتی لاکھوں میں سے کسی ایک کو ملتے تھے لیکن اس کی خبر اس انداز میں پھیلتی تھی کہ وسارو سے باہر کے لوگ بھی یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ جیسے وہاں پہنچتے ہی وہ ساحل پر بکھرے ہوئے سچے

موتیوں سے جھولیاں بھر لیں گے۔ یہ اور بات تھی کہ یہاں ساحل کے قریب سمندر کے نیچے سرکاری طور پر موتیوں کی باقاعدہ پرورش کی جاتی تھی کیونکہ یہاں کی آب و ہوا اور سمندر کی تہہ میں مخصوص مونگے اور سیپ موتیوں کی پرورش کے لئے انتہائی سازگار سمجھی جاتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ یہاں موتیوں کی خرید و فروخت کا کام عروج پر تھا اس لئے یہاں تقریباً ہر ملک کا سیاح لازماً چکر لگاتا تھا۔

پال کے آٹھ ساتھی اس وقت پورے وسارو میں گھوم کر پاکیشیائی ایجنٹوں کو تلاش کر رہے تھے۔ ان کے پاس ان کی کوئی خاص نشانی نہ تھی۔ سوائے مخصوص لباسوں کے۔ لیکن یہ لباس بھی اس قدر منفرد نہ تھے کہ ہزاروں لوگوں میں انہیں فوراً پہچان لیا جاتا۔ اس جیسے اور بے شمار لباس لوگوں نے پہنے ہوئے تھے اس لئے اب انہوں نے لباسوں پر زیادہ توجہ دینے کی بجائے لوگوں کی حرکات کو چیک کرنا شروع کر دیا تھا لیکن ہر طرف عام سے لوگ پیدل جاتے نظر آ رہے تھے یا پھر ٹیکسیوں میں سوار عام سے لوگ تھے۔ پال نے خود ساحلی علاقے کا راؤنڈ لگایا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ دارالحکومت سے کیلون کی طرف سے بھیجی ہوئی سپلائی یہاں ایک آدمی انتھونی کے حوالے کی جاتی تھی لیکن اب چونکہ انتھونی اپنے جہاز سمیت ہلاک ہو چکا تھا اس لئے اب یہ پاکیشیائی ایجنٹ صرف اتنا کر سکتے تھے کہ وہ اس انتھونی کے رشتہ داروں کو تلاش کر کے ان سے معلومات حاصل کریں لیکن پال کو بتایا گیا تھا کہ انتھونی اکیلا

رہتا تھا۔ اس نے آج تک شادی ہی نہ کی تھی اور نہ ہی اس کا کوئی دور نزدیک کا رشتہ دار یہاں وسارو میں رہتا تھا اس لئے پال کو یقین تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کو بہرحال بے نیل و مرام یہاں سے واپس جانا ہو گا۔ لیکن اس کی کوشش تھی کہ وہ کسی طرح انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دے تاکہ سیکشن چیف کے سامنے اپنی صلاحیتوں کو شو کرا سکے۔ وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس پال بول رہا ہوں"...... پال نے کہا۔

"میکارتو بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے اس کے ایک ماتحت کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... پال نے چونک کر اور قدرے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ ہم دو آدمیوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ہماری نظروں میں وہ مشکوک ہیں۔ اب اگر آپ حکم دیں تو ہم انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیں یا اگر آپ حکم دیں تو انہیں اغوا کر کے آپ کے پاس لے آئیں"...... میکارتو نے کہا۔

"شک کی وجوہات کیا ہیں"...... پال نے پوچھا۔

"باس یہ دونوں ایک مقامی جیپ میں سوار ہیں اور یورپین ہیں لیکن ان میں سے ایک نے ایک ہوٹل میں جا کر لباس تبدیل کیا

ہے۔ چونکہ ہم نے اسے دوسرے لباس میں ہوٹل میں جاتے دیکھا تھا اس لئے جب وہ تبدیل شدہ لباس میں واپس آیا تو ہم چونک پڑے۔ ہم نے اسے چیک کیا تو وہ ہوٹل سے باہر موجود ایک جیپ میں سوار ہو گیا۔ جیپ میں ایک آدمی پہلے سے موجود تھا اور پھر یہ دونوں جیپ میں سوار ہو کر ساحل پر پہنچ گئے۔ ہم نے یہاں بھی ان کی نگرانی جاری رکھی۔ یہاں پہنچ کر یہ مختلف ہوٹلوں میں گئے اور انہوں نے ویٹروں کو بھاری رقومات دے کر ان سے کچھ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ پھر یہ ساحل پر پہنچ گئے اور وہاں لانچوں کے ٹھیکیداروں اور کیپٹنز سے باتیں کیں۔ ایک آدمی سے جب ہم نے ان کے گفتگو کرنے کے بعد پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ وہ آسوبا جہاز کے کیپٹن انتھونی کے کسی گہرے دوست کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے تھے۔ اس طرح ہم کنفرم ہو گئے کہ یہ دونوں آدمی ہمارے مطلوبہ آدمی ہیں''...... میکارتو نے جواب دیتے ہوئے کہا تو پال کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''لیکن یہ تو چار آدمیوں کا گروپ تھا''...... پال نے کہا۔

''ہو سکتا باس کہ ان میں سے دو علیحدہ معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہوں''...... میکارتو نے جواب دیا۔

''تم اس وقت کہاں موجود ہو''...... پال نے پوچھا۔

''ہم ساحل پر ہیں اور میں یہاں ایک پبلک فون بوتھ سے آپ کو کال کر رہا ہوں''...... میکارتو نے جواب دیا۔

''اور وہ دونوں افراد کہاں ہیں''...... پال نے پوچھا۔

''وہ دونوں بھی یہاں موجود ہیں''...... میکارتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم انہیں اغوا کر سکو گے''...... پال نے پوچھا۔

''باس۔ ان کی جیپ میں بے ہوش کر دینے والی گیس کا کیپسول فائر کر کے انہیں جیپ سمیت اغوا کیا جا سکتا ہے''۔ میکارتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ان کی نگرانی کرتے رہو لیکن ہر طرح سے محتاط رہنا۔ یہ اگر ہمارے مطلوبہ افراد ہیں تو یہ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ میں خود انہیں چیک کرنا چاہتا ہوں۔ پھر انہیں وہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا''...... پال نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ جیسے آپ حکم دیں''...... میکارتو نے جواب دیا۔

''تمہارے ساتھ اور کتنے افراد موجود ہیں''...... پال نے پوچھا۔

''میرے ساتھ چار ساتھی موجود ہیں''...... میکارتو نے جواب دیا۔

''تمہارے پاس ٹرانسمیٹر ہے۔ میں وہاں پہنچ رہا ہوں اور اگر تم وہاں سے نگرانی کے لئے کہیں اور چلے گئے تو میں تمہیں کال کر کے بات کر لوں گا''...... پال نے کہا۔

''ٹھیک ہے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو پال نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے

ساحل کی طرف بڑھتی چلی جا رہی تھی۔ وہ خود چیکنگ کرنا چاہتا تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہاں پولیس کا بڑا سخت کنٹرول ہے اس لئے اگر میکارتو اور اس کے ساتھیوں سے معمولی سی کوتاہی بھی ہو گئی تو وہ پولیس کی نظروں میں آ جائیں گے اور پھر انہیں خاصی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ جائے گا اس لئے وہ چاہتا تھا کہ تمام کارروائی اپنے سامنے کرائے تاکہ پولیس سے بھی بچا جا سکے اور کام بھی ہو جائے ۔تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گیا۔ لیکن جب کافی دیر تک جائزہ لینے کے باوجود اسے اردگرد کہیں میکارتو اور اس کے ساتھی نظر نہ آئے تو اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس پر میکارتو کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اسے آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ پال کالنگ۔ اوور''...... پال نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ میکارتو اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے میکارتو کی آواز سنائی دی۔

''کہاں ہو تم لوگ۔ اوور''...... پال نے پوچھا۔

''باس۔ یہ لوگ برگس ایونیو کی طرف جا رہے ہیں اور ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں۔ اوور''...... میکارتو نے جواب دیا۔

''برگس ایونیو۔ یہ کہاں ہے۔ اوور''...... پال نے چونک کر پوچھا تو جواب میں میکارتو نے اسے تفصیل بتا دی۔

''ٹھیک ہے۔ جب یہ کسی منزل پر پہنچ جائیں تو پھر مجھے کال

کرنا۔ میں یہاں تمہاری کال کا انتظار کروں گا۔ اوور اینڈ آل''۔ پال نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دی تو پال نے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ میکارتو کالنگ۔ اوور''...... میکارتو کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ پال اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... پال نے کہا۔

''باس۔ یہ دونوں مشکوک آدمی برگس ایونیو کی کوٹھی نمبر تھرٹی ون میں گئے ہیں۔ کوٹھی کے باہر جیراٹو کا نام لکھا ہوا ہے۔ اوور''۔ میکارتو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دو۔ میں آ رہا ہوں۔ پھر ہم اندر جائیں گے۔ اوور''...... پال نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ اوور''...... میکارتو نے کہا تو پال نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے جیب میں ڈال کر اس نے کار سٹارٹ کی اور تیزی سے اسے آگے بڑھا لے گیا۔ اب وہ مطمئن تھا کہ کوٹھی کے اندر جو بھی کارروائی ہو گی اس سے پولیس لاعلم رہے گی۔

کار تیزی سے سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر صدیقی اور سائیڈ سیٹ پر خاور بیٹھا ہوا تھا۔

"ہمارا تعاقب ہو رہا ہے"...... اچانک خاور نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی چیک کر لیا ہے اور کافی دیر سے تعاقب ہو رہا ہے۔ اس نیلے رنگ کی گاڑی میں موجود پانچ افراد ساحل سے ہی ہمارے تعاقب میں ہیں"...... صدیقی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر انہیں جھٹکنا تو پڑے گا"...... خاور نے کہا۔

"یہ صرف تعاقب کر رہے ہیں۔ کرتے رہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں ہم پر صرف شک ہے ورنہ یہ لازماً کوئی نہ کوئی عملی اقدام کرتے اور اگر ہم نے انہیں جھٹکنے کی کوشش کی تو پھر یہ کنفرم ہو

جائیں گے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"لیکن ان کا تعلق کس سے ہے۔ ہم نے تو چہرے بھی بدل لئے ہیں اور لباس بھی۔ پھر انہیں ہم پر شک کیسے ہو گیا"...... خاور نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ چونکہ ہم کیپٹن انتھونی کے بارے میں معلومات حاصل کرتے پھر رہے ہیں اس لئے انہیں ہم پر شک ہوا ہے۔ ان کا تعلق لازماً بلیک تھنڈر سے ہو گا"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"لیکن اب ہم برگس ایونیو اس جیراٹو سے ملنے جا رہے ہیں۔ یہ لوگ لامحالہ اس سے بھی پوچھ گچھ کریں گے"...... خاور نے کہا۔

"کرتے رہیں۔ اس سے ہمیں کیا فرق پڑتا ہے۔ ہم آگے بڑھ جائیں گے"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"ہمیں اس طرح لاپرواہی سے کام نہیں لینا چاہئے صدیقی۔ یہ لوگ کسی بھی وقت ہم پر فائر بھی کھول سکتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ یہ صرف تعاقب اور نگرانی ہی کرتے رہیں گے"...... خاور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔ لیکن جیسے کہ میں نے کہا ہے کہ انہیں جھٹکنے کی صورت میں یہ لوگ کنفرم ہو جائیں گے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم اس جیراٹو سے ملنے برگس ایونیو جا رہے ہیں۔ انہیں اگر کوٹھی کے اندر لے جا کر گھیر لیا جائے تو زیادہ بہتر ہو گا"...... صدیقی نے کہا۔

"وہ کیسے"...... خاور نے چونک کر پوچھا۔

"جیرانو ہمارا منتظر ہوگا۔ ہم اندر داخل ہو کر اس کو بے ہوش کر دیں گے۔ پھر عقبی طرف سے باہر چلے جائیں گے۔ یہ لوگ لامحالہ ہمیں چیک کرنے کے لئے وہیں موجود ہوں گے۔ ہم ان کا خاتمہ کر کے جیرانو سے معلومات حاصل کر کے نکل جائیں گے۔ زیادہ سے زیادہ ہمیں دوبارہ میک اپ ہی کرنا پڑے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"میرا خیال دوسرا ہے"...... خاور نے کہا۔

"کیا"...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

"ہم جیرانو سے ملنے جائیں گے تو یہ لامحالہ ہماری گفتگو سننے کی کوشش کریں گے اس کے لئے لازماً اندر کوئی ڈکٹا فون فائر کریں گے۔ یہ گفتگو سننے کے بعد لازماً یہ کنفرم ہو جائیں گے تو پھر یہ باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے اندر آ کر ہمیں بے ہوشی کے عالم میں یا تو اغوا کر کے لے جائیں گے یا ہلاک کر دیں گے"...... خاور نے کہا۔

"تمہاری بات کسی حد تک درست لگتی ہے۔ پھر کیا کریں"۔ صدیقی نے کہا۔

"تم ایسا کرو کہ راستے میں کسی بڑے میڈیکل سٹور سے بے ہوشی سے بچنے والی مخصوص گولیاں خرید لو۔ ہم وہ کھا لیں گے۔ اس کے بعد جو بھی صورتحال ہو گی اس کے مطابق کارروائی کریں

گے"...... خاور نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر ایک چوک میں اس نے کار پبلک پارکنگ میں روکی اور پھر صدیقی کار سے اتر کر پیدل ہی ایک سائیڈ پر موجود مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا جبکہ خاور کار میں بیٹھا رہا تھا۔ اس نے نیلے رنگ کی کار کو بھی کچھ دور ایک پارکنگ میں رکتے دیکھا تھا کیونکہ یہاں زیادہ دیر تک بغیر پارکنگ کے کار نہ روکی جا سکتی تھی اس لئے کار رکھنے والے کار کو روکنے کے لئے پارکنگ کا ہی رخ کرتے تھے اور پبلک پارکنگ کافی تعداد میں جگہ جگہ بنائی گئی تھیں اس لئے کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑتا تھا۔ خاور نے دیکھا کہ نیلے رنگ کی کار میں سوار افراد میں سے ایک آدمی باہر نکلا اور تیز تیز قدم اٹھاتا اسی مارکیٹ کی طرف بڑھ گیا جہاں صدیقی گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے خاور پریشان ہوا کہ اگر اس آدمی نے صدیقی کو مخصوص گولیاں خریدتے ہوئے چیک کر لیا تو وہ ساری صورتحال سمجھ جائیں گے۔ لیکن پھر اس نے اپنی پریشانی جھٹک دی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ صدیقی انتہائی محتاط فطرت آدمی ہے۔ تھوڑی دیر بعد صدیقی واپس آتا دکھائی دیا تو خاور نے اس آدمی کو بھی سڑک کراس کر کے واپس اپنی کار کی طرف جاتے دیکھا۔

"ایک تعاقب کنندہ تمہارے تعاقب میں گیا تھا"...... خاور نے صدیقی کے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ میں نے چیک کر لیا تھا۔ لیکن گولیاں میں پہلے ہی خرید

چکا تھا۔ اس کے سامنے میں نے سگاروں کا ڈبہ خرید لیا تھا۔ جو میری جیب میں ہے"...... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے سگار کا ڈبہ نکالا اور اسے کار کی عقبی سیٹ پر پھینک دیا اور پھر دوسری جیب سے اس نے گولیوں کا پیکٹ نکالا اور اس میں سے دو گولیاں نکال کر اس نے خاور کی طرف بڑھا دیں اور دو گولیاں اس نے اپنے منہ میں ڈال لیں اور پیکٹ جیب میں واپس رکھ کر اس نے کار سٹارٹ کی اور اسے پارکنگ سے نکال کر سڑک پر لے آیا۔

"میرا خیال ہے کہ انہیں دونوں اطراف سے گھیرنا چاہئے"۔ اچانک صدیقی نے کہا۔

"وہ کیسے"...... خاور نے پوچھا۔

"عقبی طرف سے باہر جا کر اور سامنے کی طرف سے بھی"۔ صدیقی نے کہا۔

"اچھی بات تو یہ ہے کہ اس جیراٹو کو گھیرا جائے۔ اصل کام تو اسی سے ہے اور اگر ہم دوسرے چکر میں پھنس گئے تو اصل کام رہ جائے گا"...... خاور نے کہا۔

"تمہاری بات ٹھیک ہے۔ ہمیں ادھر توجہ دینے کی بجائے پہلے اس جیراٹو سے ملاقات کرنی چاہئے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ اس معاملے میں کچھ نہ کچھ ضرور جانتا ہوگا"...... صدیقی نے کہا۔

"ہاں۔ بتایا تو یہی گیا ہے"...... خاور نے اثبات میں سر ہلاتے

ہوئے کہا۔ وہ دونوں کیپٹن انتھونی کے بارے میں معلومات حاصل کرتے ہوئے ایک ماہی گیر سے ٹکرا گئے تھے اور پھر اس ماہی گیر نے انہیں بتایا تھا کہ کیپٹن انتھونی کا سب سے گہرا دوست جیراٹو ہے جو برگس ایونیو کی کوٹھی نمبر تھرٹی ون میں رہتا ہے تو صدیقی نے پبلک فون بوتھ سے انکوائری آپریٹر سے جیراٹو کا فون نمبر معلوم کیا اور پھر جیراٹو کو فون کر کے اس نے اسے بتایا کہ اس کا تعلق انشورنس کمپنی سے ہے اور کیپٹن انتھونی کا انشورنس کلیم دینے کے لئے انہیں اس کے وارثوں کی تلاش ہے۔ اگر وہ اس سلسلے میں ان کی مدد کرے تو اسے معقول معاوضہ دیا جا سکتا ہے۔ جیراٹو نے انہیں بتایا کہ چونکہ اس کی طبیعت خراب ہے اس لئے وہ گھر پر ہی ہے۔ وہ اس کے گھر آ جائیں۔ چنانچہ صدیقی اور خاور جیراٹو سے ملنے اس کے گھر جا رہے تھے کہ راستے میں تعاقب کی باتیں ہوئیں اور پھر انہوں نے احتیاطاً بے ہوشی سے بچنے کے لئے گولیاں خرید کر کھا لیں اور پھر تھوڑی دیر بعد ان کی کار برگس ایونیو پہنچ گئی۔

یہاں چھوٹی چھوٹی رہائشی مکان نما کوٹھیاں تھیں جن کی حالت سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ یہاں متوسط طبقے کے لوگوں کی رہائش ہے۔ کوٹھی نما مکان تھرٹی ون کا پھاٹک بند تھا اور باہر جیراٹو کے نام کی پلیٹ موجود تھی۔ صدیقی نے کار روکی اور نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

"کون ہے"...... ڈور فون سے جیراٹو کی آواز سنائی دی۔

"میرا نام مائیکل ہے اور میرا تعلق انشورنس کمپنی سے ہے۔ آپ سے فون پر بات ہوئی ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدیقی نے محسوس کیا کہ بولنے والے کے لہجے میں مسرت کی جھلک نمایاں تھی۔ اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور رابطہ ختم ہو گیا تو صدیقی دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور ایک آدمی باہر آ گیا۔

"اوہ۔ تو تم کار میں ہو۔ میں پھاٹک کھولتا ہوں تم کار اندر لے آؤ"...... جیراٹو نے کار دیکھ کر کہا اور واپس مڑ گیا تو صدیقی سر ہلاتا ہوا واپس کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھلا تو صدیقی کار اندر لے گیا۔ اس نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر خاور اور صدیقی دونوں نیچے اتر آئے جبکہ جیراٹو پھاٹک بند کر کے ان کی طرف آ رہا تھا۔

"تم اس سے باتیں کرو۔ میں اس دوران چیکنگ کر لوں"۔ خاور نے کہا۔

"آیئے جناب"...... جیراٹو نے مسکراتے ہوئے عمارت کے اندرونی حصے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"مسٹر مائیکل آپ جائیں میں کار کو چیک کر لوں کہیں واپسی میں یہ تنگ نہ کرے"...... خاور نے کہا۔

"ہاں مسٹر گرین۔ آپ اسے چیک کر لیں۔ میں مسٹر جیراٹو سے

بات کرتا ہوں"...... صدیقی نے کہا۔

"کیا ہوا ہے کار کو"...... جیراٹو نے چونک کر پوچھا۔

"کچھ نہیں۔ معمولی سی مسنگ کر رہی ہے۔ گرین اسے ابھی ٹھیک کرا لے گا"...... صدیقی نے سرسری سے لہجے میں کہا۔

"کتنی دیر میں ٹھیک ہو جائے گی تاکہ میں آپ کو آ کر لے جاؤں۔ میں یہاں اکیلا رہتا ہوں۔ کوئی ملازم بھی نہیں ہے"۔ جیراٹو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"میں خود آ جاؤں گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ ویسے بھی آپ سے تمام بات مسٹر مائیکل نے ہی کرنی ہے"...... خاور نے کہا تو جیراٹو نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ صدیقی کو ساتھ لے کر اندرونی طرف بڑھ گیا۔ ان کے اندر جانے کے بعد خاور نے اس کوٹھی نما مکان کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ صدیقی کا خیال تھا کہ عقبی طرف سے باہر جا کر پھر گھوم کر فرنٹ پر آئیں گے لیکن اس کے عقبی حصے کی طرف بھی دوسرے مکانوں کی دیواریں تھیں۔ صرف سامنے کے رخ پر گیراج اور کچھ کھلا حصہ تھا اس لئے اب عقبی طرف سے جانے کا تو مسئلہ ہی ختم ہو گیا تھا اس لئے اب خاور اس انداز میں جائزہ لے رہا تھا کہ وہ فرنٹ سے کیسے باہر چیک کرے لیکن کوئی صورت نظر نہ آ رہی تھی۔ پھاٹک کھول کر باہر جانا حماقت ہی تھا۔ اچانک اسے سائیڈ گلی سے کٹک کٹک کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی سائیڈ گلی سے یکے بعد دیگرے چار سرخ رنگ کے

بڑے بڑے کیپسول گیراج کے سامنے زمین پر گر کر پھٹ گئے اور خاور فوراً سمجھ گیا کہ بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی ہے۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اندر گیا تو صدیقی کمرے سے باہر آ رہا تھا اور سامنے ہی کرسی سمیت جیراٹو زمین پر گرا ہوا نظر آ رہا تھا۔

''بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی گئی ہے۔ جیراٹو سے معلومات مل گئی ہیں یا نہیں''...... خاور نے پوچھا۔ چونکہ ان دونوں نے پہلے ہی بے ہوشی سے بچنے کی گولیاں کھائی تھیں اس لئے وہ دونوں ہوش میں تھے جبکہ ہلکا سا دھواں اور انتہائی نامانوس سی بو پورے گھر میں پھیل چکی تھی۔

''نہیں۔ ابھی تو ابتدائی بات ہی ہو رہی تھی''...... صدیقی نے کہا۔

''اوہ۔ کوئی پھاٹک کے سامنے موجود ہے''...... خاور نے آہٹ سن کر کہا۔

''اب انہیں بے ہوش کرنا ہو گا۔ آؤ۔ اوپر چھت پر جاتے ہیں۔ وہاں سے انہیں آسانی سے چیک کر لیں گے''...... صدیقی نے کہا اور پھر دونوں دبے پاؤں برآمدے کی سائیڈ میں موجود سیڑھیاں تیزی سے چڑھتے ہوئے اوپر موجود فرنٹ سائیڈ پر اکلوتے کمرے میں پہنچ گئے۔ صدیقی نے جیب سے بے ہوش کر دینے والی گیس کا پسٹل نکالا اور سامنے موجود کھڑکی کھول کر پردے کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا جبکہ خاور کھڑکی کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا تھا۔

چند لمحوں بعد ایک آدمی بندر کی سی پھرتی سے پھاٹک پر چڑھ کر اندر کود گیا اور اس نے پھاٹک کھول دیا اور پھر یکے بعد دیگرے دو کاریں اندر داخل ہوئیں تو پھاٹک کھولنے والے آدمی نے جو پھاٹک کے قریب ہی کھڑا تھا پھاٹک بند کر دیا۔ اسی لمحے کاریں رکیں اور پھر کاروں میں سے لوگ باہر نکلنے لگے۔ ایک کار میں سے چار افراد باہر نکلے تھے جبکہ دوسری کار میں سے صرف ایک آدمی باہر آیا تھا۔ صدیقی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے گیس پسٹل کا رخ ان کی طرف کیا اور تیزی سے اور مسلسل ٹریگر دبانا شروع کر دیا۔ گیس پسٹل سے نکلنے والے گیس کیپسول ان کے قدموں میں گر کر پھٹتے چلے گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے گیس نے انہیں بے ہوش ہونے پر مجبور کر دیا۔

''یہ دوسری کار تو پہلے نظر نہیں آئی''...... خاور نے کہا۔

''اس کار میں اکیلا آدمی آیا ہے۔ لگتا ہے کہ یہ ان کا باس ہے''۔ صدیقی نے کہا۔

''لیکن اب کیا کرنا ہے۔ کیا انہیں ہلاک کرنا ہے''...... خاور نے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

''ہمیں تو اس جیراٹو سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ اب کیا کریں''...... صدیقی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں سیڑھیاں اتر کر اب نیچے آ رہے تھے۔ گو گیس ایک بار پھر پوری کوٹھی میں پھیل چکی تھی لیکن چونکہ انہوں نے جو گولیاں کھائی تھیں

ان کے اثرات کئی گھنٹوں تک قائم رہتے تھے اس لئے گیس کا ان پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ وہ دونوں جیسے ہی نیچے برآمدے میں پہنچے اچانک صدیقی کی جیب سے گھنٹی کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"اوہ۔ سیل فون پر کال آ رہی ہے"...... صدیقی نے کہا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ مارشل کالنگ"...... دوسری طرف سے آواز سنائی دی تو صدیقی اور خاور دونوں ہی سمجھ گئے کہ نعمانی کی کال ہے۔

"یس۔ مائیکل بول رہا ہوں۔ کوئی خاص بات"...... صدیقی نے کہا۔

"میں اور انتھونی واپس پہنچ چکے ہیں اور ہم نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ تم اور فرینک بھی واپس آ جاؤ تا کہ نئی مارکیٹ کو چیک کیا جا سکے"...... نعمانی نے کہا۔

"کہاں سے اور کیسے معلومات ملی ہیں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ ہم نے کیپٹن انتھونی کے گہرے دوست جیراٹو کو تلاش کیا اور پھر اسے ایک ہزار ڈالر دے کر اس سے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو صدیقی اور خاور یہ سن کر بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا یہ جیراٹو برگس ایونیو میں رہتا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوہ۔ کیا مطلب۔ تم اسے کیسے جانتے ہو"...... نعمانی نے

انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اور فرینک اس وقت اسی کے مکان میں موجود ہیں۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا معلومات ملی ہیں۔ اشارہ کر دو تا کہ میں سمجھ جاؤں کہ ہمیں اب مزید کچھ نہیں کرنا"...... صدیقی نے کہا۔

"ہمیں گلوسٹر جانا ہو گا"...... نعمانی نے کہا۔

"او کے۔ ہم واپس آ رہے ہیں"...... صدیقی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اور سیل فون آف کر کے اسے واپس جیب میں ڈال لیا۔

"حیرت ہے۔ وہ دونوں اس جیراٹو سے معلومات حاصل بھی کر چکے ہیں۔ نجانے انہوں نے کیسے اسے ٹریس کر لیا"...... خاور نے کہا۔

"اب ان سب کا کیا کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"جیراٹو کو چھوڑ کر ان سب کا خاتمہ کر دو"...... خاور نے کہا۔

"لیکن جب پولیس کو اس کے گھر سے لاشیں ملیں تو انہوں نے اسے کسی صورت نہیں بخشنا اس لئے میرا خیال ہے کہ اسے بھی ساتھ ہی ختم کر دیں"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں صدیقی۔ یہ بے قصور ہے۔ ایسا ہے کہ ان پانچ افراد کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں ان کی گاڑیوں میں ڈال کر ہم یہاں سے نکل جاتے ہیں۔ ایک گاڑی تم چلانا دوسری میں چلاؤں گا۔ پھر ان کی گاڑیاں یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود درختوں کے جھنڈ میں

کھڑی کر کے واپس آ کر اپنی گاڑی لے کر نکل جاتے ہیں''۔ خاور نے کہا۔

''چلو جیسے تم کہو۔ آؤ''...... صدیقی نے کہا اور پھر وہ برآمدے کی سیڑھیاں اتر کر نیچے کھلے حصے میں پہنچے جہاں وہ پانچ افراد بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ صدیقی اور خاور نے اپنے مشین پسٹل نکالے اور ان کی نالیں باری باری ان کے سینوں پر رکھ کر دبا کر فائر کر دیا تاکہ آواز باہر نہ جائے اور اس طرح وہ تمام افراد بے ہوشی کے عالم میں ہی ہلاک ہو گئے تو ان کی لاشیں دونوں گاڑیوں میں ڈال کر وہ گاڑیاں بیک کر کے پھاٹک سے باہر لے گئے۔ خاور نے کار باہر نکال کر نیچے اتر کر پھاٹک بند کیا اور پھر چھوٹا پھاٹک کھول کر وہ واپس کار میں آ بیٹھا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں کاروں میں سوار درختوں کے ایک ذخیرے میں پہنچے۔ وہاں ایک سائیڈ میں کر کے انہوں نے کاریں روکیں اور وہ نیچے اترے اور پھر پیدل چلتے ہوئے واپس جیراٹو کے مکان کی طرف بڑھنے لگے۔

''تمہاری رحم دلی کی وجہ سے ہمیں پیدل چلنا پڑا ہے''۔ صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہ لوگ تو بہرحال دشمن ایجنٹ تھے لیکن جیراٹو واقعی بے گناہ اور لاتعلق آدمی ہے''...... خاور نے جواب دیا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔ جلد ہی وہ جیراٹو کے مکان پر پہنچ

گئے۔ جیراٹو ویسے ہی سٹنگ روم میں قالین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ صدیقی نے اپنی کار باہر نکالی جبکہ خاور پھاٹک کو بند کر کے خود چھوٹے پھاٹک سے باہر آیا اور اسے باہر سے بند کر کے وہ کار میں آ کر بیٹھ گیا۔ چند لمحوں بعد ان کی کار تیزی سے اس رہائشی کالونی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جہاں ان کی رہائش تھی۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان۔ یہ گھنٹی بجا کر ڈسٹرب کرنے والا آلہ اٹھا کر لے جاؤ"...... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر اونچی آواز میں کہا۔

"شکر کریں یہ گھنٹی بجانے والا آلہ ہی ہے۔ شہنائی بجانے والا نہیں ہے"...... دور سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"ارے۔ شہنائی تو خوشی کے موقع پر بجاتے ہوں گے۔ یہ تو بغیر کسی موقع کے بجتی رہتی ہے"...... عمران نے اونچی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ ادھر فون کی گھنٹی مسلسل بج رہی تھی۔

"خوشی کے موقع پر شادیانے اور نقارے بجائے جاتے ہیں۔ شہنائی تو ہے ہی المیہ ساز۔ لیکن اب کسی کو معلوم ہی نہیں کہ نقارے

اور شہنائی کیا ہوتی ہے۔ اب تو آرکسٹرا اور ڈرم بجتے ہیں"۔ سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا اور پھر اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... سلیمان نے کہا۔

"بلیک زیرو بول رہا ہوں سلیمان۔ عمران صاحب موجود نہیں ہیں کیا"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

"ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہو چکا ہے طاہر صاحب"...... سلیمان نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار چونک پڑا۔

"کیوں۔ کیا ہوا ہے"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"انہیں یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ شہنائی المیہ ساز ہے یا طربیہ اور جسے اتنا بھی معلوم نہ ہو اس کا ہونا نہ ہونا برابر ہی ہے۔ میرا مطلب ہے عقل کے لحاظ سے"...... سلیمان نے جواب دیا تو دوسری طرف بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"عمران صاحب جدید دور کے آدمی ہیں۔ انہیں کیا معلوم قدیم دور میں شہنائیاں کس موقع پر بجائی جاتی تھیں"...... بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ کا مطلب ہے کہ میں سینکڑوں سال کا بوڑھا ہوں اور عمران صاحب ابھی چھ ماہ کے بھی نہیں ہوئے اس لئے وہ جدید بلکہ جدید ترین ماڈل ہیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران اس کے اس انداز پر بے اختیار ہنس پڑا۔

”ارے۔ ارے۔ وہ ایکسٹو ہے۔ اس سے تو سر سلطان بھی ڈرتے ہیں اور تم ایسی باتیں کر رہے ہو“...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

”جو کچھ بھی ہے۔ بہرحال ہیں تو ایکس یعنی سابقہ اور سابقہ چاہے پہلے جو بھی رہے۔ سابقہ ہو جانے کے بعد کچھ بھی نہیں رہتا“...... سلیمان نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور عمران کے ہاتھ میں دے کر وہ مڑ کر واپس چلا گیا۔

”سن لی تم نے اپنی حقیقت مسٹر ایکس صاحب“...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”عمران صاحب۔ صدیقی کی کال آئی ہے۔ میں نے اس لئے فون کیا ہے کہ آپ یہاں میرے پاس آ جائیں“...... بلیک زیرو نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”کوئی خاص بات“...... عمران نے بے اختیار چونک کر پوچھا۔

”وہ اندھیری گلی میں پھنس گئے ہیں اور انہیں کوئی راستہ نہیں مل رہا“...... بلیک زیرو نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ میں آ رہا ہوں“...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بلیک زیرو کی بات سے ہی سمجھ گیا تھا کہ صدیقی اور اس کے ساتھی بلیک تھنڈر کی لیبارٹری ٹریس کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ یقیناً بلیک تھنڈر نے ان کے آگے بڑھنے کے تمام

راستے مسدود کر دیئے ہوں گے۔ تھوڑی دیر بعد عمران کی کار دانش منزل پہنچ گئی پھر عمران جیسے ہی آپریشن روم میں داخل ہوا بلیک زیرو احتراماً اٹھ کھڑا ہوا۔

”بیٹھو“...... سلام دعا کے بعد عمران نے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب تفصیل سے بتاؤ کیا ہوا ہے“...... عمران نے کہا۔

”صدیقی کی کال ٹیپ ہو چکی ہے۔ آپ سن لیں“...... بلیک زیرو نے کہا اور فون کے ساتھ موجود ریکارڈر کے بٹن پریس کر دیئے۔ چند لمحوں بعد صدیقی کی آواز سنائی دینے لگی۔ وہ ایکسٹو کو رپورٹ دے رہا تھا۔ اس نے کرانس کے دارالحکومت میں ہونے والے تمام واقعات بتانے کے بعد وسارو پہنچنے اور پھر وہاں ہونے والی تمام کارروائی کی تفصیل بتا دی۔

”سر۔ اس کے بعد ہم گلوسٹر پہنچ گئے۔ جہاں ساحل پر کازک ہاؤس موجود تھا لیکن کازک ہاؤس کی پوری عمارت مکمل طور پر تباہ ہو چکی تھی۔ وہاں سے پتہ چلا کہ دس افراد مستقل طور پر کازک ہاؤس میں رہتے تھے۔ اچانک کازک ہاؤس ایک خوفناک دھماکے سے تباہ ہو گیا اور وہاں رہنے والے دس افراد کی لاشیں بھی اس تباہ شدہ کازک ہاؤس کے ملبے سے نکالی گئی ہیں۔ ہم نے ان دس افراد کے ملنے جلنے والوں اور ان کے دوستوں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی بے حد کوشش کی لیکن بے سود۔ یہ دس افراد نہ کسی

سے ملتے تھے اور نہ گلوسٹر میں گھومتے پھرتے تھے۔ وہ صرف اس کازک ہاؤس تک محدود رہتے تھے اور پھر ہر دو ماہ بعد یہ دس افراد کہیں چلے جاتے تھے اور ان کی جگہ نئے دس افراد آ جاتے تھے اور اب یہ سلسلہ مستقل طور پر بند ہو چکا ہے۔ ہم نے بے حد کوششیں کیں کہ کسی طرح آگے بڑھ سکیں لیکن ہماری کوششوں کا کوئی مثبت نتیجہ نہیں نکلا اس لئے آپ کو کال کیا ہے کہ اب ہمارے لئے کیا حکم ہے''...... صدیقی کے لہجے میں ناکامی کی جھلک نمایاں تھی اور پھر صدیقی کی آواز سنائی دینی بند ہو گئی۔

''پھر تم نے اسے کیا کہا ہے''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''میں نے انہیں صرف اتنا کہا ہے کہ وہ میرے آئندہ حکم کا انتظار کریں''...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ظاہر ہے بلیک زیرو انہیں اور کیا کہہ سکتا تھا۔

''صدیقی کی رپورٹ سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ بلیک تھنڈر کو ان کے بارے میں معلومات مل گئی تھیں کہ ان کا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اس لئے انہوں نے ان کا راستہ روکنے کی کوشش کی اور چونکہ انہوں نے اس جیرالڈو کو زندہ چھوڑ دیا تھا اس لئے انہوں نے اس جیرالڈو سے سب کچھ معلوم کر لیا اور اس لئے گلوسٹر کا کازک ہاؤس اور وہاں موجود افراد کا خاتمہ کر کے انہوں نے آگے بڑھنے کا راستہ بند کر دیا ہے''...... عمران نے کہا۔

''صدیقی کے بقول گلوسٹر چھوٹا سا جزیرہ ہے۔ جہاں زیادہ تر ماہی گیر ہی رہتے ہیں۔ وہاں سے یہ سپلائی لازماً کسی آبدوز کے ذریعے آگے جاتی ہو گی''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''صدیقی اور اس کے ساتھیوں نے اپنے طور پر لامحالہ بے حد کوشش کی ہو گی لیکن جب وہ مکمل طور پر ناکام ہو گئے۔ تب انہوں نے تمہیں کال کیا ہے۔ وہ سرخ جلد والی ڈائری دینا''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ جلد والی ضخیم ڈائری نکال کر عمران کی طرف بڑھا دی۔ عمران نے ڈائری کھولی اور اس کے صفحے پلٹنے شروع کر دیئے۔ کافی دیر تک وہ صفحے پلٹتا رہا پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں۔ اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ڈائری بند کر کے اسے میز پر رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یورپی ملک کرانس کا رابطہ نمبر دیں''...... عمران نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ ظاہر ہے انکوائری آپریٹر کمپیوٹر سے معلوم کرتی ہو گی۔

''ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں''...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

''یس''...... عمران نے کہا تو انکوائری آپریٹر نے نمبر بتا دیا۔

عمران نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"پیراڈائز کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی لیکن لہجہ بے حد مہذب اور نفیس تھا۔

"میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ نکولس سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"ہیلو۔ نکولس بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) فرام پاکیشیا بول رہا ہوں"...... عمران نے اس بار ڈگریوں سمیت نام لیتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پرنس عمران آپ۔ دراصل آپ نے چار سال بعد پہلی بار یاد کیا ہے۔ اگر آپ ڈگریاں نہ دوہراتے تو شاید میں آپ کو پہچان ہی نہ سکتا"...... نکولس نے بڑے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"اور مجھے خطرہ تھا کہ تم سیاح فطرت آدمی کہیں کرانس سے دور روانہ نہ ہو چکے ہو"...... عمران نے کہا۔

"اب چونکہ یہاں میں نے شادی کر لی ہے اس لئے یہاں سے کہاں جا سکتا ہوں"...... نکولس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"کیوں کیا کسی جیل کی سپرنٹنڈنٹ سے شادی کر لی ہے"۔ عمران نے کہا تو دوسری طرف نکولس بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"آپ نے واقعی درست بات کی ہے۔ گریٹا واقعی جیل کی سپرنٹنڈنٹ ہی ہے۔ بہرحال فرمائیے۔ کیسے یاد کیا ہے آپ نے ہمیں"...... نکولس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"کرانس میں نہ صرف طویل عرصے سے تم کلب چلا رہے ہو بلکہ تم یہاں کے رہنے والے بھی ہو۔ ایک مسئلہ ایسا ہے جس کی وجہ سے میں بے حد پریشان ہوں"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کیسا مسئلہ عمران صاحب۔ آپ حکم فرمائیں۔ آپ نے مجھ پر جو احسان کیا تھا وہ مجھے آج بھی یاد ہے"...... نکولس نے کہا۔

"تو پھر میں فون بند کر دیتا ہوں کیونکہ میرا مقصد احسان جتانا نہیں ہے اور ویسے بھی وہ کوئی احسان نہیں تھا"...... عمران کا لہجہ یکلخت خشک ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ۔ ایسی بات نہیں ہے۔ میں تو ویسے ہی کہہ رہا تھا۔ آپ حکم فرمائیں"...... نکولس نے یکلخت پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم نے دنیا میں کسی جگہ ایک خفیہ لیبارٹری بنائی ہوئی ہے جس میں وہ ایسا ہتھیار بنانے میں مصروف ہے جس سے پوری دنیا کے اربوں انسانوں کو خطرات لاحق ہیں۔ اس تنظیم نے اپنے تحفظ کی خاطر اس لیبارٹری کو بھیجی جانے والی

سپلائی کا طریقہ کار انتہائی پیچیدہ رکھا ہوا تھا۔ کرانس اس سپلائی کا سٹارٹنگ پوائنٹ تھا۔ یہاں ایک آدمی کیلون یہ سپلائی روانہ کرتا تھا۔ کیلون یہ سپلائی وسارو ساحل پر ایک آدمی کیپٹن انتھونی کے حوالے کرتا تھا۔ کیپٹن انتھونی کے پاس ایک چھوٹا سا ماہی گیری کا جہاز تھا جس کا نام آسوما تھا۔ کیپٹن انتھونی یہ سپلائی اس جہاز میں لوڈ کر کے گلوسٹر جزیرے پر لے جاتا تھا۔ وہاں ساحل پر ایک عمارت کازک ہاؤس موجود تھی جس میں دس افراد رہتے تھے۔ کیپٹن انتھونی کازک ہاؤس جا کر انہیں سپلائی کی اطلاع دیتا تھا اور وہ آ کر سپلائی آسوما جہاز سے اٹھا کر کازک ہاؤس میں منتقل کر دیتے تھے۔ یہاں تک معلومات مل سکی ہیں۔ اب چونکہ ہم اس لیبارٹری کے خلاف پوری دنیا کے انسانوں کے تحفظ کی خاطر حرکت میں آ گئے تو اس تنظیم نے ہمیں لیبارٹری تک پہنچنے سے روکنے کے لئے کیلون کو ولنگٹن بھجوا دیا لیکن ہم نے اسے ٹریس کر لیا۔ اس سے ہمیں کیپٹن انتھونی کے بارے میں معلوم ہوا تو اس تنظیم نے کیپٹن انتھونی کو ہلاک کر دیا اور اس کے جہاز کو تباہ کر دیا۔ ہمیں کیپٹن انتھونی کے ایک گہرے دوست جیراٹو سے گلوسٹر کا پتہ چلا تو انہوں نے کازک ہاؤس کو تباہ کر دیا اور وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس طرح یہاں پہنچ کر ہمیں آگے بڑھنے کا کوئی کلیو نہیں مل رہا۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ ہمیں آگے بڑھنے کے لئے کوئی کلیو چاہئے۔ کیا تم اس سلسلے میں مدد کر سکتے ہو۔ صاف صاف بتا دو

تاکہ تم بھی رسوائی سے بچ سکو اور ہمارا بھی وقت ضائع نہ ہو اور یہ بھی سن لو کہ تمہیں اس کا انتہائی معقول معاوضہ بھی ملے گا کیونکہ یہ میرا ذاتی کام نہیں ہے“...... عمران نے کہا۔

”آپ کا کام ہو سکتا ہے۔ آپ مجھے دو گھنٹے دیں“...... نکولس نے تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دو گھنٹے بعد دوبارہ تمہیں فون کروں گا لیکن معلومات حتمی ہونی چاہئیں“...... عمران نے کہا۔

”ایسا ہی ہو گا“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”گلوسٹر تو کرانس دارالحکومت سے کافی فاصلے پر ہے عمران صاحب۔ پھر یہ نکولس کیسے معلوم کر لے گا“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”نکولس نے کلب صرف آڑ کے لئے بنایا ہوا ہے۔ اس کا اصل کام منشیات کی اسمگلنگ ہے اور یہ مافیا کا آدمی ہے اور اس پورے ایریئے کا انچارج ہے اس لئے تو میں نے اسے فون کیا ہے کیونکہ گلوسٹر بہرحال ایک جزیرہ ہے اور جزیرے سے بحری راستے کے ذریعے سپلائی آگے جاتی ہو گی ورنہ ایک عام سے کلب کا مالک اس معاملے میں کیسے ہماری مدد کر سکتا ہے“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر دو گھنٹے اس موضوع پر باتیں کرنے میں گزارنے کے بعد عمران نے ایک بار پھر نکولس سے رابطہ کیا۔

"کیا رپورٹ ہے نکولس"...... عمران نے رابطہ ہونے پر پوچھا۔
"عمران صاحب آپ کا کام ہو گیا ہے۔ سپلائی جو دس بڑے بڑے پیکٹس پر بنی ہوتی تھی ہر جمعرات کو کازک ہاؤس سے آگے بھجوائی جاتی تھی اور گلوسٹر جزیرے سے یہ سپلائی ایک بحری جہاز کے ذریعے افریقہ کے شمالی ساحل کرافلسو بھجوائی جاتی تھی۔ وہاں سے یہ سپلائی ایک چھوٹے جہاز کے ذریعے شمالی افریقہ کے بڑے شہر کرامی پہنچائی جاتی تھی۔ اس کے بعد یہ سپلائی جیپوں پر آگے چلی جاتی تھی اور سنا گیا ہے کہ یہ سپلائی شمالی افریقہ کے آخری مہذب شہر لورگو پہنچتی تھی۔ اس کے بعد کا معلوم نہیں ہو سکا"...... نکولس نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ بلیک زیرو کی آنکھیں بھی حقیقتاً حیرت سے پھٹ سی گئیں کیونکہ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ نکولس صرف دو گھنٹوں میں یہ سب کچھ اتنی آسانی سے معلوم کر سکے گا۔
"کیسے معلوم ہوا ہے یہ سب کچھ۔ تفصیل بتاؤ تاکہ مجھے اطمینان ہو جائے"...... عمران نے کہا۔
"عمران صاحب۔ آپ کو میری اصل حیثیت کا تو علم ہے۔ آپ نے کازک ہاؤس کا نام لیا تو میں سمجھ گیا کہ آپ کس سپلائی کی بات کر رہے ہیں۔ کازک ہاؤس گلوسٹر میں ہمارا ہی ایک چھوٹا سا اڈا ہے۔ یہ بات بھی درست ہے کہ اچانک یہ اڈا دھماکوں سے تباہ ہو گیا اور وہاں موجود دس افراد ہلاک ہو گئے۔ لیکن ہمیں باوجود کوشش کے یہ معلوم نہ ہو سکا تھا کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا ہے اور

کس نے کیا ہے۔ لیکن آپ کی کال سے مجھے علم ہو گیا کہ اصل وجہ کیا تھی۔ کازک ہاؤس سے آگے سپلائی میرے تحت جاتی تھی کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ اس معاملے میں میری بین الاقوامی ساکھ قائم ہے۔ چنانچہ میں نے آپ سے دو گھنٹوں کی مہلت اس لئے لی کہ میں اپنے طور پر اپنے آدمیوں سے معلومات حاصل کر سکوں اور میں نے جو کچھ آپ کو بتایا ہے وہ سو فیصد درست ہے۔ اب اس سپلائی کا کام بند کر دیا گیا ہے لیکن شمالی افریقہ کے شہر لورگو تک اس کا پہنچنا تصدیق شدہ ہے۔ اس کے بعد یہ کہاں جاتی تھی اس کا علم مجھے نہیں ہے"...... نکولس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
"کیا لورگو میں تمہارا کوئی گروپ یا سنٹر نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔
"ہے۔ کیوں"...... نکولس نے کہا۔
"کیا ہمیں اس سے کوئی مدد مل سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔
"ویسے تو نہیں عمران صاحب۔ البتہ لورگو میں ایک چھوٹا سا کلب ہے۔ اس کا مالک اور جنرل منیجر وہاں کا ایک مقامی آدمی کروشا ہے۔ جسے سردار کروشا بھی کہا جاتا ہے۔ کروشا وہاں کے کسی قبیلے کا سردار ہے۔ کلب کا نام بھی کروشا کلب ہے۔ یہ وہاں اپنے طور پر منشیات کا چھوٹا موٹا کام کرتا ہے اور اس سلسلے میں، میں چونکہ اس کی ذاتی طور پر مدد کرتا رہتا ہوں۔ میری مدد یہی ہوتی ہے کہ میری وجہ سے اسے بڑے شہروں کے ہمارے سنٹروں سے اس

کی حیثیت کے مطابق سپلائی مل جاتی ہے۔ میں ایک بار لورگو سردار کروشا کے پاس ہو کر بھی آیا ہوں۔ وہ بے حد بااعتماد اور دلیر آدمی ہے۔ آپ ہولڈ کریں میں ڈائری دیکھ کر اس کا فون نمبر بھی آپ کو بتا دیتا ہوں اور اگر آپ کہیں تو میں اسے آپ کے بارے میں فون پر بریف بھی کر دیتا ہوں''...... نکولس نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے تو کمال کر دیا ہے نکولس۔ ناممکن کو ممکن بنا دیا ہے ویری گڈ۔ آج مجھے اس محاورے کی پوری طرح سمجھ آئی ہے کہ کھوٹے سکے بھی کام آتے ہیں ورنہ میں سوچتا رہتا تھا کہ کھوٹے سکے آخر کس طرح کام آتے ہوں گے''...... عمران نے کہا تو سامنے کرسی پر بیٹھے ہوئے بلیک زیرو کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی جبکہ دوسری طرف نکولس بھی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''عمران صاحب۔ اس خوبصورت انداز میں تعریف کرنے کا بے حد شکریہ۔ واقعی کھوٹے سکے کام آ جاتے ہیں''...... نکولس نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا دو تاکہ اب تک جتنے بھی کھوٹے سکے میرے پاس اکٹھے ہوئے پڑے ہیں وہ سب تمہیں بھجوا دوں''...... عمران نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں عمران صاحب۔ آپ کو ان کھوٹے سکوں کی پھر بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ میں آپ کو سردار کروشا کا فون

نمبر بتا دوں''...... دوسری طرف سے ہنستے ہوئے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''ہیلو کیا آپ لائن پر ہیں''...... تھوڑی دیر بعد نکولس کی آواز سنائی دی۔

''لائن پر تو نہیں البتہ کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں۔ ہمارے ہاں لائن پر میرا مطلب ہے ریلوے لائن پر وہ جا کر بیٹھتے ہیں جو خودکشی کرنا چاہتے ہوں اور جب تک تم جیسے کھوٹے سکے موجود ہوں مجھے لائن پر بیٹھنے کی کیا ضرورت ہے''...... عمران کی زبان ایک بار پھر رواں ہو گئی تو دوسری طرف سے نکولس ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر اس نے سردار کروشا کا فون نمبر بتا دیا۔

''میں اسے فون کر کے آپ کے بارے میں بتا دیتا ہوں۔ آپ کب تک وہاں پہنچیں گے''...... نکولس نے کہا۔

''اسے مائیکل نام بتانا۔ میرا اصل نام نہ بتا دینا ورنہ میرے پہنچنے سے پہلے وہ بے چارہ عالم بالا کو روانہ کر دیا جائے گا''۔ عمران نے کہا۔

''اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ ٹھیک ہے۔ آپ جب بھی اس سے ملیں اسے مائیکل نکولس کا حوالہ دے دیں کیونکہ مائیکل تو عام سا نام ہے''...... نکولس نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم اسے کہہ دو کہ وہ اپنے طور پر اس سپلائی اور وہاں کی لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش

کرے لیکن یہ خیال رکھے کہ وہاں لازماً اس بین الاقوامی تنظیم کے ایجنٹ موجود ہوں گے''...... عمران نے کہا۔

''سوری عمران صاحب۔ وہ اس ٹائپ کا آدمی ہی نہیں ہے۔ وہ تو صرف اس قدر کر سکتا ہے کہ وہاں آپ کی عملی طور پر مدد کر سکے۔ اس سے زیادہ وہ کچھ نہ کر سکے گا''...... نکولس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میں دراصل وہاں جانے سے پہلے کنفرم ہونا چاہتا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''سپلائی کی حد تک یا لیبارٹری کی حد تک''...... نکولس نے چونک کر پوچھا۔

''سپلائی کی حد تک تو تمہاری بات کنفرم ہے۔ میں لیبارٹری کی بات کر رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''تو یہ کام میں کرا دیتا ہوں۔ وہاں ایک آدمی سردار ماتو موجود ہے وہ میرا دوست ہے اور وہ ان معاملات میں بے حد تیز ہے۔ آپ ایک گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کر لیجئے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو کھل جا سم سم والا کام ہو گیا ہے۔ کوئی سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ نکولس جیسا آدمی جو کرانس کے دارالحکومت کرابی میں کلب چلاتا ہے اس طرح آسانی سے ایسی معلومات مہیا کر دے گا''۔

بلیک زیرو نے کہا۔

''ہاں۔ بعض اوقات اتفاقات ایسے وقوع پذیر ہو جاتے ہیں کہ یقین نہیں آتا۔ لیکن میرا ایمان ہے کہ جب آدمی حق پر ہو تو اللہ تعالیٰ کا کرم شامل حال ہو جاتا ہے اور بند دروازے کھل جاتے ہیں''...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''صدیقی کو کیا ہدایات دینی ہیں۔ اب ظاہر ہے وہاں گلوسٹر میں تو ان کا کوئی کام نہیں رہا''...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو نے کہا۔

''انہوں نے واقعی کام کیا ہے۔ اگر وہ گلوسٹر میں کازک ہاؤس تک نہ پہنچتے تو نکولس بھی آگے نہ بڑھ سکتا تھا اس لئے تم انہیں شمالی افریقہ کے دارالحکومت کرامی بھجوا دو۔ میں جوزف اور ٹائیگر کے ساتھ وہاں پہنچ جاؤں گا۔ پھر آگے مل کر کام کریں گے''...... عمران نے کہا۔

''کیا آپ جولیا، صفدر اور دوسرے ساتھیوں کو نہیں لے جا رہے''...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

''نہیں۔ نکولس کی بات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لیبارٹری افریقہ کے گھنے اور درندوں سے پر جنگلات میں بنائی گئی ہے اور وہاں خواتین کا ویسے ہی کوئی کام نہیں۔ لہٰذا پھر جولیا کے ساتھ تنویر اور صالحہ کے ساتھ صفدر کا بھی کوئی کام نہیں رہتا۔ باقی رہ گیا کیپٹن شکیل تو وہ اب فلاسفر ایجنٹ بن چکا ہے اور جنگلوں میں فلاسفر بے چارہ پہلے ہی قدم پر خوفناک درندوں کا شکار ہو سکتا ہے اس لئے وہ

بھی ڈراپ ہو جاتا ہے“...... عمران نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

”آپ نے جوانا کو بھی ڈراپ کر دیا ہے۔ اس کی کوئی خاص وجہ“...... بلیک زیرو نے کہا۔

”جوانا جنگل میں جا کر بور ہوتا ہے۔ جس طرح جوزف کی خاص فیلڈ جنگل ہیں اسی طرح جوانا کی خاص فیلڈ ایکریمیا ہے“۔ عمران نے کہا۔

”اور ٹائیگر کے انتخاب کی وجہ بھی شاید جنگل ہی ہو گا“۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کسی کو اس کے اصل مقام پر پہنچانا بھی نیکی ہے“...... عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ بلیک زیرو نے سپیشل سیل فون نکال کر اس پر صدیقی کو کال کیا اور اسے عمران کی طرف بڑھا دیا۔ عمران نے اسے آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ چیف کالنگ“...... عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ مائیکل اٹنڈنگ یو“...... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”تم اپنے ساتھیوں سمیت شمالی افریقہ کے معروف شہر کرامی پہنچ جاؤ۔ وہاں بلیک وے نامی ہوٹل ہے۔ وہاں تم نے رہائش رکھنی ہے۔ میں یہاں سے عمران کے ساتھ جوزف اور ٹائیگر کو وہاں بھجوا رہا ہوں۔ آگے عمران تمہیں لیڈ کرے گا“...... عمران نے مخصوص

لہجے میں کہا۔

”چیف۔ کیا اصل مقام کا علم ہو گیا ہے“...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے اپنے ذرائع سے معلومات حاصل کی ہیں۔ لیکن خیال رکھنا مخالف لوگ تمہارے پیچھے وہاں نہ پہنچ جائیں“۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

”یس سر“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے سیل فون آف کر دیا اور پھر کچھ دیر بعد اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نکولس کو کال کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد نکولس لائن پر موجود تھا۔

”کیا رپورٹ ہے نکولس“...... عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب سردار ماتو سے بات نہیں ہو سکی کیونکہ دو ایکریمین جن میں سے ایک مرد جس کا نام ڈیوک ہے اور ایک عورت جس کا نام پیگی ہے خصوصی طور پر اس سے آ کر ملے ہیں اور سردار ماتو انہیں ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر ڈینجر زون میں لے گیا ہے اور ان کی واپسی کئی روز بعد ہو گی“...... نکولس نے کہا۔

”ڈینجر زون۔ کیا مطلب“...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

”عمران صاحب۔ لورگو شہر کے بعد جو جنگلات ہیں وہ انتہائی خطرناک ہیں۔ درندوں سے پر اور ایسے قبائل اب بھی وہاں رہتے ہیں جو آدم خور ہیں اس لئے حکومت نے لورگو سے آگے لاکھوں کلومیٹر پر پھیلے ہوئے ان انتہائی خطرناک اور خوفناک جنگلات کو

ڈینجر زون قرار دے کر وہاں داخلہ سختی سے بند کیا ہوا ہے اور وہاں حکومت کی خاص فورس جسے چاگو کا نام دیا گیا ہے کام کرتی ہے۔ میرا مطلب ہے کہ چاگو فورس لوگوں کو ڈینجر زون میں جانے سے روکتی ہے اور لورگو شہر بھی چاگو سردار کے ہی انڈر ہے اور سردار ماتو اس چاگو فورس کا مقامی سربراہ ہے۔ ویسے وہ اس ڈینجر زون میں رہنے والے قبیلے ماتو کا سردار بھی ہے۔ میں نے اس لئے اسے کال کیا تھا کہ میرا خیال تھا کہ سردار ماتو کو اس لیبارٹری کے بارے میں لازماً علم ہو گا''...... نکولس نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تو پھر وہ ان ایکریمین کو کیوں اس ڈینجر زون میں لے گیا ہے اور وہاں کئی روز کیا کرے گا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب یہ تو اس سے بات ہونے پر ہی معلوم ہو گا''...... نکولس نے کہا۔

''کیا اس سے تمہارے حوالے سے ملاقات کی جا سکتی ہے''۔ عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ آپ اسے نکولس فرانز کا حوالہ دے کر بات کریں اور اسے کہہ دیجئے کہ وہ مجھ سے بات کر لے''...... نکولس نے جواب دیا۔

''اوکے۔ تمہارا بے حد شکریہ نکولس۔ تم نے واقعی ہمارے لئے کام کیا ہے۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ ایکریمین جوڑا کون ہو سکتا ہے''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''یہ اچھا ہوا کہ نکولس کی اس سردار ماتو سے بات نہیں ہو سکی کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ شخص ہی اس لیبارٹری کا سیکورٹی انچارج ہے اور اس جوڑے کا تعلق لازماً بلیک تھنڈر سے ہو گا اور اس بات کا علم نکولس کو نہیں ہو گا''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''رانا ہاؤس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

''عمران بول رہا ہوں جوزف۔ تم تیار ہو جاؤ۔ تم نے میرے ساتھ شمالی افریقہ کے جنگلات میں ایک مشن پر جانا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں تیار ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور سیل فون اٹھا لیا تا کہ ٹائیگر کو کال کر کے اسے بھی تیار ہونے کا کہہ دے۔

شمالی افریقہ کے مشہور شہر کرامی کے ایک رہائشی فلیٹ میں ایک
افریقی نوجوان لڑکی بیٹھی ٹی وی دیکھنے میں مصروف تھی۔ اس کا نام
ڈیگارا تھا۔ افریقی حسن کے مطابق ڈیگارا بے حد خوبصورت اور
پرکشش لڑکی تھی۔ اس قدر پرکشش کہ افریقی نوجوانوں کے ساتھ
ساتھ سفید فام لوگ بھی اسے دیکھ کر بے اختیار ٹھٹک جاتے تھے۔
ڈیگارا ایک معروف کلب میں اسسٹنٹ مینجر تھی اور اس لگژری فلیٹ
میں اس کی رہائش تھی۔ اس کا اٹھنا بیٹھنا، اس کا لباس اور جدید
ماڈل کی انتہائی قیمتی کار دیکھ کر لوگ سمجھتے تھے کہ ڈیگارا ہوٹل کی
اسسٹنٹ مینجر نہیں بلکہ مالکہ ہے۔ لیکن ڈیگارا بے حد ریزرو لڑکی
تھی۔ سوائے چند خاص لوگوں کے اس کے عام سے تعلقات بھی
کسی کے ساتھ نہیں تھے۔ عام افریقی نوجوان یا سفید فام اگر اس
کی طرف بڑھتے بھی تھے تو اس کا انتہائی درشت اور توہین آمیز لہجہ

اور جواب سن کر واپس چلے جاتے تھے۔
ڈیگارا بلیک تھنڈر کی کرامی میں سپر ایجنٹ تھی۔ اس نے ایکریمیا
سے انتہائی سخت ترین ٹریننگ حاصل کی ہوئی تھی اور مارشل آرٹ
کے ساتھ ساتھ نشانہ بازی میں بھی وہ اس قدر طاق تھی کہ کہا جاتا
تھا کہ بڑے سے بڑا مارشل آرٹ کا ماہر بھی چند لمحوں سے زیادہ
ڈیگارا کے سامنے نہیں ٹھہر سکتا تھا اور وہ اڑتے ہوئے مچھر کے
پروں کو بھی نشانہ بنا سکتی تھی۔ ویسے جن لوگوں نے ڈیگارا کو لڑتے
ہوئے دیکھا تھا ان کا کہنا تھا کہ ڈیگارا کے جسم میں خون کی بجائے
پارہ دوڑتا ہے۔ ڈیگارا ٹی وی دیکھنے کے ساتھ انتہائی تیز شراب پینے
میں مصروف تھی کہ اچانک پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو
اس نے چونک کر فون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔

”یس۔ ڈیگارا بول رہی ہوں“...... ڈیگارا نے کہا۔
”سپیشل کال“...... دوسری طرف سے ایک سخت اور کھردری سی
آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیگارا بے
اختیار اچھل پڑی۔ اس نے بجلی کی سی تیزی سے رسیور رکھا اور دوڑ
کر ایک دیوار گیر الماری کھول کر اس کے نچلے خانے میں موجود ایک
پیکٹ اٹھا کر اس نے اسے کھولا۔ اس پیکٹ میں ایک آلہ موجود
تھا۔ اس نے وہ آلہ لیا اور اسے لا کر فون کے قریب میز پر رکھا۔
ریموٹ کنٹرول اٹھا کر ٹی وی آف کیا اور پھر اس آلے کے ساتھ

منسلک تار کو اس نے فون کے ساتھ اٹیچ کیا اور آلے کا بٹن پریس
کر دیا اور پھر اس طرح اطمینان بھرے انداز میں کرسی پر بیٹھ گئی
جیسے اس نے کوئی بڑا کام سرانجام دے دیا ہو۔ چند لمحوں بعد فون کی
گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ڈیگارا بول رہی ہوں"...... ڈیگارا نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں
کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار افراد گلوسٹر سے کرامی پہنچ رہے
ہیں۔ ان کے حلیوں اور کاغذات کے بارے میں تفصیلات کرسٹینا
کے ذریعے تم تک پہنچ جائیں گے۔ تم نے اپنے سیکشن کے ساتھ مل
کر ان چاروں کا ہر صورت میں خاتمہ کرنا ہے"...... دوسری طرف
سے ایک سخت سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو
گیا تو ڈیگارا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ وہ تو
کسی بڑے مشن کی توقع لگائے ہوئے تھی لیکن سیکشن چیف نے
اسے مایوس کر دیا تھا۔ یہ معمولی کام تو کوئی بھی کر سکتا تھا۔ اب
اسے کرسٹینا کا انتظار تھا۔ کرسٹینا بھی اسی کی طرح بلیک تھنڈر کی
ایجنٹ تھی۔ ڈیگارا کا پورا سیکشن تھا جبکہ کرسٹینا اکیلی کام کرتی تھی اور
عام طور پر اسے ڈیگارا کے ساتھ شامل کر دیا جاتا تھا۔ چونکہ ڈیگارا
اور کرسٹینا دونوں گہری دوست تھیں اس لئے ان کے درمیان کبھی
کوئی تلخی نہ ہوئی تھی۔ دونوں ہی ایکریمیا کی تربیت یافتہ تھیں۔
کرسٹینا ایکریمیا کی کسی لارڈ ایجنسی میں کام کر چکی تھی اور اسے

کرامی میں آئے ہوئے صرف دو سال ہوئے تھے۔ بظاہر وہ براکی
یونیورسٹی میں پڑھاتی تھی لیکن اصل میں اس کا تعلق بلیک تھنڈر سے
تھا۔ کرسٹینا بھی ڈیگارا کی طرح بے حد چست اور مارشل آرٹ کی
ماہر تھی۔ ان دونوں میں ایک ہی فرق تھا کہ ڈیگارا ریزرو رہنے کی
عادی تھی اور دوسروں سے اس کے تعلقات بے حد کم تھے جبکہ
کرسٹینا انتہائی دل پھینک اور فلرٹ لڑکی تھی۔ ڈیگارا کے بقول
کرامی کا ہر نوجوان چاہے وہ سیاہ فام ہو یا سفید فام کرسٹینا کا
دوست تھا۔ کرسٹینا بھی سیاہ فام تھی اور کرامی کی ہی رہنے والی تھی
لیکن اس کا رنگ خاص سیاہ نہ تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اس کے
والدین علیحدہ علیحدہ نسلوں سے تعلق رکھتے تھے۔

ڈیگارا نے دوبارہ ٹی وی آن کیا اور شراب پینے اور ٹی وی
دیکھنے میں مصروف ہو گئی۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی
تو ڈیگارا نے میز پر پڑا ہوا ریموٹ کنٹرول اٹھایا اور اس کا ایک بٹن
پریس کر دیا تو ریموٹ سے کٹاک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ یہ
فلیٹ کا دروازہ کھلنے کی آواز تھی۔ پھر چند لمحوں بعد کرسٹینا اندر داخل
ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک پیکٹ تھا۔ اس نے سرخ رنگ کی
شرٹ اور جینز کی پینٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس نے بال اوپر کر کے
ربن سے بندھے ہوئے تھے۔

"کیا بات ہے اکیلی نظر آ رہی ہو"...... کرسٹینا کے بولنے سے
پہلے ڈیگارا نے اس سے مخاطب ہو کر کہا کیونکہ کرسٹینا کے ساتھ ہر

وقت کوئی نہ کوئی ضرور ہوتا تھا۔

''ڈیوٹی پر ہوں''...... کرسٹینا نے مسکراتے ہوئے کہا اور کرسی پر بیٹھ کر اس نے پیکٹ ڈیگارا کی طرف بڑھا دیا۔

''تمہیں سپیشل کال تو مل گئی ہو گی''...... کرسٹینا نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن میں اس کال سے بے حد بور ہوئی ہوں''۔ ڈیگارا نے پیکٹ کو کھولتے ہوئے کہا۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے''...... کرسٹینا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم بتاؤ۔ یہ کیا بات ہوئی کہ چار افراد آ رہے ہیں ان کو ہلاک کرنا ہے۔ اب چار آدمیوں کو ہلاک کرنے کا مشن ہمارے لئے ہی رہ گیا ہے''...... ڈیگارا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کرسٹینا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

''تم ہنس کیوں رہی ہو''...... ڈیگارا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سیکشن چیف نے تمہیں یہ نہیں بتایا کہ یہ چاروں کون ہیں''۔ کرسٹینا نے ہنستے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ بتایا ہے۔ ایشیائی ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کے رکن ہیں''...... ڈیگارا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں علم ہی نہیں کہ تم کس امتحان میں پڑ چکی ہو اور آئندہ تمہارا کیا حشر ہونے والا ہے''...... کرسٹینا نے کہا تو ڈیگارا حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

''مذاق کرنے کے لئے میں ہی رہ گئی ہوں''...... ڈیگارا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''میں مذاق نہیں کر رہی ڈیگارا۔ تم ان کاغذات کو دیکھ لو پھر تفصیل سے بات ہو گی''...... کرسٹینا نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو ڈیگارا نے کاغذات نکالے اور انہیں کھول لیا۔ یہ چار افراد کے کاغذات تھے۔ جن پر ان کی تصاویر بھی چھپی ہوئی تھیں۔ یہ اپنے حلیوں سے یورپین دکھائی دے رہے تھے۔ ڈیگارا ہر تصویر کو غور سے دیکھتی رہی لیکن یہ چاروں ہی عام سے چہرے تھے۔

''تم کیا کہنا چاہتی ہو''...... ڈیگارا نے کاغذات بند کرتے ہوئے کہا۔

''یہ دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں ڈیگارا۔ سیکشن ہیڈکوارٹر تو ایک طرف مین ہیڈکوارٹر بھی ان سے پریشان ہے۔ سیکشن کے تحت اس دنیا میں کسی جگہ ایک خفیہ لیبارٹری ہے جہاں انتہائی اہم کام ہو رہا ہے۔ یہ کام ایسا ہے کہ اگر مکمل ہو جائے تو پوری دنیا بی ٹی کے تحت آ جائے گی اس لئے اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے لیکن پھر اچانک ایک عورت کی غلطی سے یہ راز اوپن ہو گیا اور حکومت ایکریمیا کو اس کی اطلاع پہنچ گئی لیکن چونکہ اس پراجیکٹ سے پوری دنیا کو خطرہ درپیش تھا اس لئے تمام سپر پاورز کی مشترکہ میٹنگز ہوئیں اور طویل بحث و مباحثے کے بعد مشترکہ طور پر

یہ طے ہوا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے درخواست کی جائے کہ وہ اس لیبارٹری کی تباہی کے لئے پاکیشیا سیکرٹ سروس کو حرکت میں لے آئے۔ خاص طور پر اس سروس کے لئے کام کرنے والے دنیا کے انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ علی عمران کو۔ لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف نے فوری حرکت میں آنے سے انکار کر دیا۔ بی ٹی کے ایجنٹ پاکیشیا میں چیکنگ کرتے رہے۔ ان کا ٹارگٹ عمران تھا لیکن عمران وہیں موجود ہے۔ اس لیبارٹری میں سپلائی کرانس کے دارالحکومت کے ایک آدمی کیلون کے ذریعے بھجوائی جاتی تھی۔ کیلون کو اس سروس کے ڈر سے ونگٹن بھجوا دیا گیا لیکن پھر بی ٹی کو ونگٹن سے اطلاع ملی کہ کیلون کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس پر تشدد بھی کیا گیا ہے اور یہ چار یورپین افراد کا کام ہے اور یہ چار افراد ونگٹن سے کرانس پہنچ رہے ہیں۔ جس پر بی ٹی سیکشن نے کرانس میں اپنے سب سیکشن کو آگے کر دیا لیکن یہ چار افراد ہلاک ہونے کی بجائے سب سیکشن خود ختم ہو گیا اور یہ لوگ سپلائی کے دوسرے مقام گلوسٹر پہنچ گئے۔ ایک خصوصی مشین کے ذریعے انہیں وہاں چیک کیا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ کسی گروپ کو ان کی ہلاکت کے لئے آگے لایا جاتا اچانک بی ٹی سیکشن کو اطلاع ملی کہ یہ چاروں یہاں کرامی پہنچ رہے ہیں۔ یہ کرانس سے ناراک پہنچے ہیں اور پھر ناراک سے یہاں پہنچیں گے۔ بی ٹی سیکشن نے فوری طور پر ان کے کاغذات وہاں سے حاصل کر کے مجھے

بھجوائے ہیں اور ساتھ ہی مجھے اور تمہارے سیکشن کو سامنے لایا گیا ہے۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ان کی فلائٹ اب سے ایک گھنٹے بعد کرامی ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گی۔ ہم نے ان کا فوری خاتمہ کرنا ہے“..... کرسٹیا نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کس نے اتنی تفصیل بتائی ہے“..... ڈیگارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ ہر طرف میرے دوست پھیلے ہوئے ہیں اس لئے اطلاعات مجھ تک پہنچ جاتی ہیں“..... کرسیٹا نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈیگارا بے اختیار ہنس پڑی۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن تم یہ بتاؤ کہ یہ لوگ جتنے بھی خطرناک ہوں ہیں تو انسان۔ مافوق الفطرت یا جن بھوت تو نہیں ہیں۔ ہمارے پاس اطلاع پہنچ گئی ہے۔ ان کے کاغذات اور ان کی تصویریں بھی پہنچ گئی ہیں۔ جب ان کی فلائٹ یہاں پہنچے گی تو ہمارا سیکشن ان کے انتظار میں پبلک لاؤنج میں موجود ہو گا اور پھر گولیاں چلیں گی اور یہ چاروں ہلاک ہو جائیں گے۔ یہ کیا مشن ہوا“۔ ڈیگارا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اگر یہ لوگ اتنی آسانی سے مارے جا سکتے ڈیگارا تو اب تک ہزاروں بار مارے جا چکے ہوتے ۔ یہ عام لوگ نہیں ہیں۔ یہ اپنے سائے سے بھی ہوشیار رہنے والے لوگ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ احتیاطاً عام راستے سے باہر آنے کی بجائے کسی دوسرے راستے سے

نکل جائیں۔ ہمیں یہاں ہر راستے پر چیکنگ کرانی ہو گی''...... کرسٹینا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ تم ایسا کرو کہ یہ تصویریں لے جا کر مارٹن کو دو۔ میں اسے فون کرتی ہوں۔ وہ سیکشن کے ساتھ ایئر پورٹ پر پہنچ جائے گا۔ تم بھی ساتھ جاؤ میں سیکشن ہیڈکوارٹر میں رہوں گی''...... ڈیگارا نے کہا تو کرسٹینا نے اثبات میں سر ہلایا اور اٹھ کھڑی ہوئی اس نے کاغذات اٹھا کر پیکٹ میں ڈالے اور پھر تیزی سے مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

''ہونہہ خواہ مخواہ کی اہمیت دی جا رہی ہے۔ چار افراد کو گولیاں مارنا بھی کوئی مشن ہے۔ نانسنس''...... ڈیگارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی کیونکہ بہرحال اسے کام تو کرنا ہی تھا ورنہ سیکشن چیف اس کے ڈیتھ آرڈر جاری کر سکتا تھا۔

دیوہیکل جیٹ طیارہ انتہائی تیز رفتاری سے فضا کا سینہ چیرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ جہاز مسافروں سے بھرا ہوا تھا اور چونکہ طویل پرواز تھی اس لئے ہر مسافر بڑے ایزی انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ جہاز کے تقریباً درمیان میں صدیقی اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ صدیقی کے ساتھ چوہان بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر خاور اور نعمانی موجود تھے۔ انہیں ناراک سے چلے ہوئے طویل وقت ہو گیا تھا اور اب ان کی منزل مقصود آنے میں صرف دو گھنٹے باقی رہ گئے تھے۔

''صدیقی ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی''...... اچانک چوہان نے کہا تو صدیقی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

''کون سی بات''...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم نے گلوسٹر میں انتہائی کوشش کی لیکن ہمیں کوئی کلیو نہ مل سکا

جبکہ چیف نے وہیں بیٹھے بیٹھے کلیو حاصل کر لیا“...... چوہان نے کہا۔

”چیف کے اپنے ذرائع ہیں۔ بہرحال وہ ایک سروس کا چیف ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”اگر چیف کے پاس ایسے ذرائع ہیں کہ وہ پاکیشیا میں بیٹھے بیٹھے سب کچھ معلوم کر سکتا ہے تو پھر اس نے پہلے ایسا کیوں نہیں کیا۔ ہمیں ولنگٹن کیوں بجھوایا“...... چوہان نے کہا۔

”تم کہنا کیا چاہتے ہو۔ کھل کر بات کرو“...... صدیقی نے کہا۔

”اصل بات یہ ہے صدیقی کہ چیف نے ہمیں آئینہ دکھایا ہے۔ چونکہ ہم چاروں نے اسے استعفیٰ دینے کی بات کی تھی اس لئے ہمیں اس لیبارٹری کا کلیو حاصل کرنے لئے بھیجا گیا اور جان بوجھ کر عمران کو روک لیا اور ہم جو اپنے آپ کو نجانے کیا سمجھتے تھے پوری طرح ناکام ہو گئے۔ جب ہم نے اس کے سامنے ناکامی کا اعتراف کر لیا تو اس نے خود ہی بیٹھے بیٹھے کلیو حاصل کر لیا۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم واقعی ناکارہ لوگ ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے معیار پر اس طرح پورے نہیں اترتے جس طرح صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور جولیا اترتے ہیں اور اسی لئے چیف انہیں ہی بیرونی مشنز پر بھجواتا ہے“...... چوہان نے کہا تو صدیقی بے اختیار ہنس پڑا۔

”تم پر شدید ڈپریشن کا دورہ پڑا ہوا ہے چوہان۔ یہ بات نہیں جو تم سوچ رہے ہو۔ اگر چیف ہمیں ناکام یا ناکارہ سمجھتا تو تمہارا کیا

خیال ہے وہ ہمارا لحاظ کرتا۔ وہ بے لچک آدمی ہے اس لئے اب تک ہماری لاشیں بھی دفن ہو چکی ہوتیں۔ جہاں تک ہماری ناکامی کا سوال ہے مشن کے دوران ایسا تو ہوتا رہتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ ہماری جگہ اگر جولیا اور دوسرے ساتھی ہوتے تو وہ بھی اسی طرح ناکام رہتے جیسے ہم رہے ہیں کیونکہ اصل کام عمران صاحب کرتے ہیں۔ وہ واقعی سپریم ایجنٹ ہیں۔ ان کا ذہن اس انداز میں کام کرتا ہے کہ آدمی سوچتا ہی رہ جاتا ہے“...... صدیقی نے جواب دیا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ اگر صفدر اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ عمران صاحب نہ ہوں تو ان کا بھی یہی حشر ہوتا جو ہمارا ہوا ہے“۔ چوہان نے کہا۔

”ہمارا کیا حشر ہوا ہے“...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

”ہم ناکام رہے ہیں۔ ہم گلوسٹر پہنچ کر بند گلی میں پھنس گئے تھے۔ کیا یہ ناکامی نہیں ہے“...... چوہان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس حد تک تمہاری بات درست ہے لیکن ایک بات اور میرے ذہن میں آ رہی ہے کہ ہم نے مخالف ایجنٹوں کے پانچ آدمی ہلاک کر دیئے تھے وہاں جیراٹو کی رہائش گاہ پر لیکن کیا ان کی تعداد صرف پانچ ہی تھی“...... صدیقی نے کہا تو چوہان چونک پڑا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ہمیں گلوسٹر میں بھی چیک کیا گیا ہوگا۔ لیکن میرے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ وہاں ہمیں کسی پر بھی معمولی

سا شبہ بھی نہیں ہوا“...... چوہان نے کہا۔

”ان کے ساتھیوں کے خاتمے کے بعد وہ لوگ ہماری ہلاکت کے لئے ہی کام کرتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اس لئے تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن جب سے ہم نے کراچی کے لئے سفر شروع کیا ہے میری چھٹی حس مسلسل سائرن دے رہی ہے کہ آگے ہمارے لئے خطرہ موجود ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”لیکن کراچی تو ہم چیف کے حکم پر جا رہے ہیں۔ اس کا مخالفوں کو کیسے علم ہوسکتا ہے“...... چوہان نے کہا۔

”بظاہر تو نہیں ہوسکتا۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں بہرحال محتاط رہنا چاہئے۔ جس طرح ہمیں کسی نہ کسی ذریعے سے اطلاع مل جاتی ہے۔ اسی طرح مخالفوں کو بھی مل سکتی ہے“...... صدیقی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ محتاط رہنا تو ہماری تربیت کے ساتھ ہماری فطرت کا بھی حصہ بن چکا ہے“...... چوہان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بڑی تفصیلی باتیں ہو رہی ہیں۔ کچھ ہمیں بھی تو بتاؤ“۔ اچانک عقبی سیٹ پر موجود نعمانی نے سر آگے کرتے ہوئے کہا۔

”چیف صدیقی کی چھٹی حس خطرے کا الارم بجا رہی ہے“۔ چوہان نے سر گھما کر نعمانی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کیوں“...... نعمانی نے چونک کر کہا۔

”کیوں کا کوئی جواب نہیں ہے۔ لیکن ہمیں بہرحال پوری طرح محتاط رہنا چاہئے“...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہاری جگہ اگر عمران ہوتا تو وہ اس صورت میں براہ راست وہاں نہ پہنچتا۔ وہ لازماً درمیان میں ڈراپ ہوتا پھر بس یا ٹرین کے ذریعے کراچی پہنچتا“...... نعمانی نے کہا۔

”اب تو ہماری منزل مقصود آ گئی ہے اس لئے اب راستے میں ڈراپ ہونے کی تو کوئی صورت نہیں ہے۔ اب تو ہم یہی کر سکتے ہیں کہ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر باہر جائیں اور علیحدہ علیحدہ ٹیکسیوں یا بسوں میں سفر کر کے ہوٹل بلیک وے پہنچیں“...... صدیقی نے کہا۔

”اور اگر ہمارے کاغذات کی نقول وہاں پہلے سے پہنچ چکی ہوئیں تو پھر“...... نعمانی نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ہم تو اس طرح باتیں کر رہے ہیں جیسے ہم مشن کے اختتامی مرحلے پر پہنچ رہے ہیں۔ کراچی تو آغاز ہوگا“...... صدیقی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”بہرحال تمہاری بات درست ہے کہ ہمیں محتاط رہنا چاہئے“۔ چوہان نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد پائلٹ کی طرف سے جہاز کے لینڈ ہونے کے اعلانات شروع ہو گئے تو جہاز میں چھایا ہوا سکوت یکلخت ٹوٹ گیا اور سب لوگ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے اور سب نے بیلٹس باندھنی شروع کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد جہاز کراچی کے انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر لینڈ کر گیا۔ امیگریشن کاؤنٹر سے فارغ ہونے کے بعد وہ پبلک

لاؤنج میں پہنچ گئے۔ پبلک لاؤنج بھرا ہوا تھا اور لوگ ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر مل رہے تھے کہ اچانک ہلکی سی فائر کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی پبلک لاؤنج تیز فائرنگ کی آوازوں اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھا۔

صدیقی اور اس کے ساتھی چونکہ محتاط تھے اس لئے وہ احتیاطاً لوگوں کی آڑ لے کر چل رہے تھے لیکن اچانک دونوں اطراف سے ہونے والی فائرنگ کی زد میں بہرحال چوہان اور نعمانی دونوں آ گئے اور چیختے ہوئے نیچے گر گئے تھے جبکہ صدیقی اور خاور دونوں کے قریب سے گولیاں نکل گئی تھیں۔ چونکہ فلائٹ کی وجہ سے انہوں نے اپنی جیبوں میں اسلحہ نہ رکھا تھا اس لئے وہ نہتے تھے لیکن اس کے باوجود خاور نے یکلخت کسی کھلتے ہوئے سپرنگ کی طرح اچھل کر ایک اسلحہ بردار کو چھاپ لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل نہ صرف اس نے جھپٹ لیا بلکہ دوسرے لمحے اس نے اس اٹھتے ہوئے کو اٹھا کر ایک اور حملہ آور پر اچھال دیا۔

اس کے ساتھ ہی فائرنگ ہوئی اور وہ آدمی جسے خاور نے اچھالا تھا چیختا ہوا دھڑام سے نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا جبکہ اسی لمحے خاور کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے فائرنگ ہوئی اور دوسرا آدمی چیختا ہوا نیچے جا گرا۔ اس دوران صدیقی نے ایک اور آدمی کو پکڑ لیا تھا۔ پبلک لاؤنج میں بھگدڑ مچ گئی تھی اور یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہاں اچانک قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

"تم۔ تم کون ہو۔ بولو"...... صدیقی نے اس آدمی کی شہ رگ پر انگوٹھا رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔

"ڈ۔ ڈ۔ ڈیگارا۔ ڈیگارا سیکشن"...... اس آدمی کے منہ سے خرخراہٹ بھری آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس آدمی کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اسی لمحے پولیس کی سیٹیوں سے ارد گرد کا ماحول گونج اٹھا۔ صدیقی بجلی کی سی تیزی سے سیدھا ہوا چوہان اور نعمانی کی طرف بھاگ پڑا۔ جو فرش پر پڑے تڑپ رہے تھے۔ گولیاں ان کے پہلوؤں میں لگی تھیں۔ خاور نے بھی پولیس کی سیٹیاں سن کر مشین پسٹل ایک طرف اچھال دیا تھا۔ اسی لمحے پولیس نے انہیں ہر طرف سے گھیر لیا۔

"میرے ساتھیوں کو ہسپتال پہنچاؤ"...... صدیقی نے چیخ کر کہا اور اسی لمحے سائرن بجاتی ہوئی ایمبولینس وہاں پہنچ گئی اور چوہان اور نعمانی کو ایمبولینس میں شفٹ کر دیا گیا۔

"ہم بھی ساتھ جائیں گے۔ تم وہاں ہمارا بیان لے لینا"۔ صدیقی نے ایک آفیسر سے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم ہمارے ساتھ جیپ میں چلو"...... پولیس آفیسر نے کہا تو صدیقی اور خاور جیپ میں بیٹھ گئے اور جیپ ایمبولینس کے پیچھے دوڑتی ہوئی ہسپتال پہنچ گئی۔ چوہان اور نعمانی کو فوراً آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا۔

"تم کون ہو اور کس نے تم پر کیوں حملہ کیا ہے"...... پولیس

آفیسر نے صدیقی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم پہلی بار کراچی آ رہے ہیں۔ ہم سیاح ہیں۔ ہمیں تو معلوم نہیں ہے کہ یہ سب کیا ہوا ہے اور کیوں ہوا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک لفافہ نکل کر پولیس آفیسر کی طرف بڑھا دیا۔

"تمہاری جیبوں میں فضائی کمپنی کے خصوصی قلم نظر آ گئے تھے۔ اس لئے ہم سمجھ گئے تھے کہ تم فلائٹ سے آ رہے ہو ورنہ شاید ہم تمہیں بھی گرفتار کر کے لے جاتے"...... پولیس آفیسر نے کہا تو صدیقی نے چونک کر اپنے کوٹ کی چھوٹی جیب کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گئی۔ فلائٹ کے آغاز میں ایئرہوسٹس نے تمام مسافروں کو خصوصی ساخت کے قلم فضائی کمپنی کی طرف سے بطور گفٹ پیش کیے تھے جو صدیقی نے کوٹ کی چھوٹی جیب میں لگا لیا تھا اور اس کا خصوصی کلپ باہر سے نظر آ رہا تھا۔ صدیقی کو تو یاد بھی نہ رہا تھا لیکن اب پولیس آفیسر کے کہنے پر اسے یاد آ گیا تھا۔

"ہاں۔ یہ فلائٹ کے آغاز میں سب کو دیئے گئے تھے"۔ صدیقی نے قلم کو جیب سے باہر نکالتے ہوئے کہا اور پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر لفافے میں سے کاغذات نکال کر انہیں چیک کرنا شروع کر دیا۔ کافی دیر تک چیکنگ کے بعد اس نے اپنی ڈائری میں ان میں سے ضروری کوائف نوٹ کئے اور کاغذات

واپس لفافے میں ڈال کر اس نے لفافہ صدیقی کی طرف بڑھا دیا۔

"مسٹر مائیکل۔ یہ بات طے ہے کہ حملہ آپ لوگوں پر ہوا ہے اور وہاں بعض لاشیں ایسی بھی نظر آئی ہیں جو مسافر نہیں تھے۔ انہیں کس نے ہلاک کیا ہے"...... پولیس آفیسر نے گہری نظروں سے صدیقی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب۔ بس اچانک فائرنگ ہوئی اور میرے ساتھی نیچے گرے تو میں ان کی طرف لپکا۔ پھر دوبارہ فائرنگ ہوئی اور گولیاں میرے قریب سے گزر گئی۔ میں زمین پر لیٹ گیا اور پھر جب میں اٹھا تو پولیس آ چکی تھی"...... صدیقی نے جواب دیا۔

"آپ اب کہاں ٹھہریں گے"...... پولیس آفیسر نے ڈائری بند کرتے ہوئے پوچھا۔

"ہمیں بتایا گیا ہے کہ یہاں بلیک وے ہوٹل سیاحوں کے لئے بہتر ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... صدیقی نے پوچھا۔

"ہاں لیکن وہ خاصا مہنگا ہے"...... پولیس آفیسر نے کہا۔

"مہنگا سستا ہونے کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ میں اور میرے ساتھی بزنس مین ہیں اور رقم ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ٹھیک ہے ہم بلیک وے میں ہی ٹھہریں گے"...... صدیقی نے کہا۔

"اوکے۔ پھر آپ سے وہیں بات ہو گی"...... پولیس آفیسر نے کہا اور اٹھ کر واپس چلا گیا۔

"یہ سب ہوا کیا ہے"...... اچانک ساتھ خاموش بیٹھے ہوئے خاور نے پوچھا۔

"کوئی ڈیگارا سیکشن ہے۔ یہ اس کے آدمی تھے"...... صدیقی نے آہستہ سے کہا۔

"لیکن ہم پر حملے کی وجہ"...... خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اس سیکشن کا تعلق یقیناً بلیک تھنڈر سے ہوگا۔ میں اور چوہان راستے میں یہی باتیں کرتے آ رہے تھے اور وہی ہوا۔ بہرحال اب ہمیں اس ڈیگارا کو ٹریس کرنا ہوگا"...... صدیقی نے کہا تو خاور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد انہیں اطلاع دی گئی کہ ان کے ساتھیوں کا آپریشن کامیاب رہا ہے اور وہ اب خطرے سے باہر ہیں۔

"کیا ہم انہیں کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کر سکتے ہیں"۔ صدیقی نے ڈاکٹر سے پوچھا تو ڈاکٹر چونک پڑا۔

"کیوں۔ یہاں کیا مسئلہ ہے"...... ڈاکٹر نے قدرے ناراض سے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر صاحب۔ یہ حملہ ہمارے دشمنوں نے کیا ہے اور اس خوفناک حملے سے نہ صرف ہم دونوں بچ گئے بلکہ ہمارے دونوں ساتھی بھی آپ کی مسیحائی کی وجہ سے خطرے سے باہر ہو گئے ہیں لیکن اب جیسے ہی ہمارے دشمنوں کو خبر ہو گی وہ ہم پر دوبارہ حملہ

کریں گے۔ ہم تو بہرحال ان سے بچ جائیں گے لیکن ہمارے زخمی ساتھی نہیں بچ سکیں گے اس لئے آپ مہربانی کریں اور ہمیں کوئی ایسا ہسپتال بتا دیں جہاں ہمارے ساتھی دوبارہ حملہ سے محفوظ رہ سکیں"...... صدیقی نے کہا۔

"لیکن یہ تو پولیس کیس ہے۔ آپ پولیس کو بتائے بغیر کہیں کیسے جا سکتے ہیں"...... ڈاکٹر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"آپ بے شک پولیس کو اس ہسپتال کے بارے میں بتا دیں۔ پولیس نے رسمی کارروائی ہی کرنی ہے کرتی رہے گی لیکن یہاں ہمارے ان دونوں ساتھیوں کی جانیں خطرے میں رہیں گی"۔ صدیقی نے کہا۔

"آپ کی بات درست ہے۔ واقعی ایسا ہو سکتا ہے۔ ٹھیک ہے۔ آئیے میرے ساتھ"...... ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ صدیقی اور خاور کو ساتھ لے کر اپنے آفس میں آ گیا۔ اس نے ان دونوں کو کرسیوں پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہاں ایک پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ جس کا نام آرنلڈ ہسپتال ہے۔ یہ ہسپتال خصوصی طور پر ایسے لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے جو دشمنوں سے چھپ کر اپنا علاج کرانا چاہتے ہوں اور وہاں کوئی غیر متعلق آدمی کسی صورت داخل ہی نہیں ہو سکتا اور ہر مریض کی وہاں باقاعدہ حفاظت کی جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ علاج بھی اعلیٰ پیمانے پر ہوتا ہے۔ میں بھی رات کو اس ہسپتال میں ڈیوٹی دیتا

ہوں لیکن وہاں علاج خاصا مہنگا ہے''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''آپ رقم کی فکر مت کریں ڈاکٹر صاحب۔ ہمیں اپنے ساتھیوں کی زندگیاں بچانی ہیں۔ آپ بتائیں ہمارے ساتھیوں کے وہاں علاج پر کتنا خرچہ آئے گا۔ ہم آپ کو گارینٹڈ چیک دے دیتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''ایک لاکھ ڈالر''...... ڈاکٹر نے کہا تو صدیقی نے کوٹ کی اندرونی جیب سے گارینٹڈ چیک بک نکالی اور اس میں سے ایک چیک علیحدہ کر کے اس نے اس پر رقم لکھ کر نیچے دستخط کیے اور چیک ڈاکٹر کی طرف بڑھا دیا۔ ڈاکٹر نے ایک نظر چیک پر ڈالی اور پھر اس نے چیک کو تہہ کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔

''میں انتظام کراتا ہوں''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''آپ ہمیں اس ہسپتال کا پتہ بتا دیں اور وہاں داخلے کا کوئی کارڈ دے دیں''...... صدیقی نے کہا تو ڈاکٹر نے میز کی دراز کھول کر ایک ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس کے اندر سے دو چھوٹے کارڈ نکال کر اس نے ان کے پیچھے دستخط کیے اور پھر کارڈ صدیقی کی طرف بڑھا دیئے۔

''ان پر ہسپتال کا پتہ بھی درج ہے اور یہی کارڈ دکھانے پر آپ کو اندر جانے دیا جائے گا۔ آپ کے مریض ایک گھنٹے کے اندر اس ہسپتال میں شفٹ ہو جائیں گے۔ پولیس کو بھی ہم خود اطلاع دے دیں گے۔ آپ بے فکر رہیں''...... ڈاکٹر نے کہا۔

''آپ کا نام ڈاکٹر صاحب''...... صدیقی نے کہا۔

''میرا نام رچرڈ ہے۔ ڈاکٹر رچرڈ''...... ڈاکٹر نے کہا تو صدیقی اور اس کے ساتھ ہی خاور بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

''اب ہمیں اجازت''...... صدیقی نے کہا اور پھر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ خاور بھی اس کے پیچھے تھا۔

''صدیقی ہمیں ماسک میک اپ کر لینا چاہئے''...... خاور نے کہا۔

''ہاں۔ ادھر ویٹنگ روم میں چلتے ہیں۔ وہاں واش روم ہیں''۔ صدیقی نے کہا اور ویٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ویٹنگ روم سے باہر آئے تو ان کے چہرے مکمل طور پر بدل چکے تھے۔

ڈیگارا کا سیکشن بارہ افراد پر مشتمل تھا۔ ان کا انچارج مارٹن تھا اور سیکشن ہیڈکوارٹر ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی میں بنایا گیا تھا اور یہاں ڈیگارا کے لئے باقاعدہ آفس موجود تھا جبکہ کرسٹینا کا آفس علیحدہ تھا۔ ویسے تو کرسٹینا اس کے سیکشن میں شامل نہیں تھی لیکن بہرحال وہ ڈیگارا کی ماتحت تھی اور اسے رپورٹ دینے کی پابند تھی۔ ڈیگارا اس وقت اپنے آفس میں بیٹھی کرسٹینا کی کال کی منتظر تھی۔ مارٹن اپنے تین آدمی لے کر ایئر پورٹ گیا ہوا تھا جبکہ کرسٹینا بھی ان سے علیحدہ ایئر پورٹ گئی ہوئی تھی اور ڈیگارا کے مطابق اس وقت کارروائی مکمل ہو چکی ہو گی اور پھر واقعی چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیگارا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس ڈیگارا بول رہی ہوں"...... ڈیگارا نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"کرسٹینا بول رہی ہوں ڈیگارا۔ تمہارے سیکشن کے تین افراد ہلاک ہو گئے ہیں اور آنے والوں میں سے دو شدید زخمی ہوئے ہیں جبکہ دو صاف بچ گئے ہیں"...... کرسٹینا نے کہا تو ڈیگارا کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"کیا کہہ رہی ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ مارٹن کہاں ہے"۔ ڈیگارا نے تیز لہجے میں کہا۔

"مارٹن بچ کر نکل جانے میں کامیاب ہو گیا ہے ورنہ پولیس اسے گھیر لیتی۔ میں بھی وہاں سے نکل آئی ہوں کیونکہ پولیس آفیسر مجھے جانتے ہیں اور اگر وہ مجھے وہاں دیکھ لیتے تو لازماً انہیں مجھ پر شک پڑ جاتا اور پھر وہ بھوتوں کی طرح ہمارے پیچھے پڑ جاتے۔ اب میں مارکیٹ کے پبلک فون بوتھ سے تمہیں کال کر رہی ہوں"۔ کرسٹینا نے کہا۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن ناکام رہا۔ یہ کیسے ہو گیا۔ چار آدمی بھی ان سے نہیں مارے گئے اور ہمارے تین آدمی بھی مارے گئے"...... ڈیگارا نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ چاروں ایک دوسرے سے ہٹ کر اور لوگوں کی آڑ لے کر چل رہے تھے۔ اچانک تمہارے آدمیوں نے ان پر فائر کھول دیا۔ ان میں سے دو تو ہٹ ہو کر گر گئے جبکہ دو بچ گئے۔ پھر ان دونوں نے تمہارے دو آدمیوں کو چھاپ لیا اور ایک نے تمہارے آدمی کا

مشین پسٹل چھین کر اسے دوسرے پر اچھال دیا اور وہ آدمی تمہارے دوسرے آدمی کی فائرنگ سے ہلاک ہو گیا جبکہ تمہارے دوسرے آدمی کو اس آدمی نے گولی مار کر ہلاک کر دیا جبکہ آنے والوں میں سے بچ جانے والے دوسرے آدمی نے تیسرے آدمی پر خالی ہاتھ حملہ کر دیا اور اسے نیچے گرا کر اس کی شہ رگ کچل دی۔ اس طرح تمہارے سیکشن کا تیسرا آدمی بھی ہلاک ہو گیا اور پھر پولیس آ گئی اور معاملات الجھ گئے۔ پھر مارٹن بھی نکل گیا اور میں بھی''...... کرسٹینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اب وہ زخمی ہو جانے والے آدمی کہاں ہیں''۔ ڈیگارا نے تیز لہجے میں کہا۔

''پولیس انہیں لے گئی ہے تو لازماً وہ جنرل ہسپتال میں ہوں گے''۔ کرسٹینا نے جواب دیا۔

''اور ان کے دو ساتھی جو بچ گئے ہیں وہ کہاں ہیں''...... ڈیگارا نے پوچھا۔

''وہ بھی پولیس کی حراست میں ہیں''...... کرسٹینا نے جواب دیا۔

''میں مارٹن کو کال کرتی ہوں۔ اب ہمیں مزید آپریشن کرنا ہو گا۔ تم یہاں ہیڈکوارٹر آ جاؤ''...... ڈیگارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور ساتھ ہی پڑے ہوئے جدید ساخت کے سیل فون کو اٹھا کر اسے آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ڈیگارا کالنگ''...... ڈیگارا نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس مارٹن اٹنڈنگ یو''...... تھوڑی دیر بعد مارٹن کی آواز سنائی دی۔

''مارٹن۔ تم کہاں ہو۔ تم نے اب تک رپورٹ بھی نہیں دی''۔ ڈیگارا نے سخت لہجے میں کہا۔

''میں سب ہیڈکوارٹر میں ہوں مادام۔ میں نے آدمی بھیجے ہوئے ہیں اس لئے میرا خیال تھا کہ تمام صورت حال واضح ہونے پر آپ کو رپورٹ دوں''...... مارٹن نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

''ایئر پورٹ پر کیا ہوا ہے۔ تم خود وہاں گئے تھے''...... ڈیگارا کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

''اس بارے میں یقیناً مادام کرسٹینا نے آپ کو رپورٹ دے دی ہو گی۔ وہاں ہمارے تین آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور پھر فوراً پولیس وہاں پہنچ گئی تھی۔ آنے والوں میں سے دو شدید زخمی ہیں۔ انہیں بھی پولیس لے گئی ہے اور باقی دو افراد کو بھی۔ وہ زخمی تو اب تک یقیناً ختم ہو چکے ہوں گے اور جو دو آدمی زندہ بچ گئے ہیں ان کے بارے میں معلومات جیسے ہی ملیں کہ وہ کہاں ہیں ہم ان پر وہیں حملہ کر کے ان کا خاتمہ کر دیں گے''...... مارٹن نے کہا۔

''تم نے جنرل ہسپتال سے معلومات حاصل کی ہیں''...... ڈیگارا

نے کہا۔

"مادام۔ میں نے دو آدمی وہاں بھیجے ہیں کیونکہ پولیس کی وجہ سے فون پر کوئی معلومات نہیں دے رہا"...... مارٹن نے جواب دیا۔

"جتنی جلدی ممکن ہو سکے مشن مکمل کرو ورنہ ہم سب کے بھی ڈیتھ آرڈر سیکشن ہیڈکوارٹر سے جاری ہو سکتے ہیں"...... ڈیگارا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"یس مادام۔ میں مشن مکمل کر کے آپ کو رپورٹ دیتا ہوں"۔ مارٹن نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہمارے تین ساتھی جو ایئر پورٹ پر ہلاک ہو گئے ہیں ان کی لاشیں پولیس سے حاصل کر کے ان کے لواحقین تک پہنچا دو اور انہیں ریلیف میں اتنی رقم دے دو کہ وہ اس بارے میں کسی سے کوئی شکایت نہ کریں"...... ڈیگارا نے کہا۔

"یس مادام۔ میں نے پہلے ہی اس کا انتظام کر دیا ہے"۔ مارٹن نے کہا تو ڈیگارا نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد کرسٹینا اس کے آفس میں داخل ہوئی۔

"ہاں۔ اب تفصیل سے بتاؤ کہ ایئر پورٹ پر کیا ہوا ہے"۔ ڈیگارا نے اس کے سامنے کرسی پر بیٹھتے ہی کہا تو کرسٹینا نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ ڈیگارا خاموش بیٹھی سنتی رہی لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"کمال ہے وہ لوگ نہتے تھے۔ ان پر حملہ بھی اچانک کیا گیا

اور ٹارگٹ کلنگ تھا۔ اس کے باوجود ہمارے تین آدمی ہلاک ہو گئے اور ان میں سے دو صرف زخمی ہوئے اور دو صاف بچ گئے"۔ ڈیگارا نے کہا۔

"ان لوگوں کے جسموں میں تو بجلیاں بھری ہوئی تھیں۔ پہلے راؤنڈ میں ان کے دو آدمی گر گئے لیکن دوسرے دو آدمیوں نے انتہائی چابکدستی اور پلک جھپکانے میں ہمارے تین افراد کو انتہائی حیرت انگیز انداز میں ہلاک کر دیا۔ ہمارے ایک آدمی کی تو شہ رگ کچل دی گئی۔ ایک آدمی ہمارے ہی آدمی کی فائرنگ سے مارا گیا اور تیسرے کو ایک نے ہمارے ہی آدمی سے چھینے ہوئے مشین پسٹل سے ہلاک کر دیا۔ یہ سب اس قدر تیزی سے ہوا کہ کوئی سنبھل ہی نہ سکا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی کارروائی ہوتی پولیس وہاں پہنچ گئی"...... کرسٹینا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے مارٹن پر غصہ آ رہا ہے کہ وہ صرف تین آدمی کیوں ساتھ لے گیا۔ چھ افراد ساتھ لے جاتا"...... ڈیگارا نے کہا۔

"چار افراد کو صرف گولیاں ہی مارنی تھیں اور اس کام کے لئے تین آدمی بھی بہت تھے"...... کرسٹینا نے جواب دیا۔

"ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ لیکن یہ ہوا عجیب ہے۔ بہرحال اب بھی وہ زندہ تو نہیں بچ سکتے۔ اگر وہ زخمی زندہ ہوئے تو ہسپتال میں انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اور اگر ہلاک ہو گئے تو ویسے ہی معاملہ ختم ہو جائے گا اور زندہ بچ جانے والے دونوں

آدمیوں کو جو پولیس کی حراست میں ہیں جیسے ہی وہ آزاد ہوئے انہیں بھی ہلاک کر دیا جائے گا۔ مشن تو بہرحال مکمل کرنا ہی ہے''...... ڈیگارا نے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیگارا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس ڈیگارا بول رہی ہوں''...... ڈیگارا نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''مارٹن بول رہا ہوں مادام''...... دوسری طرف سے مارٹن کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے۔ مشن مکمل ہوا یا نہیں''...... ڈیگارا نے تیز لہجے میں کہا۔

''مشن مکمل نہیں ہو سکا مادام''...... مارٹن نے جواب دیا تو ڈیگارا کے ساتھ ساتھ کرسٹینا بھی بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے''...... ڈیگارا نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

''دونوں زخمیوں کو ان کے ساتھی ہسپتال سے ڈسچارج کرا کر لے گئے ہیں اور باوجود انتہائی کوشش کے یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں''...... مارٹن نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ان کے ساتھی لے گئے ہیں۔ لیکن ان کے ساتھی تو پولیس کی حراست میں تھے''...... ڈیگارا نے چیختے ہوئے کہا۔

''پولیس نے ان کا بیان لے کر انہیں چھوڑ دیا تھا۔ وہ ہسپتال ہی میں موجود رہے۔ پھر جیسے ہی ان کے ساتھیوں کے آپریشن مکمل ہوئے انہوں نے انہیں ڈسچارج کرایا اور ساتھ لے گئے''۔ مارٹن نے جواب دیا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ پولیس کیس میں ہسپتال والے کیسے زخمیوں کو اس طرح ڈسچارج کر سکتے ہیں''...... ڈیگارا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''چونکہ پولیس نے ان زخمیوں کو اپنی تحویل میں رکھنے کا لکھ کر نہیں دیا تھا اس لئے ہسپتال کے قوانین کے مطابق ہسپتال والے ان کے ساتھیوں کے اصرار پر انہیں فوری طور پر ڈسچارج کرنے پر مجبور ہو گئے''...... مارٹن نے کہا۔

''وہ کس پر لے گئے زخمیوں کو۔ ظاہر ہے کسی ایمبولینس میں ہی لے گئے ہوں گے''...... ڈیگارا نے کہا۔

''یس مادام۔ کسی پرائیویٹ کمپنی کی ایمبولینس پر زخمی گئے ہیں۔ ہم اس بارے میں معلومات حاصل کر رہے ہیں۔ جیسے ہی معلوم ہو گا ان پر حملہ کر دیا جائے گا۔ وہ لازماً انہیں کسی پرائیویٹ ہسپتال میں لے گئے ہوں گے۔ ہمارے آدمی تمام پرائیویٹ ہسپتالوں کی چیکنگ کر رہے ہیں''...... مارٹن نے کہا۔

''یہ ہے تمہاری کارکردگی مارٹن۔ سنو اگر تم نے چار گھنٹوں کے اندر اندر انہیں ٹریس نہ کیا تو پھر نہ تم زندہ رہو گے اور نہ تمہارے

ساتھی''...... ڈیگارا نے غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور کو اس طرح کریڈل پر پٹخ دیا۔ جیسے سارا غصہ رسیور پر ہی اتار رہی ہو۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں سے جیسے شعلے سے نکل رہے تھے۔

''یہ ہے ہماری کارکردگی۔ نانسنس''...... ڈیگارا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''اس میں مارٹن کا قصور نہیں ہے''...... کرسٹینا نے کہا تو ڈیگارا بے اختیار اچھل پڑی۔

''یہ کیا کہہ رہی ہو۔ مارٹن کا قصور نہیں ہے تو پھر کس کا قصور ہے۔ میرا یا تمہارا۔ بولو''...... ڈیگارا نے غصے سے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم جس انداز میں سوچ رہی ہو۔ معاملہ اس انداز کا نہیں ہے ڈیگارا۔ یہ لوگ عام مجرم نہیں ہیں اور نہ ہی عام ایجنٹ ہیں۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں حالانکہ انہیں معلوم نہ تھا کہ ایئر پورٹ پر ان پر حملہ ہونے والا ہے اور پھر اچانک ہونے والے حملے سے بچ جانا تقریباً ناممکن ہوتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود نہ صرف یہ لوگ بچ گئے بلکہ انہوں نے ہمارے تین آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا اور ظاہر ہے اب یہ سنبھل گئے ہوں گے اس لئے انہوں نے پولیس کو بھی چکر دے دیا اور اپنے ساتھیوں کو بھی نکال کر لے گئے کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ ان پر لازماً دوبارہ بھی حملہ ہو سکتا ہے۔ اب تم بتاؤ

کہ مارٹن کیا کرتا''...... کرسٹینا نے باقاعدہ تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو کرسٹینا۔ لیکن اب ہم انہیں کیسے تلاش کریں''...... ڈیگارا نے کہا۔

''مارٹن اس معاملے میں تیز آدمی ہے۔ وہ اس ایمبولینس کو تلاش کر لے گا اور پھر ان کے بارے میں بھی علم ہو جائے گا''۔ کرسٹینا نے کہا تو ڈیگارا کے چہرے پر اس کی بات سن کر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس ڈیگارا بول رہی ہوں''...... ڈیگارا نے کہا۔

''مارٹن بول رہا ہوں مادام''...... دوسری طرف مارٹن کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے۔ ملے ہیں وہ لوگ یا نہیں''...... ڈیگارا نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس مادام۔ وہ دونوں زخمی آرنلڈ ہسپتال میں موجود ہیں اور ان کے دونوں ساتھی ہوٹل بلیک وے میں موجود ہیں''...... مارٹن نے جواب دیا۔

''اوہ۔ ہوٹل بلیک وے میں ہیں۔ کیسے معلوم ہوا''...... ڈیگارا نے چونک کر پوچھا۔ لاؤڈر کا بٹن چونکہ پہلے سے پریسڈ تھا اس لئے مارٹن کی آواز کرسٹینا بھی سن رہی تھی۔

''مادام میرے آدمیوں نے اس پرائیویٹ ایمبولینس کو ٹریس کر

لیا۔ جس نے دونوں زخمیوں کو جنرل ہسپتال سے پک کیا تھا۔ یہ ایمبولینس جنرل ہسپتال کے ڈاکٹر رچرڈ کی ذاتی ایمبولینس تھی اور ڈاکٹر رچرڈ نے ہی بھاری رقم لے کر انہیں آرنلڈ ہسپتال بھجوایا ہے۔ ڈاکٹر رچرڈ رات کے وقت آرنلڈ ہسپتال میں کام کرتا ہے۔ اس ایمبولینس کے ڈرائیور نے بھاری رقم لے کر بتایا کہ زخمیوں کے دونوں ساتھی بھی ایمبولینس میں ساتھ گئے تھے۔ جب ان دونوں زخمیوں کو ہسپتال میں داخل کر لیا گیا تو انہوں نے ڈرائیور سے کہا کہ وہ انہیں قریب چوک پر ڈراپ کر دے۔ ایمبولینس ڈرائیور نے انہیں قریبی چوک پر ڈراپ کر دیا اور خود آگے بڑھ گیا۔ پھر وہ کچھ دیر بعد کسی کام سے ہوٹل بلیک وے گیا جہاں اس کا بھائی ویٹر ہے تو اس نے ان دونوں آدمیوں کو وہاں دیکھا۔ وہ لفٹ کے ذریعے اوپر والی منزل پر جا رہے تھے۔ اس نے ان کے بارے میں اپنے بھائی سے معلوم کیا تو اس کے بھائی نے اسے بتایا کہ یہ دونوں اس ہوٹل میں رہائش پذیر ہیں اور چوتھی منزل کے کمرہ نمبر چار سو گیارہ اور چار سو بارہ میں ٹھہرے ہیں''...... مارٹن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے کیا کیا ہے''...... ڈیگارا نے پوچھا۔

''میں نے اسی لئے فون کیا ہے کہ اب آپ جیسے حکم دیں ویسے کیا جائے۔ ان دونوں زخمیوں کو ہلاک کرنے کے لئے ہسپتال میں زبردستی داخل ہونا پڑے گا اور ہوٹل بلیک وے میں ٹھہرے ہوئے

دونوں آدمیوں کے خاتمے کے لئے ہوٹل میں فائرنگ کرنی پڑے گی''...... مارٹن نے کہا۔

''اوہ نہیں۔ ایسی صورت میں یہاں کی پولیس ہمارے پیچھے بھوت کی طرح پڑ جائے گی۔ تم نے اپنے ساتھیوں کی لاشوں کا کیا کیا ہے۔ پولیس نے ان کے بارے میں معلومات تو حاصل نہیں کر لیں''...... ڈیگارا نے بات بدلتے ہوئے کہا۔

''نہیں مادام۔ میں نے تمام بندوبست کر لیا ہے۔ ہمارے آدمیوں کو بھی مسافر قرار دے دیا گیا اور دو گھنٹوں بعد ہمارے آدمی پولیس سے لاشیں وصول کر لیں گے ان کے وارث بن کر''۔ مارٹن نے جواب دیا۔

''اب ہمیں ان لوگوں کی نگرانی کرنا پڑے گی۔ تم ایسا کرو کہ دو آدمیوں کو ہوٹل اور دو کو آرنلڈ ہسپتال ان کی نگرانی پر لگا دو''۔ ڈیگارا نے کہا۔

''مادام یہ لوگ لازماً ہوٹل سے نکل کر اپنے ساتھیوں سے ملنے ہسپتال جائیں گے۔ ہم راستے میں ان کی ٹیکسی کو میزائلوں سے اڑا سکتے ہیں۔ ان کے خاتمے کے بعد ہم ڈاکٹر رچرڈ کو کہہ کر ان زخمیوں کو بھی اپنی تحویل میں لے سکتے ہیں''...... مارٹن نے کہا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ تم ایسا کرو کہ انہیں ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کر کے ہیڈکوارٹر لے آؤ۔ ادھر ڈاکٹر رچرڈ کو اس کی قیمت دے کر زخمیوں کو بھی وہاں سے نکلوا کر ہیڈکوارٹر لے آؤ۔ اس طرح

پولیس تک یہ بات نہیں پہنچے گی اور ہم ان چاروں کا خاتمہ کر کے ان کی لاشیں بھی غائب کر دیں گے“...... ڈیگارا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یس مادام۔ یہ دونوں کام انتہائی آسانی سے ہو جائیں گے“۔ مارٹن نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تمام کام انتہائی ہوشیاری سے کرنا۔ یہ انتہائی خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں“...... ڈیگارا نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں مادام۔ ہم ٹیکسی ڈرائیور کو بھی ساتھ لے آئیں گے ٹیکسی سمیت۔ اس طرح معاملات ہمیشہ کے لئے ختم کر دیئے جائیں گے“...... مارٹن نے کہا۔

”اوکے“...... ڈیگارا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”کیسی تجویز ہے“...... ڈیگارا نے کرسٹینا سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

”سو فیصد کامیاب“...... کرسٹینا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو ڈیگارا اس طرح ہنسی جیسے اس نے انتہائی کٹھن مشن انتہائی آسانی سے مکمل کر لیا ہو۔

صدیقی اور خاور ہوٹل بلیک وے کے ایک کمرے میں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے۔ چوہان اور نعمانی کو آرنلڈ ہسپتال پہنچا کر اور وہاں کی صورت حال چیک کر کے اور اپنی تسلی کر کے وہ یہاں آئے تھے کیونکہ چیف نے انہیں یہ حکم دیا تھا کہ وہ بلیک وے ہوٹل میں ٹھہریں“...... عمران وہاں ان سے آ کر ملے گا۔

”ڈیگارا گروپ کا خاتمہ کرنا پڑے گا صدیقی“...... اچانک خاور نے کہا تو صدیقی چونک پڑا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ ہمیں یہاں لڑنا تو نہیں اس لئے ہمیں کسی سے نہیں الجھنا چاہئے اور پھر یہ گروپ نجانے کتنا بڑا ہو۔ ہم پولیس کے چکر میں بھی پھنس سکتے ہیں“...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس گروپ کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے اور بلیک تھنڈر کو اگر

ہمارے بارے میں علم ہو گیا کہ ہم یہاں پہنچ چکے ہیں تو وہ ہمیں آسانی سے یہاں سے نکلنے نہ دیں گے اور اس کے لئے ضروری ہے کہ اس ڈیگارا گروپ کا خاتمہ کر دیا جائے''...... خاور نے جواب دیا۔

''ایک بات تو یہ ہے کہ عمران صاحب یہاں پہنچ رہے ہیں۔ وہ لیڈر ہوں گے اس لئے وہ جو اقدام کرنا چاہیں کر سکتے ہیں۔ دوسری بات یہ کہ چوہان اور نعمانی ہسپتال میں ہیں۔ ہمیں ان کے ٹھیک ہونے کا انتظار بھی کرنا پڑے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''مجھے اس ڈاکٹر رچرڈ پر بھی بھروسہ نہیں ہے صدیقی۔ وہ لالچی آدمی ہے اگر وہ رقم لے کر ہمارا کام کر سکتا ہے تو اسے رقم دے کر اس سے ہمارے خلاف بھی کام لیا جا سکتا ہے''...... خاور نے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

''اوہ۔ تم نے واقعی بڑی گہری بات کی ہے۔ میرے ذہن میں تو یہ بات آئی ہی نہیں تھی۔ تو پھر اب کیا کیا جائے۔ ان کا علاج تو بہرحال ضروری ہے''...... صدیقی نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

''خطرہ جن سے ہے ان کا خاتمہ کر دیا جائے گا تو خطرہ نہیں رہے گا''...... خاور نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''اب واقعی بات میری سمجھ میں آ گئی ہے۔ بلیک تھنڈر کا یہاں یہی گروپ ہو گا۔ اگر اس کا خاتمہ ہو جائے تو جب تک وہاں اطلاع پہنچے گی ہم یہاں سے جا چکے ہوں گے۔ گڈ شو خاور۔ تم نے

اپنی ذہانت سے کام لیا ہے۔ لیکن اب اس ڈیگارا گروپ کو ٹریس کیسے کیا جائے''...... صدیقی نے کہا۔

''کسی ویٹر سے بات کی جائے۔ یہ ڈیگارا لازماً کسی کلب یا ہوٹل کی جنرل مینجر وغیرہ ہو گی۔ ایسے لوگ ایسے ہی عہدوں پر ہوتے ہیں''...... خاور نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور ویٹر ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا تو خاور نے صدیقی کی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھا تو صدیقی نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''تمہارا نام کیا ہے''...... خاور نے ویٹر سے مخاطب ہو کر کہا جو میز پر موجود کافی کے برتن ٹرالی میں رکھ رہا تھا۔

''میرا نام کلاڈ ہے جناب''...... ویٹر نے چونک کر خاور کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو خاور نے جیب سے ایک بڑی مالیت کا نوٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ رکھ لو''...... خاور نے کہا تو اس نے دوبارہ چونک کر خاور کی طرف دیکھا اور پھر نوٹ لے کر اس نے بجلی کی سی تیزی سے اسے جیب میں ڈال لیا۔

''شکریہ سر۔ کوئی خدمت''...... تجربہ کار ویٹر نے کہا۔

''یہاں ایک گروپ ہے جسے ڈیگارا گروپ یا ڈیگارا سیکشن کہا جاتا ہے۔ کیا تم اس ڈیگارا کو جانتے ہو''...... خاور نے کہا تو ویٹر نے بے اختیار مسکرا دیا۔

''ڈیگارا مرد نہیں عورت ہے جناب۔ بے حد خوبصورت سیاہ فام عورت''...... ویٹر نے جواب دیا تو خاور اور صدیقی دونوں چونک پڑے۔

''عورت ہے۔ اچھا ہم تو اسے مرد سمجھے تھے''...... خاور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اس کا پتہ کیا ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''جناب یہ انتہائی خطرناک گروپ ہے۔ اس لئے بہتر ہے کہ آپ مجھے معاف ہی رکھیں''...... ویٹر نے کہا تو خاور نے جیب سے دو بڑی مالیت کے نوٹ نکال کر اپنے سامنے رکھ لئے۔

''دیکھو کلاڈ۔ ہم ونگٹن سے یہاں آئے ہیں اور ہمیں اس ڈیگارا سے کام ہے لیکن ہم اس سے اس انداز میں ملنا چاہتے ہیں کہ اس سے ملنے سے پہلے اس کے گروپ کو ہمارے بارے میں علم نہ ہو سکے۔ یہ دونوں نوٹ تمہارے ہو سکتے ہیں اور تمہارا نام بھی کسی صورت میں سامنے نہیں آئے گا۔ اس کا ہم تمہیں حلف دیتے ہیں''...... خاور نے کہا تو ویٹر کی نظریں جیسے نوٹوں پر چپک سی گئیں۔

''ٹھیک ہے۔ دیں مجھے یہ رقم۔ میں آپ کو سب کچھ بتا دیتا ہوں''...... کلاڈ نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''پہلے تفصیل سے بتا دو سب کچھ''...... خاور نے کہا۔

''ڈیگارا گروپ کے دو آدمی ہوٹل سے باہر آپ کے انتظار میں موجود ہیں۔ انہوں نے مجھ سے ایک بار پوچھا تھا کہ آپ کا

پروگرام کہیں جانے کا ہے یا نہیں''...... کلاڈ نے کہا۔

''تمہیں کیسے پتہ چلا کہ وہ ڈیگارا گروپ کے آدمی ہیں''۔ صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ مجھے یہاں ویٹری کرتے ہوئے بیس بائیس سال ہو گئے ہیں۔ میں تو اڑتی چڑیا کے بھی پر گن لیتا ہوں۔ مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ آپ کے دو ساتھی ایئر پورٹ پر زخمی ہو گئے تھے اور آپ نے انہیں آرنلڈ ہسپتال میں داخل کرایا ہوا ہے''...... کلاڈ نے کہا تو خاور اور صدیقی دونوں کے چہرے دیکھنے والے ہو گئے۔ ان کے تصور میں بھی نہ تھا کہ یہ ویٹر اس حد تک جانتا ہو گا۔ خاور نے ایک طویل سانس لیا اور پھر نہ صرف وہ دونوں نوٹ اٹھا کر اس نے کلاڈ کے ہاتھ پر رکھ دیئے بلکہ کوٹ کی اندرونی جیب سے چار بڑی مالیت کے نوٹ نکال کر اس نے وہ بھی کلاڈ کو دے دیئے۔

''سنو کلاڈ۔ بیٹھ جاؤ اور ہمیں سب کچھ تفصیل سے بتا دو کہ تم یہ سب کیسے جانتے ہو اور ڈیگارا گروپ کے بارے میں بھی تمام تفصیل بتا دو''...... خاور نے کہا تو کلاڈ نے تمام نوٹ جلدی سے جیب میں ڈال دیئے۔

''آپ کا شکریہ۔ آپ واقعی ہمارے جیسے لوگوں کا منہ کھلوانے کا فن جانتے ہیں''...... کلاڈ نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''جس ایمبولینس میں آپ اپنے ساتھیوں کو جنرل ہسپتال سے آرنلڈ ہسپتال لے گئے تھے اس کا ڈرائیور میرا بھائی ہے۔ وہ مجھ

سے ملنے یہاں آیا تو اس نے آپ کو یہاں دیکھ لیا۔ اس نے مجھ سے آپ لوگوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے آپ کے کمروں کے نمبر بتا دیئے۔ اس کے بعد ابھی یہاں آنے سے پہلے مجھے ڈیگارا گروپ کا رانسن ملا ہے۔ اس نے مجھ سے آپ لوگوں کے بارے میں پوچھا تو میں نے اسے بتایا کہ آپ نے کمرے میں کافی منگوائی ہے۔ اس نے مجھے کہا کہ میں چیک کر کے انہیں بتاؤں کہ آپ دونوں کس وقت ہوٹل سے باہر جائیں گے''...... کلاڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ڈیگارا گروپ کے بارے میں کیا تفصیل ہے''...... صدیقی نے پوچھا۔

''جناب پہلے آپ حلف دیں کہ میرا نام سامنے نہیں آئے گا۔ ورنہ یہ لوگ مجھے اور میری پوری فیملی کو گولیوں سے اڑا دیں گے''۔ کلاڈ نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو خاور اور صدیقی دونوں نے باقاعدہ حلف دیا تو کلاڈ کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

''جناب۔ ڈیگارا بے حد خوبصورت سیاہ فام لڑکی ہے۔ اس کی نائب ایک اور سیاہ فام لڑکی ہے جس کا نام کرسٹینا ہے۔ ان کا تعلق کسی بین الاقوامی مجرم تنظیم سے ہے۔ جسے یہ بی ٹی کہتے ہیں۔ اصل نام کیا ہے اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ ان کے دو ہیڈکوارٹرز ہیں۔ ایک ہیڈکوارٹر کہلاتا ہے اور دوسرا سب ہیڈکوارٹر۔ ہیڈکوارٹر

لارنس روڈ پر واقع سرخ پتھروں والی ایک عمارت ہے۔ بظاہر یہ ایک رہائشی عمارت ہے جبکہ سب ہیڈکوارٹر گرین ٹاؤن کی ایک رہائشی کوٹھی میں ہے۔ ڈیگارا اور کرسٹینا کی رہائش علیحدہ ہے۔ اس گروپ کا عملی انچارج مارٹن ہے۔ مارٹن کے تحت دس آدمی ہیں اور یہ دس آدمی اس سب ہیڈکوارٹر میں رہتے ہیں جبکہ مارٹن ہیڈکوارٹر میں رہتا ہے۔ ڈیگارا اور کرسٹینا ضرورت کے وقت ہی ہیڈکوارٹر جاتی ہیں ورنہ ان کا کام بڑے بڑے کلبوں اور ہوٹلوں میں گھومنا پھرنا ہے''...... کلاڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہیں اتنی تفصیل سے اس ساری بات کا علم کیسے ہوا ہے''۔ خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ آپ شاید یقین نہ کریں۔ مارٹن میری چھوٹی بہن کا شوہر رہا ہے۔ پھر میری بہن ایک ایکسیڈنٹ میں دونوں ٹانگوں سے معذور ہو گئی تو مارٹن نے اسے طلاق دے کر گھر سے نکال دیا۔ اب وہ بے چاری ایک محتاج گھر میں رہتی ہے۔ میں غریب آدمی ہوں اور میری بیوی اور بچے ہیں۔ میں ان کے اخراجات پورے نہیں کر سکتا اس لئے میں بھی اپنی بہن کو اپنے گھر میں نہیں رکھ سکتا۔ حکومت کی طرف سے اسے تھوڑی سی رقم ملتی ہے اور میں بھی کبھی کبھی جا کر اسے کچھ دے دیتا ہوں اس لئے مجھے یہ سب کچھ معلوم ہے۔ میں آپ کو یہ سب کچھ نہ بتاتا۔ اس لئے بتا رہا ہوں کہ میں اس مارٹن سے اب شدید نفرت کرتا ہوں۔ وہ بے حد امیر آدمی

ہے۔ میں نے اس کی جا کر منتیں کیں کہ وہ میری بہن کو ماہانہ کچھ رقم دے دیا کرے تاکہ وہ اطمینان سے اپنی باقی زندگی معذوری کی حالت میں گزار سکے لیکن مارٹن نے دھکے دے کر مجھے اپنے گھر سے باہر نکال دیا۔ یہ چار سال پہلے کی بات ہے۔ یہی وجہ ہے اس گروپ کے تمام افراد مجھے اور میرے بھائی کو اچھی طرح جانتے ہیں''...... کلاڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔

''ہمیں تمہاری بہن کا سن کر بے حد افسوس ہوا ہے''۔ صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑی مالیت کے نوٹوں کی گڈی نکالی اور اسے کلاڈ کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ لو۔ یہ رقم جا کر اپنی بہن کو ہماری طرف سے دے دینا''۔ صدیقی نے کہا تو کلاڈ نے گڈی پکڑ لی۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔

''آپ کا تعلق مشرق سے تو نہیں رہا''...... کلاڈ نے کہا تو صدیقی اور خاور دونوں چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ مشرق سے تو نہیں رہا۔ ہم تو یورپین ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''آپ نے جس جذبے کا اظہار کیا ہے جناب۔ ایسے جذبوں کے بارے میں ہم سنتے رہتے ہیں کہ مشرق کے لوگ ہی ایسے

ہوتے ہیں ورنہ یہاں تو لوگوں کو لوٹنے کے علاوہ اور کوئی جذبہ کسی میں نہیں ہے''...... کلاڈ نے جواب دیا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ اچھے برے لوگ ہر جگہ ہوتے ہیں''۔ صدیقی نے کہا۔

''شکریہ جناب۔ اب مجھے اجازت دیں۔ میں نے دوسرے کمروں میں بھی سروس دینی ہے''...... کلاڈ نے کہا۔

''مارٹن اس وقت کہاں ہوگا''...... صدیقی نے پوچھا۔

''مجھے کیا معلوم جناب''...... کلاڈ نے چونک کر کہا۔

''تم ایک کام کرو۔ نیچے جا کر رانسن کو بتا دو کہ ہمارا بظاہر باہر جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے اور پھر اس سے کسی طرح معلوم کر کے ہمیں بتاؤ کہ مارٹن اس وقت کہاں ہو سکتا ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''سوری جناب۔ یہ لوگ انتہائی وہمی اور خطرناک ہیں۔ اگر انہیں مجھ پر شک پڑ گیا تو پھر میرا زندہ رہنا محال ہے''...... کلاڈ نے صاف جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تم جاؤ''...... صدیقی نے کہا تو کلاڈ سلام کر کے ٹرالی دھکیلتا ہوا دروازے کی طرف مڑ گیا لیکن دروازے کے قریب ٹرالی روک کر وہ واپس مڑا اور پھر ان دونوں کے قریب آ گیا۔

''ڈیگارا گروپ کے دو آدمی ہال میں بھی موجود ہیں۔ ان کی

نشانی یہ ہے کہ دونوں نے سرخ رنگ کی ٹائی باندھی ہوئی ہے جس پر زرد رنگ کے پھول ہیں اور یہی نشانی ڈیگارا گروپ کی ہے اور مارٹن یقیناً سب ہیڈکوارٹر میں ہو گا کیونکہ جب ڈیگارا گروپ اور کرسٹینا ہیڈکوارٹر میں ہوں تو مارٹن سب ہیڈکوارٹر میں بیٹھنا پسند کرتا ہے''...... کلاڈ نے تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا باہر نکل گیا۔

''معاملات بے حد سیریس ہیں خاور۔ تم ٹھیک کہتے تھے۔ مجھ سے واقعی غلطی ہوئی ہے''...... کلاڈ کے کمرے سے باہر جاتے ہی صدیقی نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں صدیقی۔ اب ہمیں اس گروپ کا بہرحال خاتمہ کرنا ہو گا''...... خاور نے جواب دیا۔ لیکن پھر وہ ابھی بیٹھے اسی سلسلے میں پلاننگ سوچ رہے تھے کہ اچانک ان کی ناک سے نامانوس سی بو ٹکرائی اور وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ صدیقی نے سانس روک کر دروازے کی طرف دیکھا تو دروازے کے کی ہول سے ہلکے سفید رنگ کا دھواں تیزی سے اندر داخل ہو کر پورے کمرے میں پھیلتا جا رہا تھا۔ صدیقی ایک جھٹکے سے اٹھا ہی تھا کہ اس کا سر اس تیزی سے گھوما جیسے کوئی تیز رفتار لٹو گھومتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اندھیرے میں ڈوبتا چلا گیا۔

پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اسی طرح اس

کے تاریک ذہن میں روشنی ہوئی اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ اس نے آنکھیں کھولیں تو چند لمحوں تک اس کا ذہن سویا سویا سا رہا۔ اس کے ذہن میں ہلکے ہلکے دھماکے ہو رہے تھے۔ پھر جیسے ہی وہ پوری طرح ہوش میں آیا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھا ہوا بیٹھا تھا۔ اس نے گردن گھمائی تو اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے بے اختیار حیرت بھرے انداز میں اوہ کی آواز نکلی کیونکہ اس کے دائیں ہاتھ پر چوہان اور نعمانی کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے۔ ان کی گردنیں لٹکی ہوئی تھیں اور چہروں پر تکلیف کے تاثرات نمایاں تھے۔ ان کے جسموں پر موجود بینڈیج ویسے ہی موجود تھیں۔ بائیں ہاتھ پر خاور کرسی پر بندھا ہوا موجود تھا لیکن وہ سب بے ہوش تھے۔ سامنے دو خالی کرسیاں پڑی ہوئی تھیں۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا۔ اس کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ صدیقی حیران تھا کہ اسے کس طرح سب سے پہلے ہوش آ گیا۔ جب کچھ دیر سوچنے کے باوجود کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آئی تو اس نے یہ خیال ہی جھٹک دیا اور اب اس نے رسیوں کی طرف توجہ کی۔ لیکن رسیاں اس انداز میں باندھی گئی تھیں کہ وہ کسی صورت بھی انہیں نہ کھول سکتا تھا۔ وہ ابھی بیٹھا اس بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ بائیں ہاتھ پر موجود خاور کے منہ سے ہلکی سی آہ نکلی اور اس کے جسم میں ہوش میں آنے کے آثار نمایاں ہونا شروع ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک جھٹکے سے گردن اٹھائی اور آنکھیں

کھول دیں۔

"یہ۔ یہ ہم کہاں ہیں"...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد چوہان اور نعمانی بھی کراہتے ہوئے ہوش میں آ گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ انہیں باقاعدہ ہوش میں لانے کے لئے انجکشن وغیرہ لگائے گئے تھے۔ اس لئے وہ سب ہوش میں آ گئے تھے۔

"تم لوگ کیسے یہاں پہنچ گئے۔ تم تو ہسپتال میں تھے"۔ صدیقی نے چوہان اور نعمانی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اچانک ہمارے کمرے میں دھواں سا پھیلا اور پھر ہمیں ہوش نہ رہا اور اب یہاں ہوش آیا ہے"...... چوہان نے کہا۔

"رسیاں کھولنے کی کوشش کرو ورنہ ہم سب مارے جائیں گے"...... صدیقی نے کہا۔ لیکن کافی دیر تک مسلسل کوشش کرنے کے باوجود ان میں سے کوئی رسیاں نہ کھول سکا۔ اسی لمحے دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور آگے پیچھے چلتی ہوئیں دو خوبصورت سیاہ فام لڑکیاں اندر داخل ہوئیں۔ ان کے پیچھے ایک بھاری جسم کا آدمی تھا جبکہ اس سے پیچھے مشین گن سے مسلح آدمی تھا۔

"رسیاں چیک کر لی ہیں مارٹن۔ یہ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں"۔ سب سے آگے آنے والی لڑکی نے مڑ کر بھاری جسم والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس مادام۔ یہ کسی صورت بھی رسیوں سے آزاد نہیں ہو

سکتے"...... اس بھاری جسم والے آدمی نے جواب دیا جس کا نام مارٹن لیا گیا تھا۔ صدیقی اور خاور دونوں سمجھ گئے کہ وہ ڈیگارا گروپ کے شکنجے میں ہیں اور اندر داخل ہونے والی پہلی لڑکی ڈیگارا اور اس کے پیچھے کرسٹینا ہے اور یہ آدمی مارٹن تھا۔ دونوں لڑکیاں سامنے رکھی ہوئی کرسیوں پر بیٹھ گئیں جبکہ مارٹن نے دیوار کے ساتھ فولڈ کر کے رکھی ہوئی ایک کرسی اٹھائی اور اسے لا کر اس نے ان دونوں کے ساتھ رکھ کر کھولا اور پھر اس پر بیٹھ گیا جبکہ مشین گن بردار وہیں دروازے کے قریب ہی رک گیا تھا۔

"تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے"...... ڈیگارا نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم کیا تمہیں ایشیائی نظر آ رہے ہیں"...... صدیقی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈیگارا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم نے ماسک میک اپ کئے ہوئے تھے جو اتار دیئے گئے ہیں۔ گو یہ دوسری بات ہے کہ ان ماسک کے اتارنے کے باوجود تم ایشیائی نہیں ہو اور ہم نے میک اپ واشر کی مدد سے تمہارے میک اپ واش کرنے کی بھی کوشش کی ہے لیکن تمہارے میک اپ واش نہیں ہو سکے لیکن ہمارے پاس وہ کاغذات موجود ہیں جن کے مطابق تم کراتس سے کرامی فلائٹ کے ذریعے پہنچے ہو اور تم چاروں وہی ہو جن پر ایئر پورٹ پر حملہ کیا گیا تھا اور تم نے ہمارے تین آدمی ہلاک کر دیئے تھے۔ لیکن تم نے دیکھا کہ اتنے بڑے شہر

میں بھی تم ہم سے چھپ کر ایک دن بھی نہیں گزار سکے''...... ڈیگارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم نے اپنا تعارف نہیں کرایا اور ہم سے تمہاری کیا دشمنی ہے۔ ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آ رہی''...... صدیقی نے کہا۔

''ہمارا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ تمہیں ہلاک کر دیا جائے۔ اسی حکم کے تحت تم پر ایئر پورٹ پر حملہ کیا گیا لیکن تم ہلاک نہیں ہوئے۔ باہر کھلے عام تم پر حملہ کر کے ہم اپنے پیچھے پولیس کو نہ لگانا چاہتے تھے اس لئے آرنلڈ ہسپتال سے ان دونوں زخمیوں کو بھی یہاں لایا گیا ہے اور ہوٹل بلیک وے سے تم دونوں کو بھی اور اب تمہاری لاشیں گٹروں میں موجود کیڑوں کی خوراک بنیں گی''...... ڈیگارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔

''گن مجھے دو مارکوس''...... ڈیگارا نے مڑ کر مشین گن بردار سے کہا تو اس نے جلدی سے آگے بڑھ کر مشین گن ڈیگارا کے ہاتھ میں دے دی۔ صدیقی اور اس کے ساتھی بے بسی کی حالت میں بندھے ہوئے تھے کیونکہ باوجود کوشش کے وہ رسیاں نہ کھول سکے تھے۔

''ایک شرط پر تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے''...... اچانک ڈیگارا نے کہا۔

''ہمارے پاس تمہاری ماننے والی کوئی شرط نہیں ہے اور ہم وہ

بھی نہیں ہیں جو تمہیں بتایا گیا ہے۔ جس نے بھی تمہیں ہمارے بارے میں بتایا ہے غلط بتایا ہے۔ تم ہمیں ہلاک کر سکتی ہو کیونکہ ہم بندھے ہوئے ہیں لیکن کسی کو ہلاک کرنے کے بعد دوبارہ زندہ نہیں کیا جا سکتا اس لئے جو کچھ تم کرنا چاہو کر سکتی ہو لیکن بعد میں پچھتانے کا بھی تمہیں موقع نہیں ملے گا''...... صدیقی نے باوجود موت سامنے دیکھ کر انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہارا یہ اطمینان بتا رہا ہے کہ تم انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہو ورنہ عام آدمی کبھی ان حالات میں اس طرح مطمئن نہیں رہ سکتا۔ اس لئے تمہارا انجام موت ہے''...... ڈیگارا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کی نال صدیقی اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر کے ٹریگر پر انگلی رکھ دی۔

''تمہاری مرضی۔ اب میں مزید کیا کہہ سکتا ہوں''...... صدیقی نے بندھے ہونے کے باوجود اضطرابی طور پر کاندھے اچکاتے ہوئے کہا اور کاندھے اچکاتے ہی اسے محسوس ہوا کہ اس کے دونوں بازو اوپر کو اس طرح کھسکے ہیں جیسے رسیاں ڈھیلی ہو گئی ہوں۔

''ایک منٹ۔ ایک منٹ''...... اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے خاور نے چیخ کر کہا تو ڈیگارا نے گن نیچے کر لی۔

''تم کیا کہنا چاہتے ہو''...... ڈیگارا نے کہا۔

''تم نے شرط تو بتائی ہی نہیں۔ وہ تو بتا دو۔ ہو سکتا ہے کہ تمہیں ہمیں ہلاک کرنے کی ضرورت ہی نہ رہے''...... خاور نے کہا۔

”تمہارے ساتھی نے شرائط سنے بغیر ہی انکار کر دیا ہے۔ اس لئے اب کوئی شرط نہیں ہے۔ اب صرف موت باقی رہ گئی ہے“۔ ڈیگارا نے کہا۔

”نہیں گولیوں سے اڑا دو ڈیگارا۔ جتنی دیر ہو گی اتنا ہی خطرہ بڑھتا جائے گا“...... اچانک خاموش بیٹھی ہوئی کرسٹینا نے کہا۔

”یہ۔ یہ بندھے ہوئے بے بس لوگ ہمارے لئے اب کیا خطرہ بن سکتے ہیں“...... ڈیگارا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے ہی لمحے وہ چیختی ہوئی اچھل کر پہلے کرسی پر پشت کے بل گری اور پھر کرسی سمیت الٹ کر فرش پر جا گری اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی سنبھلتا اچانک تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی ڈیگارا، کرسٹینا، مارٹن اور مارکوس چاروں چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ مشین پسٹل صدیقی کے ہاتھوں میں تھا اور یہ فائرنگ اسی نے کی تھی۔ اس نے فائرنگ بند کی اور تیزی سے دونوں بازوؤں کی مدد سے رسیاں کھینچ کر ڈھیلی کیں اور چند لمحوں بعد وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ایک پیر میں جوتا تھا جبکہ دوسرے پیر میں صرف جراب تھی جوتا نہ تھا۔ صدیقی نے انہیں چیک کیا اور پھر ایک طرف پڑے ہوئے اپنے جوتے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ ساری کارروائی صرف چند سیکنڈز میں مکمل ہو گئی تھی۔

”یہ تم نے کیا ہے صدیقی“...... خاور نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے ہم سب کی زندگیاں بچائی ہیں خاور۔ ورنہ ہم سب واقعی ہٹ ہو چکے ہوتے“...... صدیقی نے جوتا پہن کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے عقب میں آ کر رسی کی مخصوص انداز میں بندھی ہوئی گانٹھ کھول دی۔ گانٹھ کھلتے ہی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں تو صدیقی چوہان کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کی رسیوں کی گانٹھ کھولنے کے بعد سب سے آخر میں نعمانی کی رسیوں کی گانٹھ کھول دی۔ اس دوران خاور آزاد ہو کر ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر باہر جا چکا تھا۔

”کیا یہ سب ہلاک ہو گئے ہیں“...... چوہان نے پوچھا۔ وہ اور نعمانی دونوں کرسیوں پر ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

”سوائے ڈیگارا اور مارٹن کے باقی دونوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ ان پر میں نے اس انداز میں فائرنگ کی ہے کہ یہ جلدی نہ مر سکیں گے“...... صدیقی نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ڈیگارا کو اٹھایا اور اسے لا کر کرسی پر ڈال دیا۔ اس کے پہلو میں گولیاں لگی تھیں اور وہاں سے ابھی تک خون رس رہا تھا۔ صدیقی نے اس کے پہلو پر ہاتھ کی انگلیاں رکھ کر انہیں دبایا اور پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ اسی لمحے خاور واپس آ گیا۔

”ان کے علاوہ اور کوئی آدمی یہاں موجود نہیں ہے“...... خاور نے کہا۔

”تم نے چیک کیا ہے کہ یہ عمارت کہاں ہے“...... صدیقی نے

مڑ کر پوچھا۔

''ہاں۔ کسی رہائشی کالونی کی کوٹھی ہے اور کالونی سے ہٹ کر بنی ہوئی ہے''...... خاور نے جواب دیا۔

''پھر یہ ان کا سب ہیڈکوارٹر ہے۔ تم باہر کا خیال رکھو کسی بھی لمحے اس مارٹن کے ماتحت آ سکتے ہیں''...... صدیقی نے کہا۔

''اب تم کیا کرنا چاہتے ہو۔ ہمیں یہاں سے فوراً نکل جانا چاہئے''...... خاور نے کہا۔

''ان کے ساتھیوں کا خاتمہ بھی ضروری ہے۔ تم باہر جاؤ۔ ہم جلد ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں گے''...... صدیقی نے کہا تو خاور سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ صدیقی نے رسیاں اٹھا کر ان رسیوں کی مدد سے ڈیگارا کو کرسی پر باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے مارٹن کو اٹھایا اور اسے بھی ایک اور کرسی پر ڈال کر اس نے رسیوں سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ڈیگارا کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر کے اسے ہوش میں لے آیا۔

''تم۔ تم کیسے آزاد ہو گئے۔ یہ سب کیسے ہوا۔ وہ کرسٹینا۔ اوہ کیا وہ ہلاک ہو گئی''...... ڈیگارا نے ہوش میں آتے ہی کراہتے اور قدرے چیختے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر اذیت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''کرسٹینا اور گن مین دونوں کو میں نے ہلاک کر دیا ہے۔ تم اور تمہارا ماتحت مارٹن ابھی زندہ ہیں۔ میں نے جان بوجھ کر اس انداز

میں تم دونوں پر فائرنگ کی تھی کہ گولیاں پہلوؤں کو زخمی کر کے دوسری طرف سے نکل گئی ہیں۔ اس طرح تم بے ہوش تو ہو گئی لیکن زندہ بچ گئیں''...... صدیقی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پیچھے آ کر گری ہوئی وہ کرسی اٹھائی جس پر پہلے ڈیگارا بیٹھی ہوئی تھی اور پھر وہ کرسی ڈیگارا کے سامنے رکھ کر اس پر بیٹھ گیا۔ چوہان اور نعمانی ابھی تک ان کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے جن پر انہیں پہلے باندھا گیا تھا۔

''تم۔ تم نے یہ سب کیسے کیا۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... ڈیگارا نے کراہتے ہوئے کہا۔

''تمہارے آدمیوں نے ہمیں واقعی اس انداز میں باندھا تھا کہ ہم کسی طرح بھی گانٹھ نہ کھول سکتے تھے اس لئے بے بس بیٹھے ہوئے تھے۔ پھر تم نے مشین گن ہم پر تان لی اور تم ٹریگر دبا ہی رہی تھی کہ میرے ساتھی نے تمہیں مخاطب کر لیا اور تم نے ٹریگر دبانے کا فوری ارادہ بدل دیا۔ میں نے کاندھے اچکائے تو اچانک مجھے محسوس ہوا کہ میرے دونوں بازو جو رسیوں کے اندر تھے حرکت کر سکتے ہیں۔ میں نے اپنے ایک بازو کو حرکت دی اور کوٹ کی جیب میں موجود مشین پسٹل نکال لیا۔ اس دوران تم نے دوبارہ مشین گن ہم پر تان لی۔ میں نے پیر کا جوتا اتارا اور ٹانگ کو جھٹک کر جوتا تمہاری طرف اچھال دیا۔ جوتا تمہیں اچانک لگا تو تم لڑکھڑا کر کرسی پر گری اور پھر کرسی سمیت الٹ کر نیچے فرش پر جا

گری۔ اتنا وقفہ میرے لئے کافی تھا۔ میں نے جیب سے مشین پسٹل تو نکال ہی لیا تھا اور اس کے بعد میں نے مشین پسٹل سے فائرنگ کر کے تم چاروں کو نیچے گرا دیا۔ پھر رسیاں ڈھیلی کر کے میں اوپر کو اٹھا اور کرسی کی سیٹ پر پیر رکھ کر فرش پر پہنچ گیا۔ اس کے بعد میں نے اپنے ساتھیوں کو کھول دیا''...... صدیقی نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''کرسٹینا ٹھیک کہتی تھی۔ تم واقعی خطرناک ترین انسان ہو۔ کاش میں نے تمہیں تمہاری بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک کر دیا ہوتا''۔ ڈیگارا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اب تم بتاؤ کہ تمہارا سیکشن ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... صدیقی نے کہا۔

''سیکشن ہیڈکوارٹر، مجھے کیا معلوم۔ اور مجھے ہی کیا کسی کو بھی معلوم نہیں ہے''...... ڈیگارا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارے گروپ میں کتنے افراد ہیں''...... صدیقی نے پوچھا۔

''میں تمہیں کچھ نہیں بتا سکتی اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم نے مجھے ہلاک کرنے کی کوشش کی تو تم سب بھی ساتھ ہی ختم ہو جاؤ گے''...... ڈیگارا نے کہا۔

''صدیقی۔ کیوں وقت ضائع کر رہے ہو۔ کسی بھی لمحے حالات بدل سکتے ہیں اور پھر ہم زخمی ہیں''...... چوہان نے اچانک بولتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے''...... صدیقی نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی کمرہ ڈیگارا کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھا جبکہ مارٹن بے ہوشی کے عالم میں ہی تڑپ کر ختم ہو چکا تھا۔ اسی لمحے خاور اندر داخل ہوا۔

''ہلاک کر دیا ہے انہیں۔ کیا ان سے کچھ معلوم ہوا ہے یا نہیں''۔ خاور نے کہا۔ وہ شاید فائرنگ کی آواز سن کر اندر آیا تھا۔

''کوشش تو کی تھی لیکن یہ تربیت یافتہ لوگ تھے اس لئے سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کچھ حاصل نہ ہونا تھا۔ لیکن اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم کہاں جا کر رہیں۔ عمران صاحب تو ہوٹل بلیک دے میں ہی رابطہ کریں گے اور ابھی اس مارٹن کے ماتحت زندہ ہیں۔ وہ ان کی لاشیں دیکھنے کے بعد لازماً ہمیں ٹریس کرنے کی کوشش کریں گے''...... صدیقی نے کہا تو سب کے چہروں کے عضلات کھنچ سے گئے۔

''یہاں سے تو نکلو۔ کوئی نہ کوئی چکر چل ہی جائے گا''...... خاور نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

''یہ اگر رہائشی کالونی ہے تو لازماً اس کالونی میں کوئی نہ کوئی کوٹھی کرائے یا فروخت کے لئے خالی پڑی ہو گی اور چونکہ یہاں فرنشڈ کوٹھیاں کرائے پر دی جاتی ہیں یا فروخت کی جاتی ہیں اس لئے عارضی طور پر ہم آسانی سے وہاں شفٹ ہو سکتے ہیں''...... اچانک

نعمانی نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ خاور تم جا کر ایسی کوٹھی چیک کرو۔ میں باہر پہرہ دیتا ہوں۔ ایسی صورت میں ہم یہاں آنے والوں کو بھی چیک کر سکیں گے''...... صدیقی نے کہا تو خاور سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔

''یہ اگر ان کا ہیڈکوارٹر ہے تو یہاں اسلحہ بھی ہو گا۔ یہاں وائرلیس بم نصب کر کے ڈی چارجر ساتھ لے لو۔ جب ان کے ساتھی یہاں اکٹھے ہو جائیں تو اسے فائر کر دیں گے۔ اس طرح یہ پورا سیکشن ہی ختم ہو جائے گا''...... چوہان نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ میں چیکنگ کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی کر لیتا ہوں''...... صدیقی نے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سٹارگ لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ وہ سٹارگ کلب کا مالک اور مینجر تھا۔ اس وقت وہ اپنے کلب کے آفس میں موجود تھا کہ سامنے میز پر موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ سٹارگ بول رہا ہوں''...... سٹارگ نے کاروباری لہجے میں کہا۔

''سپیشل کال''...... دوسری طرف سے غراتی ہوئی سرد سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سٹارگ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے رسیور رکھا اور اٹھ کر عقبی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دوسری طرف ایک اور کمرہ تھا جو ریٹائرنگ روم کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ سٹارگ نے دروازہ بند کیا اور دروازے کے ساتھ ہی سوئچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کا بٹن

پریس کر دیا تو دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ وہ تیزی سے مڑا اور اس نے ایک الماری کھول کر اس میں سے سیاہ رنگ کا فون نکال کر میز پر رکھا۔ اس فون پر نمبر موجود نہ تھے۔ اس نے اس کو فون پلگ کے ساتھ منسلک کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ٹون آنے کا اطمینان کیا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔

شارگ طویل عرصے تک ایکریمیا کی مختلف سیکرٹ ایجنسیوں میں کام کرتا رہا تھا اور وہ خاصا معروف سیکرٹ ایجنٹ تھا۔ پھر وہ بلیک تھنڈر کے ساتھ اٹیچ ہو گیا اور اس نے ملازمت چھوڑ دی اور کرامی میں آ کر اس نے اپنا کلب کھول لیا۔ شارگ اس پورے علاقے میں بلیک تھنڈر کے لئے خصوصی مشنز پر کام کرنے والا ایجنٹ تھا اور اس نے یہاں رہ کر بلیک تھنڈر کے لئے ایسے کام کئے تھے کہ اسے سیکشن ہیڈکوارٹر نے سپر ایجنٹ بنا دیا تھا۔ جس کا علیحدہ ہیڈکوارٹر تھا لیکن شارگ اس ہیڈکوارٹر میں سوائے انتہائی اشد ضرورت کے نہ جاتا تھا۔ وہاں کا انچارج اس کا ماتحت نائف تھا۔ اس کے سیکشن میں نائف سمیت چار افراد تھے لیکن یہ سب کے سب انتہائی منجھے ہوئے اور تربیت یافتہ لوگ تھے۔ وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ اس بار اس کے ذمے کون سا مشن لگایا جاتا ہے کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو شارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”شارگ بول رہا ہوں“...... شارگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”تم ڈیگارا اور اس کے سیکشن کے بارے میں جانتے ہو“۔

دوسری طرف سے سرد لہجے میں کہا گیا۔

”یس سر۔ اچھی طرح جانتا ہوں“...... شارگ نے چونک کر کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چار آدمی کرانس سے کرامی پہنچے ہیں۔ میں نے ڈیگارا کو انہیں ہلاک کرنے کا مشن دیا تھا اور ان کے کاغذات اور تصویریں بھی کرسٹینا کے ذریعے اس تک پہنچا دی تھیں لیکن اب نہ ہی ڈیگارا کال اٹنڈ کر رہی ہے اور نہ کرسٹینا۔ ان کے ماتحت گروپ سے بھی رابطہ نہیں ہو سکا اس لئے تم ان کے بارے میں معلوم کرو۔ دو گھنٹے بعد دوبارہ تمہیں کال کیا جائے گا“...... سیکشن چیف نے سخت اور سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو شارگ نے رسیور رکھ دیا اور پھر اٹھ کر وہ دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوئچ بورڈ پر موجود سرخ رنگ کا بٹن آف کیا تو دروازے پر جلنے والا بلب بجھ گیا۔ شارگ نے دروازہ کھولا اور اپنے آفس میں آ کر اپنی مخصوص ریوالونگ چیئر پر بیٹھ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ نائف بول رہا ہوں“...... دوسری طرف سے اس کے نمبر ٹو نائف کی آواز سنائی دی۔

”شارگ بول رہا ہوں“...... شارگ نے سخت لہجے میں کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت

مؤدبانہ ہو گیا۔

"ڈیگارا کا ہیڈ کوارٹر اور سب ہیڈ کوارٹر تم نے دیکھا ہوا ہے"۔ سٹارگ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سیکشن چیف نے ڈیگارا کو چار ایجنٹوں کے خاتمے کا مشن دیا تھا لیکن اب سیکشن چیف کا نہ ہی ڈیگارا سے رابطہ ہو رہا ہے اور نہ ہی اس کی ماتحت کرسٹینا سے۔ تم آدمی بھیج کر معلوم کراؤ کہ وہاں کیا ہوا ہے اور پھر دو گھنٹے کے اندر اندر مجھے مکمل رپورٹ مل جانی چاہئے"...... سٹارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی معلوم کراتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سٹارگ نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے یہاں کلب میں اپنا آفس ضرور بنایا ہوا تھا لیکن تمام کاروباری کام اس کے اسسٹنٹ مینجرز کرتے تھے۔ اس تک معاملات اس وقت پہنچتے تھے جب کوئی خاص مسئلہ ہو ورنہ وہ یہاں اپنے ہی کام کرتا رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اب تک اسے نہ ہی کوئی کال کی گئی تھی اور نہ ہی کوئی آدمی اس کے آفس میں آیا تھا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد۔ یقیناً ان میں عمران بھی ہو گا۔ سیکشن چیف کو مجھے اطلاع دینی چاہئے تھی۔ ڈیگارا اور کرسٹینا لاکھ ذہین سہی بہرحال پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران ان کے بس کا روگ نہیں ہیں"...... سٹارگ نے خود کلامی کے انداز

میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ایک طرف رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے سامنے رکھی اور اسے کھول کر پڑھنے میں مصروف گیا۔ پھر اس نے ابھی فائل ختم ہی کی تھی کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور سٹارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سٹارگ بول رہا ہوں"...... سٹارگ نے کہا۔

"نائف بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے نائف کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"کیا رپورٹ ہے"...... سٹارگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔ اسے نائف کے لہجے سے ہی محسوس ہو گیا تھا کہ رپورٹ اچھی نہیں ہے۔

"باس۔ ڈیگارا گروپ کا ہیڈ کوارٹر تو درست حالت میں ہے لیکن وہ خالی ہے۔ وہاں کوئی آدمی نہیں ہے۔ اس کے بعد جب سب ہیڈ کوارٹر کو چیک کرایا گیا تو اطلاع ملی کہ ایک گھنٹہ پہلے سب ہیڈ کوارٹر خوفناک دھماکوں سے مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے۔ پولیس اور فائر بریگیڈ وہاں پہنچ چکی تھیں اور ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ سب ہیڈ کوارٹر کے ملبے سے ڈیگارا، کرسٹینا، مارٹن اور اس کے آٹھ ماتحتوں کے جسموں کے جلے ہوئے ٹکڑے ملے ہیں اور باس۔ یہ اطلاع بھی ملی ہے کہ ڈیگارا، کرسٹینا، مارٹن اور اس کے ایک ماتحت کو گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے جبکہ باقی سات افراد اس دھماکے سے ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ ان کے جسموں سے گولیاں یا ان کے زخموں کے

نشانات نہیں ملے''...... نائف نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ڈیگارا اور اس کا پورا سیکشن ہی ختم کر دیا گیا ہے''...... سٹارگ نے کہا۔

''یس باس اور پولیس ہیڈکوارٹر سے ایک اور رپورٹ بھی ملی ہے کہ آج صبح کرانس سے کرامسی آنے والی فلائٹ کے مسافر پبلک لاؤنج میں پہنچے تو وہاں اچانک فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر جب پولیس وہاں پہنچی تو وہاں دو زخمی اور تین لاشیں ملی ہیں اور باس یہ تینوں لاشیں مارٹن کے ماتحتوں کی تھیں اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ فائرنگ کے وقت ایئر پورٹ پر مارٹن اور کرسٹینا بھی نظر آئے تھے''...... نائف نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''وہ زخمی کہاں گئے''...... سٹارگ نے پوچھا۔

''ہسپتال میں داخل ہوں گے باس''...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''ان کے بارے میں معلومات حاصل کرو''...... سٹارگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا۔ یہ لوگ ڈیگارا اور اس کے گروپ کے قابو میں کہاں آ سکتے تھے۔ کاش سیکشن چیف نے مجھے اطلاع دے دی ہوتی''...... سٹارگ نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ سٹارگ بول رہا ہوں''...... سٹارگ نے کہا۔

''نائف بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے نائف کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے ان زخمیوں کے بارے میں''۔ سٹارگ نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ دونوں زخمیوں کو جنرل ہسپتال میں لایا گیا اور ان کے دو بچ جانے والے ساتھیوں کو بھی پولیس ہسپتال ساتھ لے گئی تھی۔ ان دونوں زخمیوں کا آپریشن کیا گیا۔ پولیس نے ان کے ساتھیوں کا بیان لیا اور واپس چلی گئی۔ ان دونوں کے بارے میں بتایا گیا کہ وہ ہوٹل بلیک وے میں ٹھہریں گے۔ پھر ان زخمیوں کے ساتھی انہیں ساتھ لے کر جنرل ہسپتال سے چلے گئے۔ اس کے بعد ان کا پتہ نہیں چل سکا۔ البتہ میں نے ہوٹل بلیک وے سے معلومات حاصل کی ہیں۔ وہاں سے معلوم ہوا ہے کہ دو مسافر چوتھی منزل پر آ کر ٹھہرے۔ پھر اچانک ان کے کمرے خالی پڑے پائے گئے اور وہ تب سے غائب ہیں''...... نائف نے کہا۔

''ہوٹل میں ان کے کاغذات موجود ہوں گے۔ ان میں ان کے حلیئے وغیرہ بھی ہوں گے۔ وہ معلوم کراؤ''...... سٹارگ نے کہا۔

''یس باس''...... نائف نے کہا۔

''اور سنو۔ وہاں سے وہ لوگ اس طرح آسانی سے غائب نہیں ہو سکتے۔ وہاں ضرور کوئی گڑبڑ ہوئی ہو گی۔ وہاں کے کسی ویٹر کو رقم

دے کر اصل معلومات حاصل کرو اور ان زخمیوں کو بھی کسی ایمبولینس میں لے جایا گیا ہوگا اور لازماً کسی پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کرایا گیا ہوا۔ یہ ساری معلومات حاصل کرو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ سیکشن چیف ان چاروں کے خاتمے کا مشن ہمیں دے دے“...... سٹارگ نے کہا۔

”لیس باس۔ میں تمام معلومات حاصل کرتا ہوں“...... نائف نے کہا تو سٹارگ نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد عقبی کمرے سے فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو وہ تیزی سے عقبی کمرے میں آیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”سٹارگ بول رہا ہوں چیف“...... سٹارگ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا رپورٹ ہے“...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں پوچھا گیا تو سٹارگ نے نائف کی دی ہوئی رپورٹ تفصیل سے دوہرا دی۔

”ویری بیڈ۔ اس قدر آسان مشن ان سے مکمل نہیں ہو سکا۔ صرف چار افراد کو ان کی غفلت میں ہلاک کرنا تھا“...... دوسری طرف سے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ میں نے ان کی تلاش شروع کرا دی ہے“...... سٹارگ نے کہا۔

”کہیں تمہارا بھی وہی حشر نہ ہو جو ڈیگارا سیکشن کا ہوا ہے“۔

سیکشن چیف نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”چیف۔ میں ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو زیادہ بہتر انداز میں جانتا ہوں۔ ڈیگارا اس لئے ماری گئی ہے کہ اسے تصور بھی نہ ہوگا کہ یہ لوگ انتہائی خطرناک ایجنٹ ہیں“...... سٹارگ نے کہا۔

”ڈیگارا کے ذمے یہ مشن اس لئے لگایا گیا تھا کہ ان میں عمران شامل نہیں تھا اور یہ چاروں ایک فلائٹ کے ذریعے کرامی پہنچ رہے تھے۔ ان کے کاغذات ان کے کرامی پہنچنے سے پہلے ڈیگارا تک پہنچا دیئے گئے تھے۔ اس کے بعد کوئی ایسا خطرہ باقی نہ رہ جاتا تھا۔ تمہیں ایک گھنٹے بعد دوبارہ کال کیا جائے گا۔ پھر حتمی ہدایات دی جائیں گی“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سٹارگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ سیکشن چیف نے اسے ابھی کام کرنے کی اجازت نہ دی تھی اور یہ بات اس کے لئے حیرت کا باعث بن رہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ کیا سیکشن چیف کو اس کی کارکردگی پر اعتماد نہیں ہے یا سیکشن چیف کے خیال کے مطابق وہ اس کام کا اہل نہیں ہے۔ یہ سب باتیں سوچتا ہوا سٹارگ اٹھ کر واپس اپنے آفس میں آ کر بیٹھ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد عقبی کمرے سے فون کی گھنٹی کی آواز سنائی دی تو وہ ایک بار پھر اٹھ کر تیزی سے عقبی کمرے میں پہنچ گیا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

”سٹارگ بول رہا ہوں چیف“...... سٹارگ نے انتہائی مؤدبانہ

لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ جن میں ایک پاکیشیائی ہے جبکہ دوسرا افریقی حبشی ہے کرامی آنے کے لئے ایک فلائٹ میں سوار ہوا ہے۔ اس کی یہ فلائٹ کرامی چار گھنٹوں بعد پہنچنے والی ہے۔ وہ اپنے اصل نام اور حلیئے میں آ رہا ہے۔ تم ایئر پورٹ سے اس فلائٹ کے مسافروں کے کاغذات چیک کراؤ۔ اس طرح تم اسے مارک کرلوگے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم اس عمران کا خاتمہ کراؤ اور یہ سن لو کہ اگر تم ناکام رہے تو تمہارے ڈیتھ آرڈر بھی جاری کئے جا سکتے ہیں"۔ سیکشن چیف نے کہا۔

"چیف۔ کیا یہ ضروری ہے کہ انہیں ایئر پورٹ پر ہی ختم کیا جائے"...... شارگ نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

"کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم"...... سیکشن چیف نے چونک کر پوچھا۔

"چیف۔ لازماً عمران ان چار افراد کی خاطر یہاں آ رہا ہو گا۔ اگر اسے ایئر پورٹ پر ہی ختم کرایا گیا تو پھر اس کے ساتھی سامنے نہ آ سکیں گے جبکہ عمران کی نگرانی کی جائے اور پھر جیسے ہی اس کے ساتھی سامنے آئیں تو ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس طرح یہ پورا گروپ آسانی سے ختم ہو جائے گا"...... شارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"اصل اہمیت اس عمران کی ہے۔ باقی گروپ کی کوئی اہمیت نہیں ہے اور انہوں نے یہاں رکنا نہیں ہے۔ یہ لوگ یہاں اکٹھے ہونے کے لئے آئے ہیں۔ اس لئے ایسا نہ ہو کہ تم انہیں ٹریس کرتے ہی رہ جاؤ اور یہ لوگ یہاں سے نکل بھی جائیں۔ تمہارا ٹارگٹ عمران ہے۔ اسے ہر صورت میں اور فوری ختم کرنا ہے"۔ سیکشن چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس چیف۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ کے حکم کی فوری تعمیل ہو گی"...... شارگ نے جواب دیا۔

"تمہارا مشن بھی ڈیگارا جیسا ہے۔ عمران اپنے دو ساتھیوں سمیت کرامی آ رہا ہے اور اسے تمہارے بارے میں کوئی علم نہیں ہو گا۔ زیادہ سے زیادہ اسے ڈیگارا کے بارے میں رپورٹ مل چکی ہو گی اس لئے وہ مزید مطمئن ہو چکا ہو گا لیکن اگر تم اسے اس کے باوجود بھی ختم نہ کر سکے تو پھر تمہارے بھی ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے"...... سیکشن چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر"...... شارگ نے کہا تو دوسری طرف سے بغیر مزید کچھ کہے رابطہ ختم کر دیا گیا تو شارگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ فون سیٹ کو پلگ سے علیحدہ کیا اور اسے الماری میں رکھ کر وہ بیرونی آفس میں آ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس نائف بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی نائف کی آواز سنائی دی۔

”شارگ بول رہا ہوں“...... شارگ نے کہا۔

”یس سر۔ ابھی ان کو تلاش کیا جا رہا ہے“...... نائف نے کہا۔

”ان کی تلاش ختم کر دو۔ سیکشن چیف نے ہمارے ذمے اس سے زیادہ اہم مشن لگا دیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس مشن میں ناکامی کی صورت میں ہمارے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے“...... شارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

”مشن کیا ہے باس“...... نائف نے چونک کر پوچھا۔

”پاکیشیا سے ایک فلائٹ کرامی آ رہی ہے۔ یہ فلائٹ چار گھنٹوں بعد کرامی ایئر پورٹ پر لینڈ کرے گی۔ اس میں ایک پاکیشیائی علی عمران اپنے ایک مقامی ساتھی اور ایک افریقی حبشی کے ساتھ سفر کر رہا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ یہ علی عمران اپنے اصل نام اور چہرے سے سفر کر رہا ہے۔ یہ علی عمران ہمارا ٹارگٹ ہے۔ اسے ہر صورت میں ایئر پورٹ پر ہی ختم کرنا ہے۔ تم فوری طور پر ایئر پورٹ سے اس فلائٹ کے مسافروں کے کاغذات چیک کراؤ اور اس علی عمران کی تصویر حاصل کر کے اپنے ماتحت کو دے دو اور ایئر پورٹ پر جیسے ہی علی عمران پبلک لاؤنج میں پہنچے اس پر گولیوں کی بارش کرا دو۔ اس بات کی ہرگز پرواہ مت کرنا کہ اس کے ساتھ اور کتنے افراد ہلاک ہوتے ہیں۔ اس علی عمران کو ہم نے ہر صورت

میں ہلاک کرنا ہے لیکن یہ سن لو کہ یہ علی عمران دنیا کا سب سے خطرناک ترین ایجنٹ ہے۔ اس لئے تمہاری معمولی سی کوتاہی سے یہ بچ کر نکل جائے گا اور پھر اس کا ملنا ناممکن نہیں تو مشکل بہرحال ہو گا کیونکہ یہ میک اپ کا ماہر ہے“...... شارگ نے کہا۔

”یس باس۔ لیکن کیا آپ خود اس مشن میں شریک نہیں ہوں گے“...... نائف نے کہا۔

”میں بھی وہاں موجود ہوں گا لیکن میک اپ میں اور تم نے مرحلہ وار اپنے آدمیوں کو تعینات کرنا ہے تاکہ اگر ایک مرحلے سے یہ بچ کر نکل جائے تو دوسرے مرحلے میں مارا جائے۔ بہرحال یہ تمام مرحلے ایئر پورٹ کی حدود تک محدود ہونے چاہئیں۔ ایئر پورٹ کی حدود سے اس کو زندہ باہر نہیں نکلنا چاہئے“...... شارگ نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم تصویر حاصل کرو اور پھر تصویر کی ایک کاپی مجھے بھجوا دو“۔ شارگ نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو شارگ نے رسیور رکھ دیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ وہ میک اپ میں ایئر پورٹ سے باہر موجود رہے گا اور اگر عمران وہاں سے کسی بھی صورت بچ کر باہر آ جائے تو وہ اسے خود ہلاک کر دے گا۔ اسے یقین تھا کہ اس انتظام کے بعد عمران کے بچ نکلنے کا ایک فیصد سکوپ بھی نہ رہے گا۔

ڈیوک اور پیگی کرامی اور لورگو شہر کے درمیان ایک خاصے بڑے گاؤں نما شہر کی ایک عمارت میں بیٹھے شراب پینے میں مصروف تھے۔ اس شہر کا نام چانگی تھا۔ چانگی سے گزرے بغیر سڑک کے راستے کسی صورت لورگو نہ پہنچا جا سکتا تھا۔ چانگی کے آغاز میں سڑک کی سائیڈ پر ایک بڑی چیک پوسٹ تھی۔ جہاں چاگو انتہائی مستعدی اور سختی سے ہر گزرنے والی کار اور جیپ وغیرہ کو نہ صرف اچھی طرح چیک کرتے تھے بلکہ سیاحوں کے کاغذات کی بھی باقاعدہ چھان پھٹک ہوتی تھی۔ یہ چیکنگ چوبیس گھنٹے جاری رہتی تھی اور چاگو فورس کے افراد یہاں تین شفٹوں میں کام کرتے تھے۔ ان کی رہائشی کالونی بھی یہاں سے قریب ہی تھی۔ ڈیوک اور پیگی کو یہاں آئے ہوئے دو روز ہو گئے تھے۔ ان کا زیادہ تر وقت اس چیک پوسٹ پر ہی گزرتا تھا لیکن شام ہوتے ہی وہ اس رہائش گاہ پر پہنچ

جاتے تھے۔

"ہمیں آخر یہاں کیوں پابند کیا گیا ہے"...... پیگی نے کہا۔

"تمہیں معلوم تو ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ہم یہاں موجود ہیں۔ پھر تم کیوں بار بار یہ بات کر رہی ہو"...... ڈیوک نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن سیکشن چیف نے تو کہا تھا کہ پہلے انہیں کرامی میں روکا جائے گا اور انہیں وہیں ہلاک کر دیا جائے گا لیکن اس کے باوجود اگر وہ بچ کر وہاں سے نکل آئے تب ہمیں حرکت میں آنا ہو گا۔ لیکن کیا سیکشن چیف کو ان کی نقل و حرکت کا علم ہے"...... پیگی نے کہا۔

"سیکشن چیف کا جال ہر جگہ پھیلا ہوا ہے اس لئے تم سوچ سمجھ کر منہ سے بات نکالا کرو"...... ڈیوک نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا تو پیگی بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں نے کوئی غلط بات نہیں کی۔ ویسے ہم یہاں خواہ مخواہ موجود ہیں۔ ہمیں کرامی میں ہونا چاہئے تھا تاکہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا شکار خود کر سکتے۔ یہاں بیٹھنا تو محض احمقانہ کام ہے"۔ پیگی نے کہا۔

"بات تو تمہاری ٹھیک ہے۔ ہم سپر ایجنٹ ہیں لیکن ہمیں صرف نگرانی اور چیکنگ پر لگا دیا گیا ہے"...... ڈیوک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اگر ہم کراچی نہیں جا سکتے تو پھر ہمیں لورگو ہونا چاہئے کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹ بہرحال وہاں پہنچ کر ہی آگے بڑھیں گے"۔ پیگی نے کہا۔

"آگے وہ کیسے جائیں گے۔ یہ بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ اس قدر خوفناک جنگل میں وہ پیدل کیسے ڈیڑھ دو سو میل کا سفر کر کے وادی کارز میں پہنچیں گے جہاں لیبارٹری ہے۔ ہیلی کاپٹر تو ان کے پاس ہے نہیں اور اگر ہوتا تو پھر زیادہ آسانی سے اسے تباہ کیا جا سکتا تھا"...... ڈیوک نے کہا۔

"جو کچھ ہم نے دیکھا ہے اس کے بعد وہاں پہنچنا کسی کے بس کا روگ نہیں ہے اور اگر کوئی وہاں پہنچ بھی جائے تو ماتو قبیلہ ایک لمحے میں ان کی بوٹیاں اڑا دے گا"...... پیگی نے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ اس لیبارٹری میں کیا ہو رہا ہے"۔ اچانک ڈیوک نے پوچھا۔

"ہونا کیا ہے۔ کوئی خوفناک ہتھیار ہی بن رہا ہو گا"...... پیگی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔

"وہاں دنیا کا سب سے خطرناک انسان تیار ہو رہا ہے۔ زندہ انسان۔ مشینی نہیں"...... ڈیوک نے کہا تو پیگی بے اختیار اچھل پڑی۔

"زندہ انسان تیار ہو رہا ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ مصنوعی انسان بہرحال مشین ہی ہوتا ہے۔ چاہے بظاہر زندہ ہی

کیوں نہ نظر آتا ہو"...... پیگی نے کہا۔

"وہاں سلاجیم کی نسل کشی ہو رہی ہے۔ بیل کے سر اور انسانی جسم رکھنے والی مخلوق سلاجیم کہلاتی ہے"...... ڈیوک نے کہا تو پیگی کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کیا۔ کیا یہ کس طرح ممکن ہو سکتا ہے"...... پیگی نے کہا۔

"مجھے سردار ماتو نے بتایا ہے کہ گزشتہ دس سالوں سے ایک خوفناک مخلوق تیار کی جا رہی ہے۔ ہزاروں سال پہلے دنیا میں مخلوط نوع کے انسان موجود تھے۔ جو ایک خوفناک سمندری طوفان میں مکمل طور پر صفحہ ہستی سے ختم ہو گئے کیونکہ اس طوفان نے پوری دنیا کو گھیر لیا تھا۔ ان میں سے ایک مخلوق سلاجیم تھی جس کا سر بیل کا اور جسم انسان کا تھا لیکن یہ عام انسانی جسم نہیں تھا بلکہ اس قدر سخت تھا کہ اس پر ایٹم بم بھی اثر نہیں کر سکتا تھا۔ تاریخ کے مطابق صرف ایک مرتبہ اس زمانے کے ایک سورما نے ان میں سے ایک کو اپنی تلوار سے ہلاک کر دیا تھا اور یہ قصہ اس قدر مشہور ہوا تھا کہ اس وقت کی پوری دنیا میں اسے مثال سمجھا جاتا تھا"...... ڈیوک نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"پہلے تو تمہیں شراب سے نشہ نہیں ہوتا تھا۔ آج کیوں ہو گیا ہے"...... پیگی نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ڈیوک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"تو تم سمجھ رہی ہو کہ میں شراب کے نشے میں یہ باتیں کر رہا

ہوں جبکہ یہ حقیقت ہے۔ اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت اور میں نے اس مخلوق میں سے ایک کو خود دیکھا بھی ہے''۔ ڈیوک نے کہا۔

''کیا مطلب۔ کیسے''...... پیگی نے چونک کر پوچھا۔

''بیل کے سر اور انسانی جسم رکھنے والے انسان کو۔ لیکن ابھی وہ بچہ تھا صرف چھ سال کا لیکن وہ تیزی سے بڑھ رہا ہے اور سردار ماتو نے بتایا کہ ایک ہزار ایسے بچے اب تک پیدا کئے جا چکے ہیں اور مزید پیدا کئے جا رہے ہیں۔ یہاں کے سائنس دان ان کی تعداد دس لاکھ تک لے جانا چاہتے ہیں''...... ڈیوک نے کہا۔

''کیا تم واقعی سنجیدہ ہو یا یہ کوئی مذاق ہے''...... پیگی کو ابھی تک یقین نہیں آ رہا تھا۔

''میں درست کہہ رہا ہوں پیگی۔ جب تک میں نے اسے اپنی آنکھوں سے نہ دیکھا تھا مجھے بھی اس بات پر یقین نہ آ رہا تھا''۔ ڈیوک نے کہا تو پیگی کی آنکھیں مزید پھیل گئیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ مذاق نہیں ہے۔ لیکن میں بھی تو تمہارے ساتھ تھی تو پھر تم نے کب اسے دیکھا اور کہاں دیکھا تھا''...... پیگی نے کہا۔

''جب تم بڑے سردار کی جھونپڑی میں ہی رک گئی تھی تو میں سردار ماتو کے ساتھ لیبارٹری کی سیکورٹی چیک کرنے چلا گیا تھا اور یہ سیکورٹی چیک کرتے ہوئے جب ہم لیبارٹری کے سیکورٹی ایریے

میں داخل ہوئے تو میں نے اس سے پوچھا کہ لیبارٹری کی زہریلی گیس باہر نکالنے کا کیا انتظام ہے تو سردار ماتو بے اختیار ہنس پڑا۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ ویسی لیبارٹری نہیں ہے کہ جہاں زہریلی گیس پیدا ہو۔ یہاں تو بچے پیدا کرنے اور ان کی پرورش کرنے کے انتظامات ہیں اور لیبارٹری اس لئے اسے کہتے ہیں کہ یہاں کلوننگ کے ذریعے سلاجیم پیدا کئے جا رہے ہیں اور پھر ان کی پرورش کی جاتی ہے۔ میں اس بات پر بے حد حیران ہوا اور مجھے اس کی بات پر یقین نہ آیا تو اس نے مجھے لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر والٹر سے ملوایا۔ ڈاکٹر والٹر سے سیکورٹی کے بارے میں بڑی تفصیل سے بات ہوئی۔ میں نے ان سے سردار ماتو کی بات کا ذکر کیا تو ڈاکٹر والٹر نے اس کی تصدیق کر دی لیکن ساتھ ہی مجھ سے حلف لیا کہ میں اس بارے میں کسی کو نہیں بتاؤں گا۔ پھر اس نے ایک سلاجیم بچے کو منگوایا اور میرے سامنے پیش کر دیا۔ بچہ انسانی تھا لیکن اس کا سر انسانوں جیسا نہیں تھا وہ بیل جیسا تھا۔ البتہ جسم انسانوں جیسا تھا۔ اس کے سر پر چھوٹے چھوٹے سینگ بھی تھے لیکن یہ بولتا انسانوں کی طرح تھا۔ پھر ڈاکٹر والٹر نے مجھے بتایا کہ ہزاروں سال پہلے یہ مخلوق اور اس جیسی اور نوعی مخلوقات اس دنیا میں موجود تھیں لیکن پھر پوری دنیا میں خوفناک سیلاب آیا اور یہ تمام مخلوقات ختم ہو گئیں۔ اب ہزاروں سال بعد اس مخلوق کا ایک ڈھانچہ دریافت ہوا ہے تو اس کے ڈی این اے سے کلوننگ کے

ذریعے یہ مخلوق پیدا کی گئی ہے۔ جو بڑی ہو کر بی ٹی کی فوج بنے گی اور پوری دنیا کا کنٹرول سنبھالے گی''...... ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن ان میں خاص بات کیا ہے۔ کیا یہ عام انسانوں سے مختلف ہیں''...... پیگی نے پوچھا۔

''ان میں دو ایسی خصوصیات ہیں جن کی وجہ سے ان پر کام کیا جا رہا ہے''...... ڈیوک نے کہا۔

''کون سی خصوصیات''...... پیگی نے چونک کر پوچھا۔

''ایک تو یہ کہ یہ اپنے آقا کے غلام ہوتے ہیں۔ انتہائی فرمانبردار غلام۔ انہیں جو حکم دیا جائے یہ اسے ہر صورت میں بجا لاتے ہیں۔ ان کے ذہنوں میں کبھی بھی اور کسی بھی لمحے غداری یا بغاوت پیدا نہیں ہو سکتی''...... ڈیوک نے جواب دیا۔

''حیرت انگیز۔ اور دوسری خصوصیت کیا ہے''...... پیگی نے کہا۔

''ان کے جسموں پر کسی قسم کا کوئی اسلحہ اثر نہیں کر سکتا۔ ان پر ایٹم بم مارو یا ہائیڈروجن بم یہ ہلاک نہیں ہوں گے''...... ڈیوک نے کہا تو پیگی کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''یہ کیسے ممکن ہے۔ اگر وہ انسان ہیں چاہے ان کی شکلیں کیسی بھی ہوں بہرحال ہوں گے تو وہ انسان ہی''...... پیگی نے کہا۔

''یہی سوال میں نے بھی ڈاکٹر والٹر سے کیا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ اس مخلوق کے جسمانی ٹشوز ایسے ہیں کہ ان پر کسی قسم

کی ریز یا بارود وغیرہ کوئی اثر نہیں کرتا۔ البتہ صرف انتہائی تیز فولادی ہتھیار سے یہ زخمی ضرور ہو سکتے ہیں لیکن ہلاک نہیں ہو سکتے۔ ان کے اندر فطری صلاحیت ہے کہ ان کے کٹے ہوئے جسمانی ٹشوز چند لمحوں بعد دوبارہ مل جاتے ہیں''...... ڈیوک نے کہا۔

''پھر یہ کیسے ہلاک ہو سکتے ہیں۔ ان کی عمریں کتنی ہوں گی''۔ پیگی نے کہا۔

''بقول ڈاکٹر والٹر کے سلاجیم تیس سال کی عمر تک انسانوں کی طرح بڑھتے اور طاقتور ہوتے رہتے ہیں لیکن تیس سال کی عمر میں پہنچ کر ان کی بڑھوتری بند ہو جاتی ہے اور پھر سینکڑوں سالوں تک یہ ایسے ہی رہتے ہیں۔ ڈاکٹر والٹر نے بتایا ہے کہ انہوں نے اب تک لیبارٹری میں ان پر جو تجربات کئے ہیں اس سے تو لگتا ہے کہ ان کی زندگی بے حد طویل ہے''...... ڈیوک نے جواب دیا۔

''حیرت انگیز۔ یہ مخلوق تو واقعی پوری دنیا میں انقلاب برپا کر دے گی لیکن کیا ان میں عورتیں بھی ہیں''...... پیگی نے کہا۔

''قدیم دور میں شاید ہوں۔ لیکن اب چونکہ ان کو ڈھانچے کے ڈی این اے سے کلوننگ کے ذریعے پیدا کیا جا رہا ہے اور وہ ڈھانچہ مرد کا ہے۔ اس لئے تمام مرد ہی سامنے آ رہے ہیں۔ پوری دنیا میں سلاجیم عورت کے ڈھانچے کی تلاش جاری ہے لیکن ابھی تک ایسا کوئی ڈھانچہ نہیں ملا''...... ڈیوک نے جواب دیا۔

"کیا قدیم دور میں سلاجیم عورتوں کا سراغ ملتا ہے"...... پیگی نے کہا۔

"نہیں قدیم دور کی جس قدر شہادتیں ملی ہیں وہ سب مردوں کے بارے میں ہی ملی ہیں"...... ڈیوک نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈیوک بول رہا ہوں"...... ڈیوک نے کہا۔

"سپیشل کال"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے فون پیس کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"سپیشل کال تھی"...... پیگی نے پوچھا تو ڈیوک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ہمیں اب لورگو جانا ہو گا"...... پیگی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈیوک جواب دیتا فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی اور ڈیوک نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر کے رسیور اٹھا لیا۔

"ڈیوک بول رہا ہوں"...... ڈیوک نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ڈیوک۔ تم پیگی سمیت فوراً چانگی چھوڑ کر لورگو پہنچو اور اپنے سیکشن کو بھی فوری کال کر لو۔ لورگو میں تم نے سردار ماتو سے ہٹ کر علیحدہ اپنا اڈا بنانا ہے۔ سردار ماتو کو لیبارٹری میں کال کر لیا گیا ہے۔ اب وہ لورگو اس وقت تک نہیں آئے گا جب تک پاکیشائی

ایجنٹوں کا خاتمہ نہیں ہو جاتا"...... سیکشن چیف نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"کیا پاکیشائی ایجنٹ یہاں چانگی سے گزر گئے ہیں باس"۔ ڈیوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ ابھی وہ کرامی میں ہیں۔ چار افراد کے بارے میں معلوم ہوا تھا کہ وہ کرانس سے کرامی پہنچ رہے ہیں۔ جس پر کرامی میں بی ٹی کی ایجنٹ ڈیگارا اور اس کے سیکشن کی ڈیوٹی لگائی گئی کہ وہ ان کا خاتمہ کر دے لیکن پھر ایئر پورٹ پر ان کے صرف دو ساتھی زخمی ہوئے جبکہ دو بچ جانے میں کامیاب ہو گئے اور پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے خطرناک ایجنٹ عمران کے بارے میں پاکیشیا سے رپورٹ ملی کہ وہ ایک پاکیشائی اور ایک افریقی حبشی کے ساتھ پاکیشیا سے کرامی پہنچ رہے ہیں۔ جس پر بی ٹی کے سپر ایجنٹ سٹارگ کو ایکشن میں لے آیا گیا۔ اسے صرف عمران کو ہلاک کرنے کا ٹارگٹ دیا گیا ہے کیونکہ اصل آدمی وہی ہے لیکن اگر یہ لوگ بچ کر وہاں سے نکل گئے تو پھر یہ لازماً لورگو پہنچیں گے اور تم وہاں ان کا شکار آسانی سے کھیل سکتے ہو۔ وہ لوگ اس قدر خطرناک اور تیز ہیں کہ سیکشن کو اب یقین ہو گیا ہے کہ اگر وہ کرامی سے بچ نکلے تو وہ چانگی چیک پوسٹ پر بھی قابو میں نہیں آ سکتے"...... سیکشن چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس اگر آپ اجازت دیں تو میں پیگی کو چند افراد کے ساتھ

کرامی بھجوا دوں''...... ڈیوک نے کہا۔

''نہیں۔ تم دونوں نے لورگو پہنچنا ہے۔ ابھی اور اسی وقت''۔ دوسری طرف سے انتہائی سخت لہجے میں کہا گیا۔

''یس باس۔ لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ لورگو پہنچنے کی بجائے کسی اور راستے کسی بھی طریقے سے براہ راست وادی کارز پہنچ جائیں اور ہم لورگو میں بیٹھے ان کا انتظار ہی کرتے رہ جائیں''۔ ڈیوک نے کہا۔

''تم نے لیبارٹری کا سروے کیا ہے۔ کیا ایسا ممکن ہے جبکہ سیکشن کو تو یہی بتایا گیا ہے کہ وادی کارز جانے کے لئے لورگو سے ہر صورت میں گزرنا پڑتا ہے''...... سیکشن چیف نے اس بار قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''بظاہر تو یہی نظر آتا ہے باس۔ لیکن جس طرح کے یہ ایجنٹ ہیں یہ کچھ بھی کر سکتے ہیں''...... ڈیوک نے گول مول سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ ایسا ممکن ہے۔ جن لوگوں نے موسٹ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کا کھوج لگا لیا ہے وہ کوئی ایسا راستہ بھی تلاش کر سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے تم دونوں لورگو میں کام کرو میں لیبارٹری کے لئے زوالو قبیلے کے چار سرداروں کو حکم دے دیتا ہوں۔ وہ اس لیبارٹری اور اس کے اردگرد پھیلے ہوئے وسیع جنگل میں تمام حفاظتی اقدامات کر لیں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''زوالو قبیلے کے سردار۔ وہ کیا کریں گے باس''...... ڈیوک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تم نے لیبارٹری دیکھی ہے''...... سیکشن چیف نے کہا۔

''یس باس''...... ڈیوک نے جواب دیا۔

''تم وہاں ہیلی کاپٹر پر گئے تھے۔ اگر تمہیں ہیلی کاپٹر کی بجائے جنگل سے گزر کر جانا پڑتا تو تمہیں اندازہ ہوتا کہ افریقہ کے یہ جنگل کس قدر خطرناک درندوں سے بھرے ہوئے ہیں اور پھر زوالو اور ماتو قبیلے دونوں آدم خور قبیلے ہیں۔ زوالو قبیلے کے چار سردار ہمارے انڈر ہیں جبکہ ماتو قبیلے کا بڑا سردار ماتو ہمارا آدمی ہے۔ لیبارٹری کے اطراف میں جو وسیع و عریض جنگل پھیلا ہوا ہے اس میں ایک طرف زوالو قبیلہ موجود ہے اور دوسری طرف ماتو قبیلہ اور پاکیشائی ایجنٹوں کو بہرحال جنگل میں سے ہی گزرنا پڑے گا۔ ہیلی کاپٹر کو تو فضا میں ہی ہٹ کر دیا جائے گا''...... سیکشن چیف نے کہا۔

''یس باس۔ وہاں واقعی ان کا پہنچنا ناممکن بن جائے گا''۔ ڈیوک نے کہا۔

''اس لیبارٹری میں جو کچھ ہو رہا ہے۔ اس پر بی ٹی کے مستقبل کا انحصار ہے اس لئے ہم نے اس کو ہر صورت میں بچانا ہے۔ بہرحال تم دونوں فوراً لورگو پہنچو۔ اگر تم نے وہاں آنے والے پاکیشائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا تو تم دونوں کو گولڈن ایجنٹ بنا کر

ہیڈکوارٹر سے منسلک کر دیا جائے گا۔ یہ تمہارا انعام ہوگا اور تم جانتے ہو کہ یہ کتنا بڑا انعام ہے“...... سیکشن چیف نے کہا تو ڈیوک اور پیگی کے چہروں کے عضلات مسرت کی شدت سے کپکپانے لگے اور ان کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

”اب تو ہم خواہش کریں گے باس کہ وہ لورگو پہنچ جائیں“۔ ڈیوک نے بے ساختہ کہا۔

”تم دونوں نے یہ سمجھ کر وہاں انتظامات کرنے ہیں کہ یہ لوگ وہاں ضرور پہنچیں گے اور سنو۔ انہیں بغیر کسی توقف کے ہلاک کر دینا۔ ان کی نگرانی، چیکنگ اور چھان بین کے چکر میں مت پڑنا“ سیکشن چیف نے کہا۔

”یس باس“...... ڈیوک نے جواب دیا۔

”اگر یہ لوگ کراسی میں مارے گئے تو تمہیں اطلاع مل جائے گی اور اگر یہ وہاں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تب بھی تمہیں اطلاع مل جائے گی“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

مسافر بردار جہاز اپنی رفتار سے فضا کا سینہ چیرتے ہوئے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ طویل فاصلے کی فلائٹ تھی۔ اس لئے مسافر اس میں بڑے ایزی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ فلائٹ پاکیشیا سے کراسی جا رہی تھی۔ فلائٹ نے راستے میں دو جگہ لینڈ کیا تھا اور اب دو گھنٹے بعد اسے کراسی لینڈ کرنا تھا۔ جہاز کے تقریباً درمیانی حصے میں عمران بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ ٹائیگر تھا جبکہ جوزف اور جوانا عقبی سیٹ پر موجود تھے۔ عمران کا پہلے یہی خیال تھا کہ وہ اس مشن میں صرف جوزف کو ساتھ لے جائے گا لیکن پھر اس نے یہ ارادہ بدل دیا کیونکہ اسے محسوس ہوا تھا کہ مشن پر خاصا عرصہ لگ سکتا ہے اور اس دوران اکیلا جوانا رانا ہاؤس میں بے حد بور ہوگا اس لئے اس نے جوانا کو بھی ساتھ چلنے کا کہہ دیا تھا۔ عمران نے ٹائیگر کو مختصر طور پر مشن کے بارے میں بتا دیا تھا۔ اس لئے ٹائیگر

کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ عمران اپنی عادت کے مطابق سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے ہوئے بیٹھا تھا جبکہ ٹائیگر ایک رسالہ دیکھنے میں مصروف تھا کہ اچانک ایئر ہوسٹس تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی عمران کے قریب آ کر رک گئی۔

''مسٹر عمران۔ آئی ایم سوری۔ آپ کو میں نے ڈسٹرب کیا۔ آپ کی کال ہے پاکیشیا سے''...... ایئر ہوسٹس نے معذرت خواہانہ لہجے میں کہا تو عمران نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''تھینک یو مس''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا وہ پائلٹ کیبن کے ساتھ چھوٹے سے فون روم میں داخل ہو گیا۔ اس نے رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبایا تو فون کا رابطہ قریبی ایئر پورٹ ایکسچینج سے ہو گیا۔

''میرا نام علی عمران ہے۔ میری کال آئی ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس۔ ہم کال کنیکٹ کر رہے ہیں''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہیلو عمران صاحب۔ میں طاہر بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد بلیک زیرو کی آواز سنائی دی۔

''کوئی خاص بات''...... عمران نے چونک کر پوچھا کیونکہ بلیک زیرو بغیر کسی خاص وجہ کے فون نہ کر سکتا تھا اور عمران کے ذہن میں فوری طور پر کوئی وجہ نہ آ رہی تھی۔

''کراچی سے صدیقی کی کال آئی ہے۔ چوہان اور نعمانی دونوں شدید زخمی ہو چکے ہیں''...... بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا تفصیل ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا تو دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اسے تمام تفصیل بتا دی۔

''ہونہہ۔ اس کا مطلب ہے کہ بی ٹی پوری قوت سے مقابلے پر ہے۔ ٹھیک ہے تم چوہان اور نعمانی کو فوری طور پر واپس کال کر لو''...... عمران نے کہا۔

''کیا یہاں سے دو اور ساتھیوں کو بھجوا دوں''...... بلیک زیرو نے کہا۔

''نہیں۔ مزید کسی کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب آپ اصل چہرے میں جا رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ بی ٹی کو آپ کے بارے میں معلومات مل گئی ہوں''۔ بلیک زیرو نے کہا۔

''تمہاری کال سے پہلے مجھے اس بات کا خیال نہ تھا کیونکہ کراچی کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جہاں ہم نے مشن مکمل کرنا ہے لیکن اس کے باوجود بی ٹی وہاں صدیقی اور اس کے ساتھیوں سے ٹکرا گئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ نکولس نے ہماری درست رہنمائی کی ہے۔ لیبارٹری واقعی شمالی افریقہ میں ہی ہے۔ اب میں محتاط رہوں

گا''...... عمران نے کہا۔

''اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے بھی اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھا اور فون روم سے نکل کر واپس اپنی سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

''آپ بے حد سنجیدہ دکھائی دے رہے ہیں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ کرامی میں صدیقی اور اس کے ساتھیوں پر حملہ کیا گیا ہے اور چوہان اور نعمانی شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ چیف کا فون تھا''...... عمران نے جواب دیا۔

''پھر تو انہیں ہمارے بارے میں بھی علم ہو گیا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''ہاں۔ اس لئے اب ہمیں ایئر پورٹ سے آخری کاؤنٹر کے بعد پبلک لاؤنج میں جانے سے پہلے ماسک میک اپ کرنا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''لیکن جوزف اور جوانا کا کیا ہو گا''...... ٹائیگر نے کہا۔

''مین ٹارگٹ میں ہی ہوں گا۔ ان دونوں جیسے وہاں بے شمار لوگ ہوں گے اس لئے یہ نکل جائیں گے۔ تم نے بھی مجھ سے علیحدہ رہنا ہے اور تم نے نیشنل گارڈن پہنچنا ہے۔ میں بھی وہیں پہنچوں گا۔ جوزف اور جوانا کو بھی میں وہاں جانے کا کہہ دیتا ہوں''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مڑ کر اس نے عقبی

سیٹ پر موجود جوزف اور جوانا کو بھی تفصیل بتا دی۔

''ماسٹر۔ کیا یہ معلوم ہو گیا ہے کہ چوہان اور نعمانی کو کس نے زخمی کیا ہے''...... جوانا نے تیز لہجے میں کہا

''ہاں۔ اور صدیقی اور خاور نے ان سب کا خاتمہ بھی کر دیا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا

''اوہ۔ پھر ٹھیک ہے''...... جوانا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''باس آپ کے سر پر کراساما گدھ کا سایہ پڑ رہا ہے''۔ اچانک جوزف نے کہا

''فی الحال تو تمہارا سایہ پڑ رہا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں غلط نہیں کہہ رہا باس اور جس پر کراساما گدھ کا سایہ پڑ جائے وہ انتہائی خطرے میں ہوتا ہے''...... جوزف کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

''پھر اس کا سایہ کیسے دور ہو سکتا ہے''...... عمران نے لطف لینے کے انداز میں کہا۔

''باس کراساما گدھ کا سایہ خون بہائے بغیر دور نہیں ہو سکتا۔ یہ بات طے ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تم فکر مت کرو۔ میری ٹائی سرخ رنگ کی ہے خون کے رنگ کی اور یہ خون گلے سے نکل کر ناف تک بہتا چلا جا رہا ہے۔ اس

لئے کراسا ماگدھ کا سایہ دور ہو چکا ہے''...... عمران نے کہا۔ اس نے واقعی سرخ رنگ کی ٹائی باندھی ہوئی تھی۔ جس پر سنہرے رنگ کی تتلیاں بنی ہوئی تھیں۔

''اوہ۔ ہاں باس۔ آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں۔ فادر جوشوا ہم پر واقعی مہربان ہے''...... جوزف نے اس بار انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''سنو۔ تم دونوں نے علیحدہ علیحدہ ہو کر نیشنل گارڈن پہنچنا ہے''۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے اپنا رخ سیدھا کر لیا اور چند لمحوں بعد ایک بار پھر اس نے سر سیٹ کی پشت سے لگایا اور آنکھیں بند کر لیں۔ ٹائیگر کے چہرے پر حیرت تھی کیونکہ عمران کے چہرے پر جس طرح کا گہرا اطمینان اسے نظر آ رہا تھا وہ پہلے نظر نہ آ رہا تھا۔ پھر دو گھنٹے کی پرواز کے بعد جب پائلٹ کی طرف سے جہاز کے لینڈ ہونے کے اعلانات ہونے لگے تو پورے طیارے میں جیسے ہلچل سی مچ گئی۔ ہر شخص سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور پھر سب نے بیلٹس باندھنی شروع کر دیں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے بھی بیلٹس باندھ لیں۔ تھوڑی دیر بعد جہاز لینڈ کر گیا۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت جہاز سے نیچے اتر آیا۔ عمران نے پہلے ہی سب کے کاغذات ان کے ہاتھوں میں دے دیئے تھے اس لئے عمران کے پاس صرف اس کے اپنے کاغذات تھے۔

مختلف کاؤنٹرز سے گزرنے کے بعد جب وہ آخری کاؤنٹر سے

فارغ ہو گیا تو وہ سیدھا سائیڈ پر بنے ہوئے واش روم کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف، جوانا اور ٹائیگر وہاں نظر نہیں آ رہے تھے۔ ٹائیگر کے پاس بھی ماسک میک اپ باکس موجود تھا اس لئے عمران سمجھ گیا کہ وہ میک اپ کر کے باہر جا چکا ہو گا۔ واش روم میں عمران نے ماسک میک اپ کیا اور پھر واش روم سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پبلک لاؤنج کی طرف بڑھ گیا۔ کرامبی ایئر پورٹ پر خاصا رش تھا۔ بیک وقت کئی فلائٹس آ جا رہی تھیں اور یہاں سیاہ فاموں کی کثرت تھی۔ عمران جیسے ہی پبلک لاؤنج میں پہنچا اس کی تیز نظروں نے فوراً ہی ایک آدمی کو چیک کر لیا جو جیب میں ہاتھ ڈالے بڑی تیز نظروں سے پبلک لاؤنج سے گزرنے والے ہر آدمی کا جائزہ لے رہا تھا۔ عمران اطمینان سے چلتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر بیرونی برآمدے تک پہنچتے پہنچتے اس نے دو اور آدمیوں کو بھی چیک کر لیا۔ ان کی بھی وہی پوزیشن تھی جو اس پہلے آدمی کی تھی۔ ان دونوں کی بھی نظریں ایک ایک آدمی کا بغور جائزہ لے رہی تھیں۔ ظاہر ہے انہوں نے عمران کا بھی بغور جائزہ لیا تھا لیکن چونکہ عمران میک اپ میں تھا اس لئے وہ اسے پہچان نہ سکے تھے۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر ٹیکسی اسٹینڈ کے قریب پہنچ کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے وہاں قریب ہی جنرل پارکنگ میں ایک کار کے قریب کھڑے آدمی کو دیکھا تو اس کے ذہن میں فوراً ہی اس کے لئے شناسائی کی لہر

سی اٹھی۔ یہ افریقی نژاد آدمی تھا لیکن اس کا رنگ گہرا سیاہ نہ تھا البتہ اس کے چہرے کے خدوخال افریقی تھے۔ وہ لمبے قد اور ورزشی جسم کا مالک تھا۔ وہ کار سے پشت ٹکائے کھڑا تھا اور اس کی تیز نظریں پبلک لاؤنج کی طرف ہی لگی ہوئی تھیں۔

عمران ذہن پر زور دیتا رہا کہ اس آدمی کو اس نے کہاں دیکھا ہے اور پھر اچانک اس کے ذہن میں جھماکہ سا ہوا اور اسے یاد آ گیا کہ یہ شخص ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی کا خاصا معروف ایجنٹ تھا۔ اس کا نام سٹارگ تھا۔ عمران نے چونکہ اسے بڑے طویل عرصے بعد دیکھا تھا اس لئے وہ اسے فوری طور پر نہ پہچان سکا تھا۔ سٹارگ کو دیکھ کر اس نے ٹیکسی میں بیٹھنے کا ارادہ بدل دیا اور قدم بڑھاتا ہوا پارکنگ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ سٹارگ نے اسے دیکھا لیکن اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہ ابھرا۔ عمران اس کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتا چلا گیا۔ سٹارگ کی کار کے ساتھ ہی ایک بڑی سی جیپ موجود تھی۔ عمران اس جیپ کی اوٹ میں جا کر رک گیا۔ سٹارگ جس انداز میں کھڑا تھا اور جس طرح پبلک لاؤنج کی طرف دیکھا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بھی اسی سلسلے میں یہاں آیا ہوا ہے۔ اچانک عمران کے کانوں میں سیل فون کی گھنٹی کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ یہ آواز سٹارگ کی طرف سے سنائی دی تھی۔

”یس سٹارگ بول رہا ہوں“...... سٹارگ کی ہلکی سی آواز سنائی

دی۔ وہ آواز کو دبا کر بول رہا تھا لیکن چونکہ عمران اس کے بے حد قریب تھا اس لئے اسے آواز بخوبی سنائی دے رہی تھی۔ سٹارگ کا نام سن کر عمران نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے اپنی یادداشت پر اس کا بھروسہ درست ثابت ہوا ہو۔

”نائف بول رہا ہوں باس۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ عمران تو پبلک لاؤنج میں آیا ہی نہیں“...... ایک ہلکی سی آواز سنائی دی لیکن الفاظ بہرحال عمران کی سمجھ میں آ گئے تھے اور اپنا نام سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا تھا۔

”اس کا وہ مقامی ساتھی اور سیاہ فام ان کا کیا ہوا“...... سٹارگ نے پوچھا۔

”سیاہ فام تو نظر آیا تھا لیکن آپ نے چونکہ ساری توجہ اس عمران کی طرف دینے کا حکم دیا تھا اس لئے ہم نے اسے نظرانداز کر دیا اور وہ باہر چلا گیا۔ دوسرا پاکیشیائی آدمی بھی نظر نہیں آیا“...... نائف نے جواب دیا۔

”اندر سے معلوم کراؤ کہ وہ کہاں گئے۔ تمام خفیہ راستوں پر بھی ہمارے آدمی موجود ہیں۔ اگر یہ دونوں وہاں سے گزرے ہوتے تو اب تک اطلاع مل چکی ہو گی“...... سٹارگ نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں کلب جا رہا ہوں۔ تم تمام معلومات حاصل کر کے مجھے وہاں رپورٹ دو“...... سٹارگ نے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ کار

سٹارٹ کر کے آگے بڑھا۔ جس سے وہ ٹیک لگائے ہوا کھڑا تھا۔
پھر کار آگے جا کر مڑی اور پارکنگ کے مین گیٹ سے گزر کر گھوم
کر عمران کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ تو عمران سر ہلاتا ہوا جیپ کی
اوٹ سے نکلا اور آگے بڑھا اور پھر وہ پارکنگ سے نکل کر ایئر
پورٹ کی حدود سے باہر آ کر ایک طرف بنے ہوئے بس ٹرمینل کی
طرف بڑھ گیا۔ اس نے اب ٹیکسی کی بجائے بس کے ذریعے نیشنل
گارڈن جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

صدیقی اور خاور ایئر پورٹ کے پبلک لاؤنج میں موجود تھے۔
صدیقی نے چیف کو فون پر چوہان اور نعمانی کے زخمی ہونے اور
کرامی میں پیش آنے والے واقعات کے بارے میں تفصیل سے
رپورٹ دے دی تھی۔ جس پر چیف نے چوہان اور نعمانی کو فوری
طور پر پاکیشیا واپس بھجوانے کا حکم دے دیا تھا اور ساتھ ہی اسے بتا
دیا تھا کہ عمران، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ تقریباً دو گھنٹوں
میں کرامی پہنچ رہے ہیں اور اب یہ تمام معاملات عمران خود ہینڈل
کرے گا تو صدیقی اور خاور، چوہان اور نعمانی کو ساتھ لے کر ٹیکسی
کے ذریعے ایئر پورٹ پہنچ گئے۔ یہاں ایک فلائٹ پر جو وِلنگٹن جا
رہی تھی۔ انہیں سیٹیں مل گئیں۔ وِلنگٹن پہنچ کر وہ آسانی سے پاکیشیا
پہنچ سکتے تھے۔
صدیقی کے نقطہ نظر سے ان کی فوری واپسی ضروری تھی کیونکہ

ان کی حالت کے پیش نظر وہ نہیں چاہتا تھا کہ وہ کسی چکر میں دوبارہ پھنس جائیں۔ اس طرح تو ان کی زندگیوں کو مزید خطرہ لاحق ہوسکتا تھا۔ فلائٹ کی روانگی کے بعد صدیقی اور خاور وہیں رک گئے تھے کیونکہ چیف نے عمران اور اس کے ساتھیوں کی آمد کے بارے میں بتا دیا تھا اور صدیقی نے ایئر پورٹ سے فلائٹ کے بارے میں جو معلومات حاصل کی تھیں ان کے مطابق یہ فلائٹ ایک گھنٹے بعد کراچی ایئر پورٹ پر لینڈ کرنے والی تھی۔ چنانچہ صدیقی نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں سے وہیں ایئر پورٹ پر ہی مل لے گا کیونکہ وہ اب بلیک وے ہوٹل میں نہیں رہ رہے تھے بلکہ انہوں نے کرائے کے لئے خالی کوٹھی میں ڈیرا جمایا ہوا تھا اور پھر ایک گھنٹے بعد جب فلائٹ کے لینڈ ہونے کے اعلانات شروع ہو گئے تو صدیقی اور خاور ریستوران سے اٹھ کر لاؤنج میں آ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد لوگ باہر آنا شروع ہو گئے۔

”میرا خیال ہے صدیقی یہاں کچھ حملہ آور بھی موجود ہیں“۔ اچانک خاور نے کہا تو صدیقی چونک پڑا۔

”حملہ آور۔ کیا مطلب“...... صدیقی نے کہا۔

”تین آدمی ہر باہر آنے والے کو بڑے غور سے دیکھ رہے تھے اور ان کی جیبوں کے ابھار بتا رہے ہیں کہ ان کی جیبوں میں مشین پسٹل موجود ہیں“...... خاور نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ واقعی۔ اوہ۔ کہیں یہ عمران صاحب اور ان کے ساتھیوں

کے لئے موجود نہ ہوں“...... صدیقی نے چونک کر کہا۔

”ہمارے پاس تو اسلحہ ہی نہیں ہے“...... خاور نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اور جوزف اور جوانا۔ وہ جوزف کو دیکھ رہے ہیں ان کی نظروں میں شناسائی ہے۔ خاور تم جا کر جوزف اور جوانا سے باہر ملاقات کرو۔ میں عمران صاحب کو چیک کر لوں پھر میں بھی آ جاؤں گا“...... صدیقی نے کہا۔

”تم عمران صاحب کو لے کر برائٹ ڈے ہوٹل کے سامنے آ جانا ہم وہیں موجود ہوں گے“...... خاور نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ چونکہ میک اپ میں تھے اس لئے ظاہر ہے جوزف اور جوانا تو انہیں نہ پہچان سکتے تھے۔ صدیقی کافی دیر تک وہاں کھڑا رہا لیکن نہ تو اسے وہاں عمران نظر آیا اور نہ ہی ٹائیگر اور پھر اس نے چیکنگ کرنے والے ایک آدمی کو اندر جاتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گیا کہ عمران اور ٹائیگر ماسک میک اپ کر کے نکل گئے ہوں گے۔ جوزف اور جوانا کا اس لئے میک اپ نہ کیا گیا ہو گا کہ یہاں سیاہ فاموں کی کثرت تھی اس لئے وہ ان جیسے ہی دکھائی دے رہے تھے۔ صدیقی انتہائی محتاط انداز میں چلتا ہوا اس آدمی کے قریب ایک پبلک فون بوتھ کی اوٹ میں کھڑا ہو گیا جس نے اشارے سے دوسرے آدمی کو بلا لیا تھا۔ صدیقی سمجھ گیا تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے نظر نہ آنے کی وجہ سے

وہ اب ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے گیا ہو گا اور چونکہ اس آدمی نے اشارہ کیا تھا اس لئے ان تینوں کا انچارج وہی لگتا تھا۔ اب صدیقی ان کے بارے میں معلوم کرنا چاہتا تھا۔

"نہیں باس۔ اندر کوئی نہیں ہے۔ تمام مسافر جا چکے ہیں"۔ اندر جانے والے نے باہر آ کر اس آدمی سے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ وہ نکل گئے۔ اس سے تو بہتر تھا کہ ہم اس حبشی کو ہی کور کر لیتے"...... انچارج نے کہا۔

"اسے تو ہم شہر میں بھی ٹریس کر لیں گے باس"...... اندر جا کر واپس آنے والے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم باقی ساتھیوں سمیت اس کی تلاش شروع کرو۔ باس کلب چلا گیا ہے۔ میں اسے رپورٹ دے کر ہیڈکوارٹر پہنچ رہا ہوں"...... انچارج نے کہا۔

"یس باس"...... دوسرے آدمی نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک طرف کھڑا ہوا تیسرا آدمی بھی اس کے اشارے پر اس کے پیچھے بیرونی راستے کی طرف بڑھ گیا جبکہ انچارج فون بوتھ کی طرف آیا۔ صدیقی کی اس کی طرف پشت تھی اس لئے اس نے صدیقی پر توجہ نہ تھی اور فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے جیب سے کارڈ نکالا اور اسے فون باکس میں ڈال کر اس نے اسے دبایا تو صدیقی مڑا اور دو قدم بڑھ کر ذرا آگے ہو گیا۔ اس کا انداز بڑا سرسری سا تھا۔ وہ آدمی بھی رسیور اٹھا

کر نمبر پریس کر رہا تھا۔ گو اس کی انگلی خاصی تیز رفتاری سے نمبر پریس کر رہی تھی لیکن نمبر صدیقی کے ذہن میں نقش ہوتے جا رہے تھے۔

"نائف بول رہا ہوں باس"...... اس آدمی کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

"وہ اندر بھی نہیں ہیں وہ یقیناً کسی خفیہ راستے سے نکل گئے ہیں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو کہہ دیا ہے وہ اس حبشی کو ٹریس کریں۔ وہ لازماً اس کے بارے میں جانتا ہو گا"...... دوسری طرف سے بات سن کر اس آدمی نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔ ہم جلد ہی انہیں ٹریس کر لیں گے"۔ دوسری طرف سے بات سن کر نائف نے کہا اور رسیور رکھ دیا تو صدیقی آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد نائف اس کے قریب سے گزرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کا رخ پارکنگ کی طرف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں موجود ایک کار میں سوار ہوا اور پھر کار سٹارٹ ہو کر آگے بڑھی اور گھوم کر مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ صدیقی اسے جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ جب وہ گھوم کر نظروں سے غائب ہو گیا تو صدیقی مڑا اور ایک فون بوتھ میں داخل ہو کر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"لارڈ۔ چیف آفس سے بول رہا ہوں"...... صدیقی نے بڑے سرد سے لہجے میں مقامی زبان میں کہا۔ یہاں پولیس کمشنر کو لارڈ چیف کہا جاتا تھا۔

"یس سر۔ حکم سر"...... دوسری طرف سے چونک کر اور انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا کیونکہ یہاں پولیس کو اس قدر وسیع اختیارات حاصل تھے کہ یہاں پولیس کا نام ہی لوگوں کے لئے دہشت تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انکوائری آپریٹر لارڈ چیف آفس کے الفاظ سنتے ہی یکلخت مؤدب ہوگئی تھی۔

"ایک فون نمبر نوٹ کرو اور بتاؤ کہ یہ نمبر کس کے نام پر اور کہاں نصب ہے۔ انتہائی احتیاط سے کام لینا۔ یہ انتہائی اہم سرکاری معاملہ ہے"...... صدیقی نے لہجے کو مزید سرد کرتے ہوئے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے قدرے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو صدیقی نے نمبر بتا دیا۔

"ہولڈ کریں سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور صدیقی ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا رہا۔

"ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں"...... چند لمحوں بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس"...... صدیقی نے کہا۔

"جناب یہ نمبر سٹارگ کلب کے مالک اور منیجر سٹارگ کا ہے اور اسی کے نام پر سٹارگ کلب میں نصب ہے جناب"...... دوسری

طرف سے جواب دیا گیا۔

"کیا پوری احتیاط سے چیک کیا گیا ہے"...... صدیقی نے کہا۔

"یس سر میں نے دو بار چیک کیا ہے سر"...... انکوائری آپریٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب یہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ یہ سرکاری راز ہے۔ اگر آپ نے اسے اوپن کیا تو آپ کی باقی زندگی ایڑیاں رگڑ رگڑ کر تڑپتے ہوئے گزرے گی"...... صدیقی کا لہجہ بے حد سرد ہوگیا تھا۔

"میں سمجھتی ہوں سر"...... دوسری طرف سے اس بار نمایاں طور پر کانپتے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو صدیقی نے او کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ تیزی سے چلتا ہوا پبلک لاؤنج سے باہر آ گیا اور پھر ایک چکر کاٹ کر وہ ہوٹل برائٹ ڈے کی طرف بڑھتا چلا گیا جو ایئر پورٹ کے قریب ہی تھا لیکن وہاں پہنچ کر وہ یکلخت ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ وہاں نہ خاور موجود تھا اور نہ جوزف اور جوانا۔ وہ ابھی حیرت سے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ ایک ستون کی اوٹ سے ایک آدمی اس کی طرف بڑھا۔

"کیا آپ کا نام مائیکل ہے"...... اس آدمی نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا تو صدیقی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

"ہاں کیوں"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کے ساتھی مسٹر مارشل نے مجھے آپ کا حلیہ بتا کر کہا ہے کہ جب آپ یہاں پہنچیں تو آپ کو بتا دیا جائے کہ مسٹر مارشل

دو سیاہ فام حبشیوں کے ساتھ نیشنل گارڈن گئے ہیں۔ آپ بھی وہاں پہنچ جائیں کیونکہ آپ کے چیف نے بھی وہاں پہنچنا ہے''...... اس آدمی نے آہستہ سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا تو صدیقی نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے احتیاطاً ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو علیحدہ علیحدہ ہو کر نیشنل گارڈن پہنچنے کا کہا ہو گا اور جب خاور جوزف اور جوانا سے ملا ہو گا تو انہوں نے یہاں رکنے کی بجائے اسے بھی ساتھ چلنے کا کہہ دیا ہو گا اس لئے خاور نے صدیقی کو وہاں پہنچنے کا پیغام دینے کے لئے اس آدمی کو ہائر کیا ہو گا۔ چنانچہ صدیقی سر ہلاتا ہوا بس ٹرمینل کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ وہ بہرحال سٹارگ اور نائف کے بارے میں معلومات حاصل کر چکا تھا۔

نائف اپنے ہیڈکوارٹر پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ نائف بول رہا ہوں''...... نائف نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ وارنر بول رہا ہوں۔ میں نے اس حبشی کو ٹریس کر لیا ہے جو پاکیشیائی ایجنٹوں کا ساتھی ہے''...... دوسری طرف سے ایک پرجوش سی آواز سنائی دی۔

''کہاں ہے وہ''...... نائف نے چونک کر پوچھا۔

''یہ حبشی ایک اور ایکریمین حبشی اور ایک ایکریمین کے ساتھ ٹیکسی میں سوار مجھے نظر آیا تو میں نے ٹیکسی کا تعاقب کیا۔ ٹیکسی نیشنل گارڈن پہنچ کر رک گئی اور یہ تینوں ٹیکسی چھوڑ کر نیشنل گارڈن میں داخل ہو گئے اور ابھی تک وہیں ہیں۔ میں ان کی نگرانی کر رہا ہوں''...... وارنر نے جواب دیا۔

"تم اس حبشی کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دینا۔ میں چیف کو کال کر کے باقی ساتھیوں کو بھی کال کرتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے نیشنل گارڈن میں اکٹھے ہونے کا پلان بنایا ہے اس لئے یہ سب اب وہاں اکٹھے ہو رہے ہیں اور وہاں ان کا خاتمہ بھی آسانی سے ہو سکے گا"...... نائف نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نائف نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سٹارگ بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی سٹارگ کی آواز سنائی دی۔

"نائف بول رہا ہوں باس۔ ہم نے اس حبشی کا سراغ لگا لیا ہے۔ یہ حبشی ایک دوسرے ایکریمین نژاد حبشی اور ایک ایکریمین کے ساتھ ٹیکسی میں سوار ہو کر ایئر پورٹ سے نیشنل گارڈن پہنچا ہے اور ابھی تک یہ لوگ وہیں ہیں۔ وارنر ان کی نگرانی کر رہا ہے"۔ نائف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"لیکن اصل پرابلم تو اس عمران کو تلاش کرنا ہے"...... سٹارگ نے کہا۔

"باس۔ یہ سب لوگ یقیناً نیشنل گارڈن میں پہنچیں گے۔ انہوں نے اسے میٹنگ پوائنٹ بنایا ہوگا"...... نائف نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن یہ عمران آخر غائب کیسے ہو گیا۔ وہ کہاں سے باہر

نکلا ہوگا"...... سٹارگ نے کہا۔

"باس۔ میں نے اس معاملے پر غور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یا تو انہیں ہمارے بارے میں اطلاع مل گئی ہو گی یا پھر ویسے ہی احتیاطاً انہوں نے راستے میں میک اپ کر لیا ہوگا"...... نائف نے کہا۔

"احمق تو نہیں ہو گئے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ پاکیشیا سے پہلی بار یہاں آ رہے ہیں پھر انہیں اطلاع کیسے مل سکتی ہے۔ پھر راستے میں وہ میک اپ کیسے کر سکتے ہیں۔ جہاز میں وہ میک اپ کیسے کر سکتے ہیں کیونکہ کاغذات پر موجود ان کی تصویریں تو نہیں بدلی جا سکتیں اور اگر ایسا ہوتا تو لامحالہ وہ حبشی بھی میک اپ میں ہوتا"۔ سٹارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"آپ کی بات درست ہے باس۔ اب آپ کا کیا حکم ہے"...... نائف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اسے سٹارگ کی بات سن کر سخت کوفت پہنچی ہے۔ اپنی طرف سے اس نے بڑی دانشمندانہ بات کی تھی لیکن سٹارگ نے اسے ڈانٹ دیا تھا۔

"اپنے ساتھیوں کو کال کر کے نیشنل گارڈن کو گھیر لو۔ پھر جیسے ہی یہ سب لوگ وہاں اکٹھے ہوں خاص طور پر عمران نظر آئے تو ان پر چاروں طرف سے فائرنگ کھول دو"...... سٹارگ نے کہا۔

"لیکن باس۔ عمران اگر میک اپ میں ہوا تو ہم اسے کیسے

پہچانیں گے''...... نائف نے کہا۔

''احمق آدمی۔ راسک ریز استعمال کرو۔ ان کی بات چیت سنتے رہو۔ اس طرح تمہیں ہر بات معلوم ہو جائے گی''...... سٹارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... نائف نے کہا۔

''جیسے ہی یہ لوگ ختم ہوں تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے''۔ سٹارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... نائف نے کہا اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہونے پر اس نے رسیور رکھا اور میز کی دراز سے ایک چھوٹا سا لیکن جدید ساخت کا سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کر کے ایک نمبر پریس کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ نائف کالنگ''...... نائف نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس۔ انتھونی اٹنڈنگ یو''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سب کو کال کر کے کہہ دو کہ وہ نیشنل گارڈن پہنچ جائیں۔ ہمارے مطلوبہ آدمی وہاں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ وارنر وہاں ان کی نگرانی کر رہا ہے۔ سب وہاں پہنچ جائیں اور ان لوگوں کو گھیر لیں لیکن انہیں کسی صورت میں مشکوک نہیں ہونا چاہئے۔ میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں۔ جب وہ عمران وہاں پہنچے گا تو ہم ان پر فائر کھول

دیں گے لیکن تب تک انہیں کسی صورت میں نہ ہی ہماری نظروں سے اوجھل ہونا چاہئے اور نہ ہی انہیں ہم پر کوئی شک پڑنا چاہئے''۔ نائف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو نائف نے سیل فون آف کر کے اسے واپس میز کی دراز میں رکھا اور پھر اٹھ کر وہ اس کمرے سے نکل کر دوسرے کمرے میں آ گیا۔ وہاں سے ایک الماری میں سے اس نے ایک چھوٹا سا پسٹل نکالا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ مڑا اور پھر چند لمحوں بعد اس کی کار ہیڈ کوارٹر سے نکل کر نیشنل گارڈن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

ٹائیگر ایئر پورٹ کے پبلک لاؤنج سے نکل کر اطمینان سے چلتا ہوا ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"یس سر"...... ایک ٹیکسی ڈرائیور نے آگے بڑھ کر اسے سلام کرتے ہوئے کہا۔

"نیشنل گارڈن جانا ہے۔ کیا کرایہ لو گے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یہاں میٹر کے مطابق کرایہ لیا جاتا ہے جناب"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا۔

"اوکے۔ میٹر آن کر دو۔ میرا ایک ساتھی ابھی یہاں آنے والے ہے تب چلیں گے"...... ٹائیگر نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس نے میٹر آن کر دیا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے عمران کو ماسک میک اپ میں ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف آتے آتے مڑ کر پارکنگ کی طرف جاتے دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے

پارکنگ کی طرف دیکھا تو اسے ایک آدمی ایک کار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا نظر آیا۔ اس آدمی کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ باقاعدہ کسی کی نگرانی کر رہا ہے۔

"وہ سامنے جو آدمی کار سے ٹیک لگائے کھڑا ہے کیا تم اسے جانتے ہو"...... ٹائیگر نے جیب سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا کیونکہ عمران اسی آدمی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"یس سر۔ ان کا نام سٹارگ ہے۔ یہ سٹارگ کلب کے مالک اور جنرل مینجر ہیں"...... ٹیکسی ڈرائیور نے جلدی سے نوٹ ٹائیگر سے لے کر جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے ٹائیگر نے دیکھا کہ عمران اس آدمی کی کار کی سائیڈ سے گزر کر آگے بڑھ گیا اور پھر ایک بڑی سی جیپ کی اوٹ میں غائب ہو گیا۔ ٹائیگر دیکھتا رہا لیکن جب عمران اس جیپ کی اوٹ سے نہ نکلا تو وہ سمجھ گیا کہ عمران وہیں رک گیا ہے۔

"کیا سٹارگ کا تعلق کسی بین الاقوامی تنظیم سے ہے"...... ٹائیگر نے جیب سے ایک اور نوٹ نکال کر ڈرائیور کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا تو ڈرائیور چونک پڑا۔

"آپ واقعی فیاض آدمی ہیں جناب۔ آپ مجھے کھل کر بتائیں کہ کیا مسئلہ ہے۔ میں آپ کے کام آ سکتا ہوں"...... ڈرائیور نے کہا۔

"جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو۔ میں نہیں چاہتا کہ تم خواہ مخواہ کے مسائل میں پھنس کر اپنی جان گنوا بیٹھو"...... ٹائیگر نے ٹالتے ہوئے کہا۔

"جناب سٹارگ صاحب ایکریمیا کی سرکاری ایجنسیوں میں کام کرتے رہے ہیں۔ اب انہوں نے یہاں کراچی میں کلب کھولا ہوا ہے لیکن اب کیا کرتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے"...... ڈرائیور نے جواب دیا تو ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے سٹارگ کو کسی کے ساتھ سیل فون پر باتیں کرتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔ پھر سٹارگ کار میں بیٹھا اور کار مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے عمران کو بھی مین گیٹ کی طرف جاتے دیکھ لیا۔

"مین گیٹ پر لے چلو"...... ٹائیگر نے جلدی سے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا تو ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور ٹیکسی آگے بڑھا دی اور پھر چکر کاٹ کر جب وہ مین گیٹ پر پہنچے تو ٹائیگر کو عمران کہیں نظر نہ آیا۔ وہ کچھ دیر وہاں رک کر عمران کو چیک کرتا رہا لیکن جب اسے عمران کہیں نظر نہ آیا تو اس نے ڈرائیور کو نیشنل گارڈن جانے کا کہہ دیا۔

"وہ نجانے کہاں چلے گئے ہیں۔ بہرحال چلو تم"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور دوسرے لمحے ٹیکسی تیزی

سے آگے بڑھنے لگی۔ ٹائیگر بیٹھا سوچ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہئے۔ کیا اسے اس سٹارگ کو چیک کرنا چاہئے یا نہیں۔ لیکن پھر اس نے فیصلہ کیا کہ عمران کی اجازت کے بغیر اسے خود کوئی اقدام نہیں کرنا چاہئے اور اس فیصلے پر وہ مطمئن ہو گیا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی طویل ڈرائیونگ کے بعد ٹیکسی نیشنل گارڈن کی پارکنگ میں پہنچ کر رک گئی تو ٹائیگر نے ڈرائیور کو ایک اور نوٹ دیا اور پھر نیچے اتر کر وہ نیشنل گارڈن کی طرف بڑھنے لگا لیکن ابھی وہ نیشنل گارڈن کے مین گیٹ تک پہنچا ہی تھا کہ اچانک اسے خیال آیا کہ یقیناً عمران صاحب اس سٹارگ کی وجہ سے ٹیکسی اسٹینڈ کی طرف آنے کی بجائے پارکنگ کی طرف گئے ہوں گے اور ان کے مین گیٹ پر نہ ملنے کا مطلب ہے کہ وہ لازماً کسی نہ کسی انداز میں اس سٹارگ کے پیچھے گئے ہیں۔ چنانچہ یہاں نیشنل گارڈن میں بیٹھ کر ان کی واپسی کا انتظار کرنے کی بجائے اسے بھی سٹارگ کلب پہنچنا چاہئے تاکہ کسی بھی وقت وہ کسی بھی انداز میں عمران صاحب کی مدد کر سکے۔ یہ خیال آتے ہی وہ تیزی سے مڑا اور دوبارہ ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا۔

"یس سر"...... قطار میں سب سے آگے موجود ٹیکسی کے ڈرائیور نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"سٹارگ کلب لے چلو"...... ٹائیگر نے کہا۔

"یس سر۔ آیئے سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا

ہوا عقبی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے میٹر ڈاؤن کیا اور پھر تیزی سے ٹیکسی کو آگے بڑھا دیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیکسی ایک تین منزلہ عمارت کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ عمارت پر سٹارگ کلب کا نیون سائن بورڈ موجود تھا۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ کر ایک نوٹ ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا۔

''باقی تمہاری ٹپ ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اس کا شکریہ ادا کیا اور ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ہال آدھے سے زیادہ خالی پڑا تھا۔ البتہ ہال میں موجود افراد کو دیکھ کر ٹائیگر سمجھ گیا کہ یہاں آنے جانے والے امراء طبقے کے افراد ہیں۔ ٹائیگر نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ عمران تو اسے وہاں نظر نہ آ رہا تھا اس لئے اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہاں بیٹھ کر عمران کا انتظار کرے یا واپس نیشنل گارڈن پہنچ جائے۔ پھر اس نے کچھ دیر انتظار کرنے کا فیصلہ کیا۔

''یس سر''...... ٹائیگر کے بیٹھتے ہی ایک ویٹر نے قریب آ کر کہا۔

''ہاٹ کافی لے آؤ''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یس سر''...... ویٹر نے کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس آیا اور اس نے ہاٹ کافی کے برتن ٹیبل پر لگانے شروع کر دیئے۔

''کیا جناب سٹارگ اپنے آفس میں موجود ہیں''...... ٹائیگر نے ویٹر سے مخاطب ہو کر پوچھا تو ویٹر بے اختیار چونک پڑا۔

''یس سر۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے تشریف لائے ہیں''...... ویٹر نے کہا۔

''کیا ان سے ملاقات ہو سکتی ہے''...... ٹائیگر نے پوچھا۔

''نو سر۔ وہ کسی اجنبی سے کسی صورت نہیں ملتے۔ آپ کو جو کام ہو آپ ان کے اسسٹنٹ منیجر گارتھ سے مل لیں''...... ویٹر نے جواب دیا اور خالی ٹرالی دھکیلتا ہوا واپس چلا گیا تو ٹائیگر خاموشی سے کافی پینے لگا۔ اب یہ بات تو طے تھی کہ اس کی یہ سوچ غلط تھی کہ عمران اس سٹارگ کے پیچھے یہاں پہنچا ہو گا اور اب وہ بیٹھا یہ سوچ رہا تھا کہ کیا اس کا اندازہ غلط تھا کہ عمران اس سٹارگ کو پارکنگ میں دیکھ کر ادھر گیا تھا لیکن ٹیکسی ڈرائیور کی بات اس کے ذہن میں گونج رہی تھی کہ سٹارگ ایکریمین ایجنسیوں میں کام کرتا رہا ہے۔ بہرحال اب اس نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ واپس نیشنل گارڈن میں چلا جائے۔ چنانچہ اس نے ویٹر کو بلا کر اسے بل ادا کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ کلب سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک خالی ٹیکسی اس کے قریب آ کر رک گئی۔

''نیشنل گارڈن چلو''...... ٹائیگر نے عقبی دروازہ کھول کر اندر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا اور ٹیکسی آگے بڑھا

دی۔ تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ نیشنل گارڈن پہنچ گئے۔ ٹائیگر نے میٹر دیکھ کر کرایہ دیا اور ایک بار پھر مین گیٹ کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک کار پارکنگ میں آ کر رکی اور ٹائیگر کار میں موجود آدمی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ اس آدمی کو اس نے ایئر پورٹ پر دیکھا تھا۔ ٹائیگر آگے بڑھنے کی بجائے ایک جیپ کی اوٹ میں ہو گیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ آدمی کار سے اترا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا نیشنل گارڈن کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ٹائیگر اس کے پیچھے تھا۔ ابھی وہ آدمی مین گیٹ کے قریب پہنچا ہی تھا کہ ایک طرف موجود ایک دوسرا آدمی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ ٹائیگر نے بھی ایک ستون کی اوٹ لے لی۔ وہ ان سے خاصے فاصلے پر تھا۔

"کیا ہوا وارنر۔ کتنے آدمی پہنچے ہیں"...... کار میں آنے والے نے دوسرے آدمی سے پوچھا۔

"باس۔ صرف ایک اور آدمی یہاں پہنچا ہے۔ دو حبشی اور ایک ایکریمین پہلے ہی یہاں موجود تھے"...... وہاں موجود آدمی نے جواب دیا۔

"میں نے سب کو کہہ دیا ہے کہ وہ یہاں پہنچ جائیں۔ پھر جیسے ہی وہ عمران یہاں پہنچے گا ہم نے ان پر فائر کھول دینا ہے"۔ باس نے کہا۔

"لیکن باس۔ اس عمران کو ہم پہچانیں گے کیسے"...... وارنر نے پوچھا۔

"میں راسک ریز لے آیا ہوں۔ تم اسے ان کے قریب فائر کر دو۔ اس کا رسیور میرے پاس ہے۔ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سے معلوم ہو جائے گا کہ عمران پہنچ گیا ہے یا نہیں"...... باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا سا پسٹل نکال کر وارنر کی طرف بڑھا دیا۔

"یس باس۔ آپ زیرو ون پر پہنچ جائیں۔ میں وہیں آ رہا ہوں۔ وہاں سے ان کی نگرانی آسانی سے ہو سکتی ہے"...... وارنر نے کہا اور واپس مڑ گیا تو باس مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب ٹائیگر سمجھ گیا تھا کہ یہ ان کا مخالف گروپ ہے اور انہیں کسی طرح معلوم ہو گیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اب اس کے لئے مسئلہ یہ تھا کہ وہ عمران یا گارڈن میں موجود افراد کو کیسے اطلاع دے کہ اچانک اسے خیال آیا کہ اس کے پاس سیل فون موجود ہے۔ اس وقت وہ جہاں موجود تھا وہاں نزدیک کوئی موجود نہ تھا۔ اس نے جلدی سے جیب سے سیل فون نکالا اور آن کر دیا اور پھر عمران کا نمبر پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ ٹائیگر کالنگ"...... ٹائیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ پرنس اٹنڈنگ یو"...... چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

"باس۔ میں نیشنل گارڈن کے مین گیٹ سے ہٹ کر ایک اکیلی جگہ پر ہوں"...... ٹائیگر نے کہا اور ایئر پورٹ سے لے کر سٹارگ

کلب جانے اور پھر واپس آنے اور باس اور وارنر کے درمیان ہونے والی تمام بات چیت دوہرا دی۔

"اوہ۔ تو اس سٹارگ نے کلب کھولا ہوا ہے۔ میں اسے دیکھ کر ہی ادھر گیا تھا اور پھر میں نے اس کی اس کے کسی ماتحت نائف کے درمیان سیل فون پر ہونے والی بات چیت سن لی تھی۔ اس کے بعد میں بس کے ذریعے یہاں آ رہا ہوں۔ بس کی وجہ سے مجھے یہاں آنے میں دیر ہوگئی ہے۔ میں اس وقت بس ٹرمینل پر ہوں۔ جس کو تم باس کہہ رہے ہو یہی نائف ہو گا۔ تم نے کیا بتایا ہے انہوں نے کس سے بات چیت سننے کی بات کی تھی"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راسک ریز کہہ رہا تھا باس اور پھر اس نے ایک چھوٹا سا پسٹل وارنر کو دیا تھا"...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

"تم وہیں رکو۔ میں آ رہا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا تو ٹائیگر نے بھی سیل فون آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا اور پھر اس کی تیز نظریں اس طرف کو جم گئیں۔ جدھر سے عمران نے آنا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران کے اپنے ساتھیوں تک پہنچنے سے پہلے وہ لوگ ان پر فائرنگ نہیں کھولیں گے اس لئے وہ مطمئن تھا۔

سٹارگ اپنے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی سے نائف کی کال کا انتظار کر رہا تھا۔ نائف نے اسے بتا دیا تھا کہ اس کے آدمی وارنر نے اس حبشی کو جو عمران کا ساتھی تھا ٹریس کر لیا ہے اور یہ حبشی ایک اور حبشی اور ایک ایکریمین کے ساتھ نیشنل گارڈن پہنچے ہیں اور ابھی تک وہیں موجود ہیں۔ جس پر سٹارگ نے اسے ہدایت دی تھی کہ وہ اپنے تمام ساتھیوں سمیت انہیں گھیر لیں اور راسک ریز ان پر فائر کر کے اس کے ذریعے ان کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہے۔ پھر جیسے ہی عمران وہاں پہنچے تو وہ ان پر بغیر کسی توقف کے فائر کھول دے۔ اس کے بعد گو زیادہ وقت نہیں گزر رہا تھا لیکن سٹارگ کسی رپورٹ کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ ایک بار تو اس نے سوچا کہ وہ خود نیشنل گارڈن پہنچ جائے لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ بدل دیا کیونکہ نائف اور اس کے ساتھی سب انتہائی تجربہ کار

اور منجھے ہوئے ایجنٹ تھے اس لئے اسے یقین تھا کہ وہ آسانی سے ان کا خاتمہ کر دیں گے لیکن اس کی سمجھ میں یہ بات اب بھی نہیں آ رہی تھی کہ عمران اور اس کا دوسرا مقامی ساتھی جو اس کے ساتھ پاکیشیا سے آیا تھا، کہاں چلے گئے تھے جبکہ ان کا تیسرا ساتھی حبشی اس کے آدمیوں نے چیک کر لیا تھا لیکن وہ دونوں کسی کو نظر نہ آئے تھے۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سٹارگ بول رہا ہوں"...... سٹارگ نے رسیور اٹھا کر تیز لہجے میں کہا۔

"سپیشل کال"...... دوسری طرف سے سرد آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سٹارگ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور پھر رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور عقبی کمرے میں پہنچ کر اس نے الماری کھول کر اس میں سے سپیشل فون نکالا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس کا رابطہ دیوار میں نصب فون پلگ سے کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے ٹون چیک کی اور پھر رسیور رکھ کر وہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سٹارگ نے رسیور اٹھا لیا۔

"سٹارگ بول رہا ہوں"...... سٹارگ نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے سرد لہجے میں پوچھا

گیا تو سٹارگ نے شروع سے آخر تک ساری صورت حال بتا دی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ایئر پورٹ پر تمہارا ریڈ ناکام رہا ہے"۔ سیکشن چیف کا لہجہ یکلخت تلخ ہو گیا تھا۔

"وہاں عمران نظر ہی نہیں آیا جناب۔ ہم نے ہر راستے کی ناکہ بندی کر رکھی تھی لیکن اس کے باوجود وہ کہیں نظر نہیں آیا"۔ سٹارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اسے راستے میں ہی اطلاع مل گئی اور اس نے میک اپ کر لیا"...... سیکشن چیف نے کہا۔

"جناب۔ اطلاع کون دے سکتا ہے"...... سٹارگ نے کہا۔

"یہ لوگ انتہائی تیز اور فعال ہیں۔ تم خود ایئر پورٹ پر گئے تھے"۔ سیکشن چیف نے پوچھا۔

"یس سر۔ لیکن میں پارکنگ میں رکا رہا تاکہ اگر کسی بھی صورت عمران بچ کر باہر آ جائے تو میں اسے ہلاک کر دوں لیکن وہ سرے سے کہیں نظر ہی نہیں آیا۔ اب میرے آدمی نیشنل گارڈن میں موجود ہیں۔ عمران جیسے ہی وہاں پہنچا اس پر فائرنگ کھول دیا جائے گا"...... سٹارگ نے کہا۔

"کیا تم نے عمران کو کبھی دیکھا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"یس سر۔ دو بار اس سے ملاقات ہو چکی ہے۔ جب میں ایکریمین ایجنسی میں کام کرتا تھا"...... سٹارگ نے کہا۔

’’تو پھر یقینی بات ہے کہ اس نے تمہیں پہچان لیا ہو گا۔ اس کی یادداشت بے حد تیز ہے اور اب وہ یقیناً تمہارے پیچھے تمہارے کلب آئے گا‘‘...... سیکشن چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

’’مجھے وہ کیسے پہچان سکتا ہے باس۔ ہماری ملاقات کو تو تقریباً دس بارہ سال ہو چکے ہیں‘‘...... سٹارگ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

’’تم میک اپ کر کے فوراً نیشنل گارڈن پہنچو اور وہاں ان کے خاتمے کی کوشش کرو۔ کلب میں مت بیٹھو ورنہ کسی بھی لمحے وہ تمہارے سر پر پہنچ جائیں گے‘‘...... سیکشن چیف نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی سر‘‘...... سٹارگ نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور سٹارگ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اسے چیف کی باتیں سن کر پوری طرح احساس ہو گیا تھا کہ سیکشن چیف عمران اور اس کے ساتھیوں کی کارکردگی سے بے حد خائف ہے اس لئے اس نے فیصلہ کیا تھا کہ اب وہ نائف کی بجائے خود اس عمران کا مقابلہ کر کے اس کا خاتمہ کرے گا تا کہ سیکشن چیف کو معلوم ہو سکے کہ وہ کسی بھی طرح ان لوگوں سے صلاحیتوں کے لحاظ سے کم نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے فون کی تار پلگ سے نکالی اور پھر فون اٹھا کر اس نے الماری میں رکھا اور واپس اپنے آفس میں آ گیا۔ اس نے کرسی پر بیٹھ کر میز کی

دراز کھولی اور اس میں سے جدید ساخت کا سیل فون نکال کر اس نے اسے آن کر کے نائف کے نمبر پریس کر دیئے۔

’’یس۔ نائف اٹنڈنگ یو باس‘‘...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے نائف کی آواز سنائی دی۔

’’کیا ہو رہا ہے وہاں‘‘...... سٹارگ نے پوچھا۔

’’باس ابھی تک دو حبشی اور دو ایکریمین وہاں موجود ہیں۔ میں نے راسک ریز وہاں فائر کر دی ہے اور ان کے درمیان ہونے والی بات چیت سن رہا ہوں لیکن وہ عام سی باتیں کر رہے ہیں۔ سیر وسیاحت کی۔ البتہ درمیان میں اچانک انہوں نے کسی اجنبی زبان میں بات چیت شروع کر دی تھی جو ہماری سمجھ میں نہیں آ سکی‘‘...... نائف نے جواب دیا۔

’’تمہارے آدمی وہاں پہنچ چکے ہیں یا نہیں‘‘...... سٹارگ نے پوچھا۔

’’یس باس۔ ہمارے آدمیوں نے دو اطراف سے انہیں گھیر رکھا ہے۔ اب ہم اس عمران کے انتظار میں ہیں‘‘...... دوسری طرف سے جواب دیا۔

’’تم اس وقت کہاں موجود ہو‘‘...... سٹارگ نے پوچھا۔

’’میں گارڈن کے زیرو ون پوائنٹ پر ہوں۔ میرے ساتھ وارنر اور دو مزید ساتھی ہیں جبکہ باقی چار ساتھی ان کے عقب میں فائیو تھری میں موجود ہیں جبکہ یہ لوگ تھری میں موجود ہیں‘‘۔

نائف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ سٹارگ چونکہ بے شمار بار نیشنل گارڈن گیا ہوا تھا اور نیشنل گارڈن کے قطعات کو باقاعدہ نمبروں میں تقسیم کیا گیا تھا اس لئے جیسے جیسے نائف نمبر بتا رہا تھا سٹارگ کے ذہن میں ساری صورت حال واضح ہوتی جا رہی تھی۔

"اوکے۔ میں خود وہیں آ رہا ہوں۔ ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ کہیں نکل جائیں۔ اگر ایسا ہوا تو تم نے ان پر فائر کھول دینا ہے کیونکہ دوبارہ انہیں ٹریس کرنا مشکل ہو جائے گا"...... سٹارگ نے کہا۔

"کیا عمران کا انتظار کئے بغیر"...... نائف نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن اس صورت میں اگر یہ عمران کی آمد سے پہلے وہاں سے جانے لگیں"...... سٹارگ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سٹارگ نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کیا اور پھر اسے میز کی دراز میں واپس رکھ کر وہ اٹھا اور ایک اور ملحقہ کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ اس کا ڈریسنگ روم تھا۔ یہاں میک اپ کا جدید ترین سامان بھی موجود تھا۔ اس نے میک اپ کیا اور پھر اس کمرے سے نکل کر وہ آفس میں آیا اور اس کے بعد وہ ایک خفیہ راستے سے نکل کر کلب کے عقبی طرف پہنچ گیا۔ جہاں اس کی مخصوص کار موجود تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے نیشنل گارڈن کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

صدیقی نیشنل گارڈن کی ایک بنچ پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ساتھ جوزف، جوانا اور خاور بھی موجود تھے۔ صدیقی ایئر پورٹ سے یہاں پہنچا تھا اور اس نے نائف اور سٹارگ کے بارے میں اپنے ساتھیوں کو بتا دیا تھا اور اب وہ عمران کا انتظار کر رہے تھے لیکن نہ ہی عمران وہاں پہنچ رہا تھا اور نہ ہی ٹائیگر۔ اچانک خاور بیٹھے بیٹھے چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"کیا ہوا"...... ساتھ بیٹھے ہوئے صدیقی نے کہا۔

"ہمیں گھیرا جا رہا ہے"...... خاور نے آہستہ سے کہا تو صدیقی بے اختیار چونک پڑا۔

"کیسے"...... صدیقی نے چونک کر پوچھا۔

"وہ سامنے جھاڑیوں میں کوئی چیز گری ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے کوئی کیپسول باقاعدہ کسی پسٹل سے فائر کیا گیا ہو"...... خاور نے

کہا۔

"فائر کرنے والا نظر نہیں آیا"...... صدیقی نے پوچھا۔

"نہیں وہ شاید کسی درخت کی اوٹ میں ہے۔ میں دیکھتا ہوں"۔ خاور نے کہا اور پھر وہ اس انداز میں ٹہلتا ہوا آگے بڑھ گیا جیسے بیٹھے بیٹھے تھک گیا ہو۔

"کیا ہوا ہے"...... اچانک سامنے والی بنچ پر بیٹھے ہوئے جوانا نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ ویسے ہی ٹہل رہا ہے"...... صدیقی نے جواب دیا۔ خاور جھاڑیوں کے قریب جا کر کچھ دیر رکا رہا پھر اسی طرح ٹہلتا ہوا واپس آ گیا۔

"وہاں جھاڑیوں میں راسک ریز موجود ہے۔ اس کی سبز لائٹ میں نے چیک کر لی ہے"...... خاور نے کہا۔

"اوہ پھر تو ہماری بات چیت سنی جا رہی ہے"...... صدیقی نے آہستہ سے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بڑبڑا رہا ہو۔

"یہاں ہماری باتیں ایک آلے سے سنی جا رہی ہیں اور ہمیں گھیرا بھی جا رہا ہے"...... اچانک خاور نے پاکیشیائی زبان میں سامنے بنچ پر بیٹھے ہوئے جوزف اور جوانا سے کہا تو وہ دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"اچھا۔ وہ کیسے تفصیل بتاؤ"...... جوانا نے کہا۔ وہ اب نہ صرف پاکیشیائی زبان سمجھ لیتا تھا بلکہ کسی حد تک بول بھی لیتا تھا تو خاور

نے اسے تفصیل بتا دی۔

"ہمارے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے۔ ہمیں اسلحہ لے کر یہاں آنا چاہئے تھا"...... جوانا نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں عمران صاحب کا انتظار نہیں کرنا چاہئے ورنہ اگر انہوں نے ہم پر فائر کھول دیا تو ہمارا بچنا مشکل ہو جائے گا"...... صدیقی نے کہا۔

"نہیں۔ باس کے آنے تک ہمیں یہیں رہنا ہوگا اور یہ آلہ بھی انہوں نے اس لئے یہاں پہنچایا ہے کہ جیسے ہی باس یہاں پہنچے وہ اسے چیک کر لیں"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے جوزف نے پاکیشیائی زبان میں کہا۔

"لیکن اگر ماسٹر کے آنے سے پہلے انہوں نے ہم پر فائر کھول دیا تب"...... جوانا نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے شامالی کی آواز یہاں آتے ہی سن لی ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ ابھی یہاں امن و سکون ہے کیونکہ جہاں شامالی کی آواز سنائی دے وہاں کوئی جھگڑا نہیں ہو سکتا اس لئے تو کمزور قبیلے ہمیشہ شامالی پالتے تھے"...... جوزف نے بڑے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ہمیں عام سی گفتگو کرتے رہنا چاہئے اور اس کے ساتھ ہوشیار بھی رہنا چاہئے۔ جوزف ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہمیں بہرحال پرنس کا انتظار کرنا ہے"...... صدیقی نے کہا اور پھر انہوں نے مقامی زبان

میں عام سی باتیں کرنا شروع کر دیں۔ لیکن وقت گزرتا جا رہا تھا جبکہ عمران اور ٹائیگر میں سے کوئی بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

"ٹائیگر آ رہا ہے"...... اچانک جوانا نے کہا تو وہ سب چونک پڑے۔ اسی لمحے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ان کے قریب پہنچ گیا۔ وہ نئے میک اپ میں تھا۔

"یہاں ایسا آلہ موجود ہے جو ہماری بات چیت دوسروں تک پہنچا رہا ہے"...... صدیقی نے ٹائیگر کے بولنے سے پہلے ہی پاکیشیائی زبان میں کہا تو ٹائیگر چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"آپ نے راسک ریز کو چیک کر لیا ہے"...... ٹائیگر نے ان کے قریب بنچ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے پتہ چلا اور تم غائب کہاں ہو گئے تھے۔ پرنس کہاں ہیں"...... صدیقی نے پوچھا۔

"پرنس باہر موجود ہیں۔ میں یہ اطلاع دینے آیا تھا کہ ہمیں دو اطراف سے گھیر لیا گیا ہے اور راسک ریز کے ذریعے یہاں ہونے والی تمام بات چیت ان تک پہنچ رہی ہے۔ انہوں نے جوزف کو چیک کر لیا تھا۔ جب جوزف اپنے ساتھیوں سمیت ٹیکسی میں سوار ہو کر یہاں پہنچا تھا۔ بین الاقوامی فلائٹ کی وجہ سے ہم نے اسلحہ پاس نہیں رکھا تھا۔ کیا آپ دونوں کے پاس اسلحہ موجود ہے"۔ ٹائیگر نے صدیقی اور خاور کا نام لئے بغیر ان سے پوچھا۔

"نہیں۔ یہاں اکثر پولیس چیکنگ کرتی رہتی ہے اور یہاں اسلحہ رکھنا جرم ہے"...... صدیقی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے عقب میں جو اونچی جھاڑیوں والا پلاٹ ہے اس میں چار مسلح افراد موجود ہیں اور سامنے جہاں سے راسک ریز فائر کیا گیا ہے وہاں بھی چار افراد موجود ہیں اور یہ آٹھوں مسلح ہیں"۔ ٹائیگر نے کہا۔

"تو پھر ہمارے لئے کیا حکم ہے۔ کیا ہم اسی طرح ان کے نشانوں پر ساکت بیٹھے رہیں گے"...... خاور نے کہا۔

"اور اگر انہوں نے تمہیں پرنس سمجھ لیا تو پھر"...... صدیقی نے کہا۔

"شامائی کی آواز آنا بند ہو گئی ہے۔ ہوشیار"...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ سب بھی بے اختیار اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کرتے اچانک دونوں اطراف سے فائرنگ کی آوازوں سے گارڈن گونج اٹھا اور پھر اس کے ساتھ ہی ٹائیگر سمیت صدیقی، خاور، جوزف اور جوانا بری طرح چیختے ہوئے نیچے گرے لیکن فائرنگ اسی طرح جاری تھی کہ اچانک پولیس کی سیٹیوں کی آوازوں سے گارڈن گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ بند ہو گئی لیکن وہ سب گھاس پر ساکت پڑے ہوئے تھے اور خون ان سب کے جسموں سے تیزی سے نکل رہا تھا اور ان کے جسموں میں معمولی سی حرکت بھی نہ تھی۔

سٹارگ جب کار میں سوار نیشنل گارڈن کے قریب پہنچا تو دور سے پولیس کی سیٹیوں کی آواز اور ایمبولینس گاڑیوں کے مخصوص سائرن سن کر وہ بے اختیار چونک پڑا۔ اسی لمحے دو ایمبولینس گاڑیاں سائرن بجاتی ہوئی پوری رفتار سے اس کی کار کے قریب سے گزر کر آگے بڑھتی چلی گئیں جبکہ پولیس کی سیٹیوں کی آواز بھی اب واضح طور پر سنائی دے رہی تھی۔

"یہ کیا ہوا ہے۔ کیا نائف نے ان پر فائر کھول دیا ہے"۔ سٹارگ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار پارکنگ کے قریب پہنچی تو اسے کار باہر ہی ایک سائیڈ پر روکنی پڑی کیونکہ لوگ اس طرح نیشنل گارڈن سے نکل کر بھاگ رہے تھے جیسے وہاں اچانک قیامت برپا ہو گئی ہو۔ پارکنگ تیزی سے خالی ہوتی جا رہی تھی۔ سٹارگ کار سے اترا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"کیا ہوا ہے یہاں"...... سٹارگ نے ایک آدمی کو جو تیز تیز قدم اٹھا کر آگے بڑھ رہا تھا روک کر پوچھا۔

"پانچ افراد کو فائر کر کے ہلاک کر دیا گیا ہے"...... اس آدمی نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

"پانچ افراد۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران بھی ان میں شامل تھا۔ ویری گڈ"...... سٹارگ نے مسرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ مین گیٹ پر پہنچ گیا۔ گو گیٹ سے باہر آنے والوں کی تعداد میں پہلے سے کافی کمی آ گئی تھی لیکن اس کے باوجود کافی تعداد میں لوگ گارڈن کے اندر سے باہر آ رہے تھے اور ان سب کے چہروں پر پریشانی اور خوف نمایاں تھا۔

"یہاں ہوا کیا ہے"...... سٹارگ نے ایک سائیڈ پر کھڑے باوردی دربان سے پوچھا۔

"جناب۔ یہاں پہلی بار ایسا واقعہ ہوا ہے۔ اب تو یہاں کوئی تفریح کرنے نہیں آئے گا"...... دربان نے بڑبڑانے کے سے انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آخر ہوا کیا ہے۔ یہ تو بتاؤ"...... سٹارگ نے جھلائے ہوئے انداز میں کہا۔

"جناب۔ پانچ افراد جن میں دو سیاہ فام تھے ایک قطعے میں بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ان پر دو اطراف سے فائرنگ ہوئی اور وہ پانچوں کے پانچوں ہلاک ہو کر گر گئے۔ یہاں کی

سیکورٹی نے سیٹیاں بجائی تو فائرنگ رک گئی لیکن اس کے ساتھ ہی بھگدڑ سی مچ گئی اور فائرنگ کرنے والے بھی اسی بھگدڑ میں غائب ہو گئے۔ پھر پولیس اور ایمبولینس کی گاڑیاں پہنچ گئیں کیونکہ یہاں دو ایمبولینس مستقل طور پر موجود رہتی ہیں تاکہ کسی بھی ممکنہ حادثے کی صورت میں بروقت استعمال میں لائی جا سکیں۔ ان پانچوں کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں لیکن پھر بھی انہیں ایمبولینس میں ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا ہے اور اسی خوف کی وجہ سے سب لوگ اب گارڈن سے جا رہے ہیں“...... دربان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو سٹارگ کے جسم میں سکون اور مسرت کی لہریں سی دوڑتی چلی گئیں۔

نائف نے اسے بتایا تھا کہ وہاں دو حبشی اور دو ایکریمین افراد موجود تھے جبکہ اب بتایا جا رہا تھا کہ ہلاک ہونے والے پانچ افراد تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران وہاں پہنچ گیا ہو گا اور پھر راسکریز کی مدد سے اس کے ساتھیوں نے چیکنگ کر لی ہو گی اور پھر فائر کھول دیا گیا ہو گا۔ یہ سب سوچتا ہوا سٹارگ واپس اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ اب اس کا پروگرام ہیڈکوارٹر جانے کا تھا تاکہ وہ نائف اور اس کے ساتھیوں سے پوری تفصیل معلوم کر سکے۔ اسے معلوم تھا کہ نائف اور اس کے ساتھی اب واپس ہیڈکوارٹر ہی پہنچیں گے۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ ہیڈکوارٹر پہنچ گیا۔ ہیڈکوارٹر میں مستقل رہنے والا رچرڈ وہاں موجود تھا لیکن نائف اور اس کے ساتھی ابھی

وہاں نہیں پہنچے تھے اور پھر اس سے پہلے کہ سٹاگ نائف اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں پریشان ہوتا۔ نائف کی کار اندر داخل ہوئی۔

”اوہ۔ باس آپ۔ آپ یہاں“...... نائف نے کار پورچ میں روک کر نیچے اتر کر سٹارگ کے قریب آ کر کہا۔

”ہاں۔ میں ابھی نیشنل گارڈن سے یہاں پہنچا ہوں۔ کیا ہوا وہاں۔ کیا عمران بھی ٹارگٹ میں آیا ہے یا نہیں“...... سٹارگ نے انتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ وہ بھی ساتھ ہی ہلاک ہو گیا ہے“...... نائف نے کہا تو سٹارگ کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”ویری گڈ۔ پھر تو تم نے کارنامہ سرانجام دیا ہے“...... سٹارگ نے کہا۔ وہ دونوں اس دوران چلتے ہوئے آفس میں پہنچ گئے تھے۔

”ہاں۔ اب تفصیل بتاؤ۔ آفس میں پہنچ کر کرسیوں پر بیٹھنے کے بعد سٹارگ نے انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

”باس آپ کے حکم کے مطابق ہم نے انہیں دو اطراف سے گھیر لیا تھا۔ ایک طرف میں، وارنر اور دو ساتھی تھے جبکہ دوسری طرف ہمارے باقی چار ساتھی تھے۔ راسک ریز کے ذریعے ان کی گفتگو سن رہے تھے لیکن وہ زیادہ تر اسی زبان میں باتیں کر رہے تھے جو ہماری سمجھ میں نہیں آ رہی تھی لیکن ہمیں انتظار تھا اس عمران کا پھر اچانک ایک آدمی ان کے پاس پہنچ گیا یہ مقامی آدمی تھا۔ اس

سے پہلے نظر نہ آیا تھا۔ اس لئے لازماً یہ عمران ہو سکتا تھا۔ وہ وہاں بیٹھ کر ان سے باتیں کرنے لگا تو میں نے دوسری طرف موجود اپنے آدمیوں کو ٹرانسمیٹر پر کال کر کے حکم دیا کہ جیسے ہی میں فائر کھولوں وہ بھی فائر کھول دیں۔ ابھی میں اس انتظار میں تھا کہ یہ بات کنفرم ہو جائے کہ کیا واقعی یہی عمران ہے یا اس کا وہ ساتھی ہے جو ایئر پورٹ سے غائب ہو گیا تھا کہ اچانک وہ سب اچھل کر کھڑے ہو گئے اور میں سمجھ گیا کہ ان کو کوئی شک پڑ گیا ہے اور وہ اب یہاں سے بھاگنا چاہتے ہیں۔ آپ نے حکم دے رکھا تھا کہ ایسی صورت میں ان پر فائر کھول دیا جائے۔ چنانچہ میں نے اپنے ساتھیوں سمیت ان پر فائر کھول دیا۔ اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے بھی فائرنگ ہوئی اور وہ سب نیچے گر کر تڑپنے لگے اور چند لمحوں میں ساکت ہو گئے۔ چونکہ فائرنگ سے ہر طرف بھگدڑ سی مچ گئی تھی اس لئے ہم نے فائرنگ بند کی اور اس بھگدڑ کا سہارا لے کر ہم وہاں سے باہر آ گئے۔ لیکن میں وہاں ایک سائیڈ پر رکا رہا۔ میں تسلی کرنا چاہتا تھا کہ ان لوگوں کا انجام کیا ہوا ہے۔ پھر پولیس اور وہاں موجود دو ایمبولینس موقع پر پہنچ گئیں اور انہیں ایمبولینسوں میں ڈال کر ہسپتال لے جایا گیا لیکن انہیں ایمبولینسوں میں ڈالنے والوں نے لوگوں کے پوچھنے پر بتایا کہ وہ سب ہلاک ہو چکے تھے تو میں مطمئن ہو کر یہاں آ گیا۔ یہاں آپ پہلے سے موجود تھے"۔ نائف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم نے ہسپتال سے کنفرم کر لیا تھا"...... سٹارگ نے کہا۔

"باس۔ میں نے سوچا تھا کہ ہیڈکوارٹر سے فون پر کنفرم کر لوں گا"...... نائف نے جواب دیا۔

"کرو کنفرم تاکہ میں سیکشن چیف کو رپورٹ دے سکوں"۔ سٹارگ نے کہا تو نائف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور پھر انکوائری سے اس نے جنرل ہسپتال کے ایمرجنسی شعبے کا نمبر معلوم کیا اور پھر کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دو"...... سٹارگ نے کہا تو نائف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"جنرل ہسپتال شعبہ ایمرجنسی پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"نیشنل گارڈن کے حادثے کے پانچ افراد ہسپتال لائے گئے ہیں۔ ان کی اب کیا پوزیشن ہے"...... نائف نے پوچھا۔

"ان میں سے دو افراد کا آپریشن ہو رہا ہے جبکہ تین افراد کا آپریشن ہو گیا ہے اور وہ اب خطرے سے باہر ہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"کیا۔ کیا مطلب کیا وہ زندہ تھے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے"۔ نائف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے دوسری طرف سے دی جانے والی

اطلاع پر یقین نہ آ رہا ہو۔ البتہ اس نے لاشعوری انداز میں رسیور رکھ دیا تھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ جنہیں سب مردہ خیال کر رہے تھے وہ زندہ تھے اور ان میں سے تین خطرے سے بھی باہر آ چکے ہیں۔ اب ہمیں ہسپتال میں کارروائی کرنی ہو گی"...... سٹارگ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ واقعی اب وہاں کارروائی کرنی ہو گی"...... نائف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر اس کے یکے بعد دیگرے تین بٹن پریس کر دیئے۔

"یس سر۔ رچرڈ بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"گروپ واپس آ گیا ہے یا نہیں"...... نائف نے پوچھا۔

"یس سر۔ سب آ گئے ہیں"...... رچرڈ نے جواب دیا۔

"اوکے"...... نائف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انٹرکام کا کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"وارنر بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے وارنر کی آواز سنائی دی۔

"نائف بول رہا ہوں"...... نائف نے کہا۔

"یس باس۔ حکم"...... وارنر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ابھی ابھی جنرل ہسپتال کے شعبہ ایمرجنسی سے معلوم ہوا ہے کہ یہ لوگ ہلاک نہیں ہوئے بلکہ زخمی تھے۔ ان میں سے تین کے آپریشن ہو چکے ہیں اور اب وہ خطرے سے باہر ہیں جبکہ دو کے آپریشن جاری ہیں۔ انہیں ہر حال میں ختم ہونا چاہئے۔ تم چار ساتھی لے جاؤ اور وہاں ہسپتال میں ان کا خاتمہ کر دو"...... نائف نے کہا۔

"اوہ باس۔ اس قدر شدید اور ڈائریکٹ فائرنگ کے باوجود وہ زندہ کیسے بچ گئے۔ حیرت ہے"...... وارنر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ وہاں پر سب کا یہی خیال تھا اور مجھے بھی یقین تھا کہ یہ پانچوں ہلاک ہو چکے ہیں۔ لیکن اب ہسپتال والوں نے بتایا ہے کہ ایسا نہیں ہے جبکہ ایسا ہونا چاہئے تھا"...... نائف نے کہا۔

"یس باس۔ ایسا ہی ہو گا۔ میں فون کر کے ہسپتال سے معلوم کرتا رہوں گا۔ جب ان دونوں کا آپریشن بھی ہو جائے گا تو ہم وہاں پہنچ جائیں گے"...... وارنر نے کہا۔

"اوکے"...... نائف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"انہیں ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے نائف۔ تم خود ساتھ جاؤ"...... سٹارگ نے کہا۔

"یس باس۔ میں چلا جاتا ہوں"...... نائف نے کہا تو سٹارگ اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں کلب جا رہا ہوں۔ جیسے ہی یہ ہلاک ہوں تم نے مجھے کال کر کے رپورٹ دینی ہے تاکہ سیکشن چیف کو رپورٹ دی جا سکے۔ وہ شدت سے اس رپورٹ کے منتظر ہوں گے"...... سٹارگ نے مڑتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... نائف نے کہا تو سٹارگ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس اپنے کلب کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے چہرے پر سکون اور اطمینان تھا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ شدید زخمی افراد کو ان کے بیڈز پر گولی مار کر ہلاک کر دینا کوئی مسئلہ نہیں ہے اس لئے اسے یقین ہو چکا تھا کہ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا ہے۔

جنرل ہسپتال کے شعبہ ایمرجنسی میں آپریشن تھیٹر کے باہر عمران انتہائی بے چینی کے عالم میں برآمدے میں ٹہل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر پتھریلی سنجیدگی طاری تھی۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے یہاں پہنچا تھا اور یہاں پہنچنے کے بعد اسے بتایا گیا تھا کہ جوزف، جوانا اور ٹائیگر تینوں کے آپریشن ہو چکے ہیں اور ان کی حالت اب خطرے سے باہر ہے لیکن صدیقی اور خاور دونوں ابھی تک آپریشن تھیٹر میں ہیں اور ان کی حالت ابھی نازک ہے۔ عمران وہیں نیشنل گارڈن میں ہی موجود تھا جب یہ فائرنگ ہوئی۔ اس کے ذہن کے کسی گوشے میں بھی یہ بات نہیں تھی کہ اچانک اس طرح اس کے ساتھیوں پر فائر کھول دیا جائے گا۔ سب سے بڑا مسئلہ یہ تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے پاس کسی قسم کا اسلحہ نہیں تھا اور نہ ہی انہیں موقع ملا تھا کہ وہ کرامنی میں کسی ایسی مارکیٹ کو تلاش

کرتے جہاں سے انہیں اسلحہ مل سکتا کیونکہ کراچی میں اسلحے کی خرید و فروخت قانونی طور پر ممنوع تھی اس لئے یہاں کھلے عام اسلحہ فروخت نہیں ہوتا تھا۔

اسے یقین تھا کہ جب تک وہ خود دشمن ایجنٹوں کے سامنے نہیں آئے گا یہ لوگ اس کے ساتھیوں پر فائر نہیں کھولیں گے کیونکہ اب تک ان کی طرف سے فائرنگ نہ کرنے سے تو یہی مطلب اخذ کیا جا سکتا تھا ورنہ تو ٹائیگر اور اس کے نیشنل گارڈن پہنچنے سے کافی پہلے جوزف، جوانا، خاور اور صدیقی وہاں موجود تھے۔ دشمن ایجنٹوں نے راسک ریز بھی وہاں فائر کی تھی۔ جس سے وہ اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سن سکتے تھے۔ عمران وہاں پہنچ چکا تھا اور جلد ہی دشمن ایجنٹوں پر قابو پا لیا جاتا لیکن اچانک فائرنگ شروع ہو گئی اور پھر فائرنگ ہوتے ہی پورے نیشنل گارڈن میں زبردست بھگدڑ مچ گئی اور عمران جو گیٹ کے قریب موجود تھا۔ جب اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا تو وہ سب شدید زخمی اور بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ پھر پولیس اور ایمبولینس انہیں لے کر ہسپتال روانہ ہو گئی۔ عمران نے اس کے بعد شارگ کے ساتھیوں کی تلاش شروع کر دی لیکن وہ تو اس طرح غائب ہو چکے تھے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ لیکن تھوڑی دیر بعد اسے شارگ گیٹ کے قریب کھڑا نظر آ گیا۔ عمران گارڈن کے اندر تھا اور پھر جب تک وہ گیٹ کے قریب پہنچا شارگ واپس جا چکا تھا۔ وہاں پر جو

صورت حال تھی اس میں کسی ٹیکسی یا سواری کا مل جانا تقریباً ناممکن تھا اور ویسے ہی ہوا۔ شارگ کی کار اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی۔ لیکن اسے کوئی سواری نہ مل سکی تو اس نے سوچا کہ وہ پہلے ہسپتال جا کر اپنے ساتھیوں کے بارے میں معلوم کر لے پھر اس شارگ کو تو بہرحال اس کے کلب میں کسی بھی وقت گھیرا جا سکتا ہے۔

چنانچہ کافی فاصلہ پیدل طے کرنے کے بعد اسے ٹیکسی ملی اور وہ یہاں ہسپتال پہنچ گیا۔ اب وہ یہاں ٹہلتے ہوئے سوچے جا رہا تھا کہ شارگ اور اس کے ساتھیوں کو بہرحال علم ہو جائے گا کہ ان کی فائرنگ کے باوجود اس کے ساتھی زندہ بچ گئے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ یہاں پہنچ کر دوبارہ ان پر فائر کھول دیں اس لئے ان کو یہاں سے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کرنا بھی ضروری تھا لیکن کراچی میں اس کا کوئی ایسا جاننے والا نہ تھا جس سے وہ مدد لے سکتا۔ اچانک اسے خیال آیا کہ ڈنگٹن میں مادام ڈیزی کا نیٹ ورک پورے افریقہ میں بھی موجود ہے اس لئے لازماً مادام ڈیزی کا کوئی نہ کوئی آدمی یہاں کراچی میں بھی موجود ہو گا لیکن جب تک صدیقی اور خاور آپریشن تھیٹر سے باہر نہ آ جاتے وہ کہیں جانا نہیں چاہتا تھا۔ لیکن پھر اسے خیال آیا کہ کسی بھی وقت شارگ اور اس کے ساتھی یہاں پہنچ گئے تو پھر کیا ہو گا اس لئے وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا شعبے کے بیرونی حصے کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں اس نے آتے ہوئے

دو پبلک فون بوتھ دیکھے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ پہنچ گیا۔ یہاں ایک پروویژن سٹور بھی موجود تھا۔ یہاں کارڈز کی مدد سے کال ہو سکتی تھی اور پھر عمران کو اس سٹور سے کارڈ مل گئے تو وہ ایک فون بوتھ میں داخل ہو گیا جہاں اندر بورڈ موجود تھا۔ جس پر بڑے بڑے شہروں اور ملکوں کے رابطہ نمبر لکھے ہوئے تھے۔ اس نے ونگٹن کا رابطہ نمبر دیکھا اور پھر کارڈ فون پیس میں ڈال کر اس نے اسے دبایا تو فون پیس کے اوپر سبز رنگ کا چھوٹا سا بلب جل اٹھا تو اس نے رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ ڈیزی بول رہی ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک خشک سی نسوانی آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں کرامی سے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون علی عمران"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن)"۔ عمران نے ڈگریوں سمیت تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا۔ اچھا۔ پرنس عمران آپ۔ لیکن آپ کرامی کیسے پہنچ گئے"...... مادام ڈیزی نے اس بار بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

"میں ایک مشن کے سلسلے میں یہاں آیا تھا لیکن یہاں میرے ساتھیوں پر اچانک فائر کھول دیا گیا اور وہ اس وقت کرامی کے

جنرل ہسپتال میں ہیں۔ میں بھی وہیں سے تمہیں کال کر رہا ہوں۔ جن لوگوں نے پہلے ان پر حملہ کیا ہے وہ ہسپتال پہنچ کر بھی ایسا کر سکتے ہیں اس لئے میں انہیں فوری طور پر یہاں سے شفٹ کر کے کسی پرائیویٹ اور خفیہ ہسپتال لے جانا چاہتا ہوں جبکہ کرامی میں میرا کوئی واقف نہیں ہے اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے"۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا

"اوہ۔ اس لئے تم سنجیدہ ہو۔ تم بے فکر رہو پرنس عمران۔ کرامی میں ماسٹر ہاک موجود ہے ہاک کلب کا مالک اور جنرل مینجر۔ وہ تمہیں بہت اچھی طرح نہ صرف جانتا ہے بلکہ تمہارا فین بھی ہے۔ وہ اس وقت کرامی کی انڈر ورلڈ کا کنگ ہے۔ میں اسے فون کر دیتی ہوں۔ تم دس منٹ بعد اسے فون کر لینا۔ وہ سب کچھ کر دے گا۔ میں تمہیں اس کا فون نمبر بھی بتا دیتی ہوں"...... مادام ڈیزی نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا

"یہ ماسٹر ہاک وہی ہے جو پہلے تمہارے ساتھ تھا"...... عمران نے کہا۔

"ہاں۔ وہی ہے۔ وہ کرامی کا رہنے والا ہے۔ پانچ سال پہلے وہ کرامی سیٹل ہو گیا اور اب وہ وہاں کا کنگ ہے"...... مادام ڈیزی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اسے فون کر دو۔ میں دس پندرہ منٹ بعد اسے فون کر لوں گا اور تمہارا شکریہ میں بعد میں ادا کروں گا"...... عمران

نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں ہے پرنس عمران۔ تمہارے پہلے ہی مجھ پر کافی احسانات ہیں"...... مادام ڈیزی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کارڈ نکال کر جیب میں ڈالا اور فون بوتھ سے نکل کر وہ واپس آپریشن تھیٹر والے حصے کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہاں پہنچ کر جب اسے معلوم ہوا کہ صدیقی اور خاور دونوں کو آپریشن تھیٹر سے وارڈ میں منتقل کر دیا گیا ہے اور ان کی حالت خطرے سے باہر ہے تو اس نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا اور ایک بار پھر پبلک فون بوتھ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کارڈ فون پیس میں ڈالا اور اسے دبا دیا۔ جب فون پیس کے اوپر چھوٹا سا سبز بلب جل اٹھا تو اس نے مادام ڈیزی کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ہاک کلب"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماسٹر ہاک سے بات کراؤ۔ میں پرنس عمران بول رہا ہوں"۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ماسٹر ہاک بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔ اس آواز کو سنتے ہی عمران اسے پہچان گیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ پرنس عمران آپ کراچی میں ہیں اور آپ نے مجھے بتایا ہی نہیں۔ ابھی مادام ڈیزی کا فون آیا تھا۔ اس نے مجھے بتایا۔ کیا ہوا آپ کے ساتھیوں کے ساتھ اور کس نے کیا ہے یہ سب کچھ"...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

"یہ سب تفصیل بعد میں ڈسکس ہو گی۔ فوری طور پر مسئلہ میرے ساتھیوں کا جنرل ہسپتال سے شفٹنگ کا ہے۔ کیا تم اس کا بندوبست کر سکتے ہو"...... عمران نے کہا۔

"آپ انہیں کہاں شفٹ کرانا چاہتے ہیں"...... ماسٹر ہاک نے پوچھا۔

"کسی ایسے پرائیویٹ ہسپتال میں جہاں وہ دوبارہ حملوں سے محفوظ رہ سکیں اور یہ کام فوری ہونا چاہئے کیونکہ کسی بھی لمحے ان پر دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"آپ اس وقت کہاں موجود ہیں"...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

"شعبہ ایمرجنسی میں"...... عمران نے جواب دیا۔

"کیا آپ اپنی اصل شکل میں ہیں"...... ماسٹر ہاک نے پوچھا۔

"نہیں۔ میں میک اپ میں ہوں۔ تمہارا جو آدمی آئے وہ شعبہ ایمرجنسی کے بیرونی حصے میں موجود پرویژن سٹور پر آ جائے جس کے ساتھ دو فون بوتھ ہیں۔ میں وہاں موجود ہوں۔ میں نے سرخ

رنگ کی ٹائی باندھی ہوئی ہے“...... عمران نے کہا۔

”میں خود آ رہا ہوں“...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

”پہلے انتظامات کر لینا یہاں سے فوری شفٹنگ کے۔ ویسے میرے ساتھی شدید زخمی ہیں۔ تم انتظامات اس انداز میں کرانا کہ انہیں کوئی تکلیف نہ ہو“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ ایسی صورت میں اس ہسپتال میں ہی انہیں سپیشل وارڈ میں شفٹ کرایا جا سکتا ہے اور وہاں میرے آدمی پہرہ بھی دے سکتے ہیں کیونکہ ایسی حالت میں شفٹنگ خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے“...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے۔ میں بہرحال ان کا تحفظ چاہتا ہوں“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں۔ میں انتظامات کر کے اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ رہا ہوں“...... ماسٹر ہاک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے کیونکہ رابطہ نمبروں کی جو لسٹ یہاں بوتھ میں موجود تھی اس میں پاکیشیا کا رابطہ نمبر درج نہ تھا۔

”انکوائری پلیز“...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر بتا دیں“...... عمران نے کہا۔

”پاکیشیا۔ کیا یہ ایشیا کا ملک ہے“...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”ہاں یہ ایشیا کا ملک ہے“...... عمران نے جواب دیا۔

”ہولڈ کریں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں“...... تھوڑی دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”یس“...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے کارڈ کو مزید آگے کی طرف دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو“...... دوسری طرف سے رابطہ ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں بلیک زیرو۔ کرامی سے“...... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ عمران صاحب آپ“...... دوسری طرف سے اس بار بلیک زیرو نے اصل آواز میں کہا۔

”چوہان اور نعمانی پہنچ گئے ہیں واپس“...... عمران نے پوچھا۔

”ہاں پہنچ گئے ہیں اور میں نے انہیں آرام کرنے کا کہہ دیا ہے“...... بلیک زیرو نے کہا۔

"میں اب صدیقی اور خاور کو بھی بھجوا رہا ہوں۔ انہیں بھی آرام کا کہہ دینا"...... عمران نے کہا۔

"کیوں۔ کیا ہو گیا ہے۔ کیا وہ بھی زخمی ہو گئے ہیں۔ یہ کیا ہو رہا ہے اس مشن میں"...... بلیک زیرو نے چونک کر کہا تو عمران نے اسے کرامی پہنچ کر گزرنے والے تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ فورسٹارز کو بیرونی مشن راس نہیں آیا تو اب کیا صفدر اور اس کے ساتھیوں کو بھجوایا جائے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں میں نے تو اپنی طرف سے کوشش کی تھی کہ اس بار فورسٹارز کو موقع دیا جائے لیکن شاید قدرت کو ایسا منظور نہ تھا۔ تم صفدر اور اس کے ساتھیوں کو بھجوا دو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو بھی مجھے واپس بھجوانا پڑے"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ تو کیا وہ بھی شدید زخمی ہیں"...... بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"صدیقی اور خاور سے تو کم زخمی ہیں لیکن بہرحال زخمی ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں انہیں بھجوا دیتا ہوں"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"انہیں بتا دینا کہ وہ کرامی پہنچ کر ہاک کلب پہنچ کر اس کے مالک ماسٹر ہاک سے مل کر میرے بارے میں پوچھ لیں"...... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کہہ دوں گا"...... بلیک زیرو نے جواب دیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھا اور پھر کارڈ نکال کر اس نے جیب میں ڈالا اور فون بوتھ سے باہر آیا ہی تھا کہ اچانک اس کے کانوں میں ایمرجنسی شعبے کے اندرونی حصے کی طرف سے تیز فائرنگ کی آوازیں پڑیں تو وہ یکلخت بوکھلانے والے انداز میں اندرونی طرف کو بھاگ پڑا۔ اس کے ذہن میں فائرنگ سے بھی زیادہ تیز دھماکے ہو رہے تھے۔

ڈیوک اور پیگی دونوں چانگی سے لورگو شفٹ ہو چکے تھے۔ سردار ماتو کو جنگل میں بھجوا دیا گیا تھا اور سردار ماتو کے تحت لورگو میں موجود تمام چاگو فورس اب ڈیوک کے انڈر کام کر رہی تھی۔ ویسے ڈیوک اور پیگی دونوں نے اپنے خاص آدمیوں کو بھی کال کر لیا تھا۔ ان کی تعداد آٹھ تھی۔ چار افراد ڈیوک کے سیکشن سے تھے اور چار افراد پیگی کے سیکشن سے اور وہ کسی بھی وقت ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچنے والے تھے۔ سردار ماتو کا ہیڈکوارٹر اب ڈیوک اور پیگی کے استعمال میں تھا۔ ڈیوک نے یہاں پہنچتے ہی چاگو فورس کے تمام افراد کو کال کر کے انہیں تفصیلی ہدایات دے دی تھیں کہ وہ لورگو میں آنے والے اور یہاں کے رہنے والے ہر آدمی کو نگاہ میں رکھیں اور ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنتے رہیں اور پھر جو آدمی بھی کسی بھی وجہ سے مشکوک نظر آئے اسے اطلاع دی جائے اور پھر اس

کے احکامات کی تعمیل کی جائے۔

چاگو فورس کا ہیڈکوارٹر علیحدہ تھا۔ اس کا انچارج مراجو تھا۔ وہ دیوہیکل آدمی تھا اور اپنے انداز و اطوار سے انتہائی سخت اور سفاک آدمی لگتا تھا۔ شاید یہی وجہ تھی کہ چاگو فورس کے افراد جتنا مراجو سے ڈرتے تھے اتنا شاید سردار ماتو سے بھی نہ ڈرتے تھے۔ ڈیوک نے مراجو کو بلا کر اسے بھی تفصیلی ہدایات دے دی تھیں اور اسے حکم دیا تھا کہ وہ روزانہ اسے رپورٹ دیا کرے۔ چاگو فورس کو انہوں نے پورے لورگو میں پھیلا دیا تھا اور ان کی باقاعدہ ڈیوٹیاں لگا دی تھیں۔ اس وقت ڈیوک اور پیگی ایک کمرے میں بیٹھے تھے۔ پیگی کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے تاثرات نمایاں تھے۔

”کیا بات ہے ڈیئر۔ تم بے حد سنجیدہ ہو رہی ہو“...... ڈیوک سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ ہی لیا۔

”میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ میرا یہاں کیا کام ہے۔ تمام انتظام تو تم نے سنبھال لیا ہے میں کیا کروں گی“...... پیگی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو تم اس لئے سنجیدہ ہو۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تمام انتظام تم سنبھال لو۔ میں صرف تمہارے ساتھ ساتھ رہوں گا“۔ ڈیوک نے کہا۔

”نہیں۔ سیکشن چیف نے تمہیں مجھ پر ترجیح دی ہے اور دی بھی جانی چاہئے کیونکہ مقابلہ بے حد سخت ہے۔ ہمارے مخالف انتہائی

خطرناک سیکرٹ ایجنٹ ہیں لیکن اس کے باوجود میں فارغ نہیں رہنا چاہتی"...... پیگی نے جواب دیا۔

"تو پھر ایسا کرو کہ چاگو کے اس سیکشن کی کمان سنبھال لو جو یہاں کلبوں، ہوٹلوں اور رہائشی علاقوں کو چیک کرتا ہے اور چاہو تو اپنا ہیڈکوارٹر بھی علیحدہ بنا لو"...... ڈیوک نے کہا۔

"اور تم کیا کرو گے"...... پیگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اور میرے ساتھی آنے اور جانے والوں کو چیک کریں گے اور جب وہ کسی ہوٹل میں رہیں گے یا کسی کلب میں جائیں گے تو پھر ان کی چیکنگ تمہاری ذمہ داری ہو گی"...... ڈیوک نے کہا تو پیگی کا ستا ہوا چہرہ یکلخت کھل اٹھا۔

"ویری گڈ۔ تم نے تو میرا سارا مسئلہ ہی حل کر دیا۔ گڈ شو۔ میں مراجو سے بات کرتی ہوں"...... پیگی نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نہیں میں مراجو سے بات کرتا ہوں"...... ڈیوک نے کہا اور میز پر پڑا ہوا فون اپنی طرف کھسکا کر اس نے اسے قریب کیا اور پھر رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے کئی بٹن پریس کر دیئے۔

"یس۔ مراجو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سخت آواز سنائی دی۔

"ڈیوک بول رہا ہوں"...... ڈیوک کا لہجہ بھی سخت تھا۔

"یس باس"...... مراجو نے اس بار قدرے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"سیکشن چیف کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ پیگی چاگو کے اس سیکشن کی انچارج ہو گی جس کے ذمے ہوٹل، کلب اور رہائشی علاقوں کی چیکنگ ہے اور اس کا ہیڈکوارٹر علیحدہ ہو گا اور تم اس کا حکم بھی اسی طرح مانو گے جیسے میرا مانتے ہو"...... ڈیوک نے کہا۔

"حکم کی تعمیل ہو گی جناب"...... مراجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر بتاؤ کہ پیگی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہو گا اور وہاں فون اور دیگر لوازمات مہیا کر دو۔ بولو۔ کتنی دیر میں یہ کام ہو جائے گا"۔ ڈیوک نے کہا۔

"جناب۔ صرف دو گھنٹوں میں"...... مراجو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ دو گھنٹوں کے اندر یہ تمام انتظامات کر کے کوئی آدمی یہاں بھیجو تا کہ وہ مادام پیگی کو وہاں لے جائے۔ اس کے بعد مادام پیگی اپنے سیکشن کے سلسلے میں تمہیں جو احکامات دے گی ان کی تمہیں مکمل تعمیل کرنا ہو گی"...... ڈیوک نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوک نے رسیور رکھ دیا۔

"گڈ شو۔ تم نے واقعی میرا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ اب میں لورگو شہر میں اڑنے والی چڑیا کو بھی نظروں میں رکھوں گی"...... پیگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اور میرا رابطہ رہے گا۔ اس طرح ہم موثر انداز میں کام کر سکتے ہیں"...... ڈیوک نے کہا۔

"ڈیوک۔ سیکشن چیف کے مطابق پاکیشیائی ایجنٹ اس وقت کراچی میں ہیں اور وہاں بی ٹی کے سپر ایجنٹ ان کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ ہمیں وہاں کے معاملات سے بھی باخبر رہنا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ اچانک یہاں ہمارے سروں پر پہنچ جائیں"۔ پیگی نے کہا۔

"ہمیں جو حکم دیا گیا ہے پیگی ہم نے وہی کچھ کرنا ہے۔ سیکشن چیف اپنے احکامات میں معمولی کوتاہی کو بھی برداشت نہیں کرتا اس لئے تم ایسی بات سوچنا بھی چھوڑ دو ورنہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ سیکشن چیف ہماری بجائے دوسرے سپر ایجنٹس یہاں لے آئے اور ہمارے ڈیتھ آرڈرز جاری کر دیئے جائیں۔ سیکشن چیف کے پاس سپر ایجنٹوں کی کوئی کمی نہیں ہے"...... ڈیوک نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری ڈیوک۔ دراصل فارغ رہنے کی وجہ سے ایسی سوچ میرے ذہن میں آئی تھی۔ آئندہ میں محتاط رہوں گی"...... پیگی نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈیوک نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈیوک بول رہا ہوں"...... ڈیوک نے رسیور کان سے

لگاتے ہوئے کہا۔

"سردار ماتو بول رہا ہوں۔ لیبارٹری سے"...... دوسری طرف سے سردار ماتو کی آواز سنائی دی۔

"اوہ تم۔ کیا لیبارٹری سے ہمارا فون کا رابطہ کرا دیا گیا ہے"۔ ڈیوک نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"لیبارٹری سے ہر قسم کا رابطہ بند کر دیا گیا ہے اور لیبارٹری کو ٹاپ ریڈ الرٹ قرار دے کر مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ اب لیبارٹری ایریئے کے باہر ماسکوم ریز کا سرکل قائم کر دیا گیا ہے اس لئے نہ ہی اس سرکل کے اندر کوئی جا سکتا ہے اور نہ ہی باہر آ سکتا ہے۔ ہم نے علیحدہ سیکورٹی ایریا قائم کر لیا ہے۔ یہاں سیٹلائٹ فون بھی مہیا کر دیا گیا ہے اور ایسے آلات بھی مہیا کر دیئے گئے ہیں جن کی مدد سے ہم لورگو سے یہاں تک چاروں اطراف میں حرکت کرنے والے ہر انسان اور ہر جانور کو مارک کر سکتے ہیں اور اگر ہم چاہیں تو ان کو ٹارگٹ بھی بنایا جا سکتا ہے اور اس سارے علاقے کو نان فلائی زون قرار دے دیا گیا ہے۔ ایسے میزائل بھی درختوں پر نصب کر دیئے گئے ہیں جن کی مدد سے ہیلی کاپٹر تو ہیلی کاپٹر جیٹ جہاز کو بھی پلک جھپکنے میں نشانہ بنایا جا سکتا ہے"۔ سردار ماتو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ بڑے سخت ترین انتظامات کئے گئے ہیں"...... ڈیوک

نے کہا۔

"یہ تمام انتظامات مین ہیڈکوارٹر کے حکم پر کئے گئے ہیں اور بارو شو میں موجود مین ہیڈکوارٹر کے خصوصی اسلحہ سٹور سے یہ سامان مہیا گیا ہے اور اس کی تنصیب کے لئے بھی مین ہیڈکوارٹر کے ماہرین بھجوائے گئے تھے جو اڑن طشتری نما خصوصی جہاز میں آئے اور یہ تمام تنصیبات کر کے اور ان کا کنٹرول ہمیں دے کر اسی جہاز میں واپس چلے گئے ہیں"...... سردار ماتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس قدر سخت ترین انتظامات کرنے کی وجہ کیا ہے"۔ ڈیوک نے پوچھا۔

"مین ہیڈکوارٹر کو خدشہ ہے کہ سیکشن کے سپر ایجنٹس پاکیشیائی ایجنٹوں کو روک نہ سکیں گے اس لئے ایسے انتظامات حفظ ماتقدم کے طور پر کئے گئے ہیں"...... سردار ماتو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ مین ہیڈکوارٹر کا خدشہ بجا ہے۔ ایسے انتظامات ہونے چاہئیں تھے۔ لیکن مجھے ذاتی طور پر یقین ہے کہ ان آلات کو استعمال کرنے کی نوبت نہیں آئے گی۔ اول تو پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرامبی میں ہی ہو جائے گا اور اگر ایسا کسی بھی وجہ سے نہ بھی ہو سکا تو پھر لورگو یقیناً ان کا مدفن ثابت ہو گا"...... ڈیوک نے کہا۔

"ہاں۔ ایسا ہی ہونا چاہئے۔ میں نے اس لئے آپ کو کال کیا ہے اور آپ کو یہ تمام تفصیلات بتائی ہیں کہ آپ کو کسی بھی وقت اور کسی بھی معاملے میں ہماری ضرورت پڑے تو آپ ہمیں فوری کال

کر سکتے ہیں"...... سردار ماتو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا فون نمبر بھی بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اگر ضرورت پڑی تو آپ کو کال کر لیا جائے گا"۔ ڈیوک نے کہا۔

"اوکے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"حیرت ہے۔ اس قدر خوف ہے ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا"۔ پیگی نے کہا۔

"خوف کی بات نہیں ہے پیگی۔ اصل میں مین ہیڈکوارٹر حقیقت پسند ہے۔ اب تم دیکھو کہ یہ لوگ کس طرح مسلسل آگے بڑھتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کو ٹریس بھی کر لیا ہے اس لئے یہ بہتر تھا کہ حفظ ماتقدم کے طور پر ایسے اقدامات کئے جائیں"...... ڈیوک نے کہا تو پیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر کچھ دیر بعد ایک چاگو کمرے میں داخل ہوا اور اس نے دونوں کو سلام کیا۔

"مادام کو لینے آیا ہوں۔ مادام کا ہیڈکوارٹر تیار ہو گیا ہے"۔ آنے والے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا تو پیگی اٹھ کھڑی ہوئی۔

"تم نے وہاں جا کر مجھے اپنا فون نمبر بتانا ہے تاکہ ہمارا آپس میں رابطہ رہے"...... ڈیوک نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... پیگی نے کہا اور پھر دروازے کی طرف مڑ گئی۔

عمران بوکھلائے ہوئے انداز میں بھاگتا ہوا ایمرجنسی شعبے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے ہو رہے تھے۔ فائرنگ کی آوازیں اب بند ہو چکی تھیں۔ البتہ ہلکا ہلکا شور اندر سے سنائی دے رہا تھااور پھر جب عمران بھاگتا ہوا ایمرجنسی شعبے کے گیٹ پر پہنچا تو ایک باوردی گارڈ نے اسے روک لیا۔

”رک جائیں۔ آگے مت جائیں“...... گارڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

”یہاں کیا ہوا ہے۔کیسی فائرنگ تھی یہ“...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”دو مسلح آدمی اچانک سپیشل وارڈ میں داخل ہوئے اور انہوں نے وہاں موجود دو زخمیوں پر فائر کھول دیا لیکن ان کے ایک ساتھی نے اچانک ان پر حملہ کر دیا اور ان دونوں کی پلک جھپکنے میں

گردنیں توڑ دیں لیکن وہ دونوں زخمی فائرنگ کی وجہ سے شدید زخمی ہو گئے ہیں اور انہیں آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا ہے اس لئے انچارج ڈاکٹر نے ہمیں کال کر لیا ہے“...... اس گارڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ وہ تو میرے ساتھی تھے“...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ گارڈ کو ایک طرف دھکیلتا ہوا تیزی سے سپیشل وارڈ کی طرف بھاگ پڑا کیونکہ صدیقی اور خاور کے علاوہ باقی ساتھی جن میں ٹائیگر، جوزف اور جوانا شامل تھے سپیشل وارڈ میں ہی تھے کیونکہ وہ کم زخمی تھے جبکہ صدیقی اور خاور انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں تھے اور پھر چند لمحوں بعد جب وہ وارڈ میں داخل ہوا تو بے اختیار اچھل پڑا۔ وہاں جوزف ایک کرسی پر بڑے اطمینان بھرے انداز میں بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے سامنے فرش پر دو آدمیوں کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔ وارڈ میں ڈاکٹر اور نرسوں کے ساتھ ساتھ دو مسلح گارڈ بھی موجود تھے جبکہ سامنے موجود ٹائیگر اور جوانا دونوں کے بیڈز خالی تھے۔

”کیا ہوا ہے جوزف“...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہی کہا تو جوزف ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”باس۔ میں واش روم میں گیا ہوا تھا۔ جب میں باہر آیا تو اسی لمحے یہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہوئے اور انہوں نے پلک جھپکانے میں سامنے بیڈز پر موجود ٹائیگر اور جوانا پر فائر کھول دیا

جس پر میں نے ان کی گردنیں توڑ دیں''...... جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''ٹائیگر اور جوانا کیسے ہیں''...... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

''انہیں گولیاں تو ضرور لگی ہیں باس لیکن وہ بچ جائیں گے۔ فادر جوشوا کے نمائندے وچ ڈاکٹر ہاشانی نے مجھے بتا دیا ہے''۔ جوزف نے جواب دیا۔ اسی لمحے پولیس کے افراد اندر داخل ہوئے۔ ان کے ساتھ انچارج ڈاکٹر تھا۔

''اس نے ان دونوں کو ہلاک کیا ہے''...... ڈاکٹر نے جوزف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ایک پولیس آفیسر سے کہا۔

''اسے گرفتار کر لیا جائے''...... پولیس آفیسر نے کہا۔

''سوری۔ آپ ایسا نہیں کر سکتے۔ جوزف اگر انہیں ہلاک نہ کرتا تو یہ یہاں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیتے۔ مجرم یہ ہیں جوزف نہیں''...... عمران نے آگے بڑھ کر کہا۔

''آپ کون ہیں''...... پولیس انسپکٹر نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ ماسٹر ہاک کو جانتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہاں کیوں''...... پولیس انسپکٹر نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت ہلکے سے خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''وہ خود یہاں آ رہے ہیں۔ جن پر حملہ کیا گیا اور یہ جوزف بھی ان کا مہمان ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ میں بیان لکھ لوں کہ یہاں کیا ہوا ہے۔ لیکن تم یہاں سے باہر نہیں جاؤ گے''...... پولیس آفیسر نے پہلے عمران سے اور فقرے کے آخر میں اس نے جوزف کو مخاطب کر کے کہا۔ اسی لمحے ایک دیوقامت لحیم شحیم آدمی جس کا چہرہ اس کے جسم کی مناسبت سے کافی بڑا تھا، اندر داخل ہوا۔ اس نے سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح چار افراد تھے۔

''اوہ۔ اوہ۔ ماسٹر ہاک آپ خود یہاں''...... پولیس آفیسر نے چونک کر اس دیوہیکل آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میرا نام پرنس عمران ہے''...... عمران نے آگے بڑھ کر کہا تو وہ آدمی چونک کر عمران کو دیکھنے لگا۔

''اوہ۔ کیا ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی یہاں فائرنگ ہو گئی ہے''...... ماسٹر ہاک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ میں آپ سے فون پر باتیں کر رہا تھا کہ یہ دونوں یہاں پہنچے اور انہوں نے ہمارے دو ساتھیوں پر جو زخمی تھے فائر کھول دیا۔ لیکن ہمارے تیسرے ساتھی جوزف نے جو واش روم سے باہر آ رہا تھا ان کی گردنیں توڑ دیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''اوہ۔ آپ کے ساتھی زیادہ زخمی تو نہیں ہوئے''...... ماسٹر

باک نے کہا۔

''انہیں پہلوؤں میں گولیاں لگی ہیں اور انہیں آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا ہے''...... اس بار ڈاکٹر نے جواب دیا جو پولیس کے ساتھ آیا تھا۔

''پرنس۔ کیا یہ تین ہی آپ کے ساتھی ہیں یا اور بھی ہیں''۔ ماسٹر باک نے پوچھا۔

''دو ساتھی انتہائی نگہداشت کے یونٹ میں ہیں''...... عمران نے جواب دیا۔

''آئی ایم سوری پرنس کہ ہمیں یہاں پہنچنے میں کچھ دیر ہو گئی۔ لیکن اب ہم سب سنبھال لیں گے۔ پولیس آفیسرز آپ بیانات وغیرہ لکھیں اور پھر آپ جا سکتے ہیں۔ یہ لاشیں بھی ساتھ لے جائیں۔ باقی ہم پر چھوڑ دیں۔ میں لارڈ چیف سے خود بات کر لوں گا''...... ماسٹر باک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ویسے بھی یہاں کی صورت حال بتا رہی ہے کہ مسٹر جوزف نے انتہائی بہادری اور دلیری کا ثبوت دیا ہے ورنہ یہ مجرم یہاں شاید قتل عام کر دیتے''...... پولیس آفیسر نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔ ماسٹر باک کے سامنے اس کا انداز ایسا تھا جیسے ماسٹر باک خود پولیس کمشنر ہو۔

''ڈاکٹر پلیز۔ آپ میرے دو ساتھیوں کو لے جا کر انتہائی نگہداشت کا یونٹ دکھا دیں۔ یہ وہاں پہرہ دیں گے''...... ماسٹر

باک نے انچارج ڈاکٹر سے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میرا آدمی جا کر انہیں یونٹ دکھا دیتا ہے۔ آپ میرے آفس میں آ جائیں''...... انچارج ڈاکٹر نے کہا اور پھر اس نے ایک جونیئر ڈاکٹر کو کہا کہ وہ ماسٹر باک کے دو مسلح آدمیوں کو ساتھ لے جا کر انتہائی نگہداشت کا یونٹ دکھا دے۔

''یس سر''...... ایک جونیئر ڈاکٹر نے کہا اور پھر وہ دونوں آدمیوں سمیت واپس مڑ گیا۔

''تم دونوں یہیں رہو گے اور خیال رکھو گے۔ اب مزید کوئی حملہ نہیں ہونا چاہئے''...... ماسٹر باک نے اپنے باقی دو آدمیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... ان میں سے ایک نے کہا۔

''جوزف۔ تم آرام کرو۔ میں ابھی آتا ہوں''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ ماسٹر باک کے ساتھ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ انچارج ڈاکٹر بھی ان کے ساتھ ہی باہر آ گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ اس کے شاندار آفس میں موجود تھے۔

''ڈاکٹر پلیز۔ میرے ان ساتھیوں کے بارے میں مجھے بتائیں جو زخمی ہو گئے ہیں''...... عمران نے آفس میں پہنچ کر ڈاکٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں نے بتایا ہے کہ وہ آپریشن تھیٹر میں ہیں''...... ڈاکٹر نے

جواب دیا۔

"تو پھر پہلے ان کے بارے میں معلوم کریں اور آپریشن کرنے والے ڈاکٹروں کو بتا دیں کہ وہ ہر طرح سے ان کا خیال رکھیں"۔ عمران نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ایسا ہی ہوگا"...... ڈاکٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھا کر اس کے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"حملے میں جو زخمی ہوئے ہیں ان کی کیا پوزیشن ہے"...... ڈاکٹر نے کسی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے جواب سن کر ڈاکٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ان کی حالت خطرے سے باہر ہے۔ گولیاں نازک مقامات پر نہیں لگیں۔ البتہ انہیں اب انتہائی نگہداشت کے وارڈ میں منتقل کیا جا رہا ہے"...... ڈاکٹر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ اب آپ یہ بتائیں کہ اگر ہم انہیں کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کرنا چاہیں تو کیا ایسا ممکن ہے"۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ لیکن انتہائی احتیاط سے شفٹ کرنا ہوگا"...... ڈاکٹر نے جواب دیا۔

"پرنس۔ اس لئے تو مجھے کچھ دیر ہو گئی ہے ورنہ شاید ایسا نہ

ہوتا۔ میں نے ان کی شفٹنگ کا بندوبست کر لیا ہے"...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

"کہاں شفٹ کرانا چاہتے ہیں آپ انہیں"...... ڈاکٹر نے کہا۔

"سوری ڈاکٹر۔ آپ نہ پوچھیں تو بہتر ہے"...... ماسٹر ہاک نے سرد لہجے میں کہا تو ڈاکٹر سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ ڈاکٹر نے ان کے لئے کافی منگوا لی اور پھر تھوڑی دیر بعد جب وہ سب کافی پی کر فارغ ہوئے تو ایک مسلح آدمی اندر داخل ہوا۔

"ایمبولینس آ گئی ہیں باس"...... اس آدمی نے ماسٹر ہاک سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ڈاکٹر۔ آپ ان مریضوں کو ایمبولینسوں میں شفٹ کرنے کا انتظام کرائیں"...... ماسٹر ہاک نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا اور عمران بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ جوزف چونکہ کم زخمی تھا اس لئے وہ عمران کے ساتھ ہی ماسٹر ہاک کی کار میں بیٹھ گیا جبکہ صدیقی، خاور، ٹائیگر اور جوانا چاروں کو دو ایمبولینسوں میں شفٹ کر دیا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور ہسپتال میں پہنچ گئے۔ یہ پرائیویٹ ہسپتال تھا اور عمران کو یہ دیکھ کر بے حد اطمینان ہوا کہ جس وارڈ میں ان چاروں کو شفٹ کیا گیا تھا وہ بالکل علیحدہ اور بند وارڈ تھے۔

"آپ بے فکر رہیں پرنس۔ یہاں میرے آدمی بھی مسلسل پہرہ دیتے رہیں گے۔ یہاں کسی کی مجال نہیں کہ حملہ کر سکے اور یہاں

آپ کے ساتھیوں کا علاج بھی اعلیٰ پیمانے پر ہوگا''...... ماسٹر ہاک نے کہا۔ جوزف کو بھی عمران نے وہیں اس وقت تک رہنے کا کہہ دیا تھا جب تک وہ سب ٹھیک ہو کر یہاں سے باہر نہیں جاتے اور پھر عمران، ماسٹر ہاک کے ساتھ اس کے کلب میں آ گیا۔ ماسٹر ہاک کا آفس کلب کے عقبی حصے میں تھا۔

''اب آپ بتائیں کہ آپ کی رہائش کا انتظام کہاں کیا جائے''۔ ماسٹر ہاک نے اپنے آفس میں پہنچ کر کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''میری فکر مت کرو۔ میں کہیں بھی رہ لوں گا۔ لیکن تم نے ان حملہ آوروں کے بارے میں اب تک کوئی بات نہیں کی۔ کیا تم انہیں پہچانتے نہیں تھے''...... عمران نے کہا۔

''میں نے انہیں دیکھا تھا پرنس لیکن وہ کرامی کے لوگ نہیں ہیں اس لئے میں خاموش رہا۔ آپ کو یقیناً معلوم ہوگا کہ یہ کون لوگ ہیں اور ان کا لیڈر کون ہے۔ آپ مجھے بتائیں میں ان کا خاتمہ ابھی کرا دیتا ہوں''...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

''نہیں۔ تم نے اب تک جو کچھ کیا ہے وہی بہت ہے۔ البتہ مجھے ایک مشین پسٹل اور اس کا میگزین چاہئے۔ وہ اگر مل جائے تو میں ممنون ہوں گا''...... عمران نے کہا۔

''یہ کون سی بڑی بات ہے پرنس۔ آپ کہیں تو آپ کے سامنے اسلحے کا ڈھیر لگا دیا جائے۔ اور ہاں۔ اوہ سوری۔ آپ کون سی شراب پینا پسند کریں گے''...... ماسٹر ہاک نے انٹرکام کا رسیور

اٹھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں۔ میں شراب نہیں پیتا۔ شکریہ''...... عمران نے کہا تو ماسٹر ہاک چند لمحوں تک حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر کسی کو مشین پسٹل اور اس کا میگزین لانے کا کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ عمران نے اس دوران جیب سے ایک چیک بک نکالی اور ایک چیک پر رقم لکھ کر دستخط کئے اور پھر چیک بک سے چیک علیحدہ کر کے اس نے ماسٹر ہاک کی طرف بڑھا دیا۔

''یہ کیا ہے پرنس''...... ماسٹر ہاک نے چونک کر پوچھا۔

''میرے ساتھیوں کے علاج کے اخراجات''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ نہیں پرنس۔ مادام ڈیزی نے آپ کے بارے میں جو کچھ کہا ہے اس کے بعد میں آپ سے کچھ نہیں لے سکتا۔ میرے لئے یہی بہت بڑا اعزاز ہے کہ میں آپ کے کسی کام آ سکوں''۔ ماسٹر ہاک نے چیک واپس کرتے ہوئے کہا۔

''مادام ڈیزی کو اس بارے میں کچھ معلوم نہیں ہوگا۔ تم یہ رکھ لو''...... عمران نے کہا تو ماسٹر ہاک نے شکریہ کہہ کر چیک تہہ کر کے جیب میں رکھ لیا۔ اسی لمحے آفس کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے ایک پیکٹ اٹھایا ہوا تھا۔ اس نے وہ پیکٹ ماسٹر ہاک کے سامنے رکھا اور خاموشی سے واپس مڑ گیا۔

"یہ لو پرنس۔ جدید مشین پسٹل اور اس کا میگزین"...... ماسٹر ہاک نے پیکٹ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ اب تم ایک کام اور کرو۔ اس کے بعد مزید تکلیف تمہیں نہیں دی جائے گی"...... عمران نے پیکٹ کھول کر مشین پسٹل اور میگزین نکالتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں پرنس۔ آپ حکم دیں"...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

"ایک رہائش گاہ جس میں ایک کار بھی موجود ہو لیکن شرط یہ ہے کہ اس کے بارے میں تمہارے علاوہ اور کسی کو علم نہ ہو۔ مجھے دے دو"...... عمران نے کہا تو ماسٹر ہاک نے میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک کی رنگ نکال کر اس نے اسے عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"اس کی رنگ میں چابی ہے اور ساتھ ہی ٹوکن پر رہائش گاہ کا پتہ درج ہے۔ یہ میری خاص رہائش گاہ ہے۔ اس میں کار بھی موجود ہے اور دیگر ضروری سامان بھی"...... ماسٹر ہاک نے کہا۔

"شکریہ"...... عمران نے مشین پسٹل کوٹ کی جیب میں اور میگزین دوسری جیب میں رکھ کر چابی اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس نے ٹوکن پر موجود پتہ دیکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"اوکے۔ پھر ملاقات ہو گی"...... عمران نے کہا تو ماسٹر ہاک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران نے اس سے مصافحہ کیا اور پھر اسی راستے

سے باہر آ گیا جس راستے سے وہ ماسٹر ہاک کے ساتھ اندر آیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار ہو کر اس رہائشی کالونی میں پہنچ گیا جس کا پتہ اس کی رنگ کے ساتھ منسلک ٹوکن پر درج تھا۔ ٹیکسی اس نے کالونی کے پہلے چوک پر ہی چھوڑ دی اور پیدل ہی آگے بڑھ گیا۔ کوٹھی چھوٹی سی تھی۔ لاک کھول کر عمران اندر داخل ہوا تو سامنے گیراج میں اسے سیاہ رنگ کی کار کھڑی نظر آئی۔ عمران کار کی طرف بڑھا۔ اس نے کار کا ڈرائیونگ سیٹ کا دروازہ کھولا تو اسے یہ دیکھ کر اطمینان ہو گیا کہ کار کے اگنیشن میں چابیاں موجود تھیں۔ اس نے کار کا انجن سٹارٹ کیا تو اسے محسوس ہوا کہ کار جدید ماڈل کی اور خاصے طاقتور انجن کی حامل ہے۔ فیول ٹینکی بھی بھری ہوئی تھی۔ اس نے انجن بند کیا اور پھر وہ کار سے نیچے اتر آیا اور اس نے کوٹھی کا تفصیلی راؤنڈ لگایا۔ ایک الماری میں اسے خصوصی ساخت کا اسلحہ بھی نظر آ گیا۔ ایک آفس نما کمرے میں فون بھی موجود تھا۔ عمران نے رسیور اٹھایا تو فون میں ٹون موجود تھی۔ عمران کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ پاکیشیا کال کر رہا تھا۔ ہسپتال سے کال کرتے وقت اس نے انکوائری سے رابطہ نمبر معلوم کر لیا تھا اس لئے اب اسے دوبارہ رابطہ نمبر معلوم کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"ایکسٹو"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

"علی عمران بول رہا ہوں طاہر"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ۔ خیریت۔ آپ کا لہجہ بے حد سنجیدہ ہے"...... دوسری طرف سے اس بار بلیک زیرو نے اپنی اصل آواز میں کہا۔

"یہاں حالات بے حد سنجیدہ ہو گئے ہیں۔ میں جب تمہیں ہسپتال کے بیرونی حصے میں موجود پبلک فون بوتھ سے کال کر رہا تھا تو بی ٹی کے دو ایجنٹوں نے سپیشل وارڈ میں موجود ٹائیگر اور جوانا پر فائر کھول دیا۔ جوزف جو کم زخمی ہے وہ واش روم میں گیا ہوا تھا اور جب حملہ آور سپیشل وارڈ میں داخل ہوئے تو وہ بھی اسی وقت واش روم سے باہر آیا اور پھر اس نے دلیری اور مستعدی سے ان دونوں حملہ آوروں کی گردنیں توڑ کر انہیں ہلاک کر دیا لیکن بہرحال ٹائیگر اور جوانا دونوں خاصے زخمی ہو گئے۔ جب تک میں فائرنگ کی آواز سن کر وہاں پہنچا ان دونوں کو آپریشن تھیٹر لے جایا جا چکا تھا۔ میں نے یہاں ایک گروپ ماسٹر ہاک سے رابطہ کیا تھا کیونکہ مجھے پہلے سے خطرہ تھا کہ ان پر دوبارہ حملہ ہو سکتا ہے اس لئے میں نے اس گروپ کو ہسپتال کال کیا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی کہا تھا کہ وہ میرے ساتھیوں کو کسی پرائیویٹ اور محفوظ جگہ شفٹ کرا دیں۔ یہ لوگ شفٹنگ کا انتظام کرنے کی وجہ سے دیر سے آئے اور اس دوران دوبارہ حملہ ہو گیا۔ اگر جوزف مقابلہ نہ کرتا تو یہ دونوں لازماً ختم ہو جاتے۔ صدیقی اور خاور چونکہ انتہائی نگہداشت وارڈ میں تھے اس لئے وہ حملے سے بچ گئے۔ بہرحال اس گروپ کے لیڈر ماسٹر ہاک کی وجہ سے پولیس کے چکر سے ہم بچ گئے اور ان سب کو ایک پرائیویٹ ہسپتال میں بھی شفٹ کر دیا گیا ہے اور میں نے شارب کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بھی ماسٹر ہاک سے حاصل کر لی ہے اور اس وقت میں اس کوٹھی سے ہی تمہیں کال کر رہا ہوں۔ اب صدیقی اور خاور کے ساتھ ساتھ ٹائیگر اور جوانا کو بھی واپس بھجوانا ہو گا۔ جوزف ایک تو نسبتاً کم زخمی ہے دوسرا اس کی ضرورت مشن کے دوران پڑے گی اس لئے جوزف یہاں میرے ساتھ رہے گا۔ میں نے تمہیں پہلے بھی کہا تھا اور اب پھر کہہ رہا ہوں کہ صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور جولیا چاروں کو فوری یہاں بھجوا دو لیکن انہیں کہہ دینا کہ وہ ایکریمین میک اپ میں پہلے پاکیشیا سے کافرستان جائیں اور پھر کافرستان سے یہاں کرامی آئیں کیونکہ بی ٹی کے ایجنٹ لازماً وہاں پاکیشیا میں ابھی تک نگرانی کر رہے ہوں گے"...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس مشن میں معاملات بگڑتے ہی جا رہے ہیں۔ اتنی تعداد میں پہلے تو کبھی سیکرٹ سروس کے لوگ زخمی نہیں ہوئے تھے"...... بلیک زیرو نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ معاملات زخمی ہونے تک ہی محدود ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ساتھیوں کو پتہ بتا دیا جائے جو آپ نے بتایا ہے"...... بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے عمران صاحب۔ میں انہیں پھر ہدایات دیتا ہوں اور ان کی روانگی کے انتظامات بھی کرتا ہوں"...... دوسری طرف سے بلیک زیرو نے کہا۔

"اوکے۔ اللہ حافظ"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھا اور پھر کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار کوٹھی سے نکل کر تیزی سے اس ہسپتال کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی جس میں اب اس کے ساتھی موجود تھے۔

حصہ اول ختم شد

عمران سیریز
خاص نمبر
ٹاپ مشن
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ٹاپ مشن

حصہ دوم

مظہر کلیم ایم اے

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ ''ٹاپ مشن'' کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بلیک تھنڈر جیسی باوسائل اور مضبوط تنظیم کے خلاف عمران کے ساتھی بلیک تھنڈر کے سپر ایجنٹوں کے ہاتھوں شدید زخمی ہو کر کیا زندہ واپس بھی جا سکے یا نہیں اور اس جنگ میں وہ لمحات بھی آئے جب عین میدان کارزار میں جوزف نے عمران کی بجائے جولیا کی تابعداری اختیار کر لی اور وہ دونوں عمران اور اس کے ساتھیوں سے ہٹ کر بلیک تھنڈر کے مقابلے پر اتر آئے۔ بلیک تھنڈر نے اس مشن میں عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف اپنی پوری قوت جھونک دی اور اس طرح یہ مشن واقعی ٹاپ مشن میں تبدیل ہوتا چلا گیا۔ بلیک تھنڈر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان اس ناول میں اس قدر خوفناک فائٹس ہوئیں کہ موت اور زندگی کے درمیان فرق ہی باقی نہ رہا۔

مجھے یقین ہے کہ یہ ناول قارئین کے معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے بذریعہ خط یا ای میل ضرور مطلع کیجئے۔ آپ کی آراء واقعی میری رہنمائی کرتی ہیں لیکن ناول کے

مطالعہ سے پہلے اپنے چند خطوط، ای میلز اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیجئے کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کسی طرح کم نہیں ہیں۔

چوک سرور شہید سے اللہ دتہ، غلام یلیین اور عبدالماجد نے مشترکہ خط لکھا ہے۔ وہ لکھتے ہیں کہ ”ہم آپ کے شاگرد قاری ہیں۔ آپ کے ناول اپنے منفرد موضوعات، دلچسپ انداز بیان، واقعاتی تسلسل اور بھرپور موقع محل کے مطابق ہونے کی وجہ سے انتہائی پسند کئے جاتے ہیں۔ ہارٹ ورلڈ، ریورس سرکل، گرین گارڈ اور وائلنٹ کرائم جیسے عظیم ناول آپ ہی لکھ سکتے ہیں۔ البتہ ایک شکایت بھی ہے کہ اب عمران کی ٹکر کا کوئی ایجنٹ سامنے نہیں آ رہا۔ امید ہے آپ ضرور ایسا ایجنٹ سامنے لائیں گے جس کی کارکردگی کسی طرح بھی عمران سے کم نہ ہو“۔

محترم اللہ دتہ، غلام یلیین و عبدالماجد صاحبان۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے شاگرد قاری لکھ کر واقعی قارئین کی ایک نئی قسم آشکار کر دی ہے۔ میں اس کے لئے آپ کا مشکور ہوں۔ آپ کو ناول پسند آتے ہیں اس کا بھی شکریہ۔ جہاں تک آپ کی یہ فرمائش ہے کہ عمران کی ٹکر کا ایجنٹ سامنے نہیں آ رہا تو ظاہر ہے عمران کی ٹکر کا بننے کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن بہرحال مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی بھی وقت کوئی ایسا ایجنٹ عمران سے ٹکرا سکتا ہے کہ عمران کو بھی احساس ہو کہ مقابل اس سے

کسی صورت بھی کم نہیں ہے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کرک صوبہ سرحد سے حشمت علی لکھتے ہیں کہ ”میری کتابوں کی دکان ہے اور آپ کے ناول میں خود بھی پڑھتا ہوں اور میرے دوست بھی پڑھتے ہیں۔ ہمیں آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن جب سے آپ نے اپنے ادارے خان برادرز سے ناول شائع کرنے شروع کئے ہیں ہمیں ناول نہیں مل رہے۔ آپ ہمیں تفصیل سے بتائیں کہ ہم آپ کے ناول کہاں سے اور کن شرائط پر حاصل کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے“۔

محترم حشمت علی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ میرے ناول میرے ادارے کے ڈسٹری بیوٹر ارسلان پبلی کیشنز پاک گیٹ ملتان سے منگوا سکتے ہیں۔ آپ کو اس سلسلے میں علیحدہ تفصیلی خط سرکولیشن مینجر کی طرف سے بھجوا دیا جائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

گوجر خان سے زاہد رفیق لکھتے ہیں کہ ”میں گزشتہ ایک سال سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں۔ میں اور میرے دوست آپ کے ناول بہت شوق سے پڑھتے ہیں۔ البتہ آپ سے شکایت ہے کہ آپ نے بلیک زیرو کو دانش منزل تک ہی محدود کر دیا ہے حالانکہ اس نے فیلڈ میں بھی کام کرتے ہوئے اپنے آپ کو چیف ایجنٹ ثابت کیا ہے اس لئے ہماری درخواست ہے کہ آپ بلیک

زیرو کو فیلڈ میں بھجوائیں اور اس پر ایک طویل ناول لکھیں۔ امید ہے آپ ضرور ہماری درخواست پر غور کریں گے“۔

محترم زاہد رفیق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک بلیک زیرو کے فیلڈ میں کام کرنے کا تعلق ہے تو یہ بات درست ہے کہ بلیک زیرو نے فیلڈ میں اپنے آپ کو چیف ایجنٹ ثابت کیا ہے لیکن دانش منزل میں وہ جس سیٹ پر موجود ہے یہ سیٹ کسی طرح بھی فیلڈ میں کام کرنے سے کم اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عمران کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ دانش منزل کی اس سیٹ پر ہی کام کرتا رہے لیکن بلیک زیرو کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے بھی فیلڈ میں بھجوایا جائے۔ مجھے یقین ہے کہ جلد ہی بلیک زیرو ایک بار پھر فیلڈ میں کام کرتا نظر آئے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

E.Mail.Address

mazharkaleem.ma@gmail.com

نائف اپنے ہیڈکوارٹر کے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی کے عالم میں پہلو بدل رہا تھا۔ گو سٹارگ نے اسے بھی جنرل ہسپتال جا کر پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کا کہا تھا لیکن اس کے خیال کے مطابق اس کا جانا ضروری نہیں تھا کیونکہ بیڈز پر پڑے ہوئے زخمیوں کو صرف فائر کر کے ہلاک کرنا کوئی ایسا مشکل کام نہیں تھا جس کے لئے وہ بھی اپنے آدمیوں کے ساتھ جاتا اس لئے اس نے اپنے دو آدمی ڈان اور میتھو کو یہ کام سرانجام دینے کے لئے بھیجا تھا۔ لیکن ان کو گئے ہوئے تقریباً ایک گھنٹہ گزر گیا تھا لیکن ابھی تک نہ ہی وہ دونوں واپس آئے تھے اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی کال آئی تھی اس لئے جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ آخر جب اس سے رہا نہ گیا تو اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری سے جنرل ہسپتال کے شعبہ ایمرجنسی کا نمبر

معلوم کر کے اس نے نمبر پریس کر دیئے۔

''جنرل ہسپتال شعبہ ایمرجنسی''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں نیشنل گارڈن میں زخمی ہونے والے افراد لائے گئے تھے۔ اب ان کی کیا پوزیشن ہے''...... نائف نے پوچھا۔

''آپ کون صاحب بول رہے ہیں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''میرا نام رابنسن ہے اور میں پبلک ٹائمز کا کرائم رپورٹر ہوں''۔ نائف نے جواب دیا۔

''پھر تو آپ کے لئے خاصی بڑی خبر ہے۔ ان افراد پر دو مسلح افراد نے اچانک حملہ کر دیا لیکن ان زخمیوں میں سے ایک نے حیرت انگیز طور پر حملہ کرنے والے دونوں افراد کو ہلاک کر دیا جبکہ جن زخمیوں پر حملہ کیا گیا تھا وہ شدید زخمی ہو گئے تو انہیں آپریشن تھیٹر میں لے جایا گیا جہاں آپریشن کر کے انہیں بچا لیا گیا۔ پھر ان افراد کے وارث آ گئے اور انہوں نے انہیں جنرل ہسپتال سے ڈسچارج کرایا اور کسی پرائیویٹ ہسپتال میں لے گئے''...... دوسری طرف موجود لڑکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو نائف کا چہرہ اپنے دو ساتھیوں کی موت کا سن کر بگڑ سا گیا۔

''حملہ آوروں کی لاشیں کہاں ہیں''......نائف نے کہا۔

''وہ پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہیں''...... دوسری طرف سے جواب دیا

گیا۔

''ان کے وارث کون تھے جو انہیں لے گئے ہیں اور پولیس نے انہیں کیسے جانے دیا ہے''...... نائف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اگر آپ میرے بارے میں اخبار میں نہ لکھیں تو میں بتا دیتی ہوں ورنہ مجھے مزید کچھ نہیں معلوم''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ آپ کے بارے میں کچھ نہیں لکھا جائے گا اور نہ ہی آپ کا حوالہ دیا جائے گا''...... نائف نے کہا۔

''کرامی کا سب سے خطرناک گروپ جسے ماسٹر ہاک گروپ کہا جاتا ہے وہ ان زخمیوں کو لے گیا ہے۔ ماسٹر ہاک خود اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں آیا تھا اور ایک ایکریمی بھی اس کے ساتھ تھا''......لڑکی نے جواب دیا تو نائف بے اختیار اچھل پڑا۔

''ماسٹر ہاک خود آیا تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اس کے آدمی تو آ سکتے ہیں لیکن وہ خود کیسے آ سکتا ہے''...... نائف نے کہا کیونکہ وہ یہ جانتا تھا کہ ماسٹر ہاک کرامی کی انڈر ورلڈ کا کنگ سمجھا جاتا ہے اور یہاں کی حکومت تک اس سے خوفزدہ رہتی ہے لہٰذا وہ خود اتنے معمولی کام کے لئے کیسے جا سکتا تھا۔

''میں درست کہہ رہی ہوں۔ آپ یقین کریں یا نہ کریں آپ کی مرضی''......لڑکی نے جواب دیا۔

''اوکے۔ بہرحال آپ کا شکریہ اور آپ بے فکر رہیں آپ کا

نام نہیں آئے گا۔ گڈ بائی“...... نائف نے کہا اور رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

”ڈان اور میتھو دونوں ہلاک ہو گئے ہیں اور زخمی بھی ہاتھ سے نکل گئے۔ اب کیا ہو گا۔ باس سٹارگ تو مجھے کچا چبا جائے گا“۔ نائف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”اس ماسٹر ہاک کو معلوم ہو گا کہ زخمی اب کہاں ہے۔ اگر اس سے یہ معلوم ہو جائے تو اب بھی ان کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے“۔ چند لمحے خاموش رہنے کے بعد نائف نے خودکلامی کے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی ایک خیال کے آتے ہی وہ چونک پڑا۔ اسے ماسٹر ہاک کے نائب ماچیو کا خیال آ گیا تھا۔ ماچیو عملی طور پر ماسٹر ہاک کے گروپ کا انچارج تھا۔ وہ بے حد لالچی آدمی تھا اور نائف کے ساتھ بھی اس کے تعلقات تھے اس لئے نائف کو خیال آیا تھا کہ اگر ماچیو کو بھاری رقم دی جائے تو اس سے اس ہسپتال کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں جہاں یہ پاکیشیائی ایجنٹ موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہاک کلب“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سخت سی مردانہ آواز سنائی دی۔

”ماچیو سے بات کراؤ۔ میں اس کا دوست نائف بول رہا ہوں“۔ نائف نے کہا۔

”ہولڈ کرو“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ماچیو بول رہا ہوں“...... چند لمحوں بعد پہلے سے بھی کرخت آواز سنائی دی۔

”نائف بول رہا ہو ماچیو۔ کیا تم ایک لاکھ ڈالر نقد کمانا چاہتے ہو“...... نائف نے اس کی لالچی فطرت کے پیش نظر براہ راست بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایک لاکھ ڈالر۔ ہاں کیوں نہیں“...... ماچیو کے لہجے میں اشتیاق ابھر آیا تھا۔

”تو پھر کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔ بولو۔ تمہارے کلب کے علاوہ“...... نائف نے کہا۔

”تم فون پر ہی بتا دو۔ یہ فون محفوظ ہے“...... ماچیو نے کہا۔

”نہیں۔ ایک لاکھ ڈالر بھی تو دینے ہیں“...... نائف نے کہا۔

”اپنے کسی آدمی کے ہاتھ بھجوا دینا۔ لیکن بات تو بتاؤ“۔ ماچیو نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”تمہارے ماسٹر نے جنرل ہسپتال سے چند افراد کو کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کرایا ہے۔ تمہارا ماسٹر خود جنرل ہسپتال گیا تھا۔ مجھے اس پرائیویٹ ہسپتال کا پتہ چاہئے“...... نائف نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ تم میرے دوست نہیں دشمن ہو۔ تم مجھے ماسٹر کے ہاتھوں مروانا چاہتے ہو“...... ماچیو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"تم مجھے اچھی طرح جانتے ہو ماچیو۔ میں حلف دیتا ہوں کہ تمہارا نام کبھی سامنے نہیں آئے گا"...... نائف نے کہا۔

"اور تم مجھے ایک لاکھ ڈالر بھی دو گے"...... ماچیو نے کہا۔

"ہاں۔ ابھی اور اسی وقت۔ لیکن معلومات درست اور حتمی ہوں"۔ نائف نے کہا۔

"تو پھر سنو۔ برانک روڈ پر ایک پرائیویٹ ہسپتال ہے۔ کیمر ہسپتال۔ تم نے دیکھا ہو گا اسے"...... ماچیو نے کہا۔

"ہاں۔ لیکن وہ تو عام سا ہسپتال ہے"...... نائف نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے ماچیو کی بات پر یقین نہ آ رہا ہو۔

"ہاں۔ بظاہر عام سا ہسپتال ہے لیکن اس کا ایک شعبہ تہہ خانے میں ہے جسے سب سے مخفی رکھا گیا ہے اور اس کا دروازہ ریڈیو کنٹرولڈ ہے تاکہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔ البتہ اس کا ایک خفیہ راستہ بھی ہے جو ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر کے کنٹرول میں رہتا ہے جہاں سے سٹاف نرسیں اور ڈاکٹر آتے جاتے ہیں جبکہ یہ ہسپتال ماسٹر ہاک کی ملکیت ہے اور یہ خفیہ شعبہ بھی ماسٹر ہاک کے اپنے گروپ کے زخمیوں کے لئے علیحدہ بنایا گیا ہے"...... ماچیو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تو جنرل ہسپتال کے زخمیوں کو اب اس شعبے میں رکھا گیا ہے"۔ نائف نے کہا۔

"ہاں"...... ماچیو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں تمہاری رقم کا چیک بھجوا رہا ہوں"...... نائف نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے یکے بعد دیگرے کئی نمبر پریس کر دیئے۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"رالف موجود ہے یہاں"...... نائف نے پوچھا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اسے میرے پاس بھیجو"...... نائف نے کہا اور پھر اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے نائف کو سلام کیا تو نائف نے سر ہلا کر اشارے سے سلام کا جواب دیا اور میز کی دراز کھول کر اس میں سے ایک چیک بک نکال ایک چیک علیحدہ کیا۔ اس پر رقم لکھی اور دستخط کر کے اس نے چیک آنے والے نوجوان کی طرف بڑھا دیا۔

"رالف۔ یہ چیک لے جاؤ اور ہاک کلب کے ماچیو کو دے آؤ۔ لیکن خیال رکھنا کسی اور کو معلوم نہ ہو سکے کہ یہ چیک ماچیو کو دیا گیا ہے"...... نائف نے کہا۔

"لیکن باس۔ ماچیو تو کسی سے ملتا ہی نہیں"...... رالف نے کہا۔

"اسے میرا حوالہ دینا پھر وہ فوری ملاقات کرے گا"......نائف نے کہا۔

"یس باس"...... رالف نے کہا اور سلام کر کے واپس مڑ گیا۔

نائف کچھ دیر سوچتا رہا اور پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس باس''...... اس کی سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''جونز سے میری بات کراؤ''...... نائف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

''یس باس۔ جونز بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک اور مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''جونز۔ میرے آفس میں آ جاؤ ابھی اور اسی وقت''...... نائف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک درمیانے قد اور قدرے پھیلے ہوئے جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ اس کا ساتھی جونز تھا۔ اس نے اندر آ کر اسے سلام کیا۔

''بیٹھو جونز''...... نائف نے کہا تو جونز میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

''تم نے ڈان اور میتھو کو جنرل ہسپتال مین پاکیشیائی ایجنٹوں کے خاتمے کے لئے بھیجا تھا''...... نائف نے کہا۔

''یس باس''...... جونز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو بھی ایک پرائیویٹ ہسپتال میں منتقل کر دیا گیا ہے''...... نائف نے کہا تو

جونز بے اختیار اچھل پڑا۔

''دونوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے باس۔ وہاں کوئی مقابل تو تھا ہی نہیں۔ پھر کیسے اور کس نے انہیں ہلاک کیا ہے''...... جونز نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تفصیل کا تو مجھے علم نہیں۔ لیکن بہرحال یہ خبر درست ہے کہ وہ دونوں وہاں ہلاک ہو گئے ہیں اور نہ صرف اب ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ماسٹر ہاک کی سرپرستی حاصل ہے بلکہ انہیں وہاں سے اس پرائیویٹ ہسپتال میں بھی ماسٹر ہاک نے شفٹ کرایا ہے''۔ نائف نے کہا۔

''ماسٹر ہاک۔ یہ تو انتہائی خطرناک گروپ ہے''...... جونز نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن ہم نے بہرحال ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنا ہے چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے ورنہ ہم سب کے ڈیتھ آرڈر جاری ہو جائیں گے''...... نائف نے کہا۔

''لیکن باس۔ یہ کیسے معلوم ہو گا کہ ان ایجنٹوں کو کہاں شفٹ کیا گیا ہے''...... جونز نے کہا۔

''یہ بات بھی میں معلوم کر چکا ہوں۔ انہیں ماسٹر ہاک نے اپنے ذاتی ہسپتال میں داخل کرایا ہے۔ اس ہسپتال کا نام کیئر ہسپتال ہے اور یہ برانک روڈ پر ہے''...... نائف نے کہا۔

''تو پھر کیا مسئلہ ہے باس۔ ہم اس ہسپتال کو ہی میزائلوں سے

اڑا دیتے ہیں''...... جونز نے کہا۔

''اس ہسپتال کا ایک خصوصی یونٹ تہہ خانے میں ہے جس کا دروازہ ریڈیو کنٹرولڈ ہے۔ اگر ہم نے باہر سے میزائل فائر کئے تو یہ یونٹ پھر بھی متاثر نہیں ہوگا''...... نائف نے کہا۔

''تو پھر آپ کے ذہن میں کیا پلاننگ ہے''...... جونز نے پوچھا۔

''تم سوچو اس لئے تو میں نے تمہیں بلایا ہے۔ ایسی پلاننگ کرو کہ یہ لوگ بھی ہلاک ہو جائیں اور ہمیں بھی نقصان نہ اٹھانا پڑے''...... نائف نے کہا۔

''ایک منٹ باس''...... جونز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس انداز میں آنکھیں سکیڑ لیں جیسے کوئی خاص بات سوچ رہا ہو۔

''یس باس۔ ایک شاندار پلاننگ میرے ذہن میں آ گئی ہے''۔ جونز نے یکلخت آنکھیں کھول کر مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا''...... نائف نے چونک کر پوچھا۔

''باس۔ اس ہسپتال کی بلڈنگ کی سائیڈ میں ایک ہوٹل ہے۔ اس ہوٹل کے نیچے بھی تہہ خانے ہیں۔ اس ہوٹل کا نام گولڈ ہے اور گولڈ مین اس کا مالک ہے اور جنرل مینجر بھی اور آپ کو بھی معلوم ہو گا کہ گولڈ مین کے تعلقات چیف سے انتہائی دوستانہ ہیں۔ اسے معاوضہ دیئے جانے کا یقین دلایا جائے تو وہ ہمارے ساتھ مکمل

تعاون کرے گا۔ ہم اس تہہ خانے کی اس دیوار کو جو ہسپتال سے ملحقہ ہے توڑ کر براہ راست ہسپتال کے اس تہہ خانے میں داخل ہو جائیں گے اور وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے سب کو بے ہوش کر دیا جائے گا اور پھر وہاں موجود مطلوبہ افراد کو ہلاک کر کے ہم واپس آ جائیں گے''...... جونز نے کہا۔

''نہیں۔ گولڈ مین کو معلوم ہو گا کہ اس ہسپتال کا مالک ماسٹر باک ہے اور ظاہر ہے دیوار کی وجہ سے وہ سمجھ جائیں گے کہ یہ کام گولڈ ہوٹل سے کیا گیا تھا اس لئے سارا نزلہ گولڈ مین پر گرے گا۔ البتہ یہ کام ایک اور انداز سے کیا جا سکتا ہے کہ ہم دیوار میں صرف اس قدر سوراخ کریں جس سے ہلاک کر دینے والی گیس اندر فائر کی جا سکے۔ اس طرح کسی کو معلوم بھی نہ ہو سکے گا کہ گیس کہاں سے فائر کی گئی ہے اور اس یونٹ میں موجود ہر شخص بے ہوش ہو کر آخرکار ہلاک ہو جائے گا۔ ایسی گیس ہمارے پاس بھی موجود ہے''...... نائف نے کہا۔

''یس باس۔ آپ نے واقعی بہترین پلاننگ سوچی ہے۔ میں آسانی سے گولڈ مین کو اس پر رضامند کر لوں گا''...... جونز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ اور گولڈ مین سے بات کرو۔ وہ جتنی رقم بھی مانگے اسے دے دو کیونکہ یہ ہماری زندگی اور موت کا معاملہ ہے اس لئے ہم نے ہر صورت میں پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنا ہے''...... نائف نے کہا تو جونز سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے

باہر جانے کے بعد نائف نے سٹور میں جا کر وہاں سے دیوار میں سوراخ کرنے والا بے آواز الیکٹرک برما اور انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس کے پسٹل کے ساتھ ساتھ سائینائیڈ گیس فائر کرنے والا پسٹل بھی اٹھا کر بیگ میں ڈالا اور یہ بیگ لے کر وہ واپس آفس میں آ گیا۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ براہ راست سائینائیڈ گیس فائر کرنے کی بجائے پہلے زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا کیونکہ سائینائیڈ گیس فوری اثر نہیں کرتی۔ اس میں کچھ وقت لگ جاتا ہے اور ان کے مخالف عام لوگ نہیں تھے بلکہ انتہائی تربیت یافتہ سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے وہ گیس کا رنگ دیکھ کر ہی معاملہ سمجھ جائیں گے اور پھر وہ اس تہہ خانے سے نکل بھی سکتے ہیں جبکہ زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر ہونے سے وہ فوری طور پر بے ہوش جائیں گے اور پھر یقینی طور پر ان کا خاتمہ ہو جائے گا اور اس طرح ماسٹر ہاک کو پتہ نہ چل سکے گا اور پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ بھی ہو جائے گا۔ اب اسے جونز کی طرف سے کال کا انتظار تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نائف نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ نائف بول رہا ہوں"...... نائف نے تیز لہجے میں کہا۔

"سٹارگ بول رہا ہوں نائف۔ جنرل ہسپتال کی کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے سٹارگ کی آواز سنائی دی تو نائف جو اسے جونز کی کال سمجھا تھا یکلخت چونک پڑا۔

"باس۔ ہمارے پہنچنے سے پہلے انہیں جنرل ہسپتال سے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کر دیا گیا تھا اور اب ہمارے آدمی اس ہسپتال کو ٹریس کر رہے ہیں۔ جیسے ہی اس ہسپتال کا پتہ چلا ہم فوری طور پر وہاں ریڈ کر دیں گے"...... نائف نے کہا۔

"کس نے انہیں وہاں سے شفٹ کرایا ہے۔ یہاں ان کا ہمدرد کون ہوسکتا ہے"...... سٹارگ نے چونک کر پوچھا۔

"باس۔ ماسٹر ہاک خود وہاں گیا تھا۔ میرے دو آدمی اس سے پہلے وہاں پہنچ گئے تھے لیکن ان دونوں کو ہلاک کر دیا گیا"۔ نائف نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارے دو آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ کیا ماسٹر ہاک نے ایسا کیا ہے"...... سٹارگ نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں باس۔ ان پاکیشیائی ایجنٹوں نے۔ ان میں سے ایک اس وقت واش روم میں تھا۔ جب میرے دو آدمی وہاں داخل ہوئے تو وہ واش روم سے باہر آ گیا۔ پھر میرے آدمیوں نے سامنے موجود دو ایجنٹوں پر فائر کھول دیا تو ان کے تیسرے ساتھی نے ہمارے دونوں آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ جن پر فائر کھولا گیا تھا وہ شدید زخمی ہو گئے۔ انہیں آپریشن تھیٹر لے جایا گیا اور پھر ماسٹر ہاک وہاں پہنچ گیا اور ان سب کو وہاں سے شفٹ کرا دیا گیا۔ اب ہم ان کو تلاش کر رہے ہیں"...... نائف نے کہا۔

"اس ماسٹر ہاک پر ہاتھ ڈال دینا تھا"...... سٹارگ نے کہا۔

"باس۔ اس کا کوئی فائدہ نہ تھا۔ ماسٹر ہاک جیسے آدمی مر تو سکتے ہیں لیکن زبان نہیں کھول سکتے اور پھر ہمیشہ کے لئے ہماری اور اس کی آپس میں ٹھن جاتی اس لئے ہم اپنے طور پر ان ایمبولینسوں کے ذریعے اس ہسپتال کو تلاش کر رہے ہیں۔ جیسے ہی ہمیں اس کا پتہ چلا ہم وہاں ریڈ کر دیں گے۔ ان کا خاتمہ بہرحال اب یقینی ہو چکا ہے"...... نائف نے کہا۔

"تمہارے کون سے دو ساتھی ہلاک ہوئے ہیں"...... سٹارگ نے پوچھا۔

"ڈان اور میتھو"...... نائف نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ اگر اسی طرح ہمارے ساتھی ہلاک ہوتے رہے تو ہم سب کا خاتمہ یقینی ہے"...... سٹارگ نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس۔ آج ہی یقینی طور پر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ ہو جائے گا"...... نائف نے کہا۔

"اوکے۔ جلد از جلد یہ کام سرانجام دو ورنہ اگر یہ رپورٹ سیکشن ہیڈکوارٹر تک پہنچ گئی تو ہم سب کا فوری اور یقینی خاتمہ ہو جائے گا۔ اگر ویسے یہ لوگ ٹریس نہ ہوں تو اس ماسٹر ہاک پر چڑھ دوڑو۔ پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... سٹارگ نے کہا۔

"یس باس"...... نائف نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو نائف نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ نائف بول رہا ہوں"...... نائف نے کہا۔

"جونز بول رہا ہوں باس۔ گولڈ مین تو ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ اس کے اسسٹنٹ مورتھی سے میری بات ہو چکی ہے۔ ملحقہ تہہ خانہ ویسے ہی خالی ہے۔ اسے سٹور بنایا گیا ہے۔ ایک لاکھ ڈالر کے عوض مورتھی نے ہمیں وہاں اپنی کارروائی کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ آپ خود آ جائیں۔ میں گیٹ پر آپ کا انتظار کر رہا ہوں"۔ جونز نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آ رہا ہوں"...... نائف نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور میز پر پڑا ہوا بیگ جس میں اس نے سٹور میں سے ضروری سامان لے کر رکھا تھا اٹھا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی گولڈ ہوٹل کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔

جولیا کے فلیٹ میں اس وقت صالحہ، کیپٹن شکیل اور صفدر موجود تھے۔ جولیا نے اپنے طور پر ان سب کو اپنے فلیٹ پر کال کیا تھا تاکہ ان فارغ دنوں میں دارالحکومت سے باہر کسی تفریحی مقام پر جا کر کچھ روز گزارے جائیں کیونکہ فارغ رہنے کی وجہ سے تقریباً سب ہی بے حد بور ہو چکے تھے۔ جولیا نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بھی کال کیا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی اپنے فلیٹ پر موجود نہ تھا اس لئے جولیا نے ان کے نام پیغام ریکارڈ کرا دیئے تھے۔ عمران کے فلیٹ پر بھی جولیا نے فون کیا تھا لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے کال اٹنڈ نہ کی تو جولیا سمجھ گئی کہ عمران اور سلیمان دونوں ہی فلیٹ میں موجود نہیں ہیں۔ وہاں بھی اس نے پیغام ریکارڈ کرا دیا تھا۔ ان سب کو اب اپنے ساتھیوں کے آنے کا انتظار تھا کہ کال بیل بجی تو صفدر اٹھ کر بیرونی دروازے کی طرف

بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو تنویر اس کے ساتھ تھا۔

''میرا خیال ہے کہ عمران اور دوسرے ساتھیوں کو دوبارہ کال کیا جائے''...... جولیا نے کہا۔

''دوسرے ساتھی''...... تنویر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے چونک کر کہا۔

''صدیقی اور اس کے ساتھی وہ اپنے فلیٹس پر موجود نہیں تھے اس لئے میں نے پیغام ریکارڈ کرا دیا تھا لیکن ان میں سے کوئی بھی ابھی تک نہیں پہنچا''...... جولیا نے کہا۔

''چیف نے ٹیم بدل دی ہے۔ اب صدیقی اور اس کے ساتھی بیرونی مشنز پر کام کریں گے اور اندرون ملک مشنز پر ہمیں کام دیا جائے گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ مشن پر گئے ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو بہرحال ہدایات تو جولیا کے ذریعے ہی انہیں دی جاتیں''۔ صفدر نے کہا۔

''جولیا کی سیٹ اب عمران نے سنبھال لی ہے۔ وہ بھی ان کے ساتھ گیا ہوا ہے اور اسی نے انہیں بریف بھی کیا تھا''...... تنویر نے جواب دیا۔

''یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ تمہیں کس نے بتایا ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''صدیقی نے''...... تنویر نے مختصر سا جواب دیا۔

''کب''...... جولیا نے حیران ہو کر پوچھا۔

''تقریباً ایک ہفتہ پہلے''......تنویر نے جواب دیا۔

''کھل کر بات کرو تنویر۔ تم تو ایسے جواب دے رہے ہو جیسے پہیلیاں بوجھوا رہے ہو''......صفدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''ایک ہفتہ پہلے میری ایک ہوٹل میں صدیقی سے ملاقات ہوئی تھی۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ چاروں ملک سے باہر ایک اہم مشن پر جا رہے ہیں اور عمران ابھی ان کے ساتھ نہیں جا رہا۔ جب وہ ابتدائی مشن مکمل کر لیں گے تو پھر عمران ان کے ساتھ آ ملے گا۔ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ ان چاروں نے کام نہ ملنے کی وجہ سے فورسٹارز سے چیف کو استعفیٰ دینے کی بات کی تھی۔ چیف نے ان کے استعفیٰ منظور کرنے کی بجائے انہیں مشن پر جانے کا حکم دے دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مس جولیا نے تو اس کا کبھی ذکر ہی نہیں کیا تو صدیقی نے بتایا کہ یہ ساری کارروائی عمران کے ذریعے ہوئی ہے تو میں خاموش ہو گیا۔ ویسے حقیقت یہ ہے کہ مجھے یقین نہیں آیا تھا لیکن پھر صدیقی اور اس کے تینوں ساتھی غائب ہو گئے۔ البتہ عمران یہاں موجود تھا۔ پھر اب مجھے معلوم نہیں کہ عمران بھی گیا ہے یا نہیں''...... تنویر نے اس بار تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ عمران کی سازش کامیاب رہی ہے''۔ جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''عمران صاحب کی سازش۔ کیا مطلب''...... صفدر نے حیران ہو کر کہا۔

''عمران کی کافی عرصے سے کوشش تھی کہ سیکرٹ سروس میں تفرقہ پیدا ہو جائے اور ہم گروپ بنا کر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں اور اب یہ سازش کامیاب ہو گئی ہے۔ میں چیف سے بات کرتی ہوں''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''مس جولیا۔ چیف اتنا احمق نہیں ہے جتنا آپ نے اسے سمجھ لیا ہے۔ وہ عمران صاحب کی بھی صرف وہ بات مانتے ہیں جس میں اسے ملک و قوم کا کوئی مفاد نظر آ رہا ہو۔ اگر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو مشن پر بھجوایا بھی گیا ہے تو پھر لازماً اس کے پس منظر میں کوئی خاص بات ہو گی''...... صفدر نے بڑے بردبارانہ لہجے میں کہا۔

''جولیا۔ تم چیف کی بجائے عمران سے بات کرو''...... صالحہ نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

''جولیا بول رہی ہوں سلیمان۔ عمران کہاں ہے۔ اس سے میری

بات کراؤ''...... جولیا نے کہا۔

''مس جولیا۔ صاحب، ٹائیگر، جوزف اور جوانا کے ساتھ ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو جولیا سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔

''کب گئے ہیں''...... جولیا نے پوچھا۔

''کافی دن ہو گئے ہیں''...... سلیمان نے جواب دیا۔

''او کے''...... جولیا نے کہا اور ڈھیلے ہاتھوں سے رسیور رکھ دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ اب چیف کی نظروں میں ہماری اہمیت ٹائیگر، جوزف اور جوانا سے بھی کم ہو گئی ہے''...... یکلخت تنویر نے کہا تو سب ایک بار پھر چونک پڑے۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں۔ ان کا تو کوئی تعلق سیکرٹ سروس سے نہیں ہے۔ وہ تو عمران کے ساتھی ہیں اور عمران انہیں اپنے طور پر ساتھ لے گیا ہو گا''...... اس بار صفدر نے کہا۔

''بہرحال تنویر کی بات درست ثابت ہوئی ہے کہ اب ہم پر صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو ترجیح دی جا رہی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''آپ اس انداز میں کیوں سوچ رہی ہیں مس جولیا۔ پہلے جب ہم بیرونی مشن پر جاتے تھے تو کیا اس وقت بھی یہ ترجیح والی بات آپ کے ذہن میں آئی تھی۔ جس طرح ہم سیکرٹ سروس کے ممبران ہیں اسی طرح صدیقی اور اس کے ساتھی بھی اور کسی بھی طرح یہ ہم سے کم نہیں ہیں۔ چیف مشن کے حالات و واقعات اور اس کی سنگینی دیکھ کر انتخاب کرتا ہے کہ کسے بھجوانا ہے اور کسے نہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''پہلے تو پوری ٹیم مشن پر جاتی تھی لیکن اب ایسا نہیں ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اب گروپ کیوں بنائے گئے ہیں''...... تنویر نے ایک بار پھر زہریلے لہجے میں کہا۔

''جس مشن پر پوری سیکرٹ سروس کی ضرورت ہو چیف اب بھی پوری ٹیم کو بھجواتا ہے''...... صفدر نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جولیا نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''جولیا بول رہی ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''ایکسٹو''...... دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم سب یہاں اکٹھے ہو۔ کوئی خاص وجہ''...... چیف کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

''نہیں چیف۔ کوئی خاص وجہ نہیں۔ سب فارغ رہ رہ کر بور ہو رہے تھے اس لئے میں نے سب کو کال کیا کہ ہم کچھ روز باہر جا کر

کھوم آئیں تاکہ بوریت سے نجات مل سکے''...... جولیا نے جواب دیا۔

''تمہاری فراغت کے دن ختم ہو گئے ہیں۔ تم نے صالحہ، تنویر، کیپٹن شکیل اور صفدر کے ساتھ فوری طور پر کرامی پہنچنا ہے۔ پہلے تم یہاں سے پہلی دستیاب فلائٹ میں کافرستان پہنچو گے اور پھر وہاں سے کرامی جاؤ گے۔ تم نے ایکریمین میک اپ میں یہاں سے روانہ ہونا ہے۔ کرامی میں عمران، صدیقی اور ان کے ساتھی موجود ہیں لیکن جوزف کے علاوہ باقی سب شدید زخمی ہیں۔ جوزف البتہ کم زخمی ہے اس لئے ان سب کو واپس کال کر لیا گیا ہے''۔ چیف نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا عمران بھی زخمی ہے چیف''...... جولیا نے بے اختیار ہو کر پوچھا۔

''نہیں۔ عمران زخمی نہیں ہے۔ البتہ چوہان اور نعمانی پہلے سے شدید زخمی تھے۔ پہلے میرا خیال تھا کہ ان دونوں کو واپس کال کر کے یہاں سے دو ممبر بھجوا دیئے جائیں لیکن اب رپورٹ ملی ہے کہ صدیقی، خاور، ٹائیگر اور جوانا بھی شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ جوزف بھی زخمی ہے لیکن نسبتاً کم زخمی ہے اس لئے سوائے جوزف اور عمران کے باقی سب کو واپس کال کر لیا گیا ہے۔ اب ان کی جگہ تم نے وہاں کام کرنا ہے''...... چیف نے کہا۔

''کیسے زخمی ہو گئے ہیں یہ لوگ چیف''...... جولیا نے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

''بلیک تھنڈر کی ایک لیبارٹری میں ایسی غیر فطری مخلوق کلوننگ کے ذریعے پیدا کی جا رہی ہے جو پوری انسانیت کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ اس کی اطلاع سپر پاورز کو ملی تو ان سب نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ بلیک تھنڈر سے مقابلہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس ہی کر سکتی ہے۔ چنانچہ تمام سپر پاورز نے حکومتی سطح پر ہماری حکومت سے درخواست کی۔ لیکن جب فائل میرے پاس پہنچی تو مجھے اس پر یقین نہ آیا جس پر میں نے عمران کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرے اور میں نے اپنے ذرائع سے بھی معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ سپر پاورز کو جو معلومات ملی ہیں وہ درست ہیں لیکن سپر پاورز باوجود شدید ترین کوششوں کے اس لیبارٹری کا محل وقوع معلوم نہیں کر سکی تھیں۔ البتہ بلیک تھنڈر کو بھی اس کی اطلاع مل گئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے مقابلے پر آ رہی ہے تو وہ ریڈ الرٹ ہو گئے۔ چونکہ عمران کے بارے میں انہیں اچھی طرح معلوم ہے اور وہ لوگ عمران کی نقل و حرکت سے یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آئی ہے یا نہیں اور چونکہ لیبارٹری کے بارے میں حتمی معلومات موجود نہیں تھی۔ صرف ایک چھوٹا سا کلیو تھا کہ یورپی ملک کرانس کے ایک آدمی کیلون کے ذریعے اس لیبارٹری کو سپلائی بھجوائی جاتی ہے۔ چنانچہ اس کلیو پر کام کر کے آگے بڑھا جا سکتا تھا لیکن عمران کو وہاں

نہیں بھجوایا جا سکتا تھا اور چونکہ تم اور تمہارے ساتھی جو بیرونی مشنز پر عمران کے ساتھ جاتے رہتے تھے ان کے بارے میں بھی یقیناً بی ٹی کے ایجنٹوں کو کچھ نہ کچھ معلومات ہوں گی اس لئے میں نے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو لیبارٹری کا حتمی کلیو حاصل کرنے کے لئے کرانس بھجوا دیا۔ یہ لوگ آگے بڑھتے رہے لیکن پھر ایک جزیرے گلوسٹر پہنچ کر پھنس گئے۔ ان کے پاس آگے بڑھنے کا کوئی کلیو نہ تھا۔ پھر عمران نے اپنے طور پر کام کیا اور حتمی معلومات حاصل کر لیں کہ یہ لیبارٹری شمالی افریقہ کے انتہائی خوفناک جنگلات میں بنائی گئی ہے۔ صدیقی اور اس کے ساتھی چونکہ پہلے ہی اس مشن پر کام کر رہے تھے اس لئے میں نے انہیں حکم دیا کہ وہ گلوسٹر سے کرامی پہنچ جائیں۔ آگے چونکہ جنگل میں مشن مکمل کرنا تھا اس لئے عمران اپنے ساتھی ٹائیگر، جوزف اور جوانا کو لے کر کرامی پہنچ گیا۔ لیکن ان کے پہنچنے سے پہلے صدیقی اور اس کے ساتھیوں کو بی ٹی کے ایجنٹوں نے ٹریس کر لیا اور چوہان اور نعمانی دونوں شدید زخمی ہو کر ہسپتال پہنچ گئے جبکہ صدیقی اور خاور دونوں بچ گئے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچا تو عمران کے ساتھیوں پر بھی حملہ کر دیا گیا اور وہ بھی ہسپتال پہنچ گئے۔ صدیقی اور خاور بھی اس وقت عمران کے ساتھ تھے اس لئے وہ بھی زخمی ہو گئے۔ پھر ہسپتال میں ان پر دوبارہ حملہ ہوا۔ لیکن جوزف کی وجہ سے یہ لوگ ہلاک ہونے سے بچ گئے اور حملہ آور مارے گئے۔ لیکن ٹائیگر اور جوانا اس

بار شدید زخمی ہو گئے۔ عمران نے وہاں کے ایک مقامی گروپ کی مدد سے انہیں جنرل ہسپتال سے نکال کر ایک پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کرا دیا اور مجھے تفصیلی رپورٹ دی۔ چنانچہ میں نے جوزف کو چھوڑ کر باقی سب کو واپس پاکیشیا بھجوانے کا حکم دے دیا اور ان کی جگہ اب تمہیں وہاں بھجوا رہا ہوں''...... چیف نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو چیف کے تفصیل بتانے پر جولیا اور تنویر دونوں کے چہروں پر شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے تھے جبکہ صفدر مسکرا رہا تھا۔

''یس سر۔ ہم تیار ہیں سر''...... جولیا نے جواب دیا۔

''عمران نے وہاں کرامی میں ایک رہائش گاہ حاصل کر لی ہے۔ اس کا پتہ میں بتا دیتا ہوں۔ تم نے وہاں پہنچنا ہے پھر عمران تمہیں لیڈ کرے گا''...... چیف نے کہا اور پھر انہیں ایڈریس بتا دیا گیا۔

''تم فوری طور پر کاغذات سیٹ نمبر تھرٹی کے مطابق ایکریمین میک اپ کر لو۔ کاغذات تمہیں دانش منزل کے مخصوص رسیونگ باکس سے مل جائیں گے۔ تم سب پہلی دستیاب فلائٹ سے ان کاغذات کی مدد سے کافرستان جاؤ گے۔ میں نے کافرستان میں فارن ایجنٹ ناٹران کو حکم دے دیا ہے۔ وہ وہاں سے تمہاری کرامی روانگی کے فوری انتظامات کر دے گا۔ ناٹران کا آدمی تمہیں کافرستانی ایئر پورٹ پر ملے گا''...... چیف نے تفصیل سے ہدایات

دیتے ہوئے کہا۔

''یس باس'' ...... جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا نے بھی ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''ہم بھی خواہ مخواہ کے شکوک میں مبتلا ہو جاتے ہیں'' ...... جولیا نے کہا۔

''اب ہمیں اصل حالات کا تو بہرحال علم نہیں تھا'' ...... تنویر نے بھی شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''جلدی کرو۔ ہمیں فوری روانہ ہونا ہے'' ...... صفدر نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

عمران کیئر ہسپتال کے خصوصی شعبے میں اپنے ساتھیوں کے پاس موجود تھا۔ سارے ساتھی ہوش میں تھے لیکن وہ سب خاصے زخمی ہونے کی وجہ سے بیڈز پر ہی لیٹے ہوئے تھے۔ البتہ جوزف، عمران کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا۔ وہ اب آسانی سے چل پھر سکتا تھا۔ عمران نے اسے کرسی پر بیٹھنے کے لئے کہا تھا لیکن اس نے بیٹھنے سے انکار کر دیا تھا۔ عمران نے انہیں بتا دیا تھا کہ اس نے چیف کو رپورٹ دے دی ہے اور چیف نے انہیں پاکیشیا بھجوانے کا حکم دیا ہے۔

''عمران صاحب۔ شاید ہماری قسمت ہی خراب ہے۔ خدا خدا کر کے ہمیں بیرونی مشن پر بھجوایا گیا تھا لیکن ہم سب زخمی ہو کر ناکارہ ہو گئے'' ...... صدیقی نے کہا۔

''تمہاری جگہ اگر صفدر اور اس کے ساتھی ہوتے تو ان کے

ساتھ بھی یہی کچھ ہوتا۔ اس بار مقابلہ بی ٹی کے ایجنٹوں سے ہے اور بی ٹی کے ایجنٹوں کا جال پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے اس لئے قسمت سے گلے شکوے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ میرا وعدہ کہ تم ٹھیک ہو جاؤ تو میں چیف سے کہہ کر آئندہ مشن میں تمہیں ساتھ لے جاؤں گا''...... عمران نے کہا تو صدیقی کا چہرہ کھل اٹھا اور باقی ساتھی بھی مسکرانے لگے۔

''باس۔ اس بار مجھے اور جوانا کو جوزف کی وجہ سے نئی زندگی ملی ہے ورنہ ہم تو بے بس پڑے ہوئے تھے۔ حملہ آور ہمیں کسی صورت بھی زندہ نہ چھوڑتے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوتا ہے۔ میں باہر موجود تھا جب مجھے اندر سے اچانک فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں تو تم یقین کرو میری جو حالت تھی اس کا تصور بھی میرے رونگٹے کھڑے کر دیتا ہے۔ اس قدر بوکھلاہٹ مجھ پر پہلے کبھی طاری نہیں ہوئی تھی لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تم سب زخمی ہونے کے باوجود بچ گئے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''باس۔ باس۔ اس دیوار میں سیاہ ہد ہد سوراخ کر رہی ہے'' اچانک عمرن کی کرسی کے پیچھے کھڑے جوزف نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ تمام ساتھی چونک پڑے۔

''سیاہ ہد ہد۔ سوراخ۔ کیا مطلب''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ شاید جوزف کی بات اس کی سمجھ میں نہ آئی تھی لیکن

جوزف بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے دیوار پر ایک جگہ ہاتھ رکھ دیا۔

''ہاں باس۔ سیاہ ہد ہد اس دیوار میں سوراخ کر رہی ہے اور جہاں سیاہ ہد ہد سوراخ کر دے اس سوراخ سے موت ہی برآمد ہوتی ہے''...... جوزف نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیا ہو رہا ہے دیوار میں''...... عمران نے کرسی سے اٹھ کر تیزی سے دیوار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس جگہ دیوار پر ہاتھ رکھ دیا جہاں پہلے جوزف نے ہاتھ رکھا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے کا رنگ بدلتا چلا گیا کیونکہ اس نے واضح طور پر محسوس کر لیا تھا کہ دوسری طرف سے کسی برمے سے سوراخ کیا جا رہا ہے۔ عمران تیزی سے پلٹا اور اس نے ایک بیڈ کے پاس موجود میز پر پڑے ہوئے پلاسٹک ٹیپ کو اٹھایا اور واپس پلٹا ہی تھا کہ دیوار سے ریت جھڑنے لگی اور دوسرے لمحے ایک سیاہ رنگ کے برمے کی نوک تیزی سے گھومتی ہوئی دیوار سے باہر آ گئی۔

''یہ دیکھیں باس۔ سیاہ ہد ہد کی چونچ''...... جوزف نے کہا۔ اسی لمحے برمے کی نوک واپس چلی گئی تو عمران نے تیزی سے اس سوراخ پر پلاسٹک ٹیپ لگا دی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے عمران صاحب''...... صدیقی نے کہا۔ اس کا بیڈ دیوار کے قریب تھا۔

''تم سب پر ایک اور حملہ۔ شاید اب اس سوراخ سے یہ لوگ کوئی گیس یا ریز یہاں فائر کریں گے''...... عمران نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے دیوار کے ساتھ کان لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اسے دوسری طرف سے کسی کے گرنے کی آواز سنائی دی۔

''جوزف۔ اگر اس ٹیپ کو کاٹ دیا جائے تو تم نے دوبارہ اس سوراخ پر ٹیپ لگا دینا ہے''...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ ماسٹر ہاک نے اپنے آدمیوں کو عمران کے احکامات کی تعمیل کرنے کا حکم دیا ہوا تھا اس لئے دو آدمی اس کے اشارے پر اس کے پیچھے چلتے ہوئے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران ان آدمیوں سمیت ہسپتال کے مین گیٹ سے باہر آ گیا۔

''اوہ۔ تو اس سے ملحقہ ہوٹل ہے گولڈ ہوٹل''...... عمران نے رک کر کہا۔

''کیا ہوا ہے صاحب۔ ہمیں بتائیں''...... ماسٹر ہاک کے ایک آدمی نے کہا۔

''اس ہوٹل کے تہہ خانے سے جو ہمارے وارڈ سے ملحقہ ہے درمیانی دیوار میں برمے سے سوراخ کر کے کوئی گیس فائر کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن میں نے اس سوراخ پر ٹیپ لگا کر اسے بند کر دیا ہے۔ لازماً دوسری طرف سے گیس فائر کی گئی ہو گی لیکن وہ ہمارے وارڈ میں آنے کی بجائے وہیں پھیل گئی ہو گی۔ میں نے

دیوار سے کان لگا کر کسی کے گرنے کی آواز بھی سنی ہے''...... عمران نے انہیں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ آئیں ہمارے ساتھ''...... اس آدمی نے کہا اور دوڑتا ہوا اپنے ساتھی سمیت ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ عمران بھی ان کے پیچھے تھا۔

''ہسپتال سے ملحقہ تہہ خانے کا راستہ کدھر ہے''...... اس آدمی نے ہوٹل کاؤنٹر مین کی گردن پکڑ کر جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔

''وہ۔ وہ۔ ادھر تیسرے برآمدے سے نیچے سیڑھیاں جا رہی ہیں''...... استقبالیہ کاؤنٹر مین نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا تو عمران سر ہلاتا ہوا ادھر کو دوڑ پڑا۔ دونوں آدمی بھی اس کے پیچھے تھے۔ ہوٹل میں موجود افراد آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر انہیں دوڑتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔ پھر تیسرے برآمدے کی سائیڈ سے سیڑھیاں اتر کر جب وہ ایک کافی بڑے تہہ خانے میں داخل ہوئے تو یہاں کاٹھ کباڑ پڑا ہوا تھا۔ لیکن سامنے ہی دیوار کے ساتھ دو آدمی بے ہوشی کے عالم میں پڑے ہوئے تھے۔ عمران اندر داخل ہوتے ہی رک گیا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنے پیچھے آنے والے دونوں آدمیوں کو بھی روک دیا۔

''دروازہ کھول دو اور سائیڈ پر ہو جاؤ۔ تہہ خانے میں بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلی ہوئی ہے''...... عمران نے سانس روکتے ہوئے کہا اور پھر دروازہ پورا کھول کر وہ سائیڈوں میں ہو گیا۔ اسی

لمحے دو آدمی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ وہ ہوٹل کے آدمی تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ آپ لوگ کون ہیں"...... ان میں سے ایک نے قدرے کرخت لہجے میں کہا تو ماسٹر ہاک کے آدمی کا بازو گھوما اور وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر دو فٹ دور جا گرا۔

"اب اگر بکواس کی تو گولیوں سے اڑا دوں گا۔ ہمارا تعلق ہاک کلب سے ہے"...... ماسٹر ہاک کے آدمی نے چیختے ہوئے کہا تو ہوٹل کا دوسرا آدمی تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا۔

"اس ہوٹل کے مالک یا مینجر کو چیک کرو۔ یقیناً اسی نے انہیں اجازت دی ہو گی"...... عمران نے ایک آدمی سے مخاطب ہو کر کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا واپس اوپر چلا گیا۔ عمران اندر داخل ہوا۔ دیوار کے ساتھ ہی دو آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ ایک بیگ بھی پڑا ہوا تھا جس کا منہ کھلا تھا۔ ایک سائیڈ پر ایک الیکٹرک برما موجود تھا جس کی تار کا دوسرا سرا دیوار میں موجود الیکٹرک ساکٹ کے ساتھ منسلک تھا۔ ایک سائیڈ پر ایک گیس پسٹل موجود تھا۔ عمران نے بیگ کے اندر جھانکا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔ اس نے تیزی سے اندر ہاتھ ڈال کر ایک گیس پسٹل نکال لیا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔ اسی لمحے ماسٹر ہاک کا آدمی ایک بھاری جسم کے آدمی کو ساتھ لئے اندر داخل ہوا۔

"یہ مورتھی ہے جناب اس وقت ہوٹل کا مینجر۔ مالک اور مینجر گولڈ مین ایکریمیا گیا ہوا ہے۔ اسی نے انہیں یہاں کارروائی کرنے کی اجازت دی تھی"...... ماسٹر ہاک کے آدمی نے کہا۔

"تمہارا نام کیا ہے"...... عمران نے ماسٹر ہاک کے اس آدمی سے پوچھا۔

"جناب۔ میرا نام فریڈ ہے"...... اس آدمی نے جواب دیا۔

"ہاں۔ تم بتاؤ مورتھی۔ یہ کون لوگ ہیں۔ سچ سچ بتا دو گے تو تم بھی بچ جاؤ گے اور یہ ہوٹل بھی ورنہ ماسٹر ہاک کو تو تم جانتے ہو۔ نہ تم زندہ بچو گے اور نہ یہ ہوٹل رہے گا"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ جناب۔ یہ آدمی جونز میرے پاس آیا تھا۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ ہسپتال سے ملحقہ تہہ خانہ انہیں کرائے پر چاہئے۔ میں نے رضامندی ظاہر کر دی۔ پھر اس نے فون کر کے اس دوسرے آدمی کو بلا لیا۔ اس کا نام نائف بتایا گیا ہے اور پھر یہ دونوں تہہ خانہ چیک کرنے یہاں آ گئے۔ میں تو اتنا ہی جانتا ہوں جناب"...... اس آدمی نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا حالانکہ وہ جسامت کے لحاظ سے خاصا لحیم شحیم آدمی تھا اور اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ لڑاکا ٹائپ آدمی ہے لیکن شاید ماسٹر ہاک کا یہاں رعب ہی اتنا تھا کہ وہ بات کرتے ہوئے کانپ رہا تھا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کرنا چاہتے تھے"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے تو معلوم نہیں ہے جناب"...... مورتھی نے جواب دیا۔

"انہوں نے یہاں دیوار میں سوراخ کیا ہے اور اس سوراخ سے انہوں نے انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس دوسری طرف ہسپتال کے سپیشل وارڈ میں فائر کی ہے لیکن دوسری طرف ہم موجود تھے اور ہمیں اس سوراخ کا بروقت علم ہو گیا۔ میں نے گیس فائر ہونے سے پہلے دوسری طرف سوراخ پر پلاسٹک ٹیپ لگا دی۔ اس طرح گیس فائر ہوئی تو دوسری طرف جانے کی بجائے واپس پلٹ کر یہاں پھیل گئی جس سے یہ دونوں خود ہی اس گیس کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے۔ ان کا پروگرام بے ہوش کرنے دینے والی گیس فائر کرنے کے بعد دوسری طرف سایانائیڈ گیس فائر کرنے کا تھا۔ یہ دیکھو یہ سایانائیڈ گیس کا پسٹل اس بیگ میں موجود تھا۔ اگر یہ گیس فائر ہو جاتی تو دوسری طرف ہسپتال میں موجود تمام مریض، ڈاکٹر اور نرسیں ہلاک ہو جاتیں"...... عمران نے کہا تو مورتھی کا چہرہ زرد پڑ گیا اور اس کا پورا جسم بے اختیار کانپنے لگا۔ ماسٹر ہاک کا آدمی فریڈ اور اس کا ساتھی بھی بے اختیار کانپ اٹھے کیونکہ اتنی بات تو وہ بھی سمجھتے تھے کہ وہ بھی ہسپتال میں موجود تھے۔

"ان دونوں کو اٹھاؤ اور ہسپتال لے چلو"...... عمران نے فریڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... فریڈ نے کہا اور آگے بڑھ کر اس نے ایک آدمی

کو جسے جونز بتایا گیا تھا اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا جبکہ دوسرے آدمی نائف کو اس کے ساتھی نے اٹھا لیا۔

"سنو مورتھی۔ تم اس جونز کو جانتے ہو اس لئے اس کے بارے میں تفصیل بتا دو ورنہ"...... عمران نے مورتھی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جناب۔ میں اس کے بارے میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ یہ سٹارگ کے آدمی ہیں۔ سٹارگ کلب کا مالک سٹارگ اور سٹارگ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حکومت اس کی مٹھی میں رہتی ہے"۔ مورتھی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب سن لو کہ تم نے سٹارگ کو اگر ان کے بارے میں کوئی اطلاع دی تو چاہے تم پاتال میں بھی چھپ جاؤ زندہ نہ بچ سکو گے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"جناب۔ میں کسی سے کچھ نہیں کہوں گا"...... مورتھی نے خوفزدہ لہجے میں کہا تو عمران نے فرش پر پڑا ہوا بیگ اٹھایا اور اسے لے کر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ہسپتال کے اس شعبے میں داخل ہوا تو وہاں جونز اور نائف دونوں فرش پر پڑے ہوئے تھے اور فریڈ اور اس کا ساتھی ایک طرف مؤدبانہ انداز میں کھڑے تھے۔

"یہ کون ہیں عمران صاحب"...... صدیقی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جوزف کے مطابق سیاہ ہدہد کی چونچ سے سوراخ کرنے والے"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فریڈ اور اس کے ساتھی کو باہر جا کر کھڑے ہونے کے لئے کہا تو دونوں سر ہلاتے ہوئے باہر چلے گئے تو عمران نے جیب سے سائینائیڈ پسٹل نکال کر انہیں دکھایا اور وہ ساری تفصیل بھی بتا دی جو اس نے اس سے پہلے مورتھی کو بتائی تھی۔ تفصیل سن کر عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''جوزف کے حساس کان اگر سیاہ ہد ہد کی چونچ کی آواز نہ سن لیتے تو اس وقت ہسپتال میں موجود تمام افراد لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔ ویل ڈن جوزف''...... عمران نے باقاعدہ جوزف کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو جوزف کا چہرہ مسرت کی شدت سے چمک اٹھا۔

''ماسٹر۔ اگر ان لوگوں نے یہاں کا سراغ لگا لیا ہے تو لازماً ان کے اور ساتھی بھی ہوں گے اور وہ کسی بھی وقت یہاں ریڈ کر سکتے ہیں''...... جوانا نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ جوزف۔ باہر ماسٹر ہاک کا آدمی فریڈ موجود ہے اسے بلاؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف سر ہلاتا ہوا باہر چلا گیا۔ چند لمحوں بعد جوزف واپس آیا تو فریڈ اس کے ساتھ تھا۔

''فریڈ۔ رسی کا بنڈل چاہئے''...... عمران نے فریڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ میں سٹور سے ابھی لے آتا ہوں''...... فریڈ نے کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ رسی کا ایک بنڈل اٹھائے واپس آ گیا اور اس نے وہ بنڈل عمران کو دے دیا۔

''ان لوگوں نے اگر یہاں ہمارا سراغ لگا لیا ہے تو ان کے ساتھیوں کو بھی معلوم ہو گا۔ تم اپنے ساتھیوں کو کہہ دو کہ وہ پوری طرح ہوشیار رہیں''...... عمران نے فریڈ سے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں نے پہلے ہی سب کو الرٹ کر دیا ہے''...... فریڈ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم جاؤ''...... عمران نے کہا تو فریڈ سر ہلاتا ہوا مڑ کر باہر چلا گیا۔

''جوزف۔ اس نائف کو اٹھا کر کرسی پر ڈالو''...... عمران نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا تو جوزف نے نائف کو اٹھا کر ایک کرسی پر ڈال دیا۔ عمران نے اسے کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔

''اس دوسرے آدمی کا کیا کرنا ہے''...... جوزف نے پوچھا۔

''یہ ابھی پڑا رہے۔ تم پانی کی بوتل لے آؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف ایک سائیڈ پر موجود لکڑی کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری سے پانی کی بوتل نکالی اور پھر عمران کی ہدایت پر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور نائف کا منہ کھول کر اس کے حلق میں پانی انڈیلنا شروع کر دیا۔ جب نائف کے حلق میں دو گھونٹ پانی اتر گیا تو عمران کے اشارے پر جوزف نے بوتل ہٹا لی اور

انسے ڈھکن لگا کر اس نے کرسی کے قریب ہی رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد نائف کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے اور پھر اس نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اب وہ حیرت سے آنکھیں پھاڑے ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

''تمہارا نام نائف ہے اور یہ تمہارا ساتھی جونز ہے اور تم سایانائیڈ گیس فائر کر کے ہم سب کو ہلاک کرنا چاہتے تھے''۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''نہیں۔نہیں۔ یہ غلط ہے۔تم کون ہو۔ میں تو تمہیں نہیں جانتا''۔ نائف نے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جوزف''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو نائف کی کرسی کے قریب ہی کھڑا تھا۔

''یس باس''...... جوزف نے فوراً ہی کہا۔

''اس جونز کی گردن توڑ دو''...... عمران نے فرش پر پڑے ہوئے جونز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ کر وہ فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے جونز پر جھپٹ پڑا۔ نائف نے بے اختیار آنکھیں بند کر لیں۔ چند لمحوں بعد کٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی جونز کا بے ہوش جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا اور پھر ڈھیلا

پڑتا چلا گیا۔ وہ بے ہوشی کے دوران ہی ہلاک ہو گیا تھا۔

''اب اس نائف کی ایک آنکھ نکال دو''...... عمران نے پہلے سے زیادہ سرد لہجے میں کہا۔

''رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ''...... نائف نے یکلخت کانپتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے ہاتھ اٹھا کر نائف کی طرف بڑھتے ہوئے جوزف کو روک دیا۔

''تم یہ بتاؤ کہ تم نے یہاں ہمارا سراغ کیسے لگایا اور یہ ساری کارروائی کرنے کا سوچا تھا اور ساتھ ہی یہ بھی بتا دو کہ سٹارگ کو اس ہسپتال کے بارے میں علم ہے یا نہیں۔ اگر تم سچ بولو گے تو میں تمہیں رہا بھی کر سکتا ہوں''...... عمران نے کہا تو نائف نے اسے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

''سٹارگ کو اس ہسپتال کے بارے میں نہیں بتایا گیا کیونکہ میں تمام کارروائی مکمل کر کے باس کو بتانا چاہتا تھا''...... نائف نے کہا۔

''سٹارگ کا نمبر کیا ہے''...... عمران نے پوچھا تو نائف نے سٹارگ کا فون نمبر بتا دیا۔

''کیا یہ کارروائی کرنے کی پلاننگ تم نے کی تھی''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ جونز تو چاہتا تھا کہ براہ راست ہسپتال پر ریڈ کر دیا جائے لیکن میں نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا کیونکہ میں ماسٹر ہاک کے مقابل نہیں آنا چاہتا تھا اس لئے میں نے یہ پلاننگ کی

تھی''...... نائف نے جواب دیا۔

''تم نے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تھی۔ براہ راست سایانائیڈ گیس کیوں نہیں فائر کی''...... عمران نے آخرکار وہ سوال پوچھ ہی لیا جو شروع سے ہی اس کے ذہن میں اٹکا ہوا تھا۔

''میرا خیال تھا کہ اگر میں نے پہلے ہی سایانائیڈ گیس فائر کر دی تو اس کا رنگ دیکھ کر ہو سکتا ہے کہ آپ لوگ چونک کر یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائیں۔ ویسے بھی سایانائیڈ گیس فوری اثر نہیں کرتی بلکہ گیس کی صورت میں اس کے اثرات کچھ دیر کے بعد ظاہر ہوتے ہیں اس لئے میں نے پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا سوچا تھا تاکہ اس بے رنگ گیس کی وجہ سے آپ سب لوگ بے ہوش ہو جائیں اور پھر سایانائیڈ گیس فائر کرنے سے آپ سب کا خاتمہ یقینی ہو جائے گا''...... نائف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم نے الیکٹرک برمے سے سوراخ کرتے ہوئے یہ نہ سوچا کہ دوسری طرف اس کی آواز یا تھرتھراہٹ محسوس کر لی جائے گی''...... عمران نے کہا۔

''اس کی تھرتھراہٹ اس وقت محسوس ہوتی ہے جب کوئی خاص طور پر دیوار پر ہاتھ رکھے ویسے نہیں اس لئے میں مطمئن تھا۔ لیکن جیسے ہی سوراخ ہوا اور میں نے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی تو میں خود بے ہوش ہو گیا۔ نجانے کیا ہوا تھا''...... نائف نے کہا

عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''اس موقع پر بڑا مشہور قول ہے کہ مارنے والے سے بچانے والا زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔ تم نے اپنی طرف سے واقعی انتہائی حیرت انگیز ذہانت سے کام لیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو ہماری زندگیاں بچانی تھیں اس لئے میرے اس حبشی ساتھی نے دیوار پر ہاتھ رکھ کر چیک کیا اور پھر جیسے ہی برمے کی نوک نے سوراخ کیا میں نے پلاسٹک ٹیپ کو وہاں پر چسپاں کر دیا کیونکہ مجھے محسوس ہو گیا تھا کہ کوئی اس سوراخ سے گیس ادھر فائر کرنا چاہتا ہے اور ٹیپ کی وجہ سے سوراخ بند ہو گیا تو یہ گیس واپس نکلے گی اور پھر وہی ہوا۔ میں نے دیوار سے کان لگا کر تمہارے بے ہوش ہو کر گرنے کی آواز سن لی تھی''...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تم ایسا کرو گے۔ ایسا تو میں تصور میں بھی نہ سوچ سکتا تھا''۔ نائف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا ہیڈکوارٹر کہاں ہے''...... عمران نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

''مجھے نہیں معلوم۔ میں تو عام سا آدمی ہوں''...... نائف نے قدرے ہچکچاتے ہوئے جواب دیا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔

''جوزف۔ یہ اب جھوٹ بولنے لگا ہے۔ اس کی ایک آنکھ نکال دو''...... عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی وارڈ

نائف کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کا حکم سنتے ہی جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی کھڑی انگلی نائف کی آنکھ میں مار دی تھی۔ پھر اس نے انگلی نکالی اور اسے نائف کے لباس سے ہی صاف کرنا شروع کر دیا۔ نائف چیخ مار کر اب بندھے ہونے کی وجہ سے اپنا سر دائیں بائیں مار رہا تھا۔

"اب اگر جھوٹ بولا تو دوسری آنکھ بھی نکلوا دوں گا اور اتنا تم جانتے ہو کہ اندھے آدمی کی کیسے زندگی گزرتی ہے"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"تم ظالم ہو اور سفاک آدمی ہو"...... نائف نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اور تم جو اس ہسپتال کے تمام افراد کو سایانائیڈ گیس سے ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ تم انتہائی رحم دل آدمی ہو۔ کیوں"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ آپ خواہ مخواہ اس کو چھوڑنے پر رضامند ہو رہے ہیں۔ اس کی بھی گردن توڑ دیں۔ یہ لوگ اسی قابل ہوتے ہیں"۔ اچانک جوانا نے کہا۔

"سن لیا تم نے۔ اب سچ بول دو۔ کہاں ہے تمہارا ہیڈ کوارٹر"۔ عمران نے کہا۔

"کیا تم واقعی مجھے چھوڑ دو گے"...... نائف نے کہا۔

"ہاں۔ میں تمہیں زندہ چھوڑ دوں گا"...... عمران نے جواب دیا

تو نائف نے ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیل بتا دی اور پھر عمران کے پوچھنے پر اس نے وہاں کا فون نمبر اور وہاں ہر وقت موجود رہنے والے افراد کے بارے میں بھی تفصیل بتا دی۔

"تمہارے گروپ میں کتنے افراد ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"پہلے مجھ سمیت آٹھ تھے۔ پھر دو ایئر پورٹ پر ان حبشیوں نے مار ڈالے۔ دو ہسپتال میں مارے گئے۔ ایک جونز کو ابھی تم نے میرے سامنے ہلاک کر دیا ہے۔ اس طرح مجھ سمیت باقی تین ہیں"...... نائف نے جواب دیا۔

"وہ دونوں کہاں ہیں اور تم ان سے رابطہ کیسے کرتے ہو"۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ فیلڈ میں ہیں۔ رابطہ سیل فون پر ہو سکتا ہے"...... نائف نے کہا۔

"کیا نمبر ہیں ان کے"...... عمران نے پوچھا تو نائف نے دونوں کے علیحدہ علیحدہ نمبر بتا دیئے۔ چند لمحوں بعد عمران نے جیب سے سیل فون نکال لیا۔

"جوزف۔ اس کے منہ پر ہاتھ رکھو"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اس کی ہدایت پر عمل کر دیا۔ عمران نے سیل فون آن کیا اور نمبر پریس کر کے اس نے رابطہ بحال کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ نائف سپیکنگ"...... عمران نے نائف کی آواز اور

لہجے میں کہا تو کرسی پر بندھے بیٹھے نائف کی اکلوتی آنکھ حیرت سے پھیلتی چلی گئی۔

"یس باس۔ مارٹی اٹنڈنگ یو"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"تم کہاں موجود ہو مارٹی"...... عمران نے نائف کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"میں کرئس کالونی کے راؤنڈ پر ہوں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"برانک روڈ پر کیئر ہسپتال ہے۔ تم وہاں فوراً پہنچو۔ میں اس کے خصوصی شعبے میں موجود ہوں۔ تم ہسپتال کے گیٹ پر اپنے نام کے ساتھ میرا نام لو گے تو تمہیں فوراً مجھ تک پہنچا دیا جائے گا۔ فوراً پہنچو"...... عمران نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رابطہ آف کر دیا اور پھر دوسرا نمبر پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ نائف سپیکنگ"...... عمران نے کہا۔

"فشر اٹنڈنگ یو باس"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"تم کہاں ہو اس وقت فشر"...... عمران نے کہا۔

"میں ایک ہوٹل میں موجود ہوں باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں برانک روڈ پر واقع کیئر ہسپتال کے خصوصی شعبے میں موجود ہوں۔ تم ہیڈ کوارٹر انچارج کو ساتھ لے کر فوراً یہاں پہنچو"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر کے جیب میں رکھ لیا۔

"ہاتھ ہٹا لو جوزف اور جا کر فریڈ کو بلا لاؤ"...... عمران نے کہا تو جوزف نے ہاتھ ہٹایا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف کے ہاتھ ہٹانے پر پہلے چند لمحوں تک تو نائف لمبے لمبے سانس لیتا رہا۔ شاید جوزف نے اس کا منہ بند کرنے کے ساتھ ساتھ کسی حد تک اس کی ناک کو بھی بند کر دیا تھا اس لئے اس دوران نائف پوری طرح سانس نہ لے سکا تھا جس کی وجہ سے وہ اب لمبے لمبے سانس لے رہا تھا۔

"تم۔ تم کیا واقعی انسان ہو"...... نائف نے یکلخت انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ میں جن بھوت ہوں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی۔ اب تو میرا ایسا ہی خیال ہے۔ تمہیں دیوار کی دوسری طرف ساگوما برمے سے سوراخ کرنے کے بارے میں معلوم ہو گیا حالانکہ اس سے کسی قسم کی آواز سرے سے پیدا ہی نہیں ہوتی اور نہ ہی لرزش پیدا ہوتی ہے۔ پھر بھی تمہیں معلوم ہو گیا اور تم

نے اس پر پلاسٹک ٹیپ بھی لگا دیا تاکہ بے ہوش کرنے دینے والی گیس واپس پلٹ جائے اور ہم خود ہی بے ہوش ہو جائیں۔ یہ بات کسی انسان کے ذہن میں آ ہی نہیں سکتی اور اب تم نے جس طرح میری آواز اور لہجے کی نقل کی ہے کہ میرے ساتھی تو کیا اگر تم میرے سامنے نہ بول رہے ہوتے تو میں خود بھی اس بات پر کبھی یقین نہ کرتا کہ یہ میری آواز نہیں ہے۔ یہ سب باتیں بتا رہی ہیں کہ تم انسان نہیں ہو''...... نائف نے باقاعدہ دلائل دیتے ہوئے کہا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران اس کی بات کا کوئی جواب دیتا جوزف واپس آ گیا۔ اس کے پیچھے فریڈ بھی تھا۔

''جی جناب''...... فریڈ نے عمران کے قریب آ کر کہا۔ وہ حیرت بھری نظروں سے سامنے بیٹھے ہوئے نائف کے چہرے کو دیکھ رہا تھا جس پر اب ایک آنکھ موجود تھی۔

''فریڈ۔ اس نائف کے دو ساتھی یہاں آ رہے ہیں۔ وہ گیٹ پر اپنے ناموں کے ساتھ نائف کا نام بھی لیں گے۔ ان میں سے ایک کا نام مارٹی اور دوسرے کا نام فشر ہے۔ تم نے ان دونوں کو اندر لے جا کر ان کا خاتمہ کرنا ہے اور پھر مجھے رپورٹ کرنی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے''...... فریڈ نے کہا۔

''احتیاط سے یہ سارا کام کرنا ہے۔ یہ لوگ تربیت یافتہ ہیں۔ عام لوگ نہیں''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں جناب''...... فریڈ نے کہا اور واپس مڑ گیا۔

''تم کیوں انہیں ہلاک کر رہے ہو۔ انہوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے''...... نائف نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''جوزف۔ اس کی گردن توڑ دو''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف کسی عقاب کی طرح نائف پر جھپٹا اور پھر اس سے پہلے کہ نائف کوئی احتجاج کرتا اس کی گردن کچے دھاگے کی طرح ٹوٹ چکی تھی۔

''اس کی رسیاں کھول دو اور اسے اس کے ساتھی کے ساتھ فرش پر لٹا دو''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان کا باس شارگ تو زندہ ہے۔ وہ اور آدمی اپنے ساتھ شامل کر لے گا''...... صدیقی نے کہا۔

''اس لئے تو ان سب کا خاتمہ کر رہا ہوں تاکہ شارگ اکیلا رہ جائے۔ پھر اس سے نمٹ لیں گے کیونکہ یہ لوگ مسلسل ہمارے خلاف کام کرتے رہیں گے اور تم سب زخمی ہو اس لئے تم ان کے خلاف جدوجہد نہیں کر سکتے''...... عمران نے کہا تو صدیقی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

آفس کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں بڑی سی میز کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا قد لمبا اور جسم ورزشی تھا لیکن اس کے چوڑے چہرے پر گہری سنجیدگی ثبت نظر آتی تھی۔ اس کا چہرہ دیکھ کر احساس ہوتا تھا کہ یہ شخص زندگی میں کبھی ہنسنا تو ایک طرف مسکرایا تک نہیں ہے۔ سامنے موجود میز پر کئی رنگوں کے فون سیٹ موجود تھے لیکن یہ سب فون سیٹ کارڈلیس تھے۔ اس آدمی کے سامنے میز پر ایک فائل موجود تھی اور وہ اس پر جھکا ہوا تھا کہ سامنے پڑے ہوئے مختلف رنگوں کے فونز میں سے سرخ رنگ کے فون کی مترنم گھنٹی بج اٹھی۔

''سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے کال''...... ادھیڑ عمر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ بلیک سیکشن چیف بول رہا ہوں''...... ادھیڑ عمر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے فشر بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے ایک سرد سی آواز سنائی دی۔

''یس۔ حکم''...... سیکشن چیف نے کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں فائنل رپورٹ کیا ہے۔ مین ہیڈکوارٹر اس سلسلے میں بار بار رپورٹ طلب کر رہا ہے''...... فشر نے سرد لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت کرامی میں موجود ہے اور کرامی میں موجود سپر ایجنٹ سٹارگ اور اس کا گروپ ان کے خلاف کام کر رہا ہے لیکن ابھی تک کوئی فائنل رپورٹ نہیں ملی''۔ سیکشن چیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کی حفاظت کے بارے میں کیا رپورٹ ہے''...... فشر نے پوچھا۔

''لیبارٹری کو مکمل طور پر سیلڈ کر دیا گیا ہے۔ خصوصی ریز کا سرکل بھی اس کے گرد قائم کر دیا گیا ہے۔ اردگرد کے جنگلوں میں خصوصی آلات نصب کر دیئے گئے ہیں۔ سیکورٹی آفس علیحدہ بنا دیا گیا ہے جس کا کنٹرول سردار ماتو کے پاس ہے۔ اب ان جنگلوں میں کوئی درندہ بھی بغیر اجازت کے حرکت نہیں کر سکتا اور لورگو شہر میں ڈیوک اور پیگی کے سیکشن پہنچ چکے ہیں۔ کوئی مشکوک آدمی وہاں زندہ نہ رہ سکے گا''...... سیکشن چیف نے بھاری لہجے میں تفصیل

بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ یہ بہترین انتظامات ہیں۔ لیکن مین ہیڈکوارٹر کی خواہش ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو لورگو پہنچنے سے پہلے ہی ختم کر دیا جائے''...... فشر نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''ایسا ہی ہو گا۔ کرامی ان کا مدفن بن کر رہے گا۔ سٹارگ اور اس کے گروپ کی کارکردگی آج تک بے مثال رہی ہے''...... سیکشن چیف نے کہا۔

''کیا عمران کرامی پہنچ چکا ہے یا نہیں''...... فشر نے پوچھا۔

''یس باس۔ عمران اپنے ساتھ ایک مقامی اور دو حبشوں کو لے کر کرامی پہنچا ہے۔ ان پر ایئر پورٹ پر حملہ کیا گیا لیکن وہ میک اپ کر کے نکل گئے۔ پھر ان حبشیوں کو ٹریس کیا گیا۔ یہ کرامی کے نیشنل گارڈن پہنچ چکے تھے۔ ان کے ساتھ وہاں دو اور مقامی آدمی بھی پہنچے تھے۔ ان پر فائر کھول دیا گیا اور یہ سب شدید زخمی ہو کر جنرل ہسپتال پہنچا دیئے گئے۔ پھر سٹارگ کے گروپ نے وہاں ان پر حملہ کر دیا لیکن وہاں ان کے دو آدمی ایک حبشی کے ہاتھوں مارے گئے لیکن انہوں نے ایک حبشی اور ایک مقامی کو مزید زخمی کر دیا۔ اس کے بعد یہ پورا گروپ اچانک جنرل ہسپتال سے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ ہو گیا۔ اب سٹارگ کا گروپ انہیں ٹریس کر رہا ہے۔ انہوں نے ان ایمبولینسوں کا سراغ لگا لیا ہے جن کے ذریعے انہیں جنرل ہسپتال سے شفٹ کیا گیا تھا اور یقیناً اب تک اس

گروپ کا خاتمہ کر دیا گیا ہو گا۔ ابھی تک فائل رپورٹ تو نہیں آئی لیکن یقیناً اب تک ایسا ہو گیا ہو گا''...... سیکشن چیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گڈ شو۔ لیکن سٹارگ سے حتمی طور پر یہ بات معلوم کراؤ کہ کیا عمران بھی ان کے ساتھ زخمی ہوا ہے یا نہیں اور اگر زخمی ہوا ہے تو کیا وہ ہلاک کر دیا گیا ہے یا نہیں اور اگر ہلاک نہیں ہوا تو پھر سٹارگ کے پورے گروپ کو اس عمران کی ہلاکت پر لگا دو اور ارد گرد کے علاقوں میں جتنے بھی گروپ ہوں انہیں کرامی بھجوا دو۔ تمہیں شاید معلوم نہ ہو کہ مین ہیڈکوارٹر نے اس عمران کو سیف لسٹ میں رکھا ہوا تھا تاکہ بی ٹی کی پوری دنیا پر حکومت قائم ہو جائے تو اس عمران سے بی ٹی کے لئے کام لیا جا سکے لیکن اس عمران نے بلیک تھنڈر کو بے حد نقصان پہنچایا ہے۔ کئی سپر ایجنٹ اور گولڈن ایجنٹ اس عمران کے ہاتھوں ہلاک اور بی ٹی کی کئی اہم ترین لیبارٹریاں اس کے ہاتھوں تباہ ہوئی ہیں اس لئے اب مین ہیڈکوارٹر نے اس کا نام سیف لسٹ سے نکال دیا ہے۔ اب اس کو اس لسٹ میں شامل کر لیا گیا ہے جنہیں ہلاک کرنا لازمی قرار دیا گیا ہے''۔ فشر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا باس''...... سیکشن چیف نے جواب دیا۔

''اوکے۔ جیسے ہی اس کی ہلاکت کی اطلاع ملے مجھے فوری رپورٹ دینا کیونکہ مین ہیڈکوارٹر اس معاملے میں بے حد بے چین

''ہو رہا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سیکشن چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''ایک آدمی کے لئے اس قدر بے چینی۔ حیرت ہے''...... سیکشن چیف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سفید رنگ کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سٹارگ بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی سٹارگ کی آواز سنائی دی۔

''سپیشل کال''...... سیکشن چیف نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے فون کے نیچے موجود ایک بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس بٹن کے ساتھ سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا تو سیکشن چیف نے رسیور اٹھایا اور ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سٹارگ بول رہا ہوں باس''...... رابطہ قائم ہوتے ہی سٹارگ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سیکشن چیف فرام دس اینڈ۔ کیا رپورٹ ہے پاکیشیائی ایجنٹوں کے بارے میں''...... سیکشن چیف نے تیز لہجے میں کہا۔

''باس۔ پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا گیا ہے۔ وہ یہاں کے ایک پرائیویٹ ہسپتال کے خصوصی شعبے میں موجود ہیں۔ یہ ہسپتال یہاں کے ایک معروف غنڈے ماسٹر ہاک کا ہے اور اس خصوصی شعبے کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ وہاں ماسٹر ہاک کی مرضی کے بغیر کسی طرح بھی داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ ماسٹر ہاک میرا دوست ہے۔ میں نے اس سے رابطہ کیا تو پتہ چلا کہ ماسٹر ہاک کارمن گیا ہوا ہے۔ میں نے وہاں اس سے رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ اسے بھاری رقم دی گئی تھی اور اس کا کوئی براہ راست تعلق ان لوگوں سے نہیں ہے اس لئے اگر اسے بھاری رقم دی جائے تو وہ ان حفاظتی انتظامات کو اوپن کر دے گا۔ چنانچہ میں نے اسے دس لاکھ ڈالر کی آفر کر دی ہے۔ اس خصوصی شعبے کے حفاظتی انتظامات کی کنٹرولنگ مشین ماسٹر ہاک کی رہائش گاہ پر ہے اور وہ چارٹرڈ طیارے سے واپس آ رہا ہے۔ ایک گھنٹے بعد وہ یہاں پہنچ جائے گا۔ میرے گروپ کے آدمی ہسپتال کے باہر پہلے سے موجود ہیں۔ جیسے ہی ماسٹر ہاک حفاظتی انتظامات اوپن کرے گا میرے آدمی اس خصوصی شعبے میں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے تمام افراد کو ہلاک کر دیں گے''...... سٹارگ نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''کیا ان زخمیوں میں عمران نامی آدمی بھی شامل ہے''...... سیکشن چیف نے کہا۔

''ہم تو عمران کو جانتے نہیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میک اپ میں ہو۔ بہرحال دو حبشیوں کے ساتھ پانچ مقامی آدمی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں کوئی عمران ہو''...... سٹارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں اپنے پاس محفوظ کر لو اور ان کے میک اپ واش کراؤ۔ میں مین ہیڈکوارٹر سے اس عمران کے حلیئے کی تفصیل معلوم کر کے تمہیں بتا دوں گا۔ پھر تم چیک کر لینا“...... سیکشن چیف نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جیسے ہی یہ کارروائی مکمل ہو تو تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے“...... سیکشن چیف نے کہا۔

”یس باس“...... سٹارگ نے جواب دیا تو سیکشن چیف نے مزید کچھ کہے بغیر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

کار سٹارگ کلب کی پارکنگ میں جا کر رکی اور اس کے ساتھ ہی ڈرائیونگ سیٹ سے عمران اور عقبی سیٹ سے جوزف نیچے اترے۔ عمران نے کار لاک کی۔ اسی لمحے پارکنگ بوائے ان کے قریب پہنچ گیا اور اس نے ایک پارکنگ کارڈ عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”کیا سٹارگ کلب میں موجود ہے“...... عمران نے پارکنگ بوائے سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کا دوسرا ہاتھ کوٹ کی جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ایک بڑی مالیت کا نوٹ موجود تھا جو اس نے پارکنگ بوائے کے ہاتھ میں پکڑا دیا۔

”یس سر۔ چیف باس اپنے آفس میں ہیں۔ ان کی کار عقبی طرف موجود ہے“...... پارکنگ بوائے نے جلدی سے نوٹ جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"عقبی طرف۔ کیا مطلب۔ پوری تفصیل بتاؤ تو ایک اور نوٹ مل سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"جناب۔ چیف باس سامنے کے رخ سے نہیں عقبی طرف سے اپنے آفس میں آتے ہیں۔ اس کلب کے عقبی طرف ایک چوڑی بند گلی ہے۔ وہاں دروازہ ہے جناب۔ لیکن اس گلی میں چار مسلح افراد ہر وقت موجود رہتے ہیں اس لئے وہاں سوائے چیف باس یا اس کے خاص آدمیوں کے اور کسی کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اگر آپ نے چیف باس سے ملنا ہے تو آپ کاؤنٹر پر جا کر بتائیں۔ کاؤنٹر والے چیف باس سے بات کریں گے پھر چیف باس نے اگر اجازت دی تو آپ کی ملاقات ہو سکے گی ورنہ نہیں"۔ پارکنگ بوائے نے تیز لہجے میں جواب دیا تو عمران نے پہلے نوٹ جتنی مالیت کا ایک اور نوٹ جیب سے نکال کر اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

"او کے"...... عمران نے کہا تو پارکنگ بوائے سلام کر کے تیزی سے مڑ کر ان دو کاروں کی طرف بھاگتا چلا گیا جو ابھی ابھی یکے بعد دیگرے پارکنگ میں داخل ہوئی تھیں۔

"آؤ جوزف۔ ہم نے عقبی طرف سے جانا ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے عقبی طرف گلی کے سرے پر پہنچ گئے تو وہاں واقعی ایک دروازے کے سامنے ایک سیاہ رنگ کی

بڑی سی کار موجود تھی اور چار لمبے قد اور بھاری جسم کے افراد کاندھوں سے مشین گنیں لٹکائے ہوئے ٹہل رہے تھے۔

"تیار رہنا۔ آؤ"...... عمران نے جوزف سے کہا اور خود آگے بڑھنے لگا۔ جوزف اس کے پیچھے تھا۔

"رک جاؤ۔ کون ہو تم"...... ان میں سے ایک نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کاندھے سے مشین گن اتار لی۔ اس کے باقی ساتھی بھی چونکنے ہو گئے تھے۔

"تمہارے چیف باس سٹارگ سے ملنا ہے"...... عمران نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اس دوران وہ مسلسل آگے بڑھے چلے جا رہا تھا۔

"جاؤ واپس اور کلب کی طرف سے جا کر ملو۔ ادھر سے کوئی نہیں مل سکتا"...... اس آدمی نے کرخت لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے عمران کا ہاتھ جیب سے باہر نکلا اور دوسرے ہی لمحے ریٹ ریٹ کی آوازیں گونج اٹھیں اور ساتھ ہی وہ چاروں بھی چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے تو عمران نے دوسرا راؤنڈ چلا دیا اور تڑپتے ہوئے چاروں افراد دوسری بار گولیاں کھا کر جھٹکے لے لے کر ساکت ہوتے چلے گئے۔

"ان کی لاشیں گھسیٹ کر کار کے عقب میں ڈال دو"...... عمران نے بڑے بے نیازانہ سے لہجے میں کہا اور خود وہ اس بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پسٹل کی نال اس دروازے کے

لاک پر رکھی اور ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی لاک ٹوٹ گیا اور عمران نے لات مار کر دروازہ کھولا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے ریٹ ریٹ کی آوازیں نکلیں اور سامنے سے دوڑ کر آنے والا ایک مسلح آدمی چیختا ہوا نیچے گر کر تڑپنے لگا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اسے پھلانگتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ یہاں ایک لفٹ موجود تھی۔ اسی لمحے جوزف بھی دوڑتا ہوا اس کے قریب پہنچ گیا۔

"تم یہیں رہو گے۔ جو آئے اسے اڑا دینا"...... عمران نے جوزف سے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے کہا تو عمران نے لفٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر کے لفٹ کا بٹن پریس کر دیا اور لفٹ تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔ کچھ بلندی پر پہنچ کر لفٹ رک گئی تو عمران نے دروازہ کھولا اور باہر آ گیا۔ سامنے ایک راہداری تھی جس کے اختتام پر دروازہ موجود تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے دروازے پر ہلکا سا دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ اسی لمحے عمران کے کانوں میں دور سے کسی کے بولنے کی آواز پڑی تو وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ آفس نما کمرہ تھا لیکن خالی تھا۔ البتہ اس کے عقب میں موجود دروازہ کھلا ہوا تھا اور اس کمرے سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اس کھلے

دروازے کے قریب جا کر رک گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اندر موجود آدمی جو یقیناً سٹارگ تھا کسی کو کیئر ہسپتال کے بارے میں ہی بتا رہا تھا کہ ماسٹر ہاک کارمن گیا ہوا ہے اور اس نے ماسٹر ہاک سے بات کر لی ہے۔ وہ دس لاکھ ڈالر لے کر ان حفاظتی انتظامات کو اوپن کر دے گا اور پھر وہاں موجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے افراد کو ہلاک کر دیا جائے گا۔

"کیا ان زخمیوں میں عمران نامی آدمی بھی شامل ہے"...... ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد تحکمانہ تھا تو عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے اور پھر وہ ان دونوں کے درمیان ہونے والی باتیں سنتا رہا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ دوسری طرف سے بولنے والا سٹارگ کا باس ہے جو یقیناً سیکشن چیف ہو گا۔ پھر رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"یہ نائف نجانے کیا کرتا پھر رہا ہے۔ مجھے خواہ مخواہ سیکشن چیف کو اپنی طرف سے کہانی گھڑ کر سنانی پڑی ہے"...... سٹارگ کی بڑبڑاہٹ سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سٹارگ کو ابھی تک نائف کی ہلاکت کا پتہ نہیں چلا۔ اس کا مطلب تھا کہ نائف سچ بول رہا تھا کہ اس نے کیئر ہسپتال کے بارے میں سٹارگ کو کچھ نہیں بتایا اور ماسٹر ہاک سے بات کرنے اور حفاظتی انتظامات اوپن کرنے والی ساری کہانی سٹارگ نے سیکشن چیف کو مطمئن کرنے کے لئے سنائی ہے اور اسے ابھی تازہ ترین حالات کا علم نہیں ہے۔ سٹارگ کے

قدموں کی آواز آفس کی طرف آتی سنائی دے رہی تھی۔ عمران دروازے کے قریب دیوار سے پشت لگائے کھڑا تھا۔ چند لمحوں بعد جیسے ہی سٹارگ اس آفس میں داخل ہوا عمران کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور سٹارگ کے منہ سے بے اختیار ایک ہلکی سی چیخ نکلی اور دوسرے ہی لمحے اس کا جسم ایک جھٹکا کھا کر ڈھیلا پڑتا چلا گیا۔ عمران نے اس کی گردن اور سر کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر عمران اسے گھسیٹتا ہوا واپس عقبی کمرے میں آ گیا۔

یہاں میز پر سرخ رنگ کا ایک فون موجود تھا جس کی تار دیوار میں موجود ایک ساکٹ سے منسلک تھی۔ عمران نے ایک کرسی پر سٹارگ کو ڈالا اور پھر اس نے کمرے میں موجود الماری کھول کر اسے چیک کرنا شروع کر دیا۔ الماری میں اسلحہ، شراب اور اسی طرح کی دوسری چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ الماری کے نچلے خانے میں اسے نائیلون کی رسی کا بنڈل نظر آ گیا۔ اس نے وہ بنڈل اٹھا کر اسے کھولا اور پھر سٹارگ کو اس کی مدد سے اس نے کرسی پر اس انداز میں باندھ دیا کہ وہ تربیت یافتہ ہونے کے باوجود بھی اسے نہیں کھول سکتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ سٹارگ تربیت یافتہ آدمی ہے اور یہاں کسی بھی لمحے کوئی آ سکتا ہے اس لئے اس نے رسی سے اسے باندھنے کے بعد دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب سٹارگ کے جسم میں حرکت کے آثار

نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکالا اور پھر جیسے ہی سٹارگ نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ سٹارگ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا اور پھر ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ عمران کا بازو دوبارہ گھوما اور ایک بار پھر سٹارگ کے حلق سے تیز چیخ نکل گئی۔ اس کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹ چکے تھے۔

عمران نے خنجر اس کے لباس سے صاف کر کے واپس جیب میں ڈالا اور اس کے ساتھ ہی اس کی مڑی ہوئی انگلی کا ہک سٹارگ کی پیشانی پر پڑا اور سٹارگ کا پورا جسم بری طرح سے کانپنے لگ گیا۔ اس کا چہرہ بگڑ سا گیا تھا۔ آنکھیں پھٹ سی گئی تھیں اور اس کے منہ سے ہلکی ہلکی چیخیں نکل رہی تھیں۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کھل کر چیخنا چاہتا ہو لیکن آواز اس کے حلق سے نکل ہی نہ رہی تھی۔

”بولو۔ کہاں سے پی ٹی کا سیکشن۔ بولو“...... عمران نے پہلی بار غراتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے نہیں معلوم۔ تم۔ تم کون ہو“...... سٹارگ نے رک رک کر کہا تو عمران نے اس کی پیشانی پر ایک اور ضرب لگا دی اور اس ضرب کے ساتھ ہی سٹارگ کا جسم بندھے ہونے کے باوجود اس طرح تڑپنے لگا جیسے پانی سے نکلنے والی مچھلی تڑپتی ہے۔

"بولو۔ کہاں ہے بی ٹی کا سیکشن بولو"...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"بلیک سیکشن ڈاشو جزیرے پر ہے۔ ڈاشو جزیرے پر"۔ سٹارگ نے اس طرح رک رک کر کہا جیسے الفاظ اس کے ذہن میں ایک ایک کر کے آ رہے ہوں اور ایک ایک کر کے اس کی زبان سے پھسل کر باہر آ رہے ہوں۔

"تفصیل بتاؤ۔ تفصیل"...... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

"مم۔ مم۔ مجھے تفصیل کا علم نہیں ہے۔ بس اتنا علم ہے کہ بلیک سیکشن ڈاشو جزیرے پر ہے اور سیکشن چیف ہوشو ہے"...... سٹارگ نے پہلے کی طرح رک رک کر کہا۔

"تم کیسے جانتے ہو جبکہ ایسے سیکشن تو انتہائی خفیہ ہوتے ہیں"۔ عمران نے کہا۔

"ہوشو میرا بہنوئی ہے۔ وہ پہلے میرے ساتھ ایکریمیا میں تھا۔ وہاں اس نے ایک بہت بڑی تنظیم بنائی ہوئی تھی۔ بلیک مون اور میں اس کے ایک سیکشن کا انچارج تھا۔ پھر یہ تنظیم بی ٹی میں مدغم کر دی گئی۔ افریقہ کے لئے علیحدہ سیکشن قائم کیا گیا تو ہوشو اس کا چیف بن گیا۔ میری بہن اس کے ساتھ ڈاشو جزیرے پر چلی گئی۔ پھر میری بہن کو سانپ نے ڈس لیا اور وہ ہلاک ہو گئی تو ہوشو نے بھی مجھ سے تمام تعلقات ختم کر دیئے۔ صرف کاروباری تعلقات رکھے اور میں بھی اس کی وجہ سے شروع سے ہی بی ٹی کا سپر ایجنٹ رہا ہوں۔ میرا گروپ ہے جس کا انچارج نائف ہے۔ پھر ہوشو نے کال کر کے مجھے کہا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کرامی آ رہے ہیں۔ اس نے پہلے ڈیگارا اور کرسٹینا کو پاکیشیائی ایجنٹوں کو ہلاک کرنے کا مشن دیا تھا لیکن ان کے ہلاک ہو جانے پر مجھے یہ مشن دے دیا گیا جس پر میرے گروپ نے انہیں ٹریس کر کے نیشنل گارڈن میں فائرنگ کر کے زخمی کر دیا۔ ان زخمیوں کو جنرل ہسپتال لے جایا گیا جہاں میرے ساتھیوں نے دوبارہ ان پر حملہ کر کے ان کے دو ساتھیوں کو شدید زخمی کر دیا لیکن ان کے ایک ساتھی نے میرے دو آدمیوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر انہیں جنرل ہسپتال سے شفٹ کر دیا گیا"...... سٹارگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں معلوم ہے کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جس کے خلاف پاکیشیائی ایجنٹ کام کرنے آئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"نہیں۔ مجھے نہیں معلوم۔ ہوشو کو معلوم ہو گا کیونکہ اس کا سیکشن پورے افریقہ پر ہولڈ رکھتا ہے اور ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف اس کے سیکشن کو حرکت میں لانے کا مطلب یہی ہے کہ لیبارٹری اس کے سیکشن کے تحت ہے"...... سٹارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈاشو تو بہت بڑا جزیرہ ہے۔ وہاں اسے کیسے تلاش کیا جا سکتا ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"بلیک مون کلب سے۔ وہ بلیک مون کلب کا مالک ہے۔ بس

مجھے اتنا معلوم ہے اور بس''...... سٹارگ نے جواب دیا۔

''اس کا فون نمبر کیا ہے اور ٹرانسمیٹر فریکونسی کیا ہے''...... عمران نے پوچھا تو سٹارگ نے فون نمبر بھی بتا دیا اور ٹرانسمیٹر فریکونسی بھی۔

عمران نے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آواز کے ساتھ ہی سٹارگ کا سینہ گولیوں سے چھلنی ہو گیا اور وہ چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ عمران نے مشین پسٹل جیب میں ڈالا اور اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولنی شروع کر دیں۔ چونکہ سٹارگ کا شعور ختم ہو چکا تھا اس لئے اگر اسے ہلاک نہ کیا جاتا تو وہ ساری عمر ٹھیک نہیں ہو سکتا تھا اور ظاہر ہے اس کی بقایا عمر عبرتناک انداز میں گزرتی اس لئے عمران نے اسے ہلاک کر دیا تھا لیکن وہ یہ نہیں چاہتا تھا کہ سٹارگ بندھا ہوا ملے۔ اس نے اس کی لاش کو گھسیٹ کر نیچے فرش پر ڈالا اور پھر رسی لپیٹ کر اسے الماری کے نچلے خانے میں چھپا کر وہ تیزی سے اس عقبی کمرے سے نکل کر آفس میں آیا اور پھر آفس سے نکل کر وہ لفٹ کے ذریعے نیچے پہنچا تو جوزف وہاں موجود تھا۔

''کوئی آیا تو نہیں''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس''...... جوزف نے جواب دیا۔

''اوکے۔ آؤ اب نکل چلیں''...... عمران نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عقبی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا جہاں سے وہ اندر داخل ہوئے تھے۔

بلیک سیکشن کا چیف اپنے مخصوص آفس میں موجود تھا کہ سامنے میز پر رکھے ہوئے بہت سے رنگوں کے فونز میں سے سفید رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''سیکشن چیف بول رہا ہوں''...... چیف نے سرد لہجے میں کہا۔

''باس۔ سٹارگ صاحب فون بھی اٹنڈ نہیں کر رہے اور ٹرانسمیٹر کال بھی اٹنڈ نہیں ہو رہی''...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کیوں۔ کیا ہوا ہے اسے''...... چیف نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''معلوم نہیں باس۔ اگر آپ اجازت دیں تو کرامی میں کراشو کو کال کر کے حکم دیا جائے کہ وہ سٹارگ سے مل کر رپورٹ دے''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراشو سے میری بات کراؤ"...... چیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ سٹارگ کو کیا ہوا ہے۔ اس قدر غیر ذمہ دار تو وہ کبھی نہیں رہا"...... چیف نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... چیف نے کہا۔

"کراشو لائن پر ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... چیف نے کہا۔

"کراشو بول رہا ہوں چیف"...... چند لمحوں بعد ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراشو۔ سٹارگ کی طرف سے نہ ہی فون اٹنڈ کیا جا رہا ہے اور نہ ہی ٹرانسمیٹر کال۔ تم فوراً اس سے ملو اور پھر اس کے آفس سے مجھے فون کرو"...... چیف نے کہا۔

"یس چیف۔ میں ابھی روانہ ہو جاتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کتنی دیر لگے گی تمہیں اس تک پہنچنے میں"...... چیف نے پوچھا۔

"ایک گھنٹہ چیف۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میں مضافاتی علاقے ڈنشو میں رہتا ہوں"...... کراشو نے جواب دیا۔

"او کے۔ جلد از جلد وہاں پہنچو"...... چیف نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ تو ایک مسئلہ بن گیا ہے"...... چیف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر میز پر ایک طرف ٹرے میں رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھی اور اسے کھول کر اس پر جھک گیا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد اسی پہلے والے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کی اور اسے اٹھا کر ٹرے میں رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"کراشو لائن پر ہے جناب"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"کراؤ بات"...... چیف نے کہا۔

"ہیلو چیف۔ کراشو بول رہا ہوں"...... کراشو کی متوحش سی آواز سنائی دی۔

"تم نے بہت دیر کر دی جبکہ میں نے کہا تھا کہ جلدی وہاں پہنچو"...... چیف نے سامنے دیوار پر نصب کلاک کی طرف دیکھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں نے سوچا کہ تفصیلی رپورٹ آپ کو دی جائے"...... کراشو نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے۔ سٹارگ کہاں ہے۔ کیا کر رہا ہے اور کیوں

کالز اٹنڈ نہیں کر رہا''...... چیف نے تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''سٹارگ ہلاک ہو چکا ہے چیف''...... دوسری طرف سے کراشو نے کہا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے کے عضلات تیزی سے پھڑکنے لگے۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ سٹارگ ہلاک ہو چکا ہے۔ کیا مطلب''۔ چیف نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

''سٹارگ کو اس کے آفس کے عقبی کمرے میں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ جب میں وہاں پہنچا تو سٹارگ کی لاش ٹریس کی جا چکی تھی۔ اس کے آفس کا عقبی راستہ کھلا ہوا تھا اور وہاں موجود محافظ بھی ہلاک کر دیئے گئے تھے اور یہ قتل و غارت تقریباً اڑھائی گھنٹے پہلے ہوئی ہے۔ کلب میں کسی کو اس کے بارے میں معلوم نہ ہو سکا تھا۔ قاتل عقبی طرف سے آئے اور عقبی طرف سے ہی واپس چلے گئے۔ میں نے سٹارگ کے اس عقبی کمرے کی تلاشی لی تو وہاں الماری سے رسی کا ایک بنڈل ملا جس پر خون کے دھبے موجود تھے اور سٹارگ کی لاش جس انداز میں فرش پر پڑی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے کرسی پر بٹھا کر پہلے باندھا گیا اور پھر اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا۔ پھر اس کی رسیاں کھول کر اس کا بنڈل بنا کر اسے الماری میں چھپا دیا گیا اور سٹارگ کی لاش کو گھسیٹ کر کرسی سے نیچے فرش پر ڈال دیا گیا''...... کراشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے کہ یہ سب کچھ کس نے اور کیوں کیا ہے''...... چیف نے کہا۔

''چیف۔ سٹارگ سے باقاعدہ پوچھ گچھ کی گئی ہے اور یہ پوچھ گچھ پاکیشیائی ایجنٹ عمران نے کی ہے''...... کراشو نے جواب دیا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم عمران کو جانتے ہو اور کیسے معلوم ہوا تمہیں کہ سٹارگ سے عمران نے پوچھ گچھ کی ہے''...... چیف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ کراشو بی ٹی کا عام ایجنٹ تھا اس لئے چیف حیران ہو رہا تھا۔

''چیف۔ سٹارگ میرا گہرا دوست رہا ہے۔ اس نے مجھے فون پر بتایا تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا ایک گروپ جس کا انچارج عمران ہے کرامی میں موجود ہے اور وہ ان کے خلاف کام کر رہا ہے۔ میں چھ سال تک کافرستان میں رہ چکا ہوں اور پاکیشیا میں بھی میرے وسیع تعلقات رہے ہیں اس لئے میں اس عمران کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ میں نے سٹارگ کو بتایا تھا کہ یہ عمران انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ سمجھا جاتا ہے اس لئے اسے اس کے مقابل انتہائی چوکنا رہنا پڑے گا لیکن وہی ہوا جس کا مجھے خدشہ تھا۔ سٹارگ نے میری بات کو وہ اہمیت نہ دی جو اسے دینی چاہئے تھی اس لئے وہ مارا گیا''...... کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن تمہیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس سے پوچھ گچھ عمران نے کی ہے''...... چیف نے کہا۔

''چیف۔ سٹارگ کی لاش میں نے خود دیکھی ہے۔ اس کی ناک کے دونوں نتھنے آدھے سے زیادہ کٹے ہوئے ہیں اور اس کی پیشانی پر ابھر آنے والی موٹی رگ کچلی ہوئی ہے اور اس کا چہرہ اس حد تک بگڑا ہوا ہے کہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اس پر بے پناہ تشدد کیا گیا ہے اور نتھنے کاٹ کر اس طرح پوچھ گچھ کرنا عمران کا ہی کام ہے۔ وہ اکثر اس انداز میں پوچھ گچھ کرتا رہتا ہے کیونکہ اس طرح انسان کا شعور ختم ہو جاتا ہے اور لاشعوری میں انسان سب کچھ خود ہی بتا دیتا ہے جو اس سے پوچھا جاتا ہے''...... کراشو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہونہہ۔ تمہاری بات درست ہے لیکن سٹارگ سے کیا پوچھ گچھ کی گئی ہو گی''...... چیف نے کہا۔

''جس مشن پر یہ عمران اور اس کے ساتھی آئے ہوں گے اسی کے بارے میں پوچھ گچھ کی گئی ہو گی چیف''...... کراشو نے جواب دیا۔

''لیکن اس بارے میں سٹارگ کو تو کچھ بھی علم نہیں تھا اور اس کے گروپ کا کیا ہوا''...... چیف نے کہا۔

''باس۔ سٹارگ کلب کے اسسٹنٹ منیجر مارٹن سے میری تفصیلی بات ہوئی ہے۔ سٹارگ کے گروپ کے انچارج نائف اور اس کے

تین ساتھیوں کی لاشیں پولیس کو ویران جگہوں سے دستیاب ہوئی ہیں''...... کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ سٹارگ اور اس کا پورا گروپ ہی ختم ہو گیا ہے۔ کیا تم ماسٹر ہاک کے بارے میں جانتے ہو''۔ چیف نے کہا۔

''یس باس۔ بہت اچھی طرح''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ماسٹر ہاک نے اس عمران سے مل کر اس کے زخمی ساتھیوں کو جنرل ہسپتال سے کسی پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کیا تھا اور سٹارگ نے مجھے بتایا تھا کہ اس ہسپتال کا تعلق بھی ماسٹر ہاک سے تھا اور ماسٹر ہاک ناراک گیا ہوا تھا۔ سٹارگ نے ماسٹر ہاک سے فون پر بات کر کے دس لاکھ ڈالرز کے عوض ہسپتال کے حفاظتی انتظامات اوپن کرنے کی ڈیل کی تھی اور ماسٹر ہاک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے ناراک سے کراسی پہنچ رہا تھا اور اس نے سٹارگ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ واپس آ کر اس پرائیویٹ ہسپتال کے حفاظتی انتظامات اوپن کر دے گا تاکہ اس عمران کے زخمی ساتھیوں کا خاتمہ کیا جا سکے۔ اب سٹارگ تو ہلاک ہو چکا ہے۔ تم اس ماسٹر ہاک سے مل کر یہ ساری کارروائی مکمل کراؤ''...... چیف نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''تمام کارروائی مکمل کر کے مجھے اس بارے میں تفصیلی رپورٹ دو''...... چیف نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے۔ سب لوگ ایک ایک کر کے ہلاک ہوتے جا رہے ہیں۔ اب میں ہیڈکوارٹر کو کیا جواب دوں گا"...... چیف نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد کراشو کی کال آ گئی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے کراشو"...... چیف نے کہا۔

"چیف۔ میں نے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ سٹارگ نے آپ کو جو کچھ بتایا تھا وہ سب غلط تھا۔ ماسٹر ہاک سے اس عمران نے کسی خاص ٹپ کے ذریعے رابطہ کیا اور ماسٹر ہاک اپنے ساتھیوں سمیت جنرل ہسپتال پہنچ گیا لیکن وہاں نائف کے آدمیوں نے پہلے ہی فائرنگ کھول دی تھی جس سے عمران کے دو ساتھی شدید زخمی ہو گئے۔ البتہ عمران کے ایک حبشی ساتھی نے نائف کے آدمیوں کو بھی ہلاک کر دیا۔ ان زخمیوں کو فوراً آپریشن تھیٹر لے جایا گیا۔ بہرحال پھر ماسٹر ہاک انہیں کیئر ہسپتال لے گیا اور خود وہ عمران کے ساتھ وہاں سے چلا گیا۔ اس کے بعد جب اس کا رابطہ اپنے آدمی فریڈ سے ہوا تو فریڈ نے اسے جو تفصیل بتائی اس کے مطابق نائف اور اس کے ایک ساتھی نے ہسپتال سے ملحقہ گولڈن ہوٹل کے تہہ خانے میں ہسپتال اور ہوٹل کی ملحقہ دیوار میں سوراخ کر کے اس سپیشل وارڈ میں نہ صرف بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی بلکہ ان کا پروگرام سائنائیڈ گیس فائر کرنے کا بھی تھا لیکن اس عمران کو بروقت

سوراخ کا علم ہو گیا اور اس نے اس سوراخ پر پلاسٹک ٹیپ لگا دیا جس کی وجہ سے بے ہوش کر دینے والی گیس ہسپتال میں فائر ہونے کی بجائے واپس ہوٹل کے اس تہہ خانے میں پھیل گئی اور نائف اور اس کا ساتھی جس کا نام جونز بتایا گیا ہے وہ بے ہوش ہو گئے۔ پھر یہ عمران وہاں گیا اور ان دونوں کو اٹھا کر یہاں ہسپتال میں لے آیا۔ پھر نائف اور اس کے ساتھی کو گولی مار دی گئی۔ اس دوران اس عمران نے نائف سے اس کے تین ساتھیوں کو کال کروا کر انہیں ہسپتال بلوایا اور فریڈ کو یہ کہا کہ وہ ان تینوں کو بھی ہلاک کر دے۔ فریڈ نے اس پر عمل کیا۔ اس کے بعد عمران اپنے ایک حبشی ساتھی کے ساتھ چلا گیا۔ پھر اس نے ماسٹر ہاک سے رابطہ کیا اور اس نے ماسٹر ہاک سے ایک طیارہ پاکیشیا کے لئے چارٹرڈ کرایا اور اپنے زخمی ساتھیوں کو جن کی تعداد چار تھی اس چارٹرڈ طیارے سے واپس پاکیشیا بھجوا دیا گیا اور عمران خود اپنے ایک حبشی ساتھی کے ساتھ ایئر پورٹ سے چلا گیا۔ میں نے ایئر پورٹ سے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق عمران اپنے ساتھی کے ساتھ ڈاشو جزیرے گیا ہے"...... کراشو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو چیف بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیسے معلوم ہوا کہ وہ جزیرے ڈاشو گئے ہیں"...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"عمران ایکریمین میک اپ میں تھا جبکہ اس کا حبشی ساتھی اپنے

اصل چہرے میں تھا۔ میں نے ایئر پورٹ سے اس حبشی کا حلیہ بتا کر معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ انہوں نے ڈاشو کے لئے سیٹیں بک کرائی ہیں“...... کراشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ایسا کرو کہ کرامی میں اپنا بزنس اور اپنے گروپ کو شفٹ کر لو۔ اب سٹارگ کی جگہ تم نے لینی ہے۔ سٹارگ کلب بھی اب تمہاری ملکیت ہو گا“...... چیف نے کہا۔

”یس چیف۔ تھینک یو چیف“......کراشو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں آرڈر بھجوا دیتا ہوں“...... چیف نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”کراشو کے کرامی میں سپر ایجنٹ بنائے جانے کے آرڈر بھجوا دو“...... سیکشن چیف نے کہا۔

”یس چیف“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور رکھ دیا۔

”یہ سب کیا ہو گیا۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا اور وہ جزیرہ ڈاشو کیوں آ رہے ہیں۔ اب کیا کیا جائے“...... چیف نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا کہ اچانک سیاہ رنگ کے فون کی گھنٹی بج

اٹھی تو چیف بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ فون مین ہیڈکوارٹر کے لئے مخصوص تھا۔ اس نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

”بلیک سیکشن چیف بول رہا ہوں“...... چیف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”سٹارگ تمہاری مرحوم بیوی کا بھائی تھا“...... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے گراریوں کی رگڑ سے آواز پیدا ہوتی ہے۔

”یس۔ سپر چیف“...... سیکشن چیف نے جواب دیا لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”بس یہی پوچھنا تھا“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو چیف نے حیرت بھرے انداز میں آنکھیں جھپکاتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”یہ کیا ہوا۔ اس بات کے پوچھنے کا کیا مطلب ہے“...... چیف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کہ اچانک سرخ رنگ کے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس فون کا تعلق سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے تھا۔

”یس۔ بلیک سیکشن چیف بول رہا ہوں“...... چیف نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”فشر بول رہا ہوں۔ سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے“...... دوسری طرف سے بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یس چیف۔ فرمایئے“...... چیف نے کہا۔

”کراشو نے تمہیں جو رپورٹ دی ہے وہ مین ہیڈکوارٹر نے کیچ

کر لی ہے اور انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ عمران نے تمہارے رشتہ دار سٹارگ سے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اس لئے وہ اپنے ساتھی کے ساتھ ڈاشو پہنچ رہا ہے اور اگر عمران تم تک پہنچ گیا تو لیبارٹری کے ساتھ ساتھ اس کے تمام حفاظتی انتظامات کی تفصیل بھی اسے معلوم ہو جائے گی اس لئے مین ہیڈکوارٹر نے بلیک سیکشن کو ہمیشہ کے لئے کلوز کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ لہٰذا گڈ بائی فار ایور''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

''کیا۔ کیا مطلب۔ یہ کیا مطلب ہوا اس کا''...... چیف نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ رسیور رکھتا اچانک ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی چیف کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا ذہن گہری تاریکی میں جیسے ڈوبتا چلا گیا۔

ڈاشو جزیرے میں بلیو لائٹ کلب کا مالک اور جنرل مینجر کارلس اپنے آفس میں بیٹھا شراب پینے میں مصروف تھا۔ وہ درمیانے قد لیکن گینڈے جیسی جسامت کا مالک تھا۔ اس کی ٹھوڑی ضرورت سے زیادہ لمبی اور ہتھوڑے جیسی تھی۔ آنکھیں چھوٹی، پیشانی تنگ اور سر پر چھوٹے اور قدرے چھدرے بال تھے۔ چہرے پر زخموں کے مندمل نشانات کافی تعداد میں تھے۔ اس کے دونوں کاندھے اس طرح جھکے ہوئے تھے جیسے اس نے دونوں ہاتھوں سے پانی سے بھری ہوئی بالٹیاں اٹھائی ہوئی ہوں۔ شراب کی بوتل اس کے منہ سے لگی ہوئی تھی کہ سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے بوتل میز پر ایک دھماکے سے رکھی اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... اس کا لہجہ پھاڑ کھانے والا تھا۔

"ماڈری بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"بولو ماڈری"...... کارلس نے اسی طرح پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"بلیک مون کلب تباہ ہو گیا ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کارلس بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا تم نشے میں تو نہیں ہو"...... کارلس نے اس بار حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"میں درست کہہ رہا ہوں باس۔ کلب اپنے تہہ خانوں سمیت مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے اور پولیس اور فائر بریگیڈ اس میں سے لاشیں نکال رہے ہیں۔ کلب اور تہہ خانوں میں موجود تمام لوگ ہلاک ہو گئے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق کلب سے ڈیڑھ سو اور نیچے تہہ خانوں میں آٹھ آفراد کی لاشیں ملی ہیں اور باس۔ نیچے تہہ خانے تو مکمل طور پر جل کر راکھ ہو گئے ہیں۔ وہاں سے جلی ہوئی مشینوں کے پرزے بھی ملے ہیں۔ یوں لگتا ہے کہ تہہ خانوں میں انتہائی جدید ساخت کی مشینری نصب تھی جو ساتھ ہی جل کر راکھ ہو گئی ہے"...... ماڈری نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ یہ سب ہوا کس طرح اور کس نے کیا ہے ایسا"۔ کارلس نے کہا۔

"ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا۔ ابھی پولیس انکوائری کر رہی ہے"۔

ماڈری نے جواب دیا۔

"ہونہہ۔ جب معلوم ہو کہ کس نے ایسا کیا ہے تو مجھے رپورٹ دینا۔ میں اس کی نسل کا بھی خاتمہ کر دوں گا"...... کارلس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور میز پر رکھی ہوئی شراب کی بوتل اٹھا کر منہ سے لگا لی اور اس وقت تک اسے منہ سے لگائے رکھا جب تک کہ بوتل میں موجود انتہائی تیز شراب کا آخری قطرہ تک اس کے حلق سے نیچے نہ اتر گیا۔ پھر اس نے خالی بوتل ایک طرف پڑی ہوئی باسکٹ میں اچھال دی۔ اس کے چہرے پر انتہائی تیز شراب پینے کی وجہ سے تیز سرخی سی ابھر آئی تھی حتیٰ کہ یہ سرخی آنکھوں میں بھی جھلکنے لگی تھی۔

"میں اس کا خون پی جاؤں گا جس نے راڈش کو ہلاک کیا ہے۔ وہ میرا حقیقتاً دوست تھا"...... کارلس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ بلیک مون کلب کا جنرل مینجر راڈش اس کا بہت گہرا دوست تھا۔ وہ بچپن سے ہی اکٹھے رہے تھے اور جرائم کی دنیا میں بھی وہ اکٹھے ہی آئے تھے۔ پھر راڈش بلیک مون کلب کا مینجر بن گیا جبکہ اس نے اپنا علیحدہ کلب کھول لیا تھا۔ لیکن ان دونوں کے درمیان اب بھی انتہائی گہرے تعلقات تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک مون کلب دراصل ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم بلیک تھنڈر کا خصوصی اڈا تھا۔ کلب کے نیچے تہہ خانوں میں یہ اڈا قائم تھا لیکن اس کا کوئی تعلق کلب سے نہیں تھا۔ وہاں

آنے جانے کے راستے بھی علیحدہ تھے۔ چونکہ راڈش کا تعلق ان تہہ خانوں سے نہیں تھا اس لئے کارلس کا بھی کبھی کوئی تعلق وہاں سے نہیں رہا تھا۔ وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ ایک بار پھر فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"لیں"...... اس نے اپنے مخصوص پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"راڈش بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے اس کے دوست راڈش کی آواز سنائی دی۔

"ارے۔ ارے۔ تم زندہ ہو۔ ابھی میں تمہاری موت کا سوگ منا رہا تھا۔ کہاں ہو تم اور کیا ہوا تمہارے کلب کے ساتھ"۔ کارلس نے بے اختیار چیختے ہوئے کہا۔

"میں اسوان سے بول رہا ہوں۔ میں دو روز سے وہاں تھا۔ میری عدم موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا ہے"...... راڈش نے کہا۔

"اوہ تھینک گاڈ۔ تم بچ گئے ہو"...... کارلس نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا۔

"شکریہ کارلس۔ میں ایک گھنٹے کے اندر ڈاشو پہنچ رہا ہوں۔ پھر تم سے ملاقات ہو گی۔ میں نے تم سے انتہائی اہم باتیں کرنی ہیں"۔ راڈش نے کہا۔

"آ جاؤ۔ میں آفس میں موجود ہوں۔ آج میرا کہیں جانے کا پروگرام نہیں ہے"...... کارلس نے کہا۔

"او کے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کارلس نے رسیور رکھا اور پھر ریوالونگ چیئر کو موڑ کر اس نے اپنے عقب میں موجود ایک ریک سے شراب کی بوتل اٹھائی اور اسے کھول کر منہ سے لگا لیا۔

"شکر ہے راڈش بچ گیا"...... کارلس نے شراب پینے کے ساتھ ساتھ بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور لمبے قد اور ورزشی جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ راڈش تھا۔

"خوش آمدید۔ خوش آمدید راڈش"...... کارلس اسے دیکھ کر بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"شکریہ کارلس۔ تم واقعی میرے سچے دوست ہو جو میرے بچ جانے پر اس طرح خوش ہو رہے ہو"...... راڈش نے مصافحہ کر کے میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اس میں کیا شک ہے راڈش اور تم بے فکر رہو۔ تم اپنا نیا کلب کھولو۔ میں اس میں تمہاری مدد کروں گا"...... کارلس نے کہا تو راڈش بے اختیار ہنس پڑا۔

"بے حد شکریہ۔ لیکن مجھے مدد کی ضرورت نہیں کیونکہ بی ٹی بین الاقوامی تنظیم ہے اور اس کے لئے کلب کھولنا ایسے ہی ہے جیسے تمہارا اور میرا کسی کو ایک دو ڈالر خیرات میں دے دینا۔ البتہ میں تمہارے لئے ایک بڑی رقم کا سودا لے کر آیا ہوں۔ بیس لاکھ ڈالر کا سودا"۔ راڈش نے کہا تو کارلس بے اختیار اچھل پڑا۔

”بیس لاکھ ڈالر اور میرے لئے۔ کیا کہہ رہے ہو۔ اس رقم سے تو تم خود ایک نہیں بلکہ دو کلب کھول سکتے ہو“...... کارلس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم میرے دوست ہو کارلس اس لئے یہ رقم میں نے تمہارے لئے حاصل کی ہے۔ میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ بلیک مون کلب کے نیچے تہہ خانوں میں بلیک تھنڈر کا ایک سیکشن قائم تھا جس کے تحت کسی جگہ ایک لیبارٹری کام کر رہی ہے۔ اس لیبارٹری کے بارے میں سیکشن چیف کو علم تھا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کچھ لوگ اس لیبارٹری کے خلاف کام کر رہے ہیں۔ وہ کرامی پہنچے۔ وہاں سیکشن چیف کی بیوی کا بھائی بلیک تھنڈر کا سپر ایجنٹ تھا۔ اس کا پورا گروپ تھا جو انتہائی تربیت یافتہ افراد پر مشتمل تھا۔ سیکشن چیف نے اپنی بیوی کے بھائی کو اس سروس کے ایجنٹوں کے خلاف کام کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے کچھ کامیابیاں بھی حاصل کیں کہ ان کے ہاتھوں اس سروس کے کچھ لوگ زخمی ہو گئے لیکن پھر اچانک مین ہیڈکوارٹر کو اطلاع ملی کہ سیکشن چیف کی بیوی کا بھائی جس کا نام سٹارگ تھا، وہ اس سروس والوں کے قابو میں آ گیا ہے اور اس پر انہوں نے تشدد کر کے اس سے سیکشن کے بارے میں معلومات حاصل کر لی ہیں اور سٹارگ کو اس کے گروپ سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب وہ سیکشن چیف سے لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے ڈاشو پہنچ رہے ہیں تو مین ہیڈکوارٹر نے کلب

کے تہہ خانوں میں پہلے سے نصب ڈسٹرکشن بم بلاسٹ کر دیا۔ اس طرح سیکشن چیف اور اس کے آدمیوں کے ساتھ ساتھ کلب میں موجود تمام افراد بھی ہلاک ہو گئے۔ میں چونکہ باہر تھا اس لئے بچ گیا۔ اس طرح مین ہیڈکوارٹر نے اس سروس کا راستہ روک دیا ہے۔ اب مسئلہ تھا اس سروس کے لوگوں کو ہلاک کرنے کا۔ اس کی دو صورتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ انہیں نہ چھیڑا جائے اور وہ یہاں ٹکریں مار کر خود ہی واپس چلے جائیں گے جبکہ دوسری صورت یہ کہ یہاں ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ مین ہیڈکوارٹر نے دوسری صورت اپنانے کا فیصلہ کیا۔ پھر مجھ سے پوچھا گیا کہ یہاں ڈاشو میں کوئی ایسا گروپ ہے جو اس سروس کے لوگوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر سکتا ہے تو میں نے تمہارا نام لیا اور تمہارے گروپ کے بارے میں تفصیلات بتائیں تو مین ہیڈکوارٹر نے میری بات تسلیم کر لی اور مجھے حکم دیا کہ میں تم سے بات کروں اور اگر تم اس کام پر آمادہ ہو جاؤ تو تمہیں بیس لاکھ ڈالر معاوضہ دیا جائے گا۔ دس لاکھ ڈالر پہلے اور دس ڈاکھ ڈالر مشن کی تکمیل کے بعد۔ چنانچہ میں تمہارے پاس موجود ہوں۔ اب تم بتاؤ کہ کیا تم یہ آفر قبول کرتے ہو یا نہیں“۔ راڈش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کمال کرتے ہو راڈش تم بھی۔ بیس لاکھ ڈالر اور میں چھوڑ دوں۔ اتنی بڑی رقم کے لئے تو میں ڈاشو کی آدھی آبادی کو ہلاک کر سکتا ہوں۔ میں تیار ہوں۔ البتہ ان لوگوں کے بارے میں تفصیلات

تمہیں بتاتی ہوں گی''...... کارلس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تفصیل کوئی نہیں ہے۔ وہ لوگ میک اپ کے ماہر ہیں۔ کرامی سے دو آدمی یہاں پہنچے ہیں۔ ایک ایکریمین ہے اور ایک قوی ہیکل افریقی حبشی۔ ان دونوں کو ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... راڈش نے کہا۔

''لیکن یہاں تو بے شمار ایکریمین موجود ہوں گے اور یہ تو علاقہ ہی افریقہ کا ہے۔ یہاں ہر دوسرا آدمی افریقی ہے''...... کارلس نے کہا۔

''تم ایئر پورٹ سے معلوم کرو۔ وہاں کرامی سے یہاں پہنچنے والے افراد کے کاغذات موجود ہوں گے جن میں ان کی تصویریں موجود ہوں گی۔ پھر لازماً وہ کسی نہ کسی ٹیکسی میں بیٹھ کر شہر پہنچے ہوں گے اور یہاں بھی انہوں نے کسی ہوٹل میں ہی رہائش رکھی ہو گی لہٰذا انہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے''...... راڈش نے کہا تو کارلس کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

''اوہ۔ ویری گڈ۔ تم واقعی درست کہہ رہے ہو۔ ان کو ٹریس کیا جا سکتا ہے اور ایک بار وہ ٹریس ہو جائیں تو پھر انہیں ہلاک کرنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لاؤ کہاں ہیں دس لاکھ ڈالر کا چیک''۔ کارلس نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ سوچ لو کارلس کہ یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ الٹا تم مارے جاؤ''...... راڈش نے کہا۔

''میں تو سامنے ہی نہیں آؤں گا۔ تمام کام گیری اور اس کا گروپ کرے گا۔ گیری بھی ایکریمین ایجنسیوں کا تربیت یافتہ ہے''۔ کارلس نے کہا۔

''اوکے''...... راڈش نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور جیب سے ایک چیک نکال کر اس نے کارلس کی طرف بڑھا دیا۔ کارلس نے ایک نظر چیک کو دیکھا اور پھر بے اختیار اسے چوم کر اس نے بند کیا اور جیب میں ڈال لیا۔

''میں فون کر لوں''...... راڈش نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

''راڈش بول رہا ہوں ڈاشو جزیرے سے۔ میں نے کارلس سے بات کر لی ہے۔ وہ کام کرنے پر آمادہ ہے اور کام بھی ہو جائے گا''...... راڈش نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''اسے تمام تفصیلات بتا دی ہیں تم نے''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''یس سر''...... راڈش نے جواب دیا۔

''اوکے''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو راڈش نے رسیور رکھ دیا تو کارلس نے رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''گیری بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ

آواز سنائی دی۔

''کارلس بول رہا ہوں۔ تم میرے آفس میں آ جاؤ۔ ابھی اور اسی وقت''...... کارلس نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''میں نے اسے یہاں بلایا ہے تاکہ تمہارے سامنے اسے تفصیلی ہدایات دی جاسکیں''...... کارلس نے کہا تو راڈش نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

مسافر بردار جیٹ جہاز انتہائی تیز رفتاری سے فضا کا سینہ چیرتے ہوئے کرامی کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔ یہ فلائٹ کافرستان سے کرامی جا رہی تھی۔ چونکہ پرواز کافی طویل تھی اس لئے اس میں موجود مسافر نشستوں سے سر ٹکائے ہوئے ایزی انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ جہاز کے تقریباً درمیان میں ایک سیٹ پر صالحہ اور جولیا اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں۔ ان کے عقب میں صفدر اور کیپٹن شکیل بیٹھے تھے جبکہ سامنے کی قطار میں تنویر موجود تھا۔ جولیا اور صالحہ آپس میں باتیں کر رہی تھیں لیکن ان کا انداز سرگوشیوں جیسا تھا جبکہ صفدر ایک رسالہ پڑھنے اور کیپٹن شکیل آنکھیں بند کئے سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے بیٹھا ہوا تھا جبکہ تنویر بڑے چوکنے انداز میں بیٹھا بار بار گردن موڑ کر جہاز میں موجود مسافروں کا جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ اچانک ایک ایئر ہوسٹس تیز تیز قدم

اٹھاتی ہوئی جولیا کے قریب آ کر رک گئی۔

"مس جولیا۔ آپ کا فون ہے"...... ایئر ہوسٹس نے جھک کر جولیا سے کہا۔

"اوہ اچھا"...... جولیا نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتی فون روم کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فون روم میں داخل ہو کر دروازہ بند کیا اور رسیور اٹھا کر فون کا ایک بٹن پریس کر دیا۔

"ہیلو۔ جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"بات کریں"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور پھر کٹک کی آواز کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔

"چیف بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"لیس چیف۔ جولیا بول رہی ہوں"...... جولیا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"عمران، جوزف کے ساتھ کرامی سے ڈاشو جزیرے پر چلا گیا ہے اور سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران واپس پاکیشیا پہنچ گئے ہیں۔ تم نے بھی کرامی پہنچ کر وہاں سے ڈاشو پہنچنا ہے۔ ڈاشو میں ڈاگر ہوٹل میں عمران اور جوزف موجود ہیں۔ عمران کا کمرہ نمبر دو سو چالیس ہے اور اس کا نام مائیکل ہے۔ وہاں سے پھر عمران تمہیں لیڈ کرے گا"...... چیف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"لیس چیف"...... جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے مزید کچھ

کہے بغیر رابطہ ختم کر دیا گیا تو جولیا نے بھی رسیور رکھا اور فون روم کا دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس اپنی سیٹ پر پہنچ چکی تھی۔

"کیا ہوا"...... صالحہ نے بے چینی سے پوچھا تو جولیا نے اسے تفصیل بتا دی۔ اس نے صفدر کو بھی یہ تفصیل بتا دی اور پھر ویسے ہی کیا گیا۔ کرامی ایئر پورٹ پر اتر کر انہوں نے ڈاشو کے لئے پہلی فلائٹ پر سیٹیں بک کرائیں اور پھر پہلی دستیاب فلائٹ سے ہی وہ ڈاشو کے لئے روانہ ہو گئے۔ ڈاشو ایئر پورٹ پر اتر کر جولیا نے وہاں ایک کاؤنٹر سے سیاحوں کے لئے کسی اچھے ہوٹل کے بارے میں پوچھا تو اسے بتایا گیا کہ ڈاشو میں سیاحوں کا سب سے مقبول ہوٹل گولڈن ہے۔ چنانچہ جولیا اپنے ساتھیوں سمیت ٹیکسیوں میں سوار ہو کر گولڈن ہوٹل پہنچ گئی۔ تنویر نے ایئر پورٹ پر جولیا سے کہا تھا کہ وہ سب سیدھے ڈاگر ہوٹل چلے جاتے ہیں لیکن جولیا نے انکار کر دیا۔ اس نے کہا کہ وہ پہلے کسی اور ہوٹل میں ٹھہریں گے۔ پھر عمران سے فون پر بات کر کے فیصلہ کیا جائے گا کیونکہ انہیں حالات کا علم نہیں تھا اور ہو سکتا ہے کہ وہاں عمران کی نگرانی ہو رہی ہو اور وہ بھی ان نگرانی کرنے والوں کی نظروں میں آ جائیں۔ سب ساتھیوں نے جولیا کی اس بات کی تائید کر دی تھی اس لئے وہ براہ راست ڈاگر ہوٹل جانے کی بجائے گولڈن ہوٹل آ گئے تھے۔ یہاں آسانی سے انہیں کمرے مل گئے اور وہ سب اپنے اپنے

کمروں سے ہو کر جولیا کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔ جولیا نے سب کے لئے روم سروس سے ہاٹ کافی طلب کر لی۔

"پہلے تو ہم نے کرامی پہنچنا تھا۔ پھر اچانک کیا ہو گیا ہے کہ عمران بھی یہاں آ گیا ہے اور ہمیں بھی یہاں بھجوا دیا گیا ہے"۔ صالحہ نے کہا۔

"اب یہ تو عمران سے بات ہو گی تب ہی پتہ چلے گا کہ یہاں کیا چکر چل رہا ہے"...... جولیا نے جواب دیا۔ تھوڑی دیر بعد کافی سرو کر دی گئی اور چونکہ وہ سب طویل پرواز کی وجہ سے خاصے تھکے ہوئے تھے اس لئے وہ ہاٹ کافی کی چسکیاں لینے میں مصروف ہو گئے۔ جولیا نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون سروس کے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ ہوٹل ایکس چینج"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ڈاگر ہوٹل کے کمرہ نمبر دو سو چالیس میں ایک صاحب مائیکل رہ رہے ہیں۔ ان سے بات کرائیں۔ میرا نام مارگریٹ ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"یس مس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جولیا نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ مارگریٹ بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"مسٹر مائیکل سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور

اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی۔

"مارگریٹ بول رہی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"دو زبانوں کے الفاظ اکٹھے کر کے نام رکھنا واقعی آج کل فیشن میں شامل ہے۔ گریٹ اور مار یعنی بہت زیادہ مار۔ واہ نام تو ہوا"۔ دوسری طرف سے عمران کی آواز سنائی دی۔ گو لہجہ اور زبان ایکریمین تھا لیکن انداز عمران کا مخصوص تھا۔

"اوہ۔ مائیکل تم بول رہے ہو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس کے سارے ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

"ارے۔ ارے۔ سائیکل بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک کو لیڈیز سائیکل کہا جاتا ہے اور دوسرے کو مردانہ سائیکل۔ کم از کم وضاحت تو کر دو کہ کون سا سائیکل ہے تاکہ کسی کو غلط فہمی نہ ہو"...... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"میں نے تو لیڈیز سائیکل ہی طلب کرنی ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"پھر سوری۔ رانگ نمبر"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی واقعی رابطہ ختم ہو گیا تو جولیا اس طرح حیران ہو کر رسیور کو دیکھنے لگی جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ عمران اس طرح فون بند بھی کر سکتا ہے۔

"مس جولیا۔ آپ حیران کیوں ہو رہی ہیں۔ عمران اب فون سے نکل کر تو بات نہیں کر سکتا۔ اسے بہرحال اطلاع مل گئی ہے کہ

ہم یہاں پہنچ گئے ہیں۔ اس نے یہ بھی معلوم کر لیا ہو گا کہ ہم یہاں گولڈن ہوٹل میں ہیں۔ اب وہ خود آئے گا یا خود کسی انداز میں رابطہ کرے گا''...... کیپٹن شکیل نے وضاحت کرتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''تم زیادہ بہتر انداز میں عمران کو جاننے لگ گئے ہو''...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ پھر کافی دیر تک بیٹھے وہ عمران کی طرف سے کسی رابطے کے منتظر رہے لیکن جب نہ ہی عمران کا فون آیا اور نہ ہی وہ خود آیا تو جولیا ایک بار پھر بے چین ہو گئی۔

''یہ کیا ہو رہا ہے۔ عمران رابطہ ہی نہیں کر رہا''...... جولیا نے کہا۔

''اس کی عادت ہے۔ وہ ہمیں بلوا تو لیتا ہے لیکن کام خود ہی کرتا رہتا ہے۔ ہم سوائے مکھیاں مارنے کے اور کیا کر سکتے ہیں''۔ تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ کوئی تنویر کی بات کا جواب دیتا دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو سب چونک پڑے اور پھر صفدر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو دروازے پر جوزف موجود تھا۔

''اوہ تم۔ آؤ''...... صفدر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا تو جوزف اندر داخل ہو گیا۔ اس نے سب کو سلام کیا۔

''آؤ جوزف۔ بیٹھو''...... جولیا نے اس کے سلام کا جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''باس نے پیغام دیا ہے کہ ابھی آپ ان سے رابطہ نہیں کریں گی۔ البتہ آپ نے یہاں بلیو لائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر کارلس کی نگرانی کرنی ہے''...... جوزف نے کرسی پر بیٹھتے ہی بڑے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

''پہلے ہمیں تفصیل بتاؤ کہ کرامی میں کیا ہوا اور تم اور عمران یہاں کیوں آئے ہو۔ اس کارلس پر کس قسم کا شبہ ہے۔ تفصیل معلوم ہو گی تو ہم کام کر سکیں گے''...... جولیا نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''کرامی میں بی ٹی کا ایک گروپ ہمارے خلاف کام کر رہا تھا۔ انہوں نے ہم پر نیشنل گارڈن میں اچانک فائر کھول دیا جس کی وجہ سے میں اور باقی تمام ساتھی بھی زخمی ہو گئے۔ پھر ہسپتال میں ان کے دو آدمیوں نے آ کر ہم پر حملہ کر دیا جس سے پہلے سے زخمی ٹائیگر اور جوانا مزید زخمی ہو گئے۔ میں نے ان دونوں کا خاتمہ کر دیا اور پھر ہم سب ایک اور ہسپتال میں شفٹ ہو گئے۔ اس گروپ نے وہاں بھی حملہ کر دیا لیکن باس کی وجہ سے یہ حملہ ناکام ہو گیا اور ان کا گروپ مارا گیا۔ اس گروپ کا انچارج ایک آدمی سٹارگ تھا۔ باس نے اس کے کلب جا کر اس پر حملہ کر دیا اور اس پر قابو پا کر اس سے پوچھ گچھ کی تو باس کو معلوم ہوا کہ ان کا سیکشن ہیڈکوارٹر ڈاشو میں ہے اور اسی سیکشن ہیڈکوارٹر کے تحت وہ لیبارٹری

ہے جہاں باس نے مشن مکمل کرنا ہے۔ چنانچہ باقی ساتھیوں کو باس نے ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے واپس پاکیشیا بھجوا دیا اور میں اور باس یہاں ڈاشو پہنچ گئے۔ یہاں باس نے مجھے علیحدہ رکھا اور اپنی نگرانی کا حکم دیا لیکن یہاں پہنچ کر باس کو معلوم ہوا کہ سیکشن ہیڈکوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود تمام آدمی ہلاک کر دیئے گئے ہیں تو باس نے کسی ایسے آدمی کی تلاش شروع کر دی جو اس سیکشن ہیڈکوارٹر میں کام کرتا رہا ہو۔ اس دوران ایک آدمی کو میں نے باس کی نگرانی کرتے ہوئے چیک کیا اور پھر اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کا کوئی گروپ جس کا چیف گیری ہے وہ مجھے اور باس کو ٹریس کر کے ہلاک کرنا چاہتا ہے اور اس گروپ کا تعلق بلیو لائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر کارلس سے ہے۔ باس نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں تو اتنا معلوم ہوا کہ کارلس کا اس سیکشن ہیڈکوارٹر سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ بلیک مون کلب جس کے نیچے تہہ خانوں میں وہ سیکشن ہیڈکوارٹر تھا۔ اس کلب کا مینجر راڈش تھا جو کلب کی تباہی کے وقت ڈاشو سے باہر ہونے کی وجہ سے بچ گیا ہے۔ وہ اس کارلس کا دوست ہے۔ اس نے کارلس کو باس اور میرے خلاف کام کرنے کے لئے ہائر کیا ہے لیکن راڈش خود ڈاشو جزیرے سے باہر چلا گیا ہے۔ اب باس نے آپ کو پیغام بھجوایا ہے کہ آپ اس گیری گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے اس گروپ کا خاتمہ کر دیں۔ باس خود اس

لئے کارلس کے پاس نہیں جانا چاہتا کہ اس طرح اس پر شک کنفرم ہو جائے گا جبکہ ابھی تک وہ کنفرم نہیں ہے''...... جوزف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''گیری گروپ کے جس آدمی کو پکڑ کر تم نے اس سے معلومات حاصل کی تھیں اس سے باقی گروپ کے بارے میں نہیں معلوم ہو سکا''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ وہ صرف گیری کا نام جانتا تھا اور اسے فون پر ہدایات ملی تھیں لیکن وہ ذاتی طور پر گیری کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا''...... جوزف نے جواب دیا۔

''تم نے خود گیری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ کیونکہ میں باس کی نگرانی کر رہا ہوں۔ اگر باس مجھے حکم دیتا تو میں اس گیری کو چوہے کے بل سے بھی باہر نکال لاتا''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم عمران کو کہہ دو کہ وہ اپنا کام کرتا رہے۔ ہم اس گیری اور اس کے گروپ کا خاتمہ کر دیں گے''...... جولیا نے کہا تو جوزف اٹھا اور سلام کر کے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد صفدر نے اٹھ کر دروازہ بند کر دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ عمران اس گیری کو کوئی اہمیت نہیں دے رہا''...... صالحہ نے کہا۔

"ظاہر ہے یہ گروپ صرف ان کے خاتمے کے لئے ہائر کیا گیا ہے۔ اس کا کوئی براہ راست تعلق بی ٹی سے نہ ہو گا"...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر یہاں وقت ضائع کرنے کا کیا فائدہ۔ ہمیں مشن کی طرف توجہ دینی چاہئے"...... تنویر نے کہا۔

"عمران کی عادت ہے کہ وہ کوئی قدم اندھا دھند نہیں اٹھاتا اور یہی اس کی کامیابی کا اصل راز ہے۔ وہ کسی مکڑی کی طرح مجرموں کے گرد جالا پھیلا دیتا ہے اور پھر انتہائی صبر کے ساتھ اس جال میں ان کے پھنسنے کا انتظار کرتا ہے اور جب وہ اس جالے میں پھنس جاتے ہیں تو پھر کامیابی عمران کے حصے میں آ جاتی ہے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم تو اس طرح عمران کے قصیدے پڑھتے رہتے ہو جیسے عمران تمہیں اس کی باقاعدہ پیمنٹ کرتا ہو"...... تنویر نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کی تعریف نہ کرنا دنیا کی سب سے بڑی بددیانتی ہے۔ عمران جیسا انسان شاید صدیوں میں بھی نہ پیدا ہو سکے"...... کیپٹن شکیل نے برا منائے بغیر کہا۔

"ہاں۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو کیپٹن شکیل۔ پاکیشیا کی خوش قسمتی ہے کہ عمران پاکیشیا میں پیدا ہوا ہے۔ بہرحال ہمیں بلیو لائٹ کلب جانا ہے"...... صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"پہلے معلوم تو کر لیں کہ یہ کلب کہاں ہے اور دوسری بات یہ کہ ہمیں ہوٹل کی بجائے کوئی رہائش گاہ حاصل کرنی چاہئے اور کاریں بھی کیونکہ ہم نے بہرحال اب گیری اور اس کے آدمیوں کو گھیرنا ہے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ یہاں رہیں۔ میں یہ تمام بندوبست کر کے آتا ہوں"۔ صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ اس گھٹے ہوئے ماحول کی نسبت باہر کا ماحول زیادہ خوشگوار ہو گا"...... تنویر نے اٹھتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

گیری اپنے آفس میں بیٹھا بڑی بے چینی سے بار بار سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے آدمی پورے جزیرے پر پھیلے ہوئے تھے اور وہ کسی ایسے جوڑے کی تلاش میں تھے جس کا ایک رکن ایکریمین اور دوسرا افریقی ہو لیکن ابھی تک اسے کسی طرف سے کوئی بھی اطلاع نہ ملی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا وہ انتہائی بے چین ہوتا جا رہا تھا۔ پھر اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گیری نے اس طرح جھپٹ کر رسیور اٹھایا جیسے ایک لمحے کی دیر ہو گئی تو قیامت ٹوٹ پڑے گی۔

"گیری بول رہا ہوں"...... گیری نے تیز لہجے میں کہا۔

"ڈرمنڈ بول رہا ہوں باس۔ جیری کو ہلاک کر دیا گیا ہے"۔

دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری کو یوں محسوس ہوا جیسے پگھلا ہوا سیسہ اس کے کانوں میں انڈیل دیا گیا ہو۔

"کک۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کسے ہلاک کیا گیا ہے۔ کس نے کیا ہے اور کیوں کیا ہے"...... گیری شدید بوکھلاہٹ کے عالم میں مسلسل بولتا چلا گیا۔ وہ تو شاید اپنے شکار کے مارے جانے کی بات سننا چاہتا تھا لیکن اس کی بجائے اپنے ایک ساتھی کی ہلاکت کی خبر اسے سنائی جا رہی تھی۔

"جیری کی لاش کارٹن گارڈن کے ایک ویران حصے سے پولیس کو ملی ہے۔ اس کی گردن توڑ کر اسے ہلاک کیا گیا ہے اور اس کا مسخ شدہ چہرہ بتا رہا ہے کہ اس پر انتہائی تشدد بھی کیا گیا ہے"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ویری بیڈ۔ قاتل کے بارے میں کچھ پتہ چلا"...... گیری نے اس بار اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ گارڈن کے اس ویران حصے کی طرف ایک دیوقامت افریقی کو جاتے دیکھا گیا تھا"...... ڈرمنڈ نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ وہی افریقی ہو گا جس کی ہمیں تلاش ہے۔ لیکن جیری نے اگر اسے ٹریس کر لیا تھا تو وہ اطلاع تو دیتا"...... گیری نے کہا۔

"وہ کنفرم نہیں ہو گا باس اس لئے اس نے اطلاع نہ دی ہو گی"۔ ڈرمنڈ نے جواب دیا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ بجائے اس کے کہ ہم انہیں

ٹریس کر کے ہلاک کرتے الٹا وہ ہمیں ٹریس کر کے ہلاک کر رہے ہیں''...... گیری نے کہا۔

''یس باس۔ جیری کی لاش سامنے آنے سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے''...... ڈرمنڈ نے جواب دیا۔

''تم گارڈن جا کر ارد گرد سے اس دیوہیکل افریقی کے بارے میں مزید معلومات حاصل کرو۔ ہمیں اب ہر صورت میں اسے فوراً ٹریس کرنا ہے''...... گیری نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس ایکریمین کا کیا ہوا۔ اس کے متعلق بتایا گیا ہے کہ وہ مزاحیہ باتیں اور حرکتیں کرتا رہتا ہے اور یہی اس کی خاص نشانی ہے''...... گیری نے کہا۔

''ابھی تو کوئی ایسا آدمی سامنے نہیں آیا''...... ڈرمنڈ نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ کوشش جاری رکھو۔ انہیں تلاش کرنا بھوسے کے ڈھیر سے سوئی تلاش کرنے کے مترادف ہے۔ لیکن بہرحال ہمیں یہ کام کرنا ہے''...... گیری نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''ویری بیڈ۔ الٹا کام شروع ہو گیا ہے''...... گیری نے کہا اور ایک بار پھر فون کی گھنٹی سن کر وہ چونک پڑا۔

''یس۔ گیری بول رہا ہوں''...... گیری نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''رینالڈ بول رہا ہوں باس۔ میں نے اس ٹیکسی ڈرائیور کو تلاش کر لیا ہے جس نے ایئر پورٹ سے ایک ایکریمین اور ایک افریقی حبشی کو پک کیا تھا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کیا یہ کرامی سے آنے والی فلائٹ کے مسافر تھے''...... گیری نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

''پھر کیا بتایا ہے اس نے۔ کہاں ڈراپ کیا تھا اس نے انہیں''۔ گیری نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''باس۔ اس نے ان دونوں کو گرانڈ ہوٹل میں ڈراپ کیا تھا''۔ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

''پھر وہاں سے کیا معلوم ہوا ہے''...... گیری نے پوچھا۔

''وہاں اس ٹائپ کا کوئی جوڑا نہیں آیا۔ میں نے رجسٹر بھی چیک کیا ہے اور بکنگ کلرک سے بھی پوچھ گچھ کی ہے جو اس وقت ڈیوٹی پر تھا لیکن لگتا ہے کہ یہ لوگ حد درجہ چوکنا تھے۔ ٹیکسی چھوڑ کر یہ ہوٹل کے اندر جانے کی بجائے کہیں اور چلے گئے ہیں''۔ رینالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں تلاش کرو رینالڈ۔ ہر صورت میں اور ہر قیمت پر۔ وہ لازماً کسی ہوٹل میں ہی ٹھہرے ہوں گے۔ تمام ہوٹل چیک کرو''...... گیری نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ ہم ہوٹل چیک کر رہے ہیں اور جلد ہی ان کا سراغ مل جائے گا“...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے“...... گیری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور ایک دھاکے سے کریڈل پر پٹخ دیا۔

”یہ لوگ آخر کیسے ٹریس ہوں گے۔ مجھے کوئی اور طریقہ سوچنا چاہئے“...... گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ چونک پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی اس طرح یہ لوگ جلد ٹریس ہو جائیں گے“۔ اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور جیب سے ایک سیل فون نکال کر اسے آن کیا اور پھر اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ جوگم بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”گیری بول رہا ہوں جوگم۔ کیا تم میرے لئے ایک کام کرو گے۔ معاوضہ تمہاری مرضی کا ہو گا“...... گیری نے کہا۔

”کیا کام ہے۔ یہ تو بتاؤ“...... جوگم نے چونک کر پوچھا۔

”بلیو لائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر کارلس کو جانتے ہو“...... گیری نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں“...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”اس کی نگرانی کرنی ہے۔ اس انداز میں کہ اسے معلوم نہ ہو سکے لیکن اس کی نگرانی کرنے والے تمہاری نگرانی میں آ جائیں“۔ گیری نے کہا۔

”کیا مطلب ہے۔ میں سمجھا نہیں۔ کھل کر بتاؤ“...... جوگم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”کارلس نے میرے ذمے ایک ایکریمین اور ایک سیاہ فام افریقی حبشی کو ٹریس کرنے کا کام لگایا ہوا ہے۔ لیکن اتنے بڑے جزیرے پر ان دونوں کا ٹریس کرنا ویسے تو ناممکن ہے لیکن انہوں نے میرے ایک آدمی کو ٹریس کر لیا اور اس پر تشدد کر کے اسے ہلاک کر دیا ہے۔ لامحالہ میرے آدمی نے کارلس کا نام لیا ہو گا کیونکہ وہ میرا صرف نام جانتا تھا کیونکہ میں اپنے آدمیوں سے صرف فون پر رابطہ رکھتا ہوں اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ کارلس کی نگرانی کریں تاکہ اس کے ذریعے مجھ تک پہنچ سکیں۔ اگر تم کارلس کی نگرانی کراؤ تو جو لوگ اس کی نگرانی کریں یا اس سے پوچھ گچھ کریں وہی ہمارے مطلوبہ آدمی ہوں گے۔ ہم انہیں ہر صورت میں آسانی سے پکڑ سکتے ہیں“...... گیری نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”یہ کام ہو سکتا ہے۔ لیکن تمہیں پچاس ہزار ڈالر ادا کرنے ہوں گے۔ رپورٹ تمہیں ملتی رہے گی“...... جوگم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں بھجوا دوں گا رقم۔ تم کام شروع کرو۔ لیکن خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی خطرناک ہیں“...... گیری نے کہا۔

”میں نے تو صرف نگرانی کرانی ہے اور تمہیں رپورٹ دینی ہے اس لئے چاہے وہ خطرناک ہوں یا معصوم مجھے اس سے کیا

غرض''...... جوگم نے کہا۔

''او کے۔ میرا خصوصی فون نمبر نوٹ کر لو''...... گیری نے کہا اور پھر اس نے فون نمبر بتا دیا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی کام شروع کر دیتا ہوں۔ تم رقم بھجوا دو''...... جوگم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گیری نے سیل فون آف کر کے جیب میں ڈال لیا۔ جوگم نے یہاں مخبری کا نیٹ ورک قائم کیا ہوا تھا اور اس کے آدمی ایسے کاموں میں بے حد ماہر تھے اس لئے گیری کو یقین تھا کہ اس انداز میں وہ ان لوگوں کو ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ گیری بول رہا ہوں''...... گیری نے کہا۔

''جوگم بول رہا ہوں گیری۔ کارلس کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو گیری بے اختیار اچھل پڑا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... گیری نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔

''تمہارے کہنے پر میں نے بلیو لائٹ کلب میں موجود اپنے آدمی سے رابطہ کیا تاکہ وہ کارلس کی وہاں نگرانی کر سکے تو اس نے بتایا کہ کارلس کی لاش اس کے آفس سے ملی ہے۔ اسے گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا ہے۔ میرے مزید پوچھنے پر اس نے بتایا کہ صرف

اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ پانچ افراد جن میں دو عورتیں بھی شامل تھیں کاؤنٹر پر آئے۔ یہ سب ایکریمین تھے۔ انہوں نے کارلس سے ملنے کی بات کی اور کسی بڑی رقم کے سودے کے بارے میں کہا تو کارلس نے فون پر انہیں آفس بھیجنے کا کہہ دیا اور وہ آفس چلے گئے۔ پھر جب وہ کافی دیر بعد واپس چلے گئے تو اس کے بعد ایک کام کے سلسلے میں کارلس کو فون کیا گیا لیکن فون اٹنڈ نہ کیا گیا تو ایک آدمی آفس گیا۔ وہاں کارلس کی لاش موجود تھی۔ پھر پولیس کو کال کر لیا گیا۔ اب پولیس وہاں موجود ہے''...... جوگم نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ ویری بیڈ۔ ٹھیک ہے۔ اب مزید کیا کیا جا سکتا ہے''۔ گیری نے کہا اور رسیور کریڈل پر رکھ اس نے دونوں ہاتھوں سے سر پکڑ لیا۔

''اب کیا ہو گا''...... گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اچانک ایک خیال کے تحت وہ چونک پڑا۔

''اوہ۔ یہ اچھا وقت ہے کارلس کے کلب پر قبضہ کرنے کا''۔ گیری نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے سوچا کہ پولیس چیف اس کا دوست ہے اس لئے اس نے فوری طور پر پولیس چیف سے مل کر اس سے کارلس کے کلب پر قبضہ کرنے میں تعاون کرنے کی بات کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے یقین تھا کہ بھاری رقم کی آفر پر پولیس چیف اس کا ساتھ دے گا اور اس طرح وہ آسانی سے کلب

پر قبضہ کر کے کروڑوں ڈالرز کا مالک بن جائے گا کیونکہ کارلس نے
آج تک شادی نہیں کی تھی اور نہ ہی اس کا کوئی اور رشتہ دار کبھی
سامنے آیا تھا۔ یہی سب سوچتے ہوئے اس نے رسیور اٹھایا ہی تھا
کہ اسے بند دروازے کے سامنے باہر سے قدموں کی تیز آوازیں
سنائی دیں تو وہ چونک پڑا۔

عمران ٹیکسی میں سوار لورگ نامی علاقے کی طرف بڑھا چلا جا
رہا تھا۔ یہ علاقہ ڈاشو جزیرے کا نو آباد علاقہ تھا اور یہاں حال ہی
میں دو نئی رہائشی کالونیاں تعمیر کی گئی تھیں۔ ان کالونیوں کو لورگ
کالونی فیز ون اور لورگ کالونی فیز ٹو کہا جاتا تھا اور عمران نے لورگ
کالونی فیز ٹو میں ایک آدمی ڈیوڈ سے ملنا تھا۔ ڈیوڈ کے بارے میں
اسے معلوم ہوا تھا کہ وہ بڑے طویل عرصے سے ڈاشو جزیرے پر
رہتا چلا آ رہا ہے۔ وہ یہاں کسی منشیات اسمگل کرنے والی بین
الاقوامی تنظیم کا نمائندہ تھا اور بلیک مون کلب جو تباہ ہو گیا تھا پہلے
اس ڈیوڈ کی ملکیت تھا لیکن پھر اس سے یہ کلب خرید لیا گیا یا اس
پر بی ٹی نے جبراً قبضہ کر لیا۔

بہرحال ڈیوڈ کا تعلق اس کلب سے ختم ہو گیا لیکن اس کے
باوجود ڈیوڈ اس کلب میں اکثر آتا جاتا رہتا تھا اس لئے عمران کا

خیال تھا کہ ڈیوڈ سے اسے کسی ایسے آدمی کے بارے میں معلومات مل سکتی ہیں جو اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلات جانتا ہو۔ گو عمران کو لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں اندازہ تھا لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ بلیک تھنڈر انتہائی باوسائل تنظیم ہے۔ اگر وہ کرامبی جیسے غیر معروف اور چھوٹے سے علاقے میں ان کے مقابل کئی باوسائل گروپ لا سکتی ہے اور صرف معمولی سی بات پر ڈاشو میں اپنا سیکشن ہیڈکوارٹر تباہ کر سکتی ہے تو وہاں لیبارٹری کے تحفظ کے لئے تو اس نے نجانے کس انداز کے انتظامات کر رکھے ہوں گے اس لئے بغیر ان انتظامات کے بارے میں معلوم کئے وہاں جانا خودکشی کے مترادف ہوسکتا تھا اس لئے وہ سرتوڑ کوشش کر رہا تھا کہ اس بارے میں معلومات حاصل کر سکے۔

یہاں ڈاشو پہنچتے ہی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ بلیک مون کلب تباہ کر دیا گیا ہے اور اس کا علم ہوتے ہی وہ مزید محتاط ہو گیا تھا۔ بلیک مون کلب کے بارے میں اسے ایئر پورٹ پر ہی علم ہو گیا تھا۔ وہاں دو آدمی اس بارے میں ایک دوسرے سے بات کر رہے تھے اور کلب کی تباہی کا سنتے ہی عمران سمجھ گیا تھا کہ سٹارگ چونکہ سیکشن چیف کی بیوی کا بھائی تھا اس لئے سٹارگ پر تشدد کا مطلب یہی نکل سکتا تھا کہ اس سے سیکشن چیف کے بارے میں معلومات حاصل کی گئیں اور پھر اس کے اور اس کے ساتھیوں کے ڈاشو آنے کا مطلب صاف یہی نکلتا تھا کہ وہ سیکشن چیف سے لیبارٹری کے

حفاظتی انتظامات کے بارے میں معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

عمران نے جوزف کو اپنی نگرانی پر لگایا ہوا تھا کیونکہ اسے یقین تھا کہ یہاں پر بھی انہیں ٹریس کر کے ہلاک کرنے کی کوشش کی جائے گی اس لئے جوزف کو عمران نے اپنی نگرانی پر مامور کیا ہوا تھا۔ اس طرح وہ دونوں اکٹھے بھی نظر نہ آتے کہ ٹریس کرنے والوں کی نظروں میں آ جائیں اور اگر عمران کو چیک کیا جا رہا ہو تو اس کے بارے میں معلوم ہو سکے اور پھر جوزف نے ایک آدمی کو چیک کر لیا۔ وہ عمران کی نگرانی کر رہا تھا۔ عمران کالاش کالونی گیا ہوا تھا۔ پھر وہاں ایک ویران ایریئے میں جوزف نے اس آدمی کو گھیر لیا اور پھر جوزف نے اپنے مخصوص حربوں سے چند لمحوں میں ہی اس سے معلوم کر لیا کہ اس کا تعلق گیری سے ہے اور گیری گروپ کا تعلق کارلس سے ہے اور کارلس بلیو لائٹ کلب کا مالک اور جنرل مینجر ہے۔ لیکن وہ گیری کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں بتانے سے پہلے ہی ہلاک ہو گیا۔

عمران نے ڈاشو روانہ ہونے سے پہلے بلیک زیرو کو فون کر کے ساری تفصیلات بتا دی تھیں اور اسے کہہ دیا تھا کہ وہ جولیا اور اس کے ساتھیوں کو کہہ دے کہ وہ کرامبی سے ڈاشو آ جائیں تاکہ عمران یہاں سے معلومات حاصل کر کے ان کے ساتھ آگے بڑھ سکے۔

پھر جولیا کا فون آ گیا تو عمران نے جوزف کے ذریعے انہیں پیغام دیا کہ وہ کارلس سے گیری کے بارے میں معلوم کر کے اس گروپ

کا خاتمہ کر دیں تا کہ وہ یہاں ڈاشو میں اطمینان سے کام کر سکیں۔

"کون سی کوٹھی پر جانا ہے آپ نے"...... اچانک ٹیکسی ڈرائیور نے ٹیکسی کو دائیں ہاتھ پر موڑتے ہوئے پوچھا۔

"یہ لورگ فیز ٹو ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر"...... ٹیکسی ڈرائیور نے جواب دیا۔

"سکسٹی ون اے"...... عمران نے جواب دیا تو ٹیکسی ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس ایریئے میں تمام کوٹھیاں نئی تعمیر شدہ تھیں اور تمام کی تمام کوٹھیوں کی بجائے شاہی محل دکھائی دے رہے تھے۔ عمران کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی قدیم الف لیلوی شہر میں آ گیا ہو جہاں ہر طرف بادشاہوں اور امراء کے عالیشان محل ہوں۔ ٹیکسی مختلف سڑکوں سے گھومتی ہوئی ایک محل نما کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر رک گئی۔ گیٹ کے باہر دو مسلح باوردی سیکورٹی گارڈ موجود تھے۔ ٹیکسی کے رکتے ہی وہ چوکنے ہو گئے۔ عمران ٹیکسی سے اترا اور گارڈز کی طرف بڑھ گیا۔

"ڈیوڈ سے کہو کہ ونگٹن سے بیلو کاز کا راکسن آیا ہے"۔ عمران نے ایکریمین لہجے میں دونوں گارڈز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"آپ کا کارڈ"...... ان میں سے ایک نے قدرے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"کارڈ رکھنا ہماری شان کے خلاف ہے"...... عمران نے جواب دیا۔

"سوری جناب۔ چیف سے آپ کی ملاقات نہیں ہو سکتی۔ آپ تشریف لے جائیں"...... دربان کے الفاظ گو مہذب تھے لیکن اس کا لہجہ بے حد توہین آمیز تھا۔ عمران مڑا اور اس نے جیب سے ایک بڑا نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی گود میں پھینک دیا۔

"تم جاؤ۔ باقی تمہاری ٹپ"...... عمران نے ڈرائیور سے کہا۔

"جناب۔ اگر آپ چاہیں تو میں رک جاتا ہوں"...... ڈرائیور نے قدرے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ دربان اور عمران کی باتیں سن چکا تھا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ تم جاؤ"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے کہا اور ٹیکسی موڑ کر اس نے آگے بڑھا دی۔ دونوں دربانوں کے چہروں پر حیرت ابھر آئی کیونکہ انہوں نے تو عمران کو واپس جانے کے لئے کہا تھا جبکہ عمران نے واپس جانے کی بجائے الٹا ٹیکسی واپس بھجوا دی تھی۔

"ہاں۔ اب تم بتاؤ۔ جا کر ڈیوڈ کو میرا پیغام دیتے ہو یا نہیں"۔ عمران نے یکلخت غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"جب میں نے کہہ دیا ہے کہ بغیر کارڈ کے چیف سے ملاقات نہیں ہو سکتی اور پھر چیف ٹیکسی میں بیٹھ کر آنے والے سے تو کسی صورت بھی ملنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ وہ بڑے بڑے لوگوں سے ملنے سے انکار کر دیتے ہیں۔ آپ برائے مہربانی واپس چلے جائیں"...... دربان نے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔

''ڈیوڈ ہے اندر''...... عمران نے پوچھا۔

''جی ہاں۔ چیف اندر ہیں''...... دربان نے جواب دیا تو عمران نے جیب سے ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں مشین پسٹل تھا جبکہ دونوں دربانوں کے پاس مشین گنیں تو ضرور تھیں لیکن وہ ان کے کاندھوں سے لٹکی ہوئی تھیں۔

''تم جا کر اطلاع دیتے ہو یا ٹریگر دبا دوں''...... عمران کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ دربان اس طرح دو قدم پیچھے ہٹ گئے جیسے عمران نے بات کرنے کی بجائے انہیں کوڑا مار دیا ہو۔

''مم۔مم۔ میں جاتا ہوں''...... ایک دربان نے قدرے خوفزدہ لہجے میں کہا اور دوسرے لمحے وہ پھاٹک کھول کر غڑاپ سے اندر غائب ہو گیا جبکہ دوسرا دربان بت بنا کھڑا تھا۔

''اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی تو ایک لمحے میں گولی دل میں اتر جائے گی۔ سمجھے''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا تو دربان نے صرف اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس نے اپنی جگہ سے حرکت نہ کی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اندر سے بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ آنے والے چار پانچ افراد تھے۔ عمران اطمینان سے ایک سائیڈ پر کھڑا رہا۔ دوسرے لمحے ایک ناٹے قد لیکن پھیلے ہوئے جسم کا آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا تیزی سے باہر آیا۔

''آپ کا نام ڈیوڈ ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا کیونکہ اس کے لباس اور اس کے انداز سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہی

ڈیوڈ ہے۔

''ہاں۔ مگر تم کون ہو اور تم نے میرے دربان پر اسلحہ تاننے کی جرأت کیسے کی''...... ڈیوڈ نے انتہائی مشتعل سے لہجے میں کہا۔ اس کے پیچھے اس دربان کے علاوہ دو اور مسلح آدمی بھی باہر آ گئے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

''ولنگٹن کے میکاٹو کو جانتے ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو عمران کے اس فقرے کا ردعمل انتہائی حیرت انگیز ہوا۔ ڈیوڈ میکاٹو کا نام سنتے ہی بے اختیار اچھل پڑا۔

''ہاں۔ ہاں۔ مگر''...... ڈیوڈ نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''جب میکاٹو کو معلوم ہو گا کہ اس کے بھیجے ہوئے آدمی کے ساتھ ڈیوڈ نے یہ سلوک کیا ہے تو تم جانتے ہو کہ کیا ہو گا''۔ عمران نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ آپ کو میکارٹو نے بھیجا ہے۔ اوہ۔ اوہ۔ آپ تو معزز مہمان ہیں۔ آیئے میرے ساتھ پلیز''...... ڈیوڈ کی یکلخت جون ہی بدل گئی تھی اور اس کی جون بدلتے ہی اس کے محافظوں کے چہرے یکلخت لٹک سے گئے۔

''آیئے جناب۔ آیئے۔ خوش آمدید''...... ڈیوڈ نے کہا اور تیزی سے پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ عمران ہونٹ بھینچے ہوئے اس کے پیچھے اندر داخل ہوا اور پھر وسیع و عریض ایریئے سے گزر کر وہ ایک

برآمدے کے کونے میں بنے ہوئے بڑے سے ہال نما ڈرائینگ روم میں آ گئے۔ ہال نما ڈرائینگ روم انتہائی قیمتی فرنیچر سے سجا ہوا تھا۔

''تشریف رکھیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر کسی روبن کو آواز دی تو ایک دربان تیزی سے اندر داخل ہوا۔

''بہترین شراب لے آؤ''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''نہیں۔ میں شراب صرف مخصوص اوقات میں پیتا ہوں۔ کسی تکلف کی ضرورت نہیں''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''پھر بھی کچھ تو ہونا چاہئے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''سوری۔ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔ پلیز بیٹھ جائیں''۔ عمران نے کہا تو ڈیوڈ سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے دربان کو واپس جانے کا اشارہ کر دیا تھا اور دربان باہر چلا گیا۔

''میں شرمندہ ہوں جناب۔ بس غلط فہمی کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے۔ آپ پلیز میکاٹو سے اس بارے میں کوئی ذکر نہ کریں''۔ ڈیوڈ نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

''مسٹر ڈیوڈ۔ آپ اپنے دربانوں کو سمجھا دیں کہ آئندہ وہ کسی آنے والے سے اس طرح کا سلوک نہ کریں۔ میں ٹیکسی پر اس لئے آیا ہوں کہ میں اپنی شناخت ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ دوسری بات یہ کہ ہمیں کارڈ وغیرہ رکھنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ بھی بتا دوں کہ میں میکاٹو کا باس ہوں''...... عمران نے کہا تو ڈیوڈ بے

اختیار اچھل پڑا۔

''آپ۔ آپ میکاٹو کے باس ہیں۔ مم۔ مم۔ مگر''...... ڈیوڈ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے عمران کی بات کا یقین نہ آ رہا ہو۔

''میکاٹو مافیا کا ڈان ہے جبکہ میں کنگ ڈان ہوں۔ کنگ ڈان جانتے ہیں آپ کسے کہتے ہیں جو مافیا کا ڈائریکٹر ہوتا ہے۔ ہم لوگ سامنے نہیں آتے''...... عمران نے کہا تو ڈیوڈ یکلخت اچھل کر نیچے جھکا اور اس نے عمران کے دونوں پیر پکڑ لئے۔

''فار گاڈ سیک۔ مجھے معاف کر دیجئے۔ فار گاڈ سیک۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اتنے بڑے آدمی ہیں''...... ڈیوڈ کی حالت یکلخت تباہ ہو گئی تھی۔ اس کا جسم خوف سے کانپ رہا تھا۔

''میں نے آپ کو معاف کر دیا ہے تو آپ زندہ ہیں اور دیکھ لیں ابھی تک آپ کے تمام دربان بھی زندہ ہیں ورنہ شاید اب تک آپ اور آپ کے دربانوں سمیت آپ کی یہ کوٹھی میزائلوں سے تباہ ہو چکی ہوتی۔ بیٹھ جائیں''...... عمران نے اسے بازو سے پکڑ کر اٹھاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر۔ تھینک یو۔ میں آپ کا ادنیٰ خادم ہوں۔ آپ تو کنگ ڈان ہیں''...... صوفے پر بیٹھنے کے باوجود ڈیوڈ کی حالت خاصی تباہ نظر آ رہی تھی۔

''اب تک کافی وقت ضائع ہو گیا ہے۔ میں نے آپ سے چند

معلومات حاصل کرنی ہیں اس لئے مجھے خود آپ کے پاس آنا پڑا ہے''...... عمران نے یکلخت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جناب۔ آپ حکم فرمائیں۔ مجھے تو آپ کی خدمت کر کے زندگی میں سب سے بڑی خوشی مل جائے گی اور میں فخر سے سر اٹھا کر کہہ سکوں گا کہ میری کنگ ڈان سے ملاقات ہو چکی ہے''۔ ڈیوڈ نے اس بار انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہاں بلیک مون نامی کلب تھا جو اب تباہ کر دیا گیا ہے۔ بلیک مون کلب پہلے آپ کی ملکیت تھا۔ پھر یہ کلب ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک تھنڈر نے آپ سے حاصل کر لیا۔ کس طرح کیا اس سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کلب کے نیچے تہہ خانوں میں بلیک تھنڈر کا ایک سیکشن ہیڈکوارٹر قائم کیا گیا تھا اور آپ وہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ کیا میں درست کہہ رہا ہوں''...... عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''جی ہاں۔ آپ کی اطلاع درست ہے۔ یہ کلب پہلے میری ملکیت تھا۔ پھر بی ٹی نے مجھے اس کے لئے بہت بھاری رقم کی آفر کر دی کیونکہ اس کے نیچے دو بڑے بڑے تہہ خانے تھے جن کے علیحدہ خفیہ راستے تھے۔ میں نے اس آفر کو قبول کر کے یہ کلب انہیں فروخت کر دیا۔ بی ٹی کا سیکشن بلیک یہاں قائم ہوا جس کا چیف ہوشو کو بنایا گیا۔ ہوشو میرا دوست بھی تھا اور کلاس فیلو بھی۔ میرے اس سے بہت قریبی تعلقات تھے اس لئے میں اکثر اس

سے ملنے جاتا رہتا تھا۔ اب اچانک اس پورے کلب کو تباہ کر دیا گیا ہے اور ہوشو اور اس کے تمام آدمی اس تباہی میں ہلاک ہو چکے ہیں''...... ڈیوڈ نے اس بار سنبھل کر اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب سوچ سمجھ کر جواب دینا۔ ہوشو کے تحت شمالی افریقہ میں ایک لیبارٹری تھی۔ ہوشو کا سیکشن بلیک اس کا انچارج تھا۔ کیا تمہیں اس بارے میں معلوم ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''یس سر۔ مجھے خود ہوشو نے بتایا تھا۔ لیکن اس سے زیادہ نہیں اور نہ میں نے مزید کبھی کچھ پوچھا تھا''...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''کیا ہوشو اس لیبارٹری میں آتا جاتا رہتا تھا''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں۔ بلکہ ہوشو اپنی جگہ ضرورت پڑنے پر انتھونی کو بھیجا کرتا تھا۔ میرے سامنے کئی بار اس نے انتھونی کو بلا کر اسے ہدایات دے کر لیبارٹری بھجوایا تھا''...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

''کیا یہ انتھونی بھی کلب کی تباہی میں ہلاک ہو گیا ہے یا نہیں''۔ عمران نے پوچھا۔

''نہیں جناب۔ انتھونی کی لاش تو نہیں ملی''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اس انتھونی کو اگر تلاش کرنا ہو تو کہاں کیا جائے''...... عمران نے پوچھا۔

''جناب۔ مجھے تفصیل کا تو علم نہیں۔ البتہ اتنا معلوم ہے کہ

کاسمک کلب کا مینجر کارسن انتھونی کا بھائی ہے۔ اسے انتھونی کے بارے میں سب کچھ معلوم ہوگا‘‘...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

’’یہ کارسن تمہارے بارے میں جانتا ہوگا‘‘...... عمران نے کہا۔

’’یس سر۔ بہت اچھی طرح‘‘...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

’’تم اسے فون کرو اور اس سے پوچھو کہ انتھونی کہاں ہے اور اس سے کہاں ملاقات ہوسکتی ہے اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا‘‘...... عمران نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے میز پر موجود فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’کاسمک کلب‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

’’ڈیوڈ رالف بول رہا ہوں۔ کارسن سے بات کراؤ‘‘...... ڈیوڈ نے قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’یس سر۔ ہولڈ کریں سر‘‘...... دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

’’ہیلو۔ کارسن بول رہا ہوں‘‘...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

’’ڈیوڈ رالف بول رہا ہوں کارسن‘‘...... ڈیوڈ نے پہلے کی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

’’اوہ آپ۔ فرمایئے‘‘...... دوسری طرف سے چونک کر اور

قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔ ظاہر ہے ڈیوڈ مافیا کا بڑا آدمی تھا اور یہاں سب اس کے بارے میں جانتے ہوں گے۔

’’تمہارا بھائی انتھونی کہاں ہوگا‘‘...... ڈیوڈ نے کہا۔

’’انتھونی تو بیمار ہے جناب۔ اپنے گھر پر ہے‘‘...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

’’اس کا گھر کہاں ہے‘‘...... ڈیوڈ نے پوچھا تو دوسری طرف سے ایڈریس بتا دیا گیا۔

’’اس کا فون نمبر پوچھو‘‘...... عمران نے آہستہ سے کہا۔

’’اس کا فون نمبر کیا ہے‘‘...... ڈیوڈ نے پوچھا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران کے اشارے پر ڈیوڈ نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

’’اب انتھونی کو فون کرو اور اسے یہاں بلاؤ۔ اسے بھاری رقم دینے کی بات کرو گے تو وہ بیماری کے باوجود یہاں آ جائے گا‘‘۔ عمران نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا کر دیا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

’’یس‘‘...... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک ہلکی سی آواز سنائی دی۔

’’میں ڈیوڈ رالف بول رہا ہوں۔ انتھونی سے بات کراؤ‘‘۔ ڈیوڈ نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"جی میں انتھونی ہی بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"مجھے تمہاری ضرورت پڑ گئی ہے۔ تم سے چند معلومات حاصل کرنی ہیں اور اس کے لئے تمہیں بھاری معاوضہ نقد دیا جائے گا۔ میں نے تمہارے بھائی کارسن کو فون کر کے تمہارا یہ فون نمبر حاصل کیا ہے اور یہ بھی مجھے بتایا گیا ہے کہ تم بیمار ہو۔ اگر تم کہو تو میں تمہیں لینے کے لئے اپنی کار بھجوا دوں۔ تم بیمار ہو اس لئے یہ بھاری رقم تمہارے کام آئے گی"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"جناب۔ آپ کی مہربانی ہے جناب۔ میں حاضر ہوں جناب"۔ دوسری طرف سے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں کار بھجوا رہا ہوں۔ تم آ جاؤ"...... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک بٹن پریس کر دیا۔ چند لمحوں بعد ایک مسلح ملازم اندر داخل ہوا۔

"ڈرائیور کو بلاؤ"...... ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"...... ملازم نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک باوردی ڈرائیور اندر داخل ہوا اور اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سلام کیا۔

"ایک ایڈریس سمجھ لو۔ تم نے وہاں سے ایک آدمی انتھونی کو لے کر یہاں آنا ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے کہا تو ڈیوڈ نے اسے انتھونی کا ایڈریس

بتا دیا۔

"اچھی طرح سمجھ گئے ہو"...... ڈیوڈ نے پوچھا۔

"یس سر"...... ڈرائیور نے جواب دیا۔

"جاؤ اور جلد از جلد واپس آؤ"...... ڈیوڈ نے کہا تو ڈرائیور سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

"انتھونی یقیناً بیماری کی وجہ سے بچ گیا ہو گا ورنہ وہ بھی کلب کی تباہی میں ہی ہلاک ہو جاتا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ضروری نہیں کہ انتھونی وہاں ملازم ہو اور کلب میں رہتا ہو۔ ایسے معاملات میں غیر متعلق آدمی کو سامنے لایا جاتا ہے"...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا تو ڈیوڈ نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے عمران کی ذہانت کی داد دے رہا ہو۔

جولیا اور اس کے ساتھی دو ٹیکسیوں میں سوار ہو کر بلیو لائٹ کلب سے سیدھے رہائشی کالونی الفرڈ کے پہلے چوک پر واقع ریستوران کے سامنے ڈراپ ہو گئے۔ ٹیکسیاں انہوں نے بلیو لائٹ کلب سے کافی فاصلے پر جا کر ہائر کی تھیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ کارلس کی لاش سامنے آتے ہی انہیں پوری شدت سے تلاش کیا جائے گا۔ گو صفدر نے تجویز دی تھی کہ پہلے کسی ہوٹل میں جا کر کلب والے میک اپ تبدیل کر لئے جائیں لیکن جولیا نے یہ تجویز مسترد کر دی تھی کیونکہ اس کا خیال تھا کہ کارلس کی موت کی خبر ملتے ہی گیری غائب بھی ہو سکتا ہے اس لئے اس کا خیال تھا کہ پہلے اس گیری کو کور کر لیا جائے اور پھر آگے کی کارروائی کی جائے اور جولیا کی اس تجویز کی تائید صفدر سمیت سب نے کر دی تھی اس لئے انہوں نے کلب سے کچھ فاصلے پر جا کر ٹیکسیاں ہائر کیں اور انہیں

الفرڈ کالونی جانے کا کہہ دیا۔

دونوں ٹیکسیاں تھوڑی دیر بعد ایک مضافاتی کالونی پہنچ گئیں۔ کالونی کے آغاز میں ہی ایک ریستوران موجود تھا۔ چنانچہ جولیا نے وہیں ڈراپ ہونے کا فیصلہ کر لیا تا کہ اگر بعد میں ٹیکسی ڈرائیوروں سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کی جائیں تو وہ یہاں سے آگے نہ بڑھ سکیں۔ چنانچہ ریستوان کے سامنے ڈراپ ہو کر وہ ریستوان میں چلے گئے۔ ریستوران کا ہال خالی تھا۔ وہ پانچوں ایک کونے کی میز پر بیٹھ گئے اور انہوں نے ہاٹ کافی منگوا لی۔ پھر ہاٹ کافی پینے کے بعد وہ ریستوران سے باہر آ گئے اور تھوڑی دیر بعد وہ اس کوٹھی تک پہنچ گئے جس کے بارے میں کارلس نے انہیں بتایا تھا کہ وہاں گیری کا آفس ہے۔ یہ ایک درمیانے درجے کی کوٹھی تھی۔ اس کی ایک سائیڈ اور عقب میں کوٹھیاں تھیں۔ کوٹھی کا پھاٹک بند تھا۔

”ہمیں سائیڈ گلی سے اندر جانا چاہئے“...... جولیا نے کہا۔

”تم لوگ یہاں ٹھہرو میں سائیڈ گلی سے جا کر کارروائی کرتا ہوں“۔ تنویر نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

”لیکن تم نے تو گیری کو بھی ہلاک کر دینا ہے جبکہ ہم نے گیری سے اس کے گروپ کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں“۔ جولیا نے کہا تو تنویر بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیا تم مجھے احمق سمجھتی ہو۔ میں گیری کو معلوم ہی نہ ہونے

دوں گا کہ اندر کوئی کارروائی ہوئی ہے“...... تنویر نے کہا۔

”میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ آؤ“...... صفدر نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی سڑک کراس کر کے سائیڈ گلی میں داخل ہو کر ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

”یہ لوگ تربیت یافتہ ہیں اس لئے پوری طرح چوکنا ہوں گے“۔ صالحہ نے کہا۔

”صفدر ساتھ ہے۔ وہ سب سنبھال لے گا“...... جولیا نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہمیں ادھر ادھر ہو جانا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ کوٹھی کے اندر سے باہر کی نگرانی ہو رہی ہو“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ کوئی نگرانی نہیں ہو رہی“...... جولیا نے حتمی لہجے میں جواب دیا۔ وہ سڑک کے پار درختوں کے نیچے موجود بنچوں پر اس طرح بیٹھے ہوئے تھے جیسے چلتے چلتے تھک کر بیٹھ گئے ہوں۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد چھوٹا پھاٹک کھلا اور صفدر باہر آ گیا۔ اس نے مخصوص انداز میں ہاتھ ہلایا اور واپس اندر چلا گیا تو جولیا اور اس کے ساتھی اٹھے اور سڑک کراس کر کے وہ پھاٹک کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

”اندر کتنے آدمی تھے“...... جولیا نے اندر داخل ہوتے ہی صفدر سے پوچھا جو پھاٹک کے قریب ہی کھڑا تھا۔

”صرف دو آدمی تھے۔ دونوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے“۔

صفدر نے جواب دیا۔

”گیری موجود ہے یا نہیں“...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”ایک آدمی آفس نما کمرے میں تھا۔ اس نے فائر کرنے کی کوشش بھی کی تھی لیکن تنویر کو تو تم جانتی ہو۔ ایسے موقعوں پر اس کے جسم میں بجلی بھر جاتی ہیں اس لئے اس نے پلک جھپکانے میں اس کو بے ہوش کر دیا۔ میرا خیال ہے کہ وہی گیری ہے۔ دوسرا اس کا سیکرٹری ہو گا“...... صفدر نے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اندر تنویر بھی موجود تھا۔ چند لمحوں بعد وہ اس آفس میں پہنچ گئے جس کا ذکر صفدر نے کیا تھا۔ وہاں فرش پر بچھے ہوئے قالین پر ایک آدمی ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑا ہوا تھا۔

”اسے اٹھا کر کسی بڑے کمرے میں لے آؤ اور دوسرے آدمی کو بھی وہیں لے آؤ“...... جولیا نے کہا اور مڑ کر آفس سے باہر آ گئی۔

”کسی بھی وقت یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے اس لئے ہمیں باہر نگرانی رکھنی چاہئے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں۔ ٹھیک ہے۔ تم اور تنویر باہر کا خیال رکھو“...... جولیا نے کہا اور پھر اس کی ہدایت پر عمل ہو گیا۔ دونوں بے ہوش افراد کو بڑے ہال میں کرسیوں پر رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر باہر چلے گئے تھے۔

”صفدر۔ تم پہلے اس آفس والے آدمی کو ہوش میں لے آؤ اور

پھر اس کے عقب میں کھڑے ہو جانا۔ یہ تربیت یافتہ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ یہ رسیاں کھول لیں“...... جولیا نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلایا اور اس کے ساتھ ہی آگے بڑھ کر اس نے ایک آدمی کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور پھر گھوم کر وہ کرسیوں کے عقب میں کھڑا ہو گیا جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں سامنے کرسیوں پر بیٹھی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر ہی رہ گیا۔

”یہ۔ یہ کیا ہے۔ کیا مطلب۔ تم کون ہو اور مجھے کیوں باندھا گیا ہے“...... اس آدمی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ اس طرح ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ جیسے اسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ وہ کہاں ہے اور کیوں اس حالت میں ہے۔

”تمہارا نام گیری ہے“...... جولیا نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ مگر تم کون ہو۔ کیا مطلب۔ تم لوگ اندر کیسے آ گئے۔ یہ نارمن کیوں بے ہوش ہے“...... گیری نے ساتھ بیٹھے ہوئے دوسری آدمی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے گروپ میں کتنے ممبرز ہیں“...... جولیا نے پوچھا۔

”گروپ۔ کون سا گروپ۔ کیا کہہ رہی ہو۔ تم ہو کون۔ پہلے اپنے بارے میں تو بتاؤ“...... گیری نے اس بار کافی حد تک سنبھلے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بلیو لائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر کارلس کے تحت قائم گیری گروپ“...... جولیا نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا تو گیری بے اختیار چونک پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی آ گئی۔

”اوہ۔ کہیں وہ تم تو نہیں ہو جنہوں نے کارلس کو اس کے آفس میں ہلاک کیا تھا“...... گیری نے کہا تو اس بار جولیا چونک پڑی۔

”تم تک اطلاع کیسے پہنچ گئی اور کب پہنچی“...... جولیا نے پوچھا۔

”مجھے ایک ایکریمین اور ایک افریقی نژاد دیوہیکل حبشی کی تلاش تھی۔ انہوں نے لازماً کارلس کا گھیراؤ کرنا تھا اس لئے میں نے ایک نگرانی کرنے والے گروپ سے کہا کہ وہ کارلس کی مستقل نگرانی کرائے اور جیسے ہی کوئی کارلس کی نگرانی کرے یا اس سے پوچھ گچھ کرے تو پھر ان کی نگرانی کی جائے اور مجھے اطلاع دی جائے لیکن تھوڑی دیر بعد ہی گروپ کے انچارج نے فون کر کے مجھے بتایا کہ کارلس کو اس کے آفس میں ہلاک کر دیا گیا ہے اور اس کو ہلاک کرنے والوں میں دو عورتیں اور تین مرد شامل ہیں۔ میرے لئے یہ سنہری موقع تھا۔ میں کارلس کے کلب پر قبضہ کر سکتا تھا۔ میں اس کے لئے اپنے ایک دوست کو فون کرنے ہی والا تھا کہ مجھے اپنے

صفدر کارڈلیس فون پیس اٹھائے اندر داخل ہوا۔

''اس کا پلگ لگا دو''...... جولیا نے کہا تو صفدر نے ایک دیوار میں موجود فون ساکٹ میں فون کا پلگ لگا دیا۔

''سنو گیری۔ اب تم اپنے سب ہیڈ کوارٹر میں رابنسن کو فون کرو گے اور اسے کہو گے کہ وہ جزیرے پر موجود اپنے تمام ساتھیوں کو سب ہیڈ کوارٹر میں کال کرے اور تم ایک گھنٹے بعد وہاں آ کر ان سب کو خصوصی ہدایات دو گے''...... جولیا نے کہا۔

''یہ تم کیا کہہ رہی ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ تم پورے گروپ کا خاتمہ کرنا چاہتی ہو''...... گیری نے یکلخت ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''فیصلہ تم نے خود کیا ہے کہ تمہیں صرف اپنی زندگی عزیز ہے۔ باقی رہی تمہارے گروپ کی بات تو اگر تمہاری زندگی رہے گی تو گروپ دوسرا بھی بن سکتا ہے اور اگر تم انکار کرو گے تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ صرف رقم ہمیں نہیں ملے گی گروپ کا خاتمہ تو بہرحال ہم کر ہی دیں گے لیکن پھر تم بھی زندگی سے محروم ہو جاؤ گے''...... جولیا نے کہا۔

''تو میرا خیال ٹھیک ہے۔ تم اس طرح گیری گروپ کا خاتمہ کرنا چاہتی ہو۔ پھر یقیناً تم مجھے بھی زندہ نہ چھوڑو گی''۔ گیری نے کہا۔

''میں اپنی بات بار بار دوہرانے کی عادی نہیں ہوں۔ میں پانچ تک گنوں گی۔ اگر تم تعاون کرنے پر آمادہ ہوئے تو ٹھیک ہے ورنہ

میں فائر کھول دوں گی۔ فیصلہ ہاں یا نہ میں کرنا''...... جولیا نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گنتی شروع کر دی۔

''رک جاؤ۔ میں تعاون کروں گا۔ رک جاؤ''...... گیری نے یکلخت چیختے ہوئے کہا کیونکہ اسے جولیا کے چہرے پر پھیل جانے والی سفاکی اور اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی وحشیانہ چمک دیکھ کر یقین ہو گیا تھا کہ وہ واقعی فائر کھول دے گی۔

''مارشل۔ اس نے جو نمبر بتایا ہے وہ پریس کر کے رسیور اس کے کان سے لگا دو اور سنو گیری۔ اگر تم نے کوئی اشارہ دیا تو دوسرے لمحے تم زندگی سے محروم ہو جاؤ گے''...... جولیا نے کہا۔

''ایک منٹ۔ میری بات سن لو۔ پھر تم جیسے کہو گی میں ویسے ہی کروں گا''...... گیری نے کہا۔

''میں کوئی بات سننے کے موڈ میں نہیں ہوں۔ سمجھے''...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''پلیز۔ صرف ایک بات۔ مختصر سی''...... گیری نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

''بتاؤ۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر میں تمہیں تمہاری ڈیمانڈ کے مطابق دولت دے دوں تو کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھے اور میرے گروپ کو زندہ چھوڑ کر واپس چلی جاؤ''...... گیری نے کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تمہاری جگہ میں خود اپنے ساتھیوں سمیت موت کے گھاٹ اتر جاؤں"...... جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں یہ تو نہیں کہہ رہا"...... گیری نے چونک کر کہا۔

"پھر اور کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا چیف تم سے زیادہ سخت ہے۔ اسے فوراً اطلاع مل جائے گی کہ ہم اپنے مشن میں ناکام رہے ہیں جس کے نتیجے میں ہماری موت کے احکامات دے دیئے جائیں گے اور پھر ہمیں پاتال سے بھی تلاش کر کے ہلاک کر دیا جائے گا اس لئے یہ بات ذہن سے نکال دو۔ اپنی زندگی اور موت کے بارے میں فیصلہ کرو۔ باقی سب کچھ بھول جاؤ اور پھر ویسے بھی اگر تمہاری زندگی باقی نہ رہی تو تمہیں تمہارا گروپ اور رابنسن کیا فائدہ پہنچا سکیں گے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مجھے تمہاری آفر منظور ہے لیکن تم پہلے حلف دو کہ مجھے زندہ چھوڑ دو گی"...... گیری نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میری بات ہی میرا حلف ہے اور اب مزید وقت ضائع مت کرو۔ میں تین تک گن چکی ہوں"...... جولیا نے سخت لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔ میں فون کرتا ہوں۔ کراؤ میری بات"...... گیری نے کہا تو صفدر نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر کے آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی تو صفدر نے رسیور گیری کے کان سے لگا دیا۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"گیری بول رہا ہوں"...... گیری نے سرد اور تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ رابنسن بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے چونک کر لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"رابنسن۔ اپنے تمام گروپ کو سب ہیڈکوارٹر میں کال کر کے اکٹھا کرو۔ میں ایک گھنٹے میں وہاں پہنچ کر نئی ہدایات جاری کروں گا"...... گیری نے کہا۔

"لیکن باس"...... رابنسن کچھ کہتے کہتے رک گیا۔

"میں تمہاری الجھن سمجھتا ہوں۔ اس سے پہلے میں تمام ہدایات تمہارے ذریعے گروپ تک پہنچایا کرتا تھا لیکن اس بار جو مسئلہ سامنے ہے وہ میں تم سمیت سارے گروپ سے ڈسکس کر کے ہدایات دینا چاہتا ہوں"...... گیری نے خود ہی رابنسن کی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں ایک گھنٹے بعد خود وہاں آؤں گا۔ اوکے"...... گیری نے کہا تو صفدر نے رسیور کان سے ہٹا کر اسے کریڈل پر رکھا اور فون پیس ایک سائیڈ پر موجود تپائی پر رکھ دیا۔

"اوکے۔ تم نے واقعی میرے ہاتھوں اپنی زندگی بچا لی ہے"۔ جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے کھول دو تاکہ میں تمہیں گارینٹڈ چیک دے سکوں"۔ گیری نے قدرے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

’’یہ کام میرا نہیں مارشل کا ہے۔ مارشل۔ میں نے اپنا کام کر لیا ہے۔ اب تم نے اپنا کام کرنا ہے‘‘...... جولیا نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گئی جبکہ صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے مشین پسٹل نکالا اور پھر اس سے پہلے کہ گیری احتجاج کے طور پر کچھ کہتا صفدر نے ٹریگر دبا دیا اور گولیاں بارش کی صورت میں گیری کے سینے پر پڑیں۔ اس کے حلق سے کربناک چیخ نکلی اور وہ بندھی ہوئی حالت میں چند لمحے پھڑکنے کے بعد ساکت ہو گیا جبکہ جولیا مڑے بغیر تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔ چند لمحوں بعد صفدر اور صالحہ بھی باہر آ گئے۔

’’اب ایک گھنٹہ گزارنا پڑے گا‘‘...... صفدر نے کہا۔

’’تم فون کا رسیور ہٹا کر ایک طرف رکھ دو۔ ہم نے یہ ایک گھنٹہ یہاں نہیں گزارنا بلکہ رابنسن کے اس سب ہیڈکوارٹر کی نگرانی کرنی ہے۔ ہمیں اس گروپ کی تعداد کا علم ہے۔ جب یہ سب لوگ وہاں پہنچ جائیں گے تو ہم نے میزائلوں سے اس سب ہیڈکوارٹر کو اڑا دینا ہے‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’اور اگر اس دوران اس رابنسن نے یہاں فون کیا اور کال اٹنڈ نہ ہوئی تو وہ چونک بھی سکتا ہے‘‘...... صفدر نے کہا

’’ہاں۔ لیکن ہم مزید ایک گھنٹہ اسے زندہ نہ رکھ سکتے تھے۔ بازی کسی بھی وقت پلٹ بھی سکتی تھی۔ کرتا رہے فون‘‘...... جولیا نے کہا۔

’’تم نے ایک گھنٹہ زیادہ دے دیا ہے‘‘...... تنویر نے کہا۔

’’نہیں۔ گروپ کی تعداد سات ہے اور ان سب کو اکٹھے ہونے میں بہرحال ایک گھنٹہ لگ ہی جائے گا‘‘...... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر واپس اس کمرے میں چلا گیا جہاں گیری کی لاش اور فون موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور علیحدہ رکھنے کی بجائے ساکٹ سے اس کا پلگ نکال لیا اور پھر وہ واپس اس کمرے میں پہنچ گیا جہاں مین فون موجود تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا اور پھر ایک الماری کھول کر اس نے اس میں موجود اسلحے کا ایک بڑا پیکٹ نکالا اور اسے کھول کر اس میں سے ایک میگا بم نکال کر اس نے اس پر ایک گھنٹے بعد کا ٹائم سیٹ کیا اور اسے الماری کے عقب میں رکھ کر پیکٹ میں سے اس کا ڈی چارجر نکال کر جیب میں ڈال لیا۔ یہ اسلحہ وہ پہلے ہی یہاں چیک کر چکا تھا۔

’’تم نے دیر لگا دی۔ کیا ہوا تھا‘‘...... جولیا نے اس کی آمد پر تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

’’کچھ نہیں۔ میں نے مین فون کا رسیور ہٹا دیا ہے اور یہاں وائرلیس چارجر میگا بم بھی لگا دیا ہے تاکہ سب ہیڈکوارٹر کے بعد اس کو بھی اڑا دیا جائے‘‘...... صفدر نے جواب دیا۔

’’اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ آؤ پھر نکل چلیں‘‘...... جولیا نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ڈیوک اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس نے اپنے سیکشن کے دس افراد کو لورگو شہر اور شہر میں آنے والے راستوں پر باقاعدہ پہرے پر لگایا ہوا تھا جبکہ سردار ماتو کی مخصوص فورس بھی پورے شہر میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ پیگی نے بھی اپنے سیکشن کے آٹھ افراد کو اپنے طور پر بڑے بڑے ہوٹلوں، کلبوں اور جوئے خانوں میں تعینات کر رکھا تھا لیکن ابھی تک کسی قسم کا کوئی مشکوک گروپ ان کی نظروں میں نہ آیا تھا۔ وہ اس سلسلے میں سخت پریشان تھے۔ ڈیوک کا رابطہ جنگل میں تعینات آدمیوں سے بھی مسلسل رہتا تھا لیکن وہاں کسی قسم کی مشکوک نقل و حرکت سامنے نہ آئی تھی۔ دونوں جگہوں پر پراسرار خاموشی طاری تھی اور اسی خاموشی کی وجہ سے ڈیوک بے حد بے چین ہو رہا تھا۔ سیکشن ہیڈکوارٹر کی طرف سے بھی کوئی اطلاع نہ دی گئی تھی کہ کراسی میں کیا ہو رہا ہے۔ وہ

بیٹھا یہی بات سوچ رہا تھا کہ سامنے موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈیوک بول رہا ہوں"...... ڈیوک نے کہا۔

"پیگی بول رہی ہوں ڈیوک"...... دوسری طرف سے پیگی کی آواز سنائی دی۔

"کوئی خاص بات"...... ڈیوک نے چونک کر پوچھا۔

"میں نے خاموشی سے تنگ آ کر کراسی میں ایک آدمی کو فون کر کے کہا تھا کہ وہ معلوم کرے کہ پاکیشیائی ایجنٹ وہاں کیا کر رہے ہیں۔ یہ آدمی مخبری کا ایک بہت بڑا نیٹ ورک چلاتا ہے اور کراسی میں ہونے والے ہر واقعہ کا اسے بخوبی علم ہوتا ہے۔ اس نے مجھے بتایا کہ بہت سے زخمی پاکیشیائی ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے سے واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں اور دو ایجنٹ جزیرہ ڈاشو چلے گئے ہیں"...... پیگی نے کہا۔

"واپس چلے گئے ہیں اور صرف دو ایجنٹ ڈاشو گئے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیا یہ پورا گروپ یہاں نہیں آئے گا"...... ڈیوک نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ سیکشن ہیڈکوارٹر کال کرے گا تو کچھ پتہ چلے گا"...... پیگی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جائے۔ ویسے میرا خیال ہے کہ کوئی لمبی گڑبڑ ہو رہی ہے ورنہ اس مخبری کرنے والے گروپ کو تمام

حالات کا علم ہے۔ حالانکہ ان سے اس کا براہ راست تعلق بھی نہیں ہے۔ سیکشن ہیڈکوارٹر کو تو تمام حالات کا بخوبی علم ہو گا لیکن اس نے ابھی تک ہم سے کوئی رابطہ نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ معاملات ہماری توقع سے زیادہ گڑبڑ ہیں''...... ڈیوک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اگر سیکشن ہیڈکوارٹر کی کال آئے تو مجھے ضرور بتانا۔ میں تو اب انتہائی بور ہو گئی ہوں''...... پیگی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''اگر پیگی کو ملنے والی رپورٹ درست ہے تو پھر واقعی یہ معاملہ کم از کم ہماری حد تک ختم ہو گیا ہے''...... ڈیوک نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ڈیوک بول رہا ہوں''...... ڈیوک نے کہا۔

''سپیشل کال''...... دوسری طرف سے ایک کھڑکھڑاتی ہوئی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ یہ آواز سیکشن ہیڈکوارٹر کی نہیں تھی۔ اس آواز کو سن کر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے گراریاں آپس میں رگڑ کھا رہی ہوں اور اس میں سے آواز پیدا ہو رہی ہو۔ اس نے رسیور رکھ کر میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک چھوٹا سا ریموٹ کنٹرول نما

آلہ نکال کر میز کی دراز بند کی اور پھر اسے میز پر رکھ کر اس نے اس سے نکلنے والی ایک تار کا پن فون سے منسلک کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی فون پر ایک چھوٹا سا سرخ رنگ کا بلب جل اٹھا۔ ڈیوک کو معلوم تھا کہ اب اس فون پر ہونے والی کال کو نہ دنیا کا کوئی آلہ کیچ کر سکتا تھا نہ اس پر ہونے والی گفتگو کسی کو سمجھ میں آئے گی اور نہ ہی اس آلے کی وجہ سے کال کرنے والے اور جہاں کال ریسیو ہو رہی ہو ان مقامات کا پتہ چلایا جا سکے گا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''سیکنڈ ہیڈکوارٹر کالنگ''...... دوسری طرف سے وہی گراریوں والی آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ لیکن سر پہلے تو سیکشن ہیڈکوارٹر رابطہ کرتا تھا جناب''۔ ڈیوک سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا۔

''سیکشن ہیڈکوارٹر ختم کر دیا گیا ہے کیونکہ ان کے بارے میں پاکیشیائی ایجنٹوں نے معلومات حاصل کر لی تھیں۔ اب تمام معاملات سیکنڈ ہیڈکوارٹر نے براہ راست اپنے ہاتھ میں لے لئے ہیں''...... وہی گراریوں سے نکلنے والی مخصوص آواز میں جواب دیا گیا۔

''یس سر۔ کیا یہ سیکشن ہیڈکوارٹر ڈاشو میں تھا جناب''...... ڈیوک نے پوچھا۔

''ہاں''...... دوسری طرف سے مختصر سا جواب دیا گیا۔

”پیگی نے ایک مخبری کرنے والی ایجنسی سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اسے بتایا گیا ہے کہ زخمی پاکیشیائی ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے سے واپس پاکیشیا چلے گئے ہیں اور دو پاکیشیائی ایجنٹ ڈاشو چلے گئے ہیں“...... ڈیوک نے ازخود وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”پیگی نے جو کچھ تم سے کہا ہے وہ سیکنڈ ہیڈکوارٹر کو معلوم ہے لیکن سیکنڈ ہیڈکوارٹر تمہیں تمام اطلاعات مہیا کرنے کا پابند نہیں ہے“...... دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ مزید کرخت ہو گیا۔

”لیس سر۔ لیس سر“...... ڈیوک نے بے اختیار کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اب غور سے سنو۔ سیکشن ہیڈکوارٹر پاکیشیائی ایجنٹوں کے مقابلے پر تمہیں اور پیگی کو فرنٹ لائن پر لایا ہے۔ اس فیصلے کو سیکنڈ ہیڈکوارٹر نے بھی منظور کر لیا ہے اس لئے اب تم دونوں نے ہی پاکیشیائی ایجنٹوں کے مقابلے پر کام کرنا ہے اور اس کے لئے تمہیں انتہائی جدید ترین مشینری بھجوانے کا بھی فیصلہ کیا گیا ہے کیونکہ پاکیشیائی ایجنٹ بے حد تیز اور فعال ہیں۔ انہوں نے کرامی اور ڈاشو میں سیکشن ہیڈکوارٹر کے تمام ایجنٹوں کو ختم کر دیا ہے۔ حتیٰ کہ ان کی وجہ سے مین ہیڈکوارٹر کو ڈاشو میں موجود سیکشن ہیڈکوارٹر کو بھی بلاسٹ کرنا پڑا ہے اس لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ تمہیں انتہائی جدید ترین مشینری بھجوائی جائے گی تاکہ تم ان تمام ایجنٹوں کا خاتمہ کر سکو اور تمہیں یہ بھی بتا دیا جائے کہ پاکیشیا سے پاکیشیائی ایجنٹوں کی

ایک اور ٹیم براہ راست ڈاشو پہنچی ہے اور وہاں انہوں نے ہمارے ایجنٹوں کے پورے گروپ کا خاتمہ کر دیا ہے۔ اس ٹیم میں دو عورتیں اور تین مرد شامل ہیں جبکہ دو ایجنٹ کرامی سے ڈاشو پہنچے ہیں۔ ان میں ایک تو پاکیشیائی ہے جبکہ دوسرا دیوہیکل افریقی حبشی ہے۔ اس طرح یہ پورا گروپ چار ایشیائی مردوں، دو عورتوں اور ایک دیوہیکل افریقی حبشی پر مبنی ہے۔ یہ سب تیزی سے میک اپ تبدیل کرتے رہتے ہیں اور ان کا میک اپ ایسا ہوتا ہے کہ جو سپر میک اپ واشر سے بھی واش نہیں ہو سکتا۔ ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر تمہیں مشینری بھجوائی جا رہی ہے۔ اس مشینری میں ایک تو سناگ ریز مشین ہے۔ یہ مشین بلیک تھنڈر کے سائنس دانوں کی ایجاد ہے۔ اس کی ریز پورے لورگو اور اس کے نواحی علاقوں میں پھیل جائے گی اور اس رینج میں آنے والے ہر فرد کا میک اپ کے باوجود اصل چہرہ سکرین پر آ جائے گا چاہے ماسک میک اپ ہو یا کسی بھی قسم کا میک اپ۔ اس طرح تم ان لوگوں کو لورگو میں داخل ہونے سے پہلے ہی مارک کر لو گے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایلش ریز مشین بھی بھجوائی جا رہی ہے۔ یہ بھی جدید ترین ریز ہیں۔ انہیں کسی بھی ٹارگٹ پر فائر کیا جا سکتا ہے اور جس ٹارگٹ پر یہ نظر نہ آنے والی ریز فائر ہوں گی وہاں جہاز، جنگل، انسان، عمارتیں اور مشینری سب کچھ ایک لمحے کے ہزارویں حصے میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جائیں گی اس لئے ان کا نام ایلش ریز رکھا گیا ہے۔ اس

کی رینج ابھی محدود ہے لیکن بہر حال یہ رینج لورگو اور اس کے نواح میں سو کلومیٹر تک کام دے جائے گی''...... سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا اور یہ تفصیل سن کر ڈیوک کا چہرہ بے اختیار چمک اٹھا۔

''یس سر''...... ڈیوک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سپیشل ہیلی کاپٹر ایک گھنٹے میں تمہارے ہیڈکوارٹر میں اتر جائے گا۔ ان دونوں مشینوں کے آپریٹر بھی ساتھ ہوں گے۔ وہ تمہاری ہدایت پر عمل کرنے کے پابند ہوں گے۔ ان میں سے ایک کا نام روبن اور دوسرے کا نام جاگر ہے۔ یہ دونوں ایکریمین ہیں۔ مشینری اتار کر ہیلی کاپٹر واپس چلا جائے گا''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر''...... ڈیوک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''لیکن تم اس مشینری پر اکتفاء کر کے نہ بیٹھ جانا۔ پاکیشیائی ایجنٹ مشینری کے ماہر ہیں۔ وہ ان مشینوں سے بچنے کا بھی کوئی نہ کوئی راستہ تلاش کر سکتے ہیں لیکن تمہارے حق میں ایک پوائنٹ جاتا ہے کہ انہیں یہ معلوم نہ ہوگا کہ ایسی مشینری یہاں پہنچا دی گئی ہے اس لئے وہ غفلت میں مار کھا جائیں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر''...... ڈیوک نے جواب دیا۔

''تمہارے اور پیگی کے حق میں یہی بہتر ہے کہ تم دونوں نے

ہر قیمت پر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو جنگل میں داخل ہونے سے روکنا ہے اور انہیں ہلاک کرنا ہے اور سنو۔ آج سے تمہارا اور سردار ماتو کا رابطہ ختم کیا جا رہا ہے تاکہ یہ لوگ تمہاری وجہ سے سردار ماتو کو کوئی چکر نہ دے سکیں کیونکہ ان ایجنٹوں کا لیڈر دنیا کے ہر آدمی کی آواز اور لہجے کی ایسے انداز میں نقل کرتا ہے کہ کوئی پہچان نہیں سکتا''۔ سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے کہا گیا۔

''یس سر''...... ڈیوک نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھا اور پھر سپیشل کال کے لئے اٹیچ آلہ ڈسکنکٹ کر کے اس نے اسے میز کی دراز میں رکھا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''پیگی بول رہی ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی پیگی کی آواز سنائی دی۔

''ڈیوک بول رہا ہوں پیگی''...... ڈیوک نے کہا اور پھر اس نے سیکنڈ ہیڈکوارٹر کی کال میں دی گئی تمام ہدایات کے بارے میں اسے تفصیل بتا دی۔

''یہ تو بہت اچھا ہو گیا ڈیوک''...... اس طرح یہ ایجنٹ لورگو آنے سے پہلے ہی چیک ہو جائیں گے۔ تم لورگو آنے والی سڑک کے آغاز میں اپنے آدمی پہنچا دو۔ جیسے ہی مشین کے ذریعے ان کے بارے میں معلوم ہو ان کی جیپ میزائلوں سے اڑا دینا۔ اس

طرح وہ غفلت میں ہی مارے جائیں گے''...... پیگی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ ایسا ہی ہوگا۔ بہرحال ہم نے ہر حال میں ان کا خاتمہ کرنا ہے کیونکہ مین ہیڈکوارٹر نے ہم پر اعتماد کا ہے اور ساتھ ہی یہ وارننگ بھی دی گئی ہے کہ اگر ہم ناکام رہے تو ہمارا خاتمہ کر دیا جائے گا''...... ڈیوک نے کہا۔

''بے فکر رہو ڈیوک۔ ہم یقیناً کامیاب رہیں گے۔ اس مشینری کے استعمال کے بعد تو ہماری کامیابی یقینی ہوگی۔ ویسے میرا خیال ہے کہ اب ہمیں ہوٹلوں اور کلبوں کو اس طرح مسلسل چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب یہ لوگ باہر ہی چیک ہو کر مارے جائیں گے تو پھر مزید چیکنگ کی کیا ضرورت ہے''...... پیگی نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہی ہو۔ تم ایسا کرو کہ اپنا ہیڈکوارٹر ختم کر کے میرے پاس آ جاؤ۔ مشینری کے ذریعے چیکنگ اب چوبیس گھنٹے کرنی ہوگی کیونکہ ان کے آنے کا کوئی وقت تو مقرر نہیں ہے۔ اس طرح ہم دونوں مل کر یہ چیکنگ کر سکیں گے''...... ڈیوک نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ ہم لورگو شہر میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر پکٹنگ کریں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم صرف سڑک کو ہی چیک کرتے رہیں اور وہ لوگ ادھر ادھر پھیلے ہوئے

جنگل کے راستے یہاں پہنچ جائیں۔ میں اپنے گروپ کو دوسرے راستوں پر تعینات کر دیتی ہوں''...... پیگی نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ آ جاؤ۔ پھر مل کر کام کریں گے''...... ڈیوک نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت کراچی کی ایک رہائش گاہ میں موجود تھا۔ ڈاشو جزیرے پر جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ایکشن کر کے کارلس، گیری اور اس کے پورے گروپ کا خاتمہ کر دیا تھا جبکہ عمران نے ڈیوڈ کے ذریعے انتھونی کو کال کر کے اس سے لیبارٹری اور اس کے گرد پھیلے ہوئے جنگل اور پہاڑیوں کے اندرونی نقشے کے بارے میں تفصیلات معلوم کر لی تھیں اور اس کے بعد اس نے ڈیوڈ اور انتھونی سمیت اس کے تمام مسلح افراد کا بھی خاتمہ کر دیا تھا تاکہ یہ بات بی ٹی کے ہیڈکوارٹر تک نہ پہنچ سکے اور پھر اس نے جولیا سے رابطہ کیا تو جولیا نے اسے کارلس، گیری اور اس کے گروپ کے خاتمے کے بارے میں بتایا تو عمران نے انہیں واپس کراچی پہنچنے کا کہہ دیا اور عمران خود بھی جوزف کے ساتھ واپس کراچی آ گیا تھا۔

ڈاشو جزیرے سے ہی اس نے ایک پارٹی کو فون کر کے یہاں یہ رہائش گاہ حاصل کر لی تھی اس لئے جولیا اور اس کے ساتھیوں کو اس نے علیحدہ علیحدہ ہو کر اس رہائش گاہ پر پہنچنے کا کہہ دیا تھا۔ جب عمران، جوزف کے ساتھ اس رہائش گاہ پر پہنچا تو اس وقت سب یہاں موجود تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے دو گھنٹے ہو گئے تھے۔ عمران اپنے ساتھ اس پورے علاقے کا تفصیلی نقشہ لے آیا تھا اور وہ گزشتہ کافی دیر سے اس نقشے کو میز پر پھیلائے اس پر جھکا ہوا تھا جبکہ جولیا اور اس کے ساتھی خاموش بیٹھے اسے یہ سب کچھ کرتے ہوئے دیکھ رہے تھے۔

''آخر کیا ہے افریقہ کے اس نقشے میں جو تم اس طرح اس پر نظریں جمائے بیٹھے ہو''...... جولیا سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑی۔

''محبت''...... عمران نے سر اٹھا کر مسکراتے ہوئے کہا۔

''کیا کسی افریقی قبائلی عورت سے شادی کرنا چاہتے ہو''۔ جولیا نے منہ بنا کر کہا۔

''بشرطیکہ وہ سوئٹزر لینڈ سے افریقہ آئی ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر منہ دھو رکھو۔ سوئٹزر لینڈ کی عورتیں تم جیسے انسانوں کو پسند نہیں کرتیں''...... جولیا نے جواب دیا۔

''یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تنویر کا پتا تو صاف ہوا''...... عمران نے آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب۔ میرا کیا ذکر ہے"...... تنویر نے چونک کر کہا۔

"تم بھی تو انسان ہو"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اور تم کیا ہو"...... تنویر نے چہک کر کہا۔

"میں اللہ کا حقیر اور عاجز بندہ ہوں اور میں نے سنا ہوا ہے کہ شہزادیاں حقیر اور عاجز بندوں کو زیادہ پسند کرتی ہیں کیونکہ وہ انہیں ہر وقت فرشی سلام کرتے رہتے ہیں"...... عمران نے جواب دیا تو اس بار جولیا کے ساتھ ساتھ باقی سب ساتھی بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

"عمران صاحب۔ آپ نے ڈاشو جزیرے سے کیا معلومات حاصل کی ہیں"...... اچانک کیپٹن شکیل نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

"ہاں۔ آپ نے تفصیل تو بتائی ہی نہیں عمران صاحب"۔ صفدر نے کہا۔

"تفصیل کیا بتاؤں۔ مختصر سی معلومات ملی ہیں۔ ان مختصر معلومات کو تفصیل سے بدلنے کے لئے نقشے سے سر کھپا رہا ہوں" عمران نے کہا۔

"کیا معلومات ملی ہیں"...... صفدر نے پوچھا۔

"سلسلہ یہ ہے کہ ہمیں یہاں سے پہلے ایک آخری مہذب علاقے لورگو پہنچنا ہے۔ لورگو سے اس جنگل کا آغاز ہو جاتا ہے جہاں داخلہ ممنوع ہے اور وہاں اونچی خاردار تاروں سے اسے بند کر

دیا گیا ہے۔ اس جنگل میں خوفناک وحشی درندے اور غیر مہذب قبائلی رہتے ہیں۔ لیبارٹری اس جنگل کے اندر لورگو سے بیس بائیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے مجھے جو اطلاع ملی ہے اس کے مطابق یہ لیبارٹری جنگل میں واقع ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر ہے۔ یہ اوپن لیبارٹری ہے۔ اس میں پختہ کنسٹرکشن کی گئی ہے لیکن اس کے گرد باقاعدہ اونچی چاردیواری بنا کر چیکنگ ٹاورز بنائے گئے ہیں اور سب سے دلچسپ بات یہ ہے کہ اس کا کوئی پھاٹک یا دروازہ نہیں ہے اس لئے وہاں آنے جانے کے لئے خصوصی ہیلی کاپٹر استعمال کئے جاتے ہیں اور لیبارٹری کے ارد گرد ماتو قبیلے کے لوگ رہتے ہیں جو انتہائی وحشی اور تقریباً آدم خور بھی ہیں۔ ان کا سردار ماتو کہلاتا ہے اور یہ سردار ماتو بی ٹی کا ایجنٹ ہے۔ اسے باقاعدہ ایکریمیا لے جا کر اس کی تربیت کی گئی ہے۔ اس کا ایک گروپ بھی ہے جن کی تعداد پچاس کے قریب ہے۔ ان پچاس افراد کی بھی باقاعدہ تربیت کی گئی ہے۔ یہ نہ صرف ہر قسم کا اسلحہ چلا لیتے ہیں بلکہ نگرانی کرنے والی جدید ترین مشینوں کو بھی استعمال کر سکتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ سردار ماتو لورگو شہر میں رہتا ہے اور یہاں اس کے ساتھ اس کے تربیت یافتہ بیس ساتھی ہوتے ہیں جبکہ اس کے باقی تیس تربیت یافتہ ساتھی وہیں لیبارٹری کے علاقے میں رہتے ہیں۔ اس علاقے کو ماتور کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے ماتو قبیلے کا علاقہ۔ ہمیں بہرحال پہلے لورگو جانا ہو گا اور وہاں سے ہم

ماتور علاقے میں پہنچ سکتے ہیں۔ میں نقشے میں وہ راستے چیک کر رہا ہوں جن کے ذریعے ہم لورگو شہر میں داخل ہوئے بغیر ماتور پہنچ سکیں لیکن نقشے کے مطابق تمام راستے لورگو شہر پہنچ کر ختم ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد ہی جنگل دکھایا گیا ہے جو سینکڑوں میلوں پر محیط ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یقیناً لورگو شہر میں بھی بی ٹی نے ہمارے خاتمے کے تمام انتظامات کر رکھے ہوں گے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ جو تنظیم ہماری وجہ سے اپنے سیکشن ہیڈکوارٹر کو بلاسٹ کر سکتی ہے وہ لازماً ایسا ہی کرے گی اور مجھے یقین ہے کہ وہ ہمارے لئے صرف سردار ماتو پر بھروسہ نہیں کریں گے کیونکہ سردار ماتو لاکھ تربیت یافتہ سہی لیکن بہرحال وہ سپر ایجنٹس کا رول ادا نہیں کر سکتا اس لئے لازماً وہاں سپر ایجنٹس کو پہنچایا گیا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ چونکہ بلیک تھنڈر تنظیم انتہائی جدید ترین مشینری کا بے دریغ استعمال کرتی ہے اس لئے لازماً لورگو شہر میں ہمیں چیک کرنے اور ماتور علاقے میں لیبارٹری کی حفاظت کے لئے بھی انہوں نے انتہائی جدید ترین مشینری بھجوائی ہو گی''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''پھر تم نے اس بارے میں کیا سوچا ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''سوچ سوچ کر تھک گیا ہوں اس لئے تو راستوں کی بجائے

اب مجھے محبت کی تلاش ہے''...... عمران نے کہا۔

''اب تمہارا یہ مذاق انتہائی بھونڈا ہو گیا ہے اور اب یہ بات کر کے تم میرے لئے دلی تکلیف کا باعث بنتے ہو۔ تمہارا کیا خیال ہے میری کوئی شخصیت نہیں ہے۔ کوئی انا نہیں ہے۔ تم جب چاہو اور جس وقت چاہو میرے بارے میں کمنٹ پاس کرتے رہو''۔ جولیا نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''آئی ایم سوری۔ آئندہ ایسا نہ ہو گا''...... عمران نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ایک بار پھر نقشے پر جھک گیا۔

''صفدر۔ چیف نے گو عمران کو ہمارا لیڈر بنایا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ عمران کا ذہن اب ماؤف ہو چکا ہے اس لئے ہمیں خود ہی مشن پر کام کرنا ہے۔ عمران چاہے تو جوزف کے ساتھ کام کر سکتا ہے''...... جولیا نے صفدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''مس جولیا۔ یہ مشن کا سب سے اہم اور نازک موڑ ہے۔ اس موقع پر ہمیں آپس میں اختلاف نہیں کرنا چاہئے۔ آپ نے نہیں دیکھا کہ عمران صاحب بھی سنجیدہ ہیں اور اس لئے انہوں نے فوراً آپ کو سوری کہہ دیا ہے۔ اگر عمران صاحب سنجیدہ نہ ہوتے تو وہ لازماً بات کو مزید آگے بڑھاتے۔ اس سے آپ سمجھ سکتی ہیں کہ معاملات اتنے آسان نہیں ہیں جتنے ہم نے سمجھ لئے ہیں''...... صفدر نے الٹا جولیا کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ پھر ہم آرام کرتے ہیں۔ اب خالی بیٹھ کر کب

تک عمران کی شکل دیکھتے رہیں۔ جب یہ کوئی فیصلہ کرے گا تو ہم اس پر عمل شروع کر دیں گے''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر بھی اس طرح کھڑا ہو گیا جیسے کوئی معمول اپنے عامل کے حکم کی تعمیل کرتا ہے۔

''جولیا کا خیال درست ہے۔ یہاں فارغ اور خاموش بیٹھنے سے بہتر ہے ہم آرام کر لیں''...... صالحہ نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔ عمران اسی طرح نقشے پر جھکا ہوا تھا۔ اس نے نہ ہی جولیا کی بات کا جواب دیا تھا اور نہ ہی صالحہ اور تنویر کو روکا تھا اور پھر تنویر، جولیا اور صالحہ تینوں تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر چلے گئے۔ اب کمرے میں عمران کے ساتھ صفدر اور کیپٹن شکیل رہ گئے تھے۔ جوزف پہلے ہی باہر کی نگرانی کر رہا تھا اس لئے وہ کمرے میں موجود ہی نہ تھا۔

''عمران صاحب۔ جو کچھ آپ نے ابھی بتایا ہے اس کے لئے تو ہمیں ہیلی کاپٹر پر وہاں جانا پڑے گا لیکن ہیلی کاپٹر کو وہ آسانی سے فضا میں ہی تباہ کر سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے سر اوپر اٹھا لیا۔

''اپنے سوال کا جواب تم نے خود ہی دے دیا ہے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر آپ نے آخر سوچا کیا ہے۔ انہیں لازماً ہمارے ڈاشو جزیرے سے یہاں پہنچنے کی اطلاع مل جائے گی اور بلیک تھنڈر

کے پاس ایجنٹوں کی کوئی کمی نہیں ہے۔ ہم پھر الجھ سکتے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ جوزف کو وہاں بھیجا جائے اور جوزف وہاں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ ہمیں دے تو تب ہی ہم آگے بڑھ سکیں گے ورنہ اس طرح ہمارا لورگو پہنچنا اندھے کنویں میں چھلانگ لگانے کے مترادف ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن اس میں تو بہت وقت لگ جائے گا۔ پھر جوزف مشینری کے بارے میں کیسے معلومات حاصل کرے گا اس کے لئے تو ہم میں سے کسی کو جانا چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''اور اگر وہاں میک اپ چیک کرنے کا کوئی بندوبست ہوا تو جوزف کے ساتھ جانے والا لامحالہ مارا جائے گا جبکہ جوزف کو میک اپ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ وہاں اکثریت جوزف کے ہم نسلوں کی ہو گی اور جہاں تک مشینری کا تعلق ہے تو اگر جوزف رانا ہاؤس کی انتہائی ایڈوانس مشینری کو بخوبی آپریٹ کر لیتا ہے تو اسے وہاں استعمال ہونے والی مشینری کی ماہیت کا بھی علم ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جوزف کی صلاحیتوں کو میں جانتا ہوں۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ہم جوزف کو ایکس وی سپر فائیو ٹرانسمیٹر دے دیں تاکہ وہ وہاں سے ہمیں اس پر تفصیلی رپورٹ دے اور خود وہیں رہے۔ پھر اس کی رپورٹ کو مدنظر رکھ کر ہم آگے بڑھیں''...... عمران نے کہا۔

"اگر آپ اسے بہتر سمجھتے ہیں تو ٹھیک ہے"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب آپ اکیلے جوزف کو نہ بھیجیں بلکہ اس کے ساتھ مس جولیا کو بھجوا دیں۔ مس جولیا بھی بغیر میک اپ کے وہاں جائے۔ وہاں غیر ملکی بھی کافی تعداد میں جاتے رہتے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کی آنکھوں میں بے اختیار چمک سی آ گئی۔

"گڈ شو کیپٹن شکیل۔ تم نے میری بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے۔ میرے ذہن میں یہ خیال ہی نہ آیا تھا کہ جولیا بھی وہاں بغیر میک اپ کے جا سکتی ہے اور یہ دونوں مل کر بہرحال ساری معلومات آسانی سے حاصل کر لیں گے"...... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"لیکن ان دونوں میں سے آپ لیڈر کسے بنائیں گے"۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے جولیا ہی لیڈر ہوگی"...... عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے صفدر کے اس سوال کی وجہ تسمیہ سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"جوزف، جولیا کے ماتحت کام نہیں کرے گا اور جولیا، جوزف کے تحت کام نہیں کرے گی"...... صفدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"تم نے جو سوچا ہے وہ درست ہے۔ لیکن جوزف کو جب مخصوص انداز میں حکم دیا جائے گا تو پھر وہ کام کرے گا"...... عمران

نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اونچی آواز میں جوزف کو آواز دی۔

"لیس باس"...... چند لمحوں بعد جوزف نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"تم نے باہر آسمان دیکھا ہے"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ میں تو برآمدے میں کھڑا تھا"...... جوزف نے چونک کر کہا۔

"لیکن میں نے سیاہ کونجوں کی آواز سنی ہے"...... عمران نے کہا تو جوزف کا چہرہ یکلخت بدل سا گیا۔

"سس۔ سیاہ کونجوں کی آواز۔ یہ تو باس مکمل تباہی کی نشانی ہے اور باس۔ کیا وہ کونجیں کرلا رہی تھیں"...... جوزف نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ بلکہ وہ خوشی کی آوازیں نکال رہی تھیں اور یہ آوازیں مادہ کونج کی تھیں۔ نر کونجیں ان کی آواز میں آواز ملا رہی تھیں"۔ عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ باس۔ اس کا مطلب ہے کہ مادہ کونجوں کو نر کونجوں پر غصہ آ گیا ہوگا ورنہ تو نر کونجیں بولتی ہیں اور مادہ کونجیں ان کی ہاں میں ہاں ملاتی ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے تمہیں معلوم نہیں ہے کہ آسمان پر گزشتہ

ہفتے سرخ ستارہ طلوع ہو چکا ہے اور یہ ستارہ ایک ماہ تک رہے
گا''...... عمران نے اور زیادہ سنجیدہ لہجے میں کہا۔
''سرخ ستارہ۔ آپ کا مطلب ہے باس لڑائی، فساد اور تباہی کا
ستارہ''...... جوزف نے باقاعدہ کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔ کیپٹن
شکیل اور صفدر دونوں دلچسپی سے یہ سب کچھ سن اور دیکھ رہے تھے۔
''تمہیں معلوم تو ہے کہ سرخ رنگ مادہ کا رنگ سمجھا جاتا ہے اور
جب سرخ ستارہ طلوع ہو جائے تو پھر جو نر مادہ کی بات نہ مانے وہ
تباہ وہ برباد ہو جاتا ہے''...... عمران نے کہا۔
''اوہ۔ اوہ۔ ہاں۔ ہاں باس۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ وچ ڈاکٹر
کاشان نے ایک بار مجھے اس بارے میں بتایا تھا۔ اوہ۔ اس لئے نر
کونجیں مادہ کونجوں کی ہاں میں ہاں ملا رہی ہیں''...... جوزف نے
بے اختیار اچھلتے ہوئے کہا۔
''ہاں۔ اور ایک ماہ تک تمام نروں کو چاہے وہ پرندے ہوں،
جانور ہوں یا انسان مادہ کی ماتحتی میں کام کرنا پڑتا ہے ورنہ وہ تباہ
وہ برباد ہو جاتے ہیں''...... عمران نے کہا۔
''ٹھیک ہے باس۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ اب مجھے سمجھ آ
گئی ہے کہ سیاہ نر کونجیں کیوں مادہ کونجوں کی ہاں میں ہاں ملا رہی
تھیں ورنہ سیاہ نر کونج کے سامنے تو مادہ کونج آواز بھی نہیں نکال
سکتی''...... جوزف نے کہا۔
''اسی لئے تو وہ بھی تباہی سے بچ گئی تھیں اور جہاں جہاں تک

ان کی آوازیں جا رہی تھیں وہاں وہاں تک بھی تباہی کا خطرہ ختم ہو
رہا تھا اور ہم تک بھی چونکہ ان کی آوازیں پہنچ چکی ہیں اس لئے
اب ہمارے لئے بھی کوئی خطرہ نہیں رہا''...... عمران نے کہا۔
''اوہ باس۔ تم تو عظیم وچ ڈاکٹروں سے بھی عظیم وچ ڈاکٹر
ہو۔ اب واقعی کوئی خطرہ نہیں رہا''...... جوزف نے اس بار انتہائی
اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔
''جاؤ۔ جا کر مس جولیا کو بلا لاؤ''...... عمران نے کہا تو جوزف
سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔
''آپ واقعی جوزف کو ٹریٹ کرنے کے ماہر ہیں''...... صفدر
نے جوزف کے جانے کے بعد مسکراتے ہوئے کہا۔
''لیکن آپ کو سفید اور کالی کونجوں کا معاملہ بیک وقت رکھنا
چاہئے تھا۔ ایسا نہ ہو کہ جوزف جولیا کی رنگت کی وجہ سے کسی
الجھن کا شکار ہو جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
''جوزف جانتا ہے کہ سیاہ اور سفید کونجیں کبھی مل کر نہیں
اڑتیں۔ دونوں رنگوں کی کونجیں ہمیشہ اپنی ہم رنگ کونجوں کے ساتھ
ہی رہتی ہیں اور ساتھ ہی اڑتی ہیں اس لئے اگر میں یہ بات کر دیتا
تو جوزف ظاہر ہے اکھڑ جاتا''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن
شکیل نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد جولیا، صالحہ اور
تنویر اندر داخل ہوئے تو ان کے عقب میں جوزف بھی تھا۔
''کیا بات ہے۔ کیوں بلایا ہے''...... جولیا نے قدرے حیرت

بھرے لہجے میں کہا۔

"ہمیں لورگو شہر کے بارے میں تفصیلی رپورٹ چاہئے کیونکہ بلیک تھنڈر انتہائی جدید ترین مشینری استعمال کرتا ہے۔ اب تو وہ زخم کھائے ہوئے سانپ کی طرح بل کھا رہا ہو گا اور سب سے بڑا مسئلہ ان کے لئے ہمارا میک اپ ہے اس لئے لامحالہ انہوں نے کوئی ایسی جدید ترین ریز مشین یا کیمرے وہاں پہنچا دیئے ہوں گے جو ہمارے ایجاد کردہ میک اپ کو بھی چیک کر سکیں اور بغیر تفصیلی رپورٹ کے ہمارا وہاں جانا اندھے کنویں میں چھلانگ لگانے کے مترادف ہے اس لئے ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ تم اور جوزف اپنے اصل چہروں میں وہاں سیاح بن کر جاؤ۔ تم لیڈر ہو گی اور جوزف تمہارا سیکرٹری یا باڈی گارڈ ہو گا۔ تم دونوں پر انہیں کسی طور پر شک نہ ہو سکے گا کہ تمہارا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے اور تم وہاں کے بارے میں تفصیلی رپورٹ حاصل کر کے خصوصی ٹرانسمیٹر پر مجھے رپورٹ دو گی۔ پھر تمہاری رپورٹ کی روشنی میں ہم وہاں کے لئے لائحہ عمل طے کریں گے"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں بھی ساتھ جاؤں گا"...... جولیا کے جواب دینے سے پہلے تنویر نے بولتے ہوئے کہا۔

"میں نے جولیا اور جوزف کا انتخاب اس لئے کیا ہے کہ ان کے چہروں پر میک اپ نہیں کرنا پڑے گا ورنہ تو میں جوزف کے

ساتھ چلا جاتا اس لئے صرف جولیا اور جوزف جائیں گے"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"جوزف کے ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلی چلی جاتی ہوں"...... جولیا نے کہا۔

"تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ افریقہ کے ان علاقوں میں بین الاقوامی ادارہ سیاحت نے سختی سے پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی غیر ملکی سیاح عورت اکیلی اس علاقے میں نہیں جا سکے گی۔ اسے کوئی نہ کوئی مرد ساتھ لے جانا ہو گا چاہے وہ کوئی افریقی گارڈ ہی کیوں نہ ہو اور ویسے بھی جوزف تمہارے لئے انتہائی کارآمد ثابت ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"جوزف کو تم ٹریٹ کر سکتے ہو۔ میں نہیں"...... جولیا نے کہا۔

"ایسی بات نہیں۔ جوزف کو میں نے بریف کر دیا ہے اس لئے وہ تمہارا حکم بلاچوں و چرا تسلیم کرے گا۔ کیوں جوزف"...... عمران نے ایک طرف کھڑے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"لیس باس۔ اب میں کیا کر سکتا ہوں۔ اگر نر کونجیں مادہ کونجوں کی آواز میں آواز ملا رہی ہیں تو مجھے بھی ایسا کرنا پڑے گا ورنہ مکمل تباہی ہر طرف کو گھیر لے گی اور باس۔ آپ بھی اس تباہی کا نشانہ بن سکتے ہیں اس لئے مجبوری ہے"...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا، صالحہ اور تنویر تینوں جوزف کا جواب سن کر بے اختیار چونک پڑے کیونکہ انہیں تو معلوم نہیں تھا کہ عمران اور جوزف کے درمیان

ان کی عدم موجودگی میں کیا باتیں ہوئی ہیں جبکہ کیپٹن شکیل اور صفدر کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی"۔ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے کونجوں کے بارے میں جوزف سے کی ہوئی بات دوہرا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گئی ہوں۔ اب مجھے جوزف کو ساتھ لے جانے پر کوئی اعتراض نہیں ہے"...... جولیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ ذہین تھی اس لئے وہ سمجھ گئی تھی کہ عمران نے جوزف کو اس کے مخصوص انداز میں بریف کیا ہے۔

"اب یہاں بیٹھو اور میری بات غور سے سنو"...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف آگے بڑھ کر ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"لیس باس۔ حکم باس"...... جوزف نے کہا۔

"اب تمہاری باس جولیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ جولیا اور تم نے وہاں اپنے کسی بھی انداز سے یہ ظاہر نہیں کرنا کہ تم تربیت یافتہ ہو۔ عام سیاحوں کی طرح تم نے وہاں پہنچنا ہے اور گھومنا پھرنا ہے۔ جولیا کو میں ایک مخصوص آلہ دے دوں گا جو اس کے پرس میں ہو گا۔ بظاہر وہ بیوٹی باکس ہے جو یورپی سیاح عورتیں عام طور پر اپنے پاس رکھتی ہیں"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک چھوٹا سا باکس نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔ جولیا نے بیوٹی باکس اس سے لے لیا۔

"اسے کھولو"...... عمران نے کہا تو جولیا نے کسی معمول کے سے انداز میں بیوٹی باکس کو کھولا۔

"اس میں جو چھوٹا سا آئینہ موجود ہے اگر بیوٹی باکس کھولنے پر اس آئینے پر دودھیا رنگ کی پٹیاں جھلملاتی ہوئی نظر آئیں تو سمجھ لینا کہ میک واش کرنے والی ریز استعمال ہو رہی ہیں۔ اگر یہ پٹیاں باریک دھاریوں کی مانند ہوں تو یہ سمجھ لینا کہ میک اپ چیک کرنے والے کیمرے ارد گرد موجود ہیں"...... عمران نے کہا۔

"گڈ۔ یہ آلہ تم نے کہاں سے حاصل کر لیا"...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ میں نے ڈاشو جزیرے سے حاصل کیا تھا۔ وہاں چونکہ اسمگلنگ کی بہت بڑی بڑی کارروائیاں ہوتی رہتی ہیں اس لئے وہاں اس قسم کی چیزیں بہرحال مل جاتی ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں اپنا میک اپ ختم کر دوں۔ لیکن کاغذات کا کیا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"تمہارے اور جوزف کے اصل چہروں پر مشتمل کاغذات کا ایک سیٹ موجود ہے بلکہ تم دونوں کے کیا ہم سب کے ایسے کاغذات کے سیٹ موجود ہیں کیونکہ بلیک تھنڈر کے خلاف مشن پر کام کرنے کے لئے پوری تیاری کر کے پہنچنا پڑتا ہے"...... عمران

نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''یہی وجہ ہے کہ کامیابی تمہارے قدم چومتی ہے۔ تم واقعی پیدائشی لیڈر ہو''...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''یہ پیدائشی لیڈر نہیں پیدائشی احمق ہے''...... تنویر سے جولیا کی تحسین آمیز گفتگو برداشت نہ ہوئی تو وہ بول پڑا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''باس۔ آپ مار جوری حلف واپس لے لیں''...... اچانک جوزف نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلنے لگ گئے تھے۔

''نہیں۔ تنویر میرا ساتھی ہے۔ سمجھے۔ آئندہ یہ خیال بھی ذہن میں نہ لانا ورنہ مار جوری کے غضب کا شکار ہو جاؤ گے''...... عمران نے یکلخت انتہائی سخت لہجے میں کہا تو جوزف بے اختیار اس طرح کانپ اٹھا جیسے عمران نے فقرہ کہنے کی بجائے اسے کوڑا مار دیا ہو۔

''یس باس''...... جوزف نے کسی معصوم بچے کی طرح سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''مار جوری حلف کا کیا مطلب ہوا''...... صفدر نے چونک کر پوچھا۔

''مس جولیا ریز اور مشینری کے بارے میں تو یہ بیوٹی باکس تمہاری مدد کرے گا لیکن وہاں کیا ہو رہا ہے اور کیا کیا حفاظتی اقدامات ہیں یہ سب کچھ تم نے بغیر آلات کے چیک کرنا ہے''۔

عمران نے صفدر کی بات کا جواب دینے کی بجائے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

''مجھے معلوم ہے۔ تم بے فکر رہو''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''جوزف۔ میرے ساتھ آؤ''...... جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس میڈم''...... جوزف نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا تو عمران سمیت سب بے اختیار مسکرا دیئے اور پھر جولیا، جوزف کو ساتھ لئے کمرے سے باہر چلی گئی۔

''اب میں تمہاری بات کا جواب دیتا ہوں۔ تنویر تو غصے اور جوش میں جوزف کے سامنے میرے خلاف بات کر دیتا ہے لیکن جوزف اپنی مخصوص فطرت کی بناء پر اسے برداشت نہیں کر سکتا اس لئے میں نے اس سے اپنے ساتھیوں کی حد تک افریقہ کی ایک دیوی مار جوری کا مخصوص حلف لیا ہوا ہے کہ چاہے میرے ساتھی مجھے کچھ بھی کہیں اس نے اگر کوئی ردعمل ظاہر کیا تو وہ مار جوری کے غضب کا شکار ہو جائے گا''...... عمران نے جولیا اور جوزف کے جانے کے بعد صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''میں اسے گولی نہ مار دیتا''...... تنویر نے بھڑک کر کہا۔

''اس بات کو چھوڑو۔ میں تسلیم کرتا ہوں کہ تم ڈیشنگ ایجنٹ ہو لیکن جوزف کو تم سپر ڈیشنگ سمجھ لو۔ بہرحال وہ اب تمہارے یا

میرے کسی بھی ساتھی کے خلاف ردعمل ظاہر نہیں کر سکتا اس لئے مجبوری ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ مجھے یقین ہے کہ مس جولیا وہاں تمام کارروائی مکمل کر کے ہی ہمیں کال کریں گی''...... تنویر کے بولنے سے پہلے کیپٹن شکیل نے بولتے ہوئے کہا۔

''میں سمجھتا ہوں۔ اس لئے تو جوزف کو ساتھ بھیج رہا ہوں اور اسی لئے لورگو شہر کی بجائے میں نقشے میں ماتور علاقے کے بارے میں چیکنگ کر رہا تھا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''جولیا کی زندگی تو خطرے میں نہیں ہو گی''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ مشن ایسا ہے کہ اس میں ہر لمحے سب کی جان خطرے میں ہے۔ تم صرف جولیا کی بات کر رہی ہو''...... عمران نے کہا۔

''کاش میں جولیا کے ساتھ جا سکتا۔ پھر میں دیکھتا کہ وہاں کے حفاظتی انتظامات میرا کیا بگاڑ سکتے ہیں''...... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تمہیں بھی جلد ہی موقع مل جائے گا اپنے جوہر آزمانے کا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب اس کی بات پر مسکرا دیئے۔

کمرے میں ایک لمبے قد اور پھیلے ہوئے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ وہ ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو نوجوان نے چونک کر کتاب سے نظریں ہٹائیں اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''گائیکر بول رہا ہوں''...... نوجوان نے قدرے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''کارسن بول رہا ہوں۔ میرے آفس میں آ جاؤ۔ فوراً''۔ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو گائیکر نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کتاب بند کر کے ایک طرف موجود ریک میں رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ نکلتے ہوئے قد میں ورزشی اور خاصے پھیلے ہوئے جسم کی وجہ سے اس کی مردانہ وجاہت کافی تھی۔ اس نے سر پر لمبے بال رکھے ہوئے تھے جو اس

کے کاندھوں تک آ رہے تھے۔ بال سنہری رنگ کے اور کافی حد تک گھنگھریالے تھے جو اس کے سرخ و سپید چہرے پر خاصے بھلے لگ رہے تھے۔ سنہری رنگ کی چھوٹی چھوٹی مونچھوں نے اس کی وجاہت میں مزید اضافہ کر دیا تھا۔ وہ تیزی سے قدم اٹھاتا ہوا ایک سرسری سی نظر پورے کمرے میں ڈال کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی چال میں پھرتی اور تیزی تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

گائیگر کی آنکھوں پر کار ڈرائیو کرتے ہوئے سرخ رنگ کے شیشوں کا گاگل بھی موجود تھا۔ وہ یورپ کے ایک ملک سلاکیہ کا رہنے والا تھا اور اس وقت اس کی کار سلاکیہ کے دارالحکومت سراگ کی وسیع و عریض سڑکوں پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ گائیگر سلاکیہ کی ایک خفیہ سرکاری تنظیم لیکن بظاہر غیر سرکاری تنظیم کارا کاز کا چیف ایجنٹ تھا اور اس کی سروس میں ایسے ایسے کارنامے شامل تھے جن کے بارے میں لوگ سن کر بھی حیران رہ جاتے تھے کہ کیا کوئی انسان اس انداز کے محیرالعقول کارنامے بھی سرانجام دے سکتا ہے۔ لیکن گائیگر کے لئے یہ عام سی بات تھی۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار ایک بزنس پلازہ کی پارکنگ میں جا کر رک گئی۔ اس بزنس پلازہ کے تہہ خانوں میں کارا کاز کا ہیڈکوارٹر تھا اور کارا کاز کا چیف کارسن یہیں بیٹھتا تھا۔

بظاہر وہاں سپورٹس بائیسکل پارٹس کا بین الاقوامی سطح پر ایکسپورٹ

کرنے والی کمپنی کا آفس تھا لیکن کارسن کا آفس بالکل علیحدہ تھا۔ اس کا براہ راست اس بزنس سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کے آفس کا داخلی دروازہ اس انداز کا تھا کہ اس کے بارے میں کسی کو شک نہ پڑ سکتا تھا۔ اس دروازے کے سامنے کوئی دربان نہیں تھا اور بظاہر یہ دروازہ بند نظر آتا تھا لیکن مخصوص انداز میں اس پر موجود ہینڈل کو اوپر نیچے کرنے پر اندر موجود کارسن کو باہر موجود آدمی کے بارے میں نہ صرف اطلاع مل جاتی تھی بلکہ وہ اسے سامنے دیوار پر موجود سکرین پر دیکھ بھی لیتا تھا اور اس کے بھاری میز کے کنارے پر موجود بٹن پریس کرنے پر دروازہ کھل جاتا تھا۔ دروازے کے بعد ایک طویل راہداری تھی جس میں انتہائی جدید ترین نظر نہ آنے والی ریز کے پوائنٹ موجود تھے۔ اس طویل راہداری سے گزرنے والے کے بارے میں تمام تفصیلات اور اگر وہ کسی بھی قسم کے میک اپ میں ہو اس کے اصل چہرے کی تصویر بھی سکرین پر آ جاتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے پاس موجود اسلحہ کے بارے میں بھی اطلاع کارسن کو مل جاتی تھی۔ اس راہداری کے اختتام پر دیوار تھی جسے کارسن ہی میز کے کنارے پر موجود ایک اور بٹن پریس کر کے کھول سکتا تھا۔ اس کے بعد اس کا شاندار آفس تھا۔

کارسن کے پاس ایسا خصوصی فون تھا کہ جس کی کال نہ چیک کی جا سکتی تھی اور نہ اسے ٹیپ کیا جا سکتا تھا حتیٰ کہ اس کال کے منبع کا بھی کسی کو علم نہ ہو سکتا تھا اس لئے یہ فون ہر لحاظ سے محفوظ سمجھا

جاتا تھا۔ گائیکر نے کار لاک کی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہ ایک لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ اس لفٹ کے ذریعے نیچے تہہ خانوں میں پہنچ گیا۔ پھر ایک راہداری کے آخر میں پہنچ کر وہ ایک بند دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے دروازے پر نصب ہینڈل کو مخصوص انداز میں اوپر نیچے کیا تو چند لمحوں بعد دروازہ خودبخود کھلتا چلا گیا اور گائیکر راہداری میں داخل ہو گیا۔ اس کے عقب میں دروازہ خودبخود بند ہو گیا تھا۔ راہداری کے اختتام پر دیوار تھی لیکن گائیکر رکے بغیر اس دیوار تک پہنچا ہی تھا کہ سرر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار ایک سائیڈ پر ہٹ گئی اور گائیکر اسے کراس کر کے شاندار انداز میں سجے ہوئے آفس میں داخل ہو گیا۔ سامنے مہاگنی کی ایک بڑی اور شاندار آفس ٹیبل کے پیچھے ریوالونگ چیئر پر لمبے قد، چوڑے کاندھوں اور کاندھوں کی مناسبت سے چوڑے چہرے کا مالک کارسن سوٹ پہنے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا چشمہ تھا۔ اس کی کنپٹیوں کے بال سفید تھے جبکہ باقی تمام بال گہرے سیاہ رنگے ہوئے تھے۔ بالوں کے اس گہرے سیاہ رنگ کی وجہ سے اسے اکثر ایشیائی سمجھ لیا جاتا تھا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔

''بیٹھو گائیکر''...... کارسن نے گائیکر کے سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا اور گائیکر میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

''فراغت سے دل بھر گیا ہے یا نہیں''...... کارسن نے بڑے مشفقانہ لہجے میں کہا تو گائیکر بے اختیار ہنس پڑا۔

''باس۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ فراغت میں کتابیں پڑھنا میری ہابی ہے اور کتابوں سے تو بہرحال دل بھر ہی نہیں سکتا''...... گائیکر نے ہنستے ہوئے کہا۔

''تو پھر کیا خیال ہے۔ مزید کتابیں پڑھنی ہیں یا تمہیں ایک مشن دے دوں''...... کارسن نے کہا۔

''مشن کے انتظار میں کتابیں پڑھی جاتی ہیں''...... گائیکر نے کہا تو کارسن بے اختیار ہنس پڑا۔

''اس کا مطلب ہے کہ تمہیں مشن دیا جا سکتا ہے''...... کارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''لیکن باس ایک شرط کے ساتھ کہ مشن میں کوئی جان بھی ہونی چاہئے''...... گائیکر نے کہا۔

''مشن میں جان ہو یا نہ ہو البتہ تمہاری جان ضرور خطرے میں پڑ سکتی ہے''...... کارسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ گو کارسن باس تھا لیکن گائیکر کے ساتھ اس کا رویہ ہمیشہ بڑے بھائی جیسا ہی رہا تھا کیونکہ اسے بھی معلوم تھا کہ کاراکاز کی ساری شہرت کی بنیادی وجہ گائیکر ہی ہے۔

''میری جان کا خطرہ۔ ویری گڈ۔ پھر تو واقعی میرے مطلب کا مشن ہو گا''...... گائیکر نے مسرت بھرے انداز میں اچھلتے ہوئے

کہا۔

''پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو''۔ کارسن نے کہا تو گائیکر بے اختیار اچھل پڑا۔

''یس باس۔ اس سروس کی تعریفیں سن سن کر تو میرے کان پک گئے ہیں۔ کیوں۔ کیا اس بار وہ کاراکاز کے مقابل آ رہی ہے۔ اگر ایسا ہے باس تو یقیناً آئندہ اس کی داستان بھی باقی نہ رہے گی''۔ گائیکر نے کہا۔

''ہاں۔ اس بار پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ ہو رہا ہے۔ تمہیں بلیک تھنڈر کے بارے میں تو علم ہے''...... کارسن نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... گائیکر نے چونک کر کہا۔

''یہ مشن بلیک تھنڈر کا ہے''...... کارسن نے جواب دیا تو گائیکر کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس بلیک تھنڈر کے خلاف کام کر رہی ہے''...... گائیکر نے پوچھا۔

''ہاں اور اس بار پوری دنیا کی تمام سپر پاورز نے مل کر پاکیشیا کے صدر اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف سے درخواست کی ہے کہ وہ بلیک تھنڈر کے خلاف کام کرے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس پہلے بھی کئی بار اس سے ٹکرا چکی ہے اور بلیک تھنڈر کے بہت سے سپر ایجنٹس اور گولڈن ایجنٹس اس سروس کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔ کئی سب ہیڈکوارٹر اور سیکشن ہیڈکوارٹر انہوں نے تباہ کر دیئے ہیں اور دلچسپ بات یہ ہے کہ بلیک تھنڈر کے مین ہیڈکوارٹر نے پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایک فری لانسر پاکیشیائی علی عمران کو سیف لسٹ میں رکھا ہوا تھا تاکہ وہ ہلاک نہ ہو جائے کیونکہ مین ہیڈکوارٹر کا خیال تھا کہ جب بلیک تھنڈر پوری دنیا پر قبضہ کر کے اس پر حکومت کرے گی تو عمران کو اپنے مقاصد کے حصول کے لئے استعمال کرے گی لیکن جب اس عمران کی وجہ سے بلیک تھنڈر کو مسلسل نقصانات پہنچنے شروع ہو گئے تو اسے سیف لسٹ سے نکال دیا گیا''...... کارسن نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''حیرت انگیز۔ بہرحال اب یہ مشن کیا ہے اور کہاں ہے''۔ گائیکر نے بڑے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

''افریقہ کے شمالی علاقے میں جہاں انتہائی خوفناک جنگلات ہیں۔ بلیک تھنڈر کی ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کی حفاظت کے لئے انتہائی سخت ترین اقدامات کئے گئے ہیں۔ ان جنگلات میں داخل ہونے کے تمام راستے مسدود کر دیئے گئے ہیں۔ افریقہ کے ان جنگلات سے پہلے آخری مہذب شہر لورگو ہے جہاں تک سیاح اور عام لوگ جاتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ایک گروپ جو دو عورتوں اور پانچ مردوں پر مشتمل ہے، جن میں ایک افریقی حبشی بھی شامل ہے اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کی غرض سے لورگو پہنچ رہا ہے۔ انہیں راستے میں روکنے کے تمام اقدامات ناکام ہو گئے ہیں۔ ان کے راستے میں آنے والے بلیک تھنڈر کے ایجنٹ، بدمعاش گروپ

اور پیشہ ور قاتل گروپ سب ان کے ہاتھوں ہلاک ہو چکے ہیں اور یہ اس طرح لورگو پہنچ رہے ہیں جیسے کوئی طاقتور دشمن اپنے راستے میں آنے والی تمام رکاوٹوں کو تہس نہس کرتے ہوئے آگے بڑھ رہا ہو''...... کارسن نے کہا۔

''حیرت ہے باس۔ بلیک تھنڈر جیسی تنظیم کے سپر ایجنٹ ان ایشیائیوں کا مقابلہ نہیں کر پا رہے۔ اس کی کیا وجہ ہے''...... گائیکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس کا وجہ اس سروس کی کارکردگی ہے۔ یہ لوگ واقعی کام کرنا جانتے ہیں۔ بہرحال بلیک تھنڈر کے سیکنڈ ہیڈکوارٹر کی طرف سے مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں کاراکاز کی ٹیم کو اپنے طور پر فوری طور پر لورگو بھجواؤں تاکہ اس سروس کا راستہ روکا جا سکے اور ظاہر ہے میرے پاس تم ہی ایسے ایجنٹ ہو جو اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا مقابلہ کر سکتے ہو اس لئے میں نے تمہیں کال کیا ہے''...... کارسن نے کہا۔

''ویری گڈ باس۔ اب کام کرنے کا لطف آئے گا۔ میری بڑے دنوں سے حسرت تھی کہ کبھی تو ہمارا پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ ہو تاکہ انہیں بھی معلوم ہو کہ سیر کے مقابل سوا سیر کیا ہوتا ہے''...... گائیکر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اب لورگو شہر کے بارے میں تفصیل سن لو۔ وہاں پورے لورگو اور اس کے اردگرد کے علاقے میں بی ٹی نے ایسی ریز پھیلائی ہوئی ہیں کہ ان ریز کے مقابل دنیا کا کوئی میک اپ نہیں ٹھہر سکتا اور اس کے ساتھ ہی ایسی ریز بھی پھیلائی گئی ہیں جن کی مدد سے لورگو شہر اور اس کے اردگرد کے علاقے میں کسی بھی انسان، پہاڑ، چٹان، عمارت غرضیکہ ہر چیز کو ٹارگٹ بنا کر اسے راکھ کے ڈھیر میں بدلا جا سکتا ہے۔ بلیک تھنڈر کے سپر ایجنٹ ڈیوک اور پیگی جو ایکریمین نژاد میاں بیوی ہیں، بھی وہاں موجود ہیں لیکن اس کے باوجود سیکنڈ ہیڈکوارٹر کو یقین نہیں کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا یہ لوگ جدید ترین مشینری کے ساتھ مقابلہ بھی کر سکیں گے یا نہیں اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ ہماری ایک ٹیم اپنے طور پر وہاں پہنچے اور ڈیوک اور پیگی سے ہٹ کر وہاں اس گروپ کے خلاف کام کرے''...... کارسن نے کہا۔

''لیکن مجھے بھی تو وہاں میک اپ میں کام کرنا ہوگا''...... گائیکر نے کہا۔

''نہیں۔ کاراکاز کا اس سے پہلے کبھی پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکراؤ نہیں ہوا اس لئے تمہیں میک اپ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر ضرورت بھی پڑے تو اس مشین کا ایک توڑ ہمیں خصوصی طور پر بتا دیا گیا ہے۔ سیکنڈ ہیڈکوارٹر کے مطابق اگر میک اپ میں سفاکس مارلے کی معمولی سی مقدار شامل کر دی جائے تو پھر یہ ریز اسے چیک نہیں کر سکتیں اس لئے اگر تمہیں میک اپ کرنے کی ضرورت پڑے تو تم ایسا کر سکتے ہو''...... کارسن نے جواب دیا۔

''لیکن باس۔ یہ ڈیوک اور پیگی تو انہیں مشینری کے ذریعے چیک کر کے ان کا خاتمہ جلا کر راکھ کر دینے والی ریز سے کر دیں گے۔ پھر ہم کیا کریں گے''...... گائیکر نے کہا۔

''تم نے اپنے طور پر کام کرنا ہے۔ ڈیوک اور پیگی نے اپنے طور پر۔ تم نے انہیں خود ہی ٹریس کرنا ہے اور خود ہی ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... کارسن نے کہا۔

''لیکن کیسے باس۔ ہم کیا طریقہ کار اپنائیں انہیں ٹریس کرنے کے لئے کیونکہ وہاں بے شمار سیاح ہوں گے''...... گائیکر نے کہا۔

''میں نے اس پر سوچا ہے۔ میرے ذہن میں ایک بات آئی ہے۔ وہ یہ کہ بی ٹی کے سیکنڈ ہیڈکوارٹر کو اس جدید ترین مشینری کے باوجود ڈیوک اور پیگی پر اعتماد نہیں ہے تو اس کا مطلب ہے کہ انہیں خدشہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس مشینری کے باوجود ڈیوک اور پیگی تک پہنچ سکتی ہے اس لئے انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں ٹیم وہاں بھیجوں اس لئے تم وہاں جا کر ڈیوک اور پیگی کی نگرانی کراؤ تو یہ لوگ سامنے آ سکتے ہیں''...... کارسن نے کہا۔

''لیکن باس۔ اس طرح ہم کھل کر کام نہیں کر سکیں گے''۔ گائیکر نے کہا۔

''بہرحال میں نے تمہیں مشن بتا دیا ہے۔ اب یہ تمہاری مرضی ہے کہ تم کس انداز میں کام کرتے ہو اور کس میں نہیں۔ مجھے کامیابی چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ اگر تم ناکام رہے تو ہو سکتا ہے کہ

ہم سب کے ڈیتھ آرڈر جاری کر دیئے جائیں کیونکہ بی ٹی کا طریقہ کار یہی ہے اور ناکامی کا مطلب موت ہی لیا جاتا ہے''۔ کارسن نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

''کیا ڈیوک اور پیگی کے فون نمبر آپ کے پاس ہیں''۔ گائیکر نے پوچھا۔

''نہ صرف فون نمبر بلکہ ان کے وہاں ہیڈکوارٹر کی تفصیل بھی سیکنڈ ہیڈکوارٹر نے بھجوائی ہے۔ لیکن تم بغیر انتہائی اشد ضرورت کے ان سے رابطہ نہیں کرو گے اور نہ ہی ان کے کسی کام میں مداخلت کرو گے۔ تمہارا سپیشل کوڈ انہیں بتا دیا گیا ہے۔ ریڈ وولف کے نام سے وہ تمہیں پہچانیں گے''...... کارسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور ایک کاغذ نکال کر اس نے گائیکر کی طرف بڑھا دیا۔ گائیکر نے ایک نظر کاغذ پر ڈالی اور پھر اسے تہہ کر کے جیب میں رکھتے ہوئے وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوکے باس۔ گڈ بائی''...... گائیکر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''گڈ بائی فار وکٹری''...... کارسن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو گائیکر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آفس سے نکل کر راہداری سے ہوتا ہوا دروازہ کھول کر باہر آ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ لفٹ کے ذریعے واپس گراؤنڈ فلور پر پہنچ گیا۔ اس دوران اس کا ذہن مسلسل اس مشن کے بارے میں ہی سوچنے میں لگا ہوا تھا۔ وہ پلازہ سے نکل کر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پارکنگ میں موجود اپنی کا

تک پہنچا اور چند لمحوں بعد کار اس کے آفس کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس نے اپنا ایک پرائیویٹ آفس بنایا ہوا تھا جس سے ملحقہ اس کی رہائش گاہ تھی۔ یہ لگژری فلیٹ تھا جس کے ایک کمرے کو اس نے آفس کے انداز میں سجایا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ آفس پہنچ گیا اور اس نے کرسی پر بیٹھتے ہی فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"گازک بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرے آفس میں آ جاؤ۔ فوراً"...... گائیکر نے تیز اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سینڈی بول رہی ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"گائیکر بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس میں آ جاؤ"...... گائیکر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس نے اپنے ساتھ اپنے سیکشن کے صرف دو افراد کو لے جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ ان میں سے ایک گازک تھا جو افریقی حبشی تھا۔ قوی ہیکل گازک بے حد تیز اور پھرتیلا آدمی تھا اور نشانے بازی میں اس کا نام بطور مثال لیا جاتا تھا جبکہ سینڈی یورپین لڑکی تھی۔ وہ بھی بے حد پھرتیلی، ذہین، تیز اور مارشل آرٹ میں ماہر سمجھی جاتی تھی۔ چونکہ آج سے پہلے گائیکر اور اس کے ساتھیوں کا ٹکراؤ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے نہیں ہوا تھا اور پھر باس کارسن نے اسے بتا دیا تھا کہ وہاں میک اپ چیک کرنے والی ریز فضا میں پھیلا دی گئی ہیں اس لئے اس نے ساتھیوں سمیت بغیر کسی میک اپ کے وہاں جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو گائیکر نے میز پر پڑا ہوا ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ اٹھایا اور اس کا ایک بٹن پریس کر کے اسے واپس میز پر رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس بٹن کے پریس ہوتے ہی فلیٹ کا بیرونی دروازہ خودبخود کھل گیا ہو گا۔ چند لمحوں بعد ایک قوی ہیکل حبشی اندر داخل ہوا۔ اس نے ملٹی کلر لباس پہنا ہوا تھا۔ گلے میں سرخ رنگ کا رومال تھا اور اس کے بال حبشیوں کے بالوں کی طرح باریک اور قدرے گھنگھریالے تھے کہ یوں محسوس ہوتا تھا کہ جیسے اس نے اپنے سر پر سیاہ رنگ کے سپرنگوں کا بنڈل رکھا ہوا ہو۔ چہرہ بڑا اور آنکھیں سرخ تھیں۔

"کیا ہوا باس۔ کیا کوئی نیا مشن ملا ہے"...... گازک نے اندر داخل ہو کر سلام کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ بیٹھو۔ ابھی سینڈی آ رہی ہے۔ پھر تفصیل سے بات ہو گی"...... گائیکر نے کہا۔

"شراب لے لوں باس"...... گازک نے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

"ہاں لے لو"...... گائیکر نے مسکراتے ہوئے کہا تو گازک نے

ریک میں موجود مختلف برانڈ کی بوتلوں میں سے ایک بڑی بوتل اٹھائی اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کو منہ سے لگا کر شراب پینے لگا۔ تقریباً ایک چوتھائی بوتل جب خالی ہوگئی تو اس نے بوتل کو منہ سے علیحدہ کر کے واپس میز پر رکھ دیا۔

''کیا مشن کا تعلق یہیں سے ہے باس''...... گازک نے پوچھا۔

''نہیں۔ شمالی افریقہ کے شہر لورگو جانا ہوگا''...... گائیکر نے کہا تو گازک بے اختیار اچھل پڑا۔

''لورگو۔ اوہ۔ اوہ باس۔ کیا آپ واقعی درست کہہ رہے ہیں''۔ گازک نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنے کانوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''کیوں۔ وہاں کیا ہے۔ کوئی خاص بات''...... گائیکر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اوہ باس۔ اٹ از ونڈر فل۔ لورگو میں تو میرا بچپن گزرا ہے اور وہاں میرے رشتہ دار اب بھی موجود ہیں۔ میرے کزن کا لورگو میں بہت بڑا ہوٹل، کلب اور جوا خانہ بھی ہے۔ اس نے مجھے کئی بار وہاں آنے کی دعوت دی لیکن مجھے فرصت نہیں ملی''...... گازک نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو گائیکر کے چہرے پر بھی مسرت اور اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ تھوڑی دیر بعد کال بیل کی آواز دوبارہ سنائی دی تو گائیکر نے آلے کا بٹن پریس کر دیا اور پھر چند لمحوں بعد ایک درمیانے قد کی خوبصورت اور نوجوان یورپین لڑکی

اندر داخل ہوئی۔ اس نے گرے رنگ کی جینز کی پینٹ اور سرخ رنگ کے کھلے بازوؤں والی شرٹ پہن رکھی تھی۔ اس کے خوبصورت سنہرے بال بڑی نفاست سے سرخ رنگ کے ربن سے بندھے ہوئے تھے۔ آنکھوں پر سرخ رنگ کے شیشوں والی گاگل تھی۔

''سوری باس۔ مجھے آنے میں شاید دیر ہوگئی''...... لڑکی نے آفس میں موجود گازک کو دیکھتے ہوئے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

''نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کافی فاصلے سے آنا ہوتا ہے''...... گائیکر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو لڑکی گازک کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

''سینڈی۔ باس کی بات سن کر لطف آ گیا ہے''...... گازک نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کیا ہوا ہے جو تم اس قدر خوش دکھائی دے رہے ہو''۔ سینڈی نے چونک کر اور حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نیا مشن لورگو میں ہے۔ میرے آبائی شہر میں جہاں میرا بچپن گزرا ہے''...... گازک نے اسی طرح مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نیا مشن اور لورگو میں۔ وہاں کیا مشن ہو سکتا ہے''...... سینڈی نے مزید حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''جب باس کہہ رہا ہے تو کچھ نہ کچھ تو بہرحال ہو گا ہی''...... گازک نے جواب دیا تو سینڈی نے اثبات میں سر ہلا

دیا۔

"تمہارے انتظار کی وجہ سے میں نے گازک کو مزید تفصیل نہیں بتائی۔ پہلے مشن کی تفصیل سن لو پھر بات ہو گی"...... گائیکر نے کہا تو دونوں چونک کر گائیکر کو اس طرح دیکھنے لگے جیسے بچے کسی شعبدہ باز کو تجسس بھری نظروں سے دیکھتے ہیں کہ نجانے وہ کون سا شعبدہ دکھانے والا ہے۔

"یہ مشن سرکاری نہیں ہے بلکہ بلیک تھنڈر کا ہے۔ تمہیں معلوم تو ہے کہ بلیک تھنڈر بھی انتہائی اہم مشنز کے سلسلے میں کاراکاز کو ہائر کرتا ہے۔ چنانچہ اس بار بھی بلیک تھنڈر نے کاراکاز کو ہائر کیا ہے"...... گائیکر نے کہا اور پھر اس نے باس کارسن سے ہونے والی تمام بات چیت پوری تفصیل سے دوہرا دی۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کی تعریفیں تو میں نے بھی باس بہت سن رکھی ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ یہ ایشیائی لوگ پراپیگنڈے کے ماہر ہوتے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک پسماندہ ملک کی سروس جس کے پاس جدید ترین مشینری تو کیا جدید ترین اسلحہ بھی نہ ہو گا اس طرح بین الاقوامی اہمیت حاصل کر لے کہ انتہائی ترقی یافتہ ممالک اور سپر پاورز، انتہائی تربیت یافتہ اور بین الاقوامی شہرت یافتہ سروسز کو چھوڑ کر بلیک تھنڈر کے مقابلے پر اس سروس کو لے آئیں"۔ سینڈی نے کہا۔

"اس سروس کی کارکردگی کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتی ہو

کہ بلیک تھنڈر جیسی تنظیم اس سروس کو راستے میں روکنے کے لئے سپر ایجنٹس، بدمعاشوں اور پیشہ ور قاتلوں کی کئی ٹیموں کو سامنے لائی لیکن وہ سب ہلاک کر دیئے گئے یا ہو گئے حتیٰ کہ اس سروس نے جیسے ہی ڈاشو جزیرے کا رخ کیا بلیک تھنڈر نے ان کے خوف کی وجہ سے اپنا سیکشن ہیڈکوارٹر خود ہی بلاسٹ کر دیا"...... گائیکر نے کہا تو گازک اور سینڈی دونوں کے چہرے حیرت کی شدت سے بگڑتے چلے گئے۔

"اوہ۔ اوہ۔ پھر تو واقعی ہمیں سنجیدہ ہونا پڑے گا"...... سینڈی نے کہا۔

"سنجیدہ۔ صرف سنجیدہ۔ مجھے احساس ہو رہا ہے کہ یہ مشن ہماری زندگی کا سب سے کٹھن مشن ثابت ہو گا اور اگر ہم نے اس سروس کو شکست دے دی تو کاراکاز کا نام ہمیشہ کے لئے تاریخ میں روشن رہے گا اور ہم نے بہرحال انہیں شکست دینی ہے"...... گائیکر نے فیصلہ کن لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ایسا ہی ہو گا باس"...... سینڈی نے کہا جبکہ گازک نے منہ سے کچھ کہنے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفاء کیا تھا۔

"باس۔ ڈیوک اور پیگی تو جدید ریز کی وجہ سے انہیں ٹریس کر لیں گے اور ان پر جلا کر راکھ کرنے والی ریز فائر کر کے انہیں ہلاک کر دیں گے لیکن ہم انہیں کس طرح ٹریس کریں گے"۔ سینڈی نے کہا۔

”جہاں تک میں نے سوچا ہے یہ لوگ اتنی آسانی سے نہیں مارے جائیں گے اس لئے ہم نے وہاں ڈیوک اور پیگی کے ہیڈکوارٹر کے کسی آدمی کو اپنے ساتھ شامل کرنا ہے۔ جیسے ہی ان لوگوں کے بارے میں کچھ معلوم ہو گا ہم ان پر چڑھ دوڑیں گے۔ اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے“...... گائیکر نے کہا۔

”باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ میں لورگو میں داخل ہونے والے ہر آدمی کی نگرانی کراؤں گا۔ وہاں ایسی تنظیم ہے جو یہ کام انتہائی خفیہ طور پر کرتی ہے۔ اسے رقم دے کر ہم ہائر کر لیں گے۔ میرے کزن اس سلسلے میں کام دے سکتے ہیں اور پھر جسے مشکوک سمجھا جائے گا اسے گولی مار دی جائے گی“...... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ وہاں پہنچ کر تمام حالات دیکھ کر لائن آف ایکشن بنائی جائے گی۔ سینڈی، تم نے میرے، گازک اور اپنے وہ کاغذات ساتھ لینے ہیں جن پر ہمارے اصل چہروں کی تصویریں ہیں۔ ہم نے وہاں بغیر میک اپ کے جانا ہے ورنہ ہمیں بھی مشکوک سمجھ کر ڈیوک اور پیگی ہم پر راکھ کر دینے والی ریز فائر کر دیں گے۔ وہاں پہنچ کر رہائش گاہ اور گاڑیوں کا بندوبست گازک کرے گا۔ تمام ضروری اسلحہ بھی وہیں سے حاصل کیا جائے گا اور ہم نے زیادہ سے زیادہ دو گھنٹوں بعد فلائی کر جانا ہے۔ تم طیارہ چارٹرڈ کرا لینا“۔ گائیکر نے کہا۔

”یس باس“...... سینڈی نے کہا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ گازک بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”اوکے۔ میں تیار رہوں گا اور تمہارا فون ملتے ہی میں ایئر پورٹ پہنچ جاؤں گا“...... گائیکر نے کہا اور پھر وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے مڑے اور آگے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

جولیا لورگو شہر کے ایک ہوٹل کے کمرے میں بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ اپنی اصل شکل میں تھی جبکہ جوزف باہر گھومنے گیا ہوا تھا تاکہ اس بات کا پتہ چلائے کہ چیکنگ ریز کا مرکز کہاں ہے۔ جولیا اور جوزف جیپ پر کرامی سے یہاں پہنچے تھے۔ چونکہ ان کے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کی طرف سے جاری کردہ کارڈ موجود تھے اس لئے ہوٹل میں انہیں ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا۔ جوزف کے لئے اس کے ساتھ والا کمرہ بک کرایا گیا تھا اور جولیا نے جوزف کو اپنا باڈی گارڈ ظاہر کیا گیا۔ دونوں نے اپنے نام بھی اصل لکھوائے تھے۔ انہیں یہاں پہنچے ہوئے ابھی ایک گھنٹہ گزرا تھا۔

جولیا نے سب سے پہلے اس کمرے میں کسی ڈکٹا فون کی موجودگی کو چیک کیا اور پھر جوزف کے کمرے کو بھی چیک کر لیا تھا لیکن یہاں ایسا کوئی آلہ نصب نہ تھا اس لئے وہ مطمئن بیٹھی ہوئی

تھی۔ گو اس نے عمران کی طرف سے دیئے گئے بیوٹی باکس کو کھول کر چیک کر لیا تھا کہ میک اپ چیکنگ ریز واقعی کام کر رہی ہیں اور ان ریز کی رینج لورگو شہر کے علاوہ تقریباً بیس کلومیٹر کے فاصلے پر موجود چانگی قصبے تک ہیں۔ چانگی قصبے کو کراس کرتے ہوئے اس نے چیکنگ کی تھی اس لئے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ ان ریز کی رینج چانگی تک موجود ہیں۔

ویسے جولیا عمران کی ذہانت پر دل ہی دل میں عش عش کر رہی تھی کہ اگر عمران اسے یہ ریز چیکر نہ دیتا اور اس کے ذہن میں ایسی ریز کی بات نہ آتی تو یقیناً ان کی جیپ کو لورگو شہر میں داخل ہونے سے پہلے ہی میزائلوں سے اڑا دیا جاتا۔ گو عمران نے اسے صرف تفصیلی رپورٹ دینے کے لئے یہاں بھیجا تھا لیکن جولیا نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ صرف رپورٹ پر ہی اکتفاء نہیں کرے گی بلکہ خود ہی ایکشن کر کے یہاں بلیک تھنڈر کے ایجنٹوں کا خاتمہ کر دے گی۔ اس کے بعد وہ کال کر کے عمران کو یہاں بلائے گی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اصل لیبارٹری جنگل میں ہے اور انہیں اس جنگل میں داخل ہونے سے روکنے کی غرض سے بی ٹی نے یہاں پورا انتظام کیا ہے اس لئے وہ خود یہاں صفائی کر کے ہی عمران کو کال کرنا چاہتی تھی اور اس کے لئے سب سے پہلے ضروری تھا کہ وہ ان ریز کے مرکز کو ٹریس کریں کیونکہ جب تک یہ ریز ختم نہیں ہوں گی عمران اور اس کے ساتھی کسی صورت بھی یہاں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ وہ

کمرے میں بیٹھی یہی سب کچھ سوچ رہی تھی کہ اچانک دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم ان"...... جولیا نے کہا تو دروازہ کھلا اور جوزف اندر داخل ہوا۔

"کچھ پتہ چلا جوزف"...... جولیا نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو پتہ چل گیا ہے۔ مزید کے لئے کام کرنا ہو گا"۔ جوزف نے جواب دیا۔

"کیا معلوم ہوا ہے"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"میڈم"...... جوزف نے کہا۔

"یہاں کمرے میں مجھے میڈم مت کہو۔ مجھے اجنبیت کی بو آتی ہے۔ باہر ٹھیک ہے۔ لیکن یہاں تم مجھے مس جولیا کہہ سکتے ہو"۔ جولیا نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"نہیں میڈم۔ یہ مجبوری ہے ورنہ تباہی نے ہر طرف سے گھیر لینا ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اوہ۔ اچھا ٹھیک ہے پھر تم میڈم ہی کہہ لو"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔ آج سے تین روز پہلے لورگو شہر کے مضافات میں واقع ایک احاطے میں ایک بڑا سامان بردار ہیلی کاپٹر اترا تھا۔ یہاں چند گھنٹے گزار کر وہ ہیلی کاپٹر واپس چلا گیا"...... جوزف نے کہا۔

"تو پھر"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے کہ اس احاطے میں منشیات کے خفیہ سٹورز ہیں اور یہ سٹورز یہاں کے ایک کلب سکائی نائٹ کے مالک اور جنرل مینجر روتھم کی ملکیت ہیں"...... جوزف نے کہا۔

"وہاں ارد گرد اور بھی تو لوگ رہتے ہوں گے وہ بتا سکتے ہیں کہ جو سامان اس ہیلی کاپٹر پر یہاں لایا گیا ہے وہ کہاں گیا ہے"۔ جولیا نے کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے میڈم کہ دو بھاری کنٹینرز دو بڑی جیپوں میں لاد کر اس احاطے سے سکائی نائٹ کلب میں لائے گئے اور پھر وہ یہاں سے اس طرح غائب ہو گئے کہ کسی کو اس بارے میں معلوم نہیں حتیٰ کہ اس کلب کے ویٹرز کو بھی ان کے غائب ہونے کا علم نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہیں کسی خفیہ تہہ خانے میں رکھا گیا اور پھر رات کو خاموشی سے کسی خفیہ راستے سے یہاں سے لے جایا گیا ہے"...... جوزف نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں۔ انہیں بھی تو خدشہ ہو گا کہ انہیں چیک نہ کر لیا جائے۔ حیرت ہے۔ تم نے اتنے کم وقت میں اتنی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ کسی کو تم پر شک تو نہیں ہوا"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں میڈم۔ شک کرنے والے کسی کو بتانے کے قابل ہی نہیں رہے"...... جوزف نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ اسی طرح کی قتل و غارت ہمیں مشکوک بھی کر سکتی ہے"۔

جولیا نے قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"میڈم۔ جب ہم کام کریں گے تو ظاہر ہے مشکوک تو ہوں گے۔ یہاں بے شمار لوگ ایسے ہیں جو ہر کلب، ہوٹل اور ہر راستے پر غیر ملکیوں کی نگرانی کرتے پھر رہے ہیں"...... جوزف نے جواب دیا۔

"تو اب سکائی نائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر روتھم سے معلوم کیا جائے کہ وہ مشینری کہاں پہنچائی گئی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یس میڈم اور چونکہ اس کے ساتھ ہی ہمیں میدان میں مسلسل کام کرنا پڑے گا اس لئے میرا خیال ہے کہ ہم ہوٹل کی بجائے کسی رہائش گاہ میں شفٹ ہو جائیں"...... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے لیکن ہم نے کھلے عام کام نہیں کرنا ورنہ ہم گھیرے میں لے لئے جائیں گے۔ اس روتھم کی رہائش گاہ پر ریڈ کیا جائے ورنہ ہوٹل میں ہونے والی کارروائی سے پورا شہر چونک پڑے گا اور ہمارے ساتھ مسئلہ ہی یہی ہے کہ ہم میک اپ کر کے بھی اپنے آپ کو مزید مشکوک نہیں کر سکتے اس لئے جب تک ہیڈکوارٹر ٹریس نہ ہو جائے اور میک اپ چیکنگ ریز کا خاتمہ نہ ہو جائے ہمیں ہاتھ پیر بچا کر کام کرنا ہو گا"...... جولیا نے کہا۔

"یس میڈم۔ ویسے آپ بھی باس سے کم ذہین نہیں ہیں اور اس لئے باس آپ کی تعریفیں کرتا رہتا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اس کی عادت ہے کہ وہ ایسے ہی باتیں کرتا رہتا ہے۔ اب

ہمیں کیا کرنا ہے یہ بات سوچیں۔ ہم نے جتنی جلد ممکن ہو سکے اپنا کام کرنا ہے۔ وہاں عمران اور دوسرے ساتھی بھی ہماری رپورٹ کے منتظر ہوں گے"...... جولیا نے کہا۔

"آپ یہ ہوٹل چھوڑ دیں۔ میں نے ایک رہائش گاہ کا بندوبست کر لیا ہے۔ وہاں جا کر آگے کی پلاننگ کریں گے"۔ جوزف نے کہا تو جولیا سر ہلاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ ایک مضافاتی چھوٹی سی کالونی میں بنی ہوئی ایک متوسط ٹائپ کے کوٹھی نما مکان میں موجود تھے۔

"آپ یہیں ٹھہریں میں اس روتھم کی رہائش گاہ کے بارے میں معلومات حاصل کر کے آتا ہوں"...... جوزف نے کہا۔

"شام ہونے والی ہے۔ ہم نے آج رات ہی سارا کام مکمل کرنا ہے اس لئے جتنی جلد ممکن ہو سکے کام کو نمٹاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"یس میڈم"...... جوزف نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا جبکہ جولیا کمرے میں بیٹھی رہی۔ پھر جوزف کی واپسی تقریباً دو گھنٹوں بعد ہوئی۔

"کیا معلوم ہوا"...... جولیا نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"روتھم کی رہائش گاہ میں دیکھ آیا ہوں۔ وہاں چار مسلح پہرے دار چوبیس گھنٹے پہرہ دیتے ہیں اور وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں۔ اس کی کار بھی بلٹ پروف ہے اور مسلح گارڈ ہر

وقت اس کے ساتھ رہتے ہیں کیونکہ روتھم کا تعلق منشیات کے ایک بین الاقوامی گروپ سے ہے جبکہ یہاں اور بھی منشیات کا کام کرنے والے کئی گروپ موجود ہیں''...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا اس کی کارکردگی پر حیران رہ گئی۔

''کمال ہے۔ تم تو تربیت یافتہ ایجنٹوں سے بھی دو قدم آگے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''میں باس کا غلام ہوں''...... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

''روتھم کس وقت رہائش گاہ میں پہنچتا ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''وہ رات گئے واپس آتا ہے اور دوسرے روز شام کو کلب جاتا ہے''...... جوزف نے اس طرح جواب دیا جیسے وہ اس روتھم کا پرسنل سیکرٹری رہا ہو۔

''اوہ۔ اس صورت میں تو خاصی دیر ہو جائے گی۔ ہمیں اسے کلب میں ہی چیک کرنا ہوگا تاکہ ہم راتوں رات اس مشینری کو تباہ کر سکیں''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''آپ اگر اجازت دیں تو میں یہ کام خود کر لوں''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ یہ تمہارا کام نہیں ہے''...... جولیا نے کہا۔

''تو پھر ایک اور صورت بھی ہے کہ آپ اس کی رہائش گاہ پر پہنچ جائیں اور وہاں سے اسے کلب فون کر کے کوئی ایسی بات

کریں کہ وہ فوراً رہائش گاہ پر پہنچ جائے''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا وہ شادی شدہ ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہاں۔ اس کی ایک بیوی اور دو بچے ہیں۔ بچے چھوٹے ہیں''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''او کے۔ اندھیرا ہوتے ہی ہم اس کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں گے''...... جولیا نے حتمی لہجے میں کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیوک اور پیگی اپنے ہیڈکوارٹر کے آفس میں بیٹھے ہوئے تھے۔ مشینری کو اس کے ساتھ آنے والے آپریٹر آپریٹ کر رہے تھے۔ پہلے تو کئی گھنٹوں تک وہ دونوں بھی وہاں بیٹھے رہے لیکن جب کوئی نتیجہ سامنے نہ آیا تو وہ بور ہو کر اٹھ کر واپس آ گئے۔ آپریٹر کو کہہ دیا تھا کہ کوئی مشکوک آدمی چیک ہوتے ہی انہیں فوری رپورٹ دی جائے۔

”سیکنڈ ہیڈکوارٹر نے ریڈ وولف کو کیوں یہاں کال کیا ہے“۔ پیگی نے کہا۔ وہ کافی دیر سے بیٹھی شراب کی چسکیاں لے رہی تھی۔

”سیکنڈ ہیڈکوارٹر ان پاکیشیائی ایجنٹوں سے بے حد الرجک ہو رہا ہے اور ہر قیمت پر ان کا خاتمہ کرانا چاہتا ہے“...... ڈیوک نے بھی شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب یہ کام ہم کر رہے ہیں تو پھر“...... پیگی نے کہا۔

”ایسے معاملات میں متبادل صورتیں سامنے رکھی جاتی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ہماری بجائے ریڈ وولف کامیاب ہو جائے۔ مسئلہ تو بہرحال ان کا خاتمہ ہے“...... ڈیوک نے کہا۔

”وہ کیسے کامیاب ہو گا۔ میک اپ ہم چیک کر رہے ہیں اور میک اپ چیک ریز کی رینج چانگی تک ہے اس لئے جیسے ہی یہ لوگ رینج میں داخل ہوں گے اطلاع ہمیں مل جائے گی اور پھر ان کی جیپ کو ہم سپیشل ریز فائر کر کے بلاسٹ کر دیں گے۔ ریڈ وولف کیا کرے گا“...... پیگی نے کہا۔

”میں ایک اور بات سوچ رہا ہوں“...... ڈیوک نے کہا تو پیگی چونک پڑی کیونکہ ڈیوک کے چہرے پر یکلخت پتھریلی سنجیدگی ابھر آئی تھی اور پیگی جانتی تھی کہ جب ڈیوک کے چہرے پر ایسی سنجیدگی طاری ہو تو وہ کسی بہت بڑی الجھن میں مبتلا ہوتا ہے۔

”وہ کیا“...... پیگی نے چونک کر کہا۔

”ریڈ وولف اور اس کے ساتھی بھی بہرحال میک اپ میں ہوں گے اور ہم انہیں پاکیشیائی ایجنٹ سمجھ کر ان پر ایلش ریز فائر کر کے مطمئن ہو جائیں گے جبکہ پاکیشیائی ایجنٹ بعد میں یہاں آ گئیں تو پھر“...... ڈیوک نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا تو پیگی بے اختیار ہنس پڑی۔

”کیا مطلب۔ تم ہنس رہی ہو“...... ڈیوک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرے خیال میں تمہارے ذہن پر دباؤ ہے۔ ریڈ وولف اور اس کے ساتھی کم از کم پاکیشیائی نہیں ہوں گے یورپین یا ایکریمین ہوں گے اس لئے چیک ہونے پر ہمیں معلوم ہو جائے گا کہ وہ پاکیشیائی ہیں یا نہیں''...... پیگی نے کہا تو ڈیوک نے بے اختیار شرمندہ سے انداز میں ایک طویل سانس لیا۔

''تم درست کہہ رہی ہو۔ میرے ذہن پر واقعی دباؤ ہے''۔ ڈیوک نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

''اتنا دباؤ ذہن پر مت ڈالو۔ ابھی تو کچھ بھی نہیں ہوا جب ہو گا تو پھر تم کیا کرو گے''...... پیگی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ڈیوک کوئی جواب دیتا سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ ڈیوک بول رہا ہوں''...... ڈیوک نے کہا۔

''سابو بول رہا ہوں جناب''...... دوسری طرف سے ایک مقامی آدمی کی آواز سنائی دی۔ چونکہ ڈیوک کے تحت سردار ماتو کی پوری فورس بھی کام کر رہی تھی اس لئے مقامی نام سنتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ سابو اسی فورس کا آدمی ہے۔

''یس۔ کوئی خاص بات''...... ڈیوک نے چونک کر کہا۔

''باس۔ ایک نیگرو کو میں نے مشکوک حرکات کرتے دیکھا ہے۔ میں نے اس کی زیرو سکس سے نگرانی کی ہے تو یہ نیگرو مارشانا کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ بی میں گیا۔ وہاں ایک سوئس سیاح لڑکی بھی موجود ہے۔ اس نیگرو کا انداز اس کے سامنے ماتحت جیسا ہے۔ میں نے اپنی فورس سے اس نیگرو کے بارے میں معلومات حاصل کیں کیونکہ فورس یہاں آنے والے تمام اجنبیوں کا باقاعدہ ریکارڈ رکھ رہی ہے تو مجھے بتایا گیا کہ یہ دونوں سیاح ہیں اور ان کے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کے خصوصی کارڈ ہیں۔ یہ دونوں ایک جیپ میں لورگو پہنچے ہیں اور پہلے یہ یہاں ایک ہوٹل میں مقیم تھے۔ اس نیگرو کا نام جوزف اور لڑکی کا نام جولیانا ہے۔ جولیانا ہوٹل کے کمرے تک محدود رہی جبکہ نیگرو جوزف مختلف کلبوں اور ہوٹلوں میں پھرتا رہا۔ پھر اس جوزف نے مارشانا کالونی کی یہ کوٹھی ہائر کی اور یہ دونوں وہاں شفٹ ہو گئے۔ پھر جولیانا اسی کوٹھی تک محدود ہو گئی جبکہ جوزف سکائی نائٹ کلب چلا گیا۔ اس نے وہاں کے ایک ویٹر کو بھاری رقم دے کر اس سے کلب کے مالک اور جنرل مینجر روتھم کے بارے میں معلومات حاصل کیں۔ خاص طور پر اس کی رہائش گاہ کے بارے میں۔ پھر وہ اس کلب سے نکل کر روتھم کی ملکیہ مضافات کے ایک احاطے میں گیا۔ وہاں اس نے ایک نیگرو دربان کو بھاری رقم دے کر اس سے معلومات حاصل کیں۔ اس کے بعد وہ دوبارہ اس کوٹھی میں گیا اور پھر وہاں سے نکل کر وہ روتھم کی رہائش گاہ پر چلا گیا۔ اس نے اس رہائش گاہ کا چکر اس انداز میں لگایا جیسے چیکنگ کر رہا ہو اور پھر دوبارہ اس کالونی والی کوٹھی میں چلا گیا اور ابھی تک وہیں ہے''...... سابو نے اس طرح تفصیل بتاتے

ہوئے کہا جیسے وہ سارا وقت جوزف کے ساتھ ساتھ رہا ہو۔

''گڈ شو۔ تم اور تمہاری فورس واقعی بہترین جا رہی ہے۔ لیکن کیا اس کے مشکوک ہونے کے صرف یہی واقعات ہیں یا کوئی اور بات بھی ہے''...... ڈیوک نے کہا۔

''جناب۔ جو خصوصی ہیلی کاپٹر یہاں آیا تھا وہ اسی احاطے میں اترا تھا اور پھر اس احاطے سے مشینری سکائی نائٹ کلب کے تہہ خانوں میں پہنچائی گئی تھی اور وہاں سے ایک خفیہ راستے کے ذریعے یہ مشینری آپ کے پاس بھجوا دی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ نیگرو اسی مشینری کے کھوج میں ان سب جگہوں پر کام کر رہا ہے''۔ سابو نے کہا تو ڈیوک اور سامنے بیٹھی ہوئی پیگی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔ چونکہ لاؤڈر کا بٹن پہلے سے پریسڈ تھا اس لئے دوسری طرف سے آنے والی آواز سامنے بیٹھی ہوئی پیگی بھی بخوبی سن رہی تھی اس لئے سابو کی بات سن کر دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''یہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اس مشینری کے بارے میں کسی کو کیسے پتہ چل سکتا ہے''...... ڈیوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جناب۔ یہ میرا اندازہ ہے۔ ہو سکتا ہے کہ غلط ہو۔ لیکن بہرحال یہ آدمی اور لڑکی دونوں میرے خیال میں مشکوک ہیں''۔ سابو نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ تم دونوں کی نگرانی جاری رکھو۔ اگر یہ لوگ کوئی خاص اقدام اٹھائیں تو مجھے کال کرنا''...... ڈیوک نے کہا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے رسیور رکھ دیا۔

''تم نے فوری ایکشن لینا تھا''...... پیگی نے کہا۔

''کیا ایکشن لوں۔ تم نے سنا نہیں کہ ان کے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کے کارڈز ہیں اور یہاں داخلے کے وقت ان کا سیاحتی ادارے میں باقاعدہ اندراج ہوا ہو گا۔ اگر انہیں ہلاک کر دیا گیا تو یہاں بہت بڑا طوفان کھڑا ہو جائے گا کیونکہ یہاں سب سے زیادہ زرمبادلہ سیاحت کی وجہ سے ہی کمایا جاتا ہے اور اسی لئے سیاحوں کا خاص خیال رکھا جاتا ہے اور ابھی تک انہوں نے کوئی خاص اقدام بھی نہیں کیا۔ پھر وہ دونوں یہاں موجود ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ وہ دونوں میک اپ میں نہیں ہیں''...... ڈیوک نے جواب دیا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ ویسے بھی اس مشینری کے بارے میں صرف ہمیں علم ہے یا پھر روتھم کو اور کسی کو اس کا علم نہیں ہو سکتا۔ البتہ جس انداز کی کارکردگی چاگو فورس کی سامنے آئی ہے اس لئے انہیں لازماً اس بارے میں معلومات حاصل ہوں گی۔ باہر کے آدمیوں کو اس بارے میں علم ہو ہی نہیں سکتا''...... پیگی نے کہا تو ڈیوک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً تین گھنٹوں بعد جب وہ سونے کے لئے اٹھنے ہی والے تھے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوک نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈیوک بول رہا ہوں"...... ڈیوک نے کہا۔

"سابو بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے سابو کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... ڈیوک نے سابو کی آواز سن کر بے اختیار چونک کر کہا۔

"جوزف اور جولیانا دونوں روتھم کی رہائش گاہ میں جبراً داخل ہو گئے ہیں اور اب بھی وہیں ہیں"...... سابو نے کہا۔

"جبراً داخل ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب"...... ڈیوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"وہ دونوں وہاں گئے۔ چونکہ رہائش گاہ میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات موجود ہیں جبکہ گیٹ کے اندر بھی دو مسلح دربان ہر وقت موجود رہتے ہیں۔ یہ دونوں رہائش گاہ کے گیٹ پر پہنچے اور انہوں نے کال بیل کا بٹن دبایا تو ایک مسلح دربان جیسے ہی باہر نکلا اس نیگرو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر واپس اندر پھینک دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں بھی اندر داخل ہو گئے اور پھاٹک بند کر دیا گیا۔ اندر سے فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دی گئیں اور یہ دونوں ابھی تک اندر موجود ہیں"۔ سابو نے جواب دیا۔

"تم کہاں سے نگرانی کر رہے ہو"...... ڈیوک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میں مشین سے نگرانی کر رہا ہوں اور اس کوٹھی سے ایک بلاک دور موجود ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور روتھم کہاں ہے"...... ڈیوک نے پوچھا۔

"روتھم اپنے کلب میں موجود ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"تو پھر یہ دونوں اس کی رہائش گاہ پر کیوں گئے ہیں"۔ ڈیوک نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اب اس بارے میں، میں کیا کہہ سکتا ہوں"...... دوسری طرف سے سابو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ روتھم کلب کے علاوہ بھی کوئی دھندہ کرتا ہے"...... ڈیوک نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا۔

"یس باس۔ روتھم یہاں منشیات کی ایک بین الاقوامی تنظیم کا نمائندہ ہے"...... سابو نے جواب دیا۔

"اوہ۔ پھر ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ یہ ساری کارروائی منشیات کے اس دھندے کے سلسلے میں ہو رہی ہے"...... ڈیوک نے کہا۔

"اوہ۔ یس باس۔ واقعی ایسا بھی ممکن ہو سکتا ہے"...... سابو نے کہا۔

"تم نگرانی جاری رکھو۔ میں روتھم سے بات کرتا ہوں"۔ ڈیوک نے کہا اور کریڈل دبا دیا۔

"تمہیں اس بات کا خیال کیسے آیا کہ روتھم کا کوئی اور دھندہ بھی

ہو سکتا ہے''...... پیگی نے کہا۔

''سابو نے بتایا تھا کہ اس کی رہائش گاہ پر انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں اور ایسے انتظامات صرف کلب کا جنرل مینجر یا مالک نہیں کرا سکتا''...... ڈیوک نے نمبر پریس کرتے ہوئے جواب دیا تو پیگی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس دوران ڈیوک نے انکوائری کے نمبر پریس کر دیئے تھے۔

''یس۔ انکوائری پلیز''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''سکائی نائٹ کلب کے جنرل مینجر روتھم کا فون نمبر دیں''۔ ڈیوک نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو ڈیوک نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''سکائی نائٹ کلب''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ڈیوک بول رہا ہوں۔ روتھم سے بات کرائیں''...... ڈیوک نے کہا۔

''ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''ہیلو۔ روتھم بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈیوک بول رہا ہوں۔ آپ کی رہائش گاہ میں ایک نیگرو اور ایک سوئس لڑکی جبراً داخل ہوئے ہیں۔ کیا آپ کو اطلاع مل چکی ہے''...... ڈیوک نے کہا۔

''کیا۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ میری رہائش گاہ پر۔ کیا مطلب''...... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''مجھے رپورٹ ملی ہے کہ نیگرو جس کا نام جوزف ہے اور ایک سوئس لڑکی جس کا نام جولیانا ہے جن کی ہمارے آدمی نگرانی کر رہے ہیں۔ وہ آپ کی رہائش گاہ میں جبراً گھس گئے ہیں اور ابھی تک اندر موجود ہیں''...... ڈیوک نے کہا۔

''یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ابھی میری وائف کا فون آیا ہے۔ اس نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔ بلکہ اس نے تو بتایا ہے کہ اس کی طبیعت ناساز ہے۔ لہٰذا میں جلدی گھر واپس آ جاؤں''...... روتھم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کا منشیات کے سلسلے میں کوئی مخالف گروپ تو نہیں ہے''...... ڈیوک نے کہا۔

''نہیں۔ کیوں''...... روتھم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میرا خیال تھا کہ شاید یہ لوگ آپ کے کسی مخالف گروپ سے تعلق رکھتے ہوں۔ بہرحال یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کی وائف کی گن پوائنٹ پر آپ سے بات کرائی گئی ہو اس لئے آپ بہرحال محتاط رہیں''...... ڈیوک نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں ابھی آدمی بھیج کر ان کا خاتمہ کراتا ہوں''۔ روتھم نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوک نے رسیور رکھ دیا۔

''میرا خیال ہے کہ ان دونوں سے ہمیں خود پوچھ گچھ کرنی چاہئے۔ یہ روتھم تو انہیں ہلاک کر دے گا''...... پیگی نے کہا۔

''ارے نہیں۔ یہ لوگ لازماً اس کے مخالف گروپ کے لوگ ہیں۔ اس روتھم کا لہجہ بتا رہا تھا کہ ایسا ہی ہے۔ لیکن وہ ہم سے بات چھپا گیا ہے اس لئے ہمیں مداخلت کی ضرورت نہیں۔ روتھم کو اس لئے میں نے اطلاع دے دی ہے کہ وہ خود ان سے نمٹ لے گا۔ البتہ سابو کو منع کرنا پڑے گا کہ وہ مداخلت نہ کرے''...... ڈیوک نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک جدید ساخت کا سیل فون نکال کر اس نے اس پر رابطہ کرنا شروع کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ڈیوک سپیکنگ''...... ڈیوک نے سیل فون آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سابو اٹنڈنگ یو''...... چند لمحوں بعد سابو کی آواز سنائی دی۔

''سابو۔ تم نے صرف نگرانی کرنی ہے۔ کسی معاملے میں مداخلت نہیں کرنی۔ میں نے روتھم کو کال کر کے الرٹ کر دیا ہے۔ اب وہ خود ان سے نمٹ لے گا''...... ڈیوک نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوک نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کیا اور اسے واپس میز کی دراز میں رکھ کر وہ ایک طویل سانس لیتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

''چلو پیگی۔ اب چل کر سوئیں۔ یہاں بیٹھے بیٹھے تھکاوٹ سی ہو گئی ہے''...... ڈیوک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''سونے کو گولی مارو۔ کسی نائٹ کلب میں چلتے ہیں''...... پیگی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا۔ چلو ٹھیک ہے۔ کچھ تفریح بھی ہونی چاہئے۔ آؤ''۔ ڈیوک نے کہا تو پیگی مسکراتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔

روتھم کی نوجوان بیوی ماریا اپنے دو بچوں سمیت اپنی کوٹھی کے ایک کمرے میں بیڈ پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ ان تینوں کو بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔ جوزف باہر پھاٹک کے قریب موجود تھا جبکہ جولیا برآمدے کے ایک ستون کے پیچھے چھپی ہوئی تھی۔ کوٹھی میں چار مسلح افراد کے علاوہ چار اور ملازم بھی تھے جنہیں ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جوزف اور جولیا جبراً اس کوٹھی میں داخل ہوئے تھے کیونکہ اس رہائش گاہ کے حفاظتی انتظامات ایسے تھے کہ کسی اور طرف سے اندر داخل ہونا ممکن ہی نہ تھا اس لئے انہوں نے کال بیل بجائی اور مسلح آدمی کے باہر آتے ہی جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اسے دونوں ہاتھوں سے اٹھا کر اندر پھینک دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اندر داخل ہو گئے اور پھر انہوں نے انتہائی تیزی سے کارروائی کرتے ہوئے نہ صرف ان چار مسلح آدمیوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دیا تھا بلکہ کوٹھی میں موجود دوسرے ملازموں کو بھی ہلاک کر دیا تھا کیونکہ انہوں نے بھی مقابلہ کرنے کی کوشش کی تھی۔

یہ چاروں ملازم مرد تھے اور اپنے انداز سے تربیت یافتہ لگتے تھے۔ پھر جوزف نے جب ماریا کے سامنے اس کے بچوں کی گردنیں پکڑ کر کھینچیں تو ماریا کی حالت بے حد خراب ہو گئی جس پر جولیا نے کہا کہ وہ اگر اپنے شوہر کو اس انداز میں بلائے کہ اسے شک نہ پڑ سکے تو اس کی اور اس کے بچوں کی جان بخش دی جائے گی جس پر ماریا بچوں کو بچانے کی غرض سے فوراً تیار ہو گئی اور پھر اس نے روتھم کو فون کر کے کہا کہ اس کی طبیعت ناساز ہے اس لئے وہ جلد گھر پہنچے۔ اس کے بعد جولیا اور جوزف نے انہیں بے ہوش کر کے کمرے کے بیڈ پر ڈال دیا اور باہر مورچہ سنبھال لیا۔ جوزف پھاٹک کے قریب بنے ہوئے گارڈ روم میں موجود تھا جبکہ جولیا برآمدے کے ایک ستون کی اوٹ میں کھڑی تھی۔ ان دونوں کے پاس مشین پسٹل تھے۔ انہیں وہاں کھڑے ہوئے کافی دیر ہو گئی تھی لیکن روتھم نہ آیا تھا جس پر جولیا کو عجیب سی بے چینی محسوس ہونے لگی تھی۔

”میرا خیال ہے کہ کوئی گڑبڑ ہو گئی ہے ورنہ جس انداز میں ماریا نے کال کی تھی روتھم کو اب تک پہنچ جانا چاہئے تھا“...... جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتی

اچانک پھاٹک سے باہر کار رکنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی جولیا بے اختیار اچھل پڑی کیونکہ اسے کوٹھی کے عقبی طرف بھی بیک وقت دو کاریں رکنے کی آوازیں سنائی دیں۔ اسی لمحے کال بیل بج اٹھی تو جوزف گارڈ روم سے باہر آیا ہی تھا کہ جولیا ستون کی اوٹ سے نکل کر پنجوں کے بل دوڑتی ہوئی جوزف کی طرف بڑھنے لگی۔ جوزف جو پھاٹک کھولنے جا رہا تھا جولیا کو اس طرح آتے دیکھ کر بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔

"عقبی طرف بھی دو کاریں رکنے کی آواز آئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ روتھم کی بجائے اس کے آدمی آئے ہیں۔ میں عقبی طرف جا رہی ہوں۔ تم انہیں سنبھالو"...... جولیا نے آہستہ سے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جوزف کا جواب سنے بغیر پنجوں کے بل دوڑتی ہوئی عقبی طرف چلی گئی تو جوزف نے اس انداز میں کندھے اچکائے جیسے اسے جولیا کے عقبی طرف جانے کی وجہ سمجھ میں نہ آئی ہو کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عقبی طرف دروازہ تو موجود ہے لیکن وہ اندر سے بند تھا اور چار دیواری اتنی اونچی تھی اور اس پر خاردار تاریں بھی نصب تھیں جن سے الیکٹرک کرنٹ گزر رہا تھا اس لئے عقبی طرف سے کسی کے اندر آنے کا کوئی راستہ اس کی نظروں میں نہ تھا۔ بہرحال کندھے جھٹک کر وہ مڑا اور اس نے پھاٹک کا بڑا کنڈا ہٹایا اور پھر ایک زور دار جھٹکے سے اس نے پھاٹک کھول دیا۔ پھاٹک کھلتے ہی چار مسلح افراد ہاتھوں میں مشین گنیں لئے دوڑتے ہوئے اندر داخل

ہوئے ہی تھے کہ جوزف جو پھاٹک کے پٹ کے پیچھے تھا مزید اس کے پیچھے ہو گیا۔ چاروں مسلح افراد نے تیزی سے مڑ کر پھاٹک کی طرف دیکھا اور پھر بھاگتے ہوئے آگے بڑھے ہی تھے کہ ایک کار تیزی سے اندر داخل ہوئی۔ کار میں دو آدمی تھے۔ کار جیسے ہی آگے بڑھ کر ان چاروں کے قریب رکی اس کے دروازے کھلے اور دونوں آدمی بجلی کی سی تیزی سے نیچے اتر آئے۔

"یہاں تو کوئی نہیں ہے"...... ان میں سے ایک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھاٹک کس نے کھولا ہے"...... کار میں سے اترنے والے ایک آدمی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ کہتے یا کرتے۔ عقبی طرف سے مشین پسٹل کی تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دینے لگیں تو وہ تمام افراد تیزی سے دوڑتے ہوئے سائیڈ گلی کی طرف بھاگے تاکہ وہاں سے عقبی طرف جاتے لیکن اس سے پہلے کہ وہ گلی تک پہنچتے جوزف کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل نے گولیاں اگلنی شروع کر دیں اور پلک جھپکنے میں چھ کے چھ آدمی چیختے ہوئے نیچے گرے اور تڑپنے لگے۔ ان میں سے کئی نے اٹھ کر فائر کرنے کی کوشش کی لیکن پھر وہ ساکت ہو گئے۔ پشت سے عین دل میں اتر جانے والی گولیوں نے انہیں زیادہ دیر تڑپنے کا بھی موقع نہ دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے پھاٹک بند کر کے کنڈا لگایا اور پھر کسی جنگلی ہرن کی طرح قلانچیں

بھرتا ہوا وہ سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا لیکن دوسرے لمحے گلی کے کونے پر ہی وہ بے اختیار رک گیا کیونکہ جولیا دوڑتی ہوئی ادھر آ رہی تھی۔

''کیا ہوا''...... جولیا نے قریب آ کر پوچھا اور پھر وہ بے اختیار ٹھٹھک کر رک گئی کیونکہ گلی کے قریب ہی چھ لاشیں پڑی اسے نظر آ گئی تھیں۔

''یہی میں آپ سے پوچھنے والا تھا''...... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''عقبی دروازہ انہوں نے باہر سے کھول لیا تھا۔ شاید اس کا کوئی خاص طریقہ ہے۔ پھر آٹھ مسلح افراد انتہائی محتاط انداز میں اندر آئے۔ آخری آدمی نے اندر سے دروازہ بند کیا۔ میں گلی کے کونے والے ستون کی اوٹ میں ہو گئی تھی۔ جب مجھے یقین ہو گیا کہ اندر آنے والے یہی آٹھ افراد ہیں تو میں نے فائر کھول دیا اور وہ آٹھوں چونکہ اکٹھے ہی آ رہے تھے اس لئے وہ آٹھوں آسانی سے فائرنگ کی زد میں آ کر ختم ہو گئے۔ اس دوران مجھے ادھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دی تھیں اس لئے میں پریشان ہو گئی تھی''۔ جولیا نے کہا پھر جوزف نے بھی بڑے سادہ سے لہجے میں اس کی طرف ہونے والی کارروائی کے بارے میں بتا دیا۔

''اس کا مطلب ہے کہ روتھم کو شک ہو گیا ہے جس کی بناء پر اس نے خود آنے کی بجائے مسلح افراد کو بھیج دیا۔ یہ تو ان کی حماقت

تھی کہ وہ براہ راست اندر آ گئے ہیں ورنہ اگر یہ باہر سے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیتے تو پھر ہم دونوں کا بچ نکلنا محال تھا''...... جولیا نے پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

''ہماری نگرانی ہو رہی ہے میڈم ورنہ روتھم کو صرف اپنی بیوی کی فون کال سے ہماری یہاں موجودگی کا علم نہیں ہو سکتا''...... جوزف نے کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''اوہ۔ تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ پھر اب کیا کرنا ہے''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ان کی عقبی طرف موجود کار کے ذریعے یہاں سے نکل جانا چاہئے اور اب اس کے سوا اور کوئی صورت نہیں کہ ہم براہ راست کلب جا کر اس روتھم سے پوچھ گچھ کریں''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ اگر ہماری نگرانی ہو رہی ہے تو ہمارے بارے میں اطلاع پہلے ہی وہاں پہنچ جائے گی۔ ہمیں پہلے اس نگرانی کرنے والے کو پکڑنا ہے''...... جولیا نے کہا۔

''پھر آپ یہیں ٹھہریں میں جا کر اسے گھیرتا ہوں''...... جوزف نے کہا۔

''کیا تمہیں معلوم ہے کہ وہ کہاں ہے۔ پہلے تم نے کوئی بات نہیں کی تھی''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''مجھے کوئی آدمی نظر نہیں آیا۔ میں نے صرف خیال ظاہر کیا

تھا۔ ویسے وہ آدمی اب لازماً یہاں کے بارے میں معلومات حاصل کرنے آئے گا''...... جوزف نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ ویری گڈ۔ ہمیں عقبی طرف سے نکل کر گھوم کر فرنٹ کی طرف آنا چاہئے''...... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر وہ دونوں تیزی سے مڑے اور ایک دوسرے کے پیچھے دوڑتے ہوئے عقبی طرف موجود دروازے کے قریب پہنچ گئے۔ جوزف نے دروازہ کھولا اور پھر سر باہر نکال کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور اچھل کر باہر نکل آیا۔ جولیا بھی اس کے پیچھے تھی۔ عقبی طرف ایک کافی چوڑی گلی تھی جس میں دو کاریں موجود تھیں۔

''اوہ۔ اوہ۔ ہمیں ان کاروں کی اوٹ میں رہنا چاہئے۔ نگرانی کرنے والا چیکنگ کے لئے لازماً ادھر آئے گا''...... جولیا نے یکلخت ٹھٹھک کر کہا۔

''وہ ادھر کیوں آئے گا میڈم۔ وہ تو فرنٹ کی طرف سے چیکنگ کرے گا''...... جوزف نے حیران ہو کر کہا۔

''اس نے دیکھا ہو گا کہ تم نے پھاٹک بند کر دیا ہے۔ اب وہ فرنٹ سے اندر نہیں جا سکتا اس لئے لازماً وہ عقبی طرف سے آئے گا''...... جولیا نے جواب دیا۔

''اوہ ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آپ واقعی باس کی طرح سوچتی ہیں''۔ جوزف نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں علیحدہ علیحدہ ان کاروں کی اوٹ لے کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد انہیں

ایک نیگرو جس کے ایک ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ڈبہ سا تھا تیزی سے گلی میں داخل ہو کر آگے آتا دکھائی دیا۔ وہ بڑے محتاط اور چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔

''یہ کیا ہوا۔ پھاٹک بھی بند ہے اور یہاں عقبی دروازہ بھی۔ اندر فائرنگ بھی ہوئی ہے۔ پھر کیا ہوا ان دونوں کا''...... اس آدمی نے کاروں کے قریب آ کر عقبی دروازہ بند دیکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا کیونکہ جولیا نے دروازے کو باہر سے بند کر دیا تھا۔ وہ آدمی واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ یکلخت کار کی اوٹ سے جوزف کسی بھوکے عقاب کی طرح اس پر جھپٹا اور دوسرے لمحے وہ آدمی چیختا ہوا اچھل کر زمین پر جا گرا۔ ڈبہ اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا۔ وہ اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ جوزف نے اس کے سینے پر لات ماری اور وہ ایک بار پھر چیختا ہوا نیچے جا گرا اور ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔ جولیا نے وہ ڈبہ اٹھا لیا تھا۔

''اوہ۔ اوہ۔ یہ تو کوئی جدید ایجاد ہے اور اس میں موجود سکرین پر ہم دونوں کی باقاعدہ تصویریں موجود ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''اسی نے روتھم کو اطلاع دی ہو گی''...... جوزف نے کہا۔

''لیکن یہ ہمارے پیچھے کب سے لگا ہوا ہے۔ یہ تو اس سے معلوم کرنا ہو گا''...... جولیا نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے زمین پر پڑے ہوئے اس بے ہوش نیگرو کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس

کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے شروع ہو گئے تو جوزف نے ہاتھ ہٹائے اور اسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے کے ساتھ ایک کار کی ڈگی پر اس طرح ڈال دیا کہ اس کا اوپر والا جسم دوہرا ہو کر ڈگی کے ساتھ لگ گیا تھا جبکہ نچلا جسم کار کی سائیڈ میں لٹک رہا تھا۔ جوزف نے ایک ہاتھ اس کی گردن پر رکھ دیا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کے منہ پر یکلخت زوردار تھپڑ مار دیا جبکہ اس کے نچلے جسم کو اس نے اپنے جسم کا وزن ڈال کر دبایا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ آدمی خرخراہٹ کی آواز نکالتے ہوئے ہوش میں آ گیا۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... جوزف نے اس کے گلے پر موجود ہاتھ کو دباتے ہوئے کہا۔

"سابو۔ سابو"...... اس آدمی کے منہ سے ایک خرخراہٹ بھری آواز نکلی۔

"کس کو تم نے ہمارے بارے میں اطلاع دی ہے"...... جوزف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاتھ ہٹا لو۔ میں سب کچھ بتاتا ہوں"...... سابو نے رک رک کر کہا۔ اس کی حالت خاصی خستہ ہو رہی تھی کیونکہ جوزف کے ہاتھ کا انگوٹھا اس کی شہ رگ پر تھا۔ جوزف نے انگوٹھا ہٹا لیا۔

"باس۔ باس۔ ڈیوک کو۔ باس ڈیوک کو اطلاع دی ہے"۔ سابو نے کہا تو ڈیوک کا نام سن کر ساتھ کھڑی جولیا چونک پڑی لیکن پھر

اس سے پہلے کہ وہ کچھ پوچھتے اچانک دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو جوزف نے ہاتھ کو زور سے جھٹکا دے کر اس آدمی کو ایک طرف پھینکا اور اچھل کر وہ کار کی ڈگی پر سے ہوتا ہوا عقبی طرف کود گیا جبکہ جولیا نے بھی بجلی کی سی تیزی سے کار کی اوٹ لے لی تھی۔ اسی لمحے چار مسلح افراد گلی کی نکڑ پر ایک لمحے کے لئے رکے اور پھر اسی طرح دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔ وہ آدمی ہلاک ہو چکا تھا اس لئے اب اس سے مزید کچھ پوچھنے کی گنجائش نہ رہی تھی۔

"آؤ۔ ہمیں یہاں سے نکلنا ہے۔ اس روتھم نے مزید آدمی بھیجے ہیں"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور گلی کی نکڑ کی طرف پنجوں کے بل دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ ہاتھ میں موجود اس ڈبے کو اس نے بھاگنے سے پہلے زمین پر زور سے دے مارا تھا جس سے ہلکا سا دھماکہ ہوا اور اس ڈبے کے پرزے ہو گئے۔ جوزف اس کے عقب میں تھا اور پھر وہ سائیڈ گلی سے نکل کر دوڑتے ہوئے اس طرف بڑھتے چلے گئے جس طرف ان کی جیپ موجود تھی۔

"اب سکائی نائٹ کلب جانا ہے میڈم"...... جوزف نے جیپ کے قریب پہنچتے ہی کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد ان کی جیپ تیزی سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

روتھم اپنے آفس میں بڑی بے چینی کے عالم میں کرسی پر بیٹھا پہلو بدل رہا تھا۔ وہ بار بار فون کی طرف دیکھتا اور پھر بے چینی سے پہلو بدل لیتا۔ اس نے ڈیوک کی طرف سے کال ملنے کے بعد اپنے مخصوص گروپ کو کال کر کے حکم دیا تھا کہ وہ اس کی رہائش گاہ پر ریڈ کریں اور اگر اندر نیگرو حبشی مرد اور سوئس عورت موجود ہوں تو انہیں ہلاک کر دیں اور پھر کوٹھی سے اسے کال کریں لیکن اسے یہ حکم دیئے نصف گھنٹے سے زیادہ ہو گیا تھا جبکہ اسے معلوم تھا کہ اس کا مخصوص گروپ زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ کے اندر وہاں پہنچ جائے گا۔ گروپ کا انچارج جیری تھا اور جیری کو معلوم تھا کہ کوٹھی کے عقبی دروازے کو کس طرح اندر سے بند ہونے کے باوجود باہر سے کھولا جا سکتا ہے اور پھر جیری اور اس کے ساتھی جن کی تعداد جیری سمیت چودہ تھی اچانک کوٹھی پر ریڈ کر چکے ہوں گے لیکن اس کے باوجود ان کی طرف سے کوئی کال نہ آ رہی تھی۔

جب اس کی بے چینی بہت زیادہ بڑھ گئی تو اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے لیکن جب کافی دیر دوسری طرف گھنٹی بجتی رہی اور کسی نے اس کی رہائش گاہ سے کال اٹنڈ نہ کی تو اس کا چہرہ بری طرح بگڑ سا گیا۔ اس نے تیزی سے کریڈل دبایا اور پھر پہلے سے زیادہ تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''راجر بول رہا ہوں''...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''روتھم بول رہا ہوں راجر۔ تم میری رہائش گاہ کے قریب ہو۔ میری رہائش گاہ پر ایک حبشی مرد اور ایک غیر ملکی عورت جبراً داخل ہو گئے ہیں۔ میں نے ان کے خاتمہ کے لئے جیری اور اس کے پورے گروپ کو بھیجا ہے لیکن ان کی طرف سے کوئی کال نہیں آئی۔ تم خود وہاں جاؤ اور وہاں جو بھی صورت حال ہو اس کی مجھے فوری لینڈ لائن فون یا سیل فون پر اطلاع دو''...... روتھم نے چیخ کر بولتے ہوئے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو روتھم نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ روتھم بول رہا ہوں''...... روتھم نے تیز اور انتہائی بے

چین سے لہجے میں کہا۔

"راجر بول رہا ہوں باس۔ آپ کی رہائش گاہ سے۔ یہاں جیری اور اس کے پورے گروپ کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ آپ کے چار مسلح دربان اور چاروں ملازموں کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے جبکہ آپ کی مسز اور آپ کے دونوں بچے کمرے میں بے ہوش پڑے ہوئے ہیں"...... راجر نے کہا تو روتھم بے اختیار اچھل پڑا۔

"بے ہوش ہیں۔ یا"...... روتھم نے چیخ کر کہا۔

"بے ہوش ہیں باس۔ میں نے چیک کیا ہے"...... راجر نے کہا۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ تم وہیں ٹھہرو میں آ رہا ہوں"...... روتھم نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور رسیور کو کریڈل پر پٹخ کر وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوڑتا ہوا کمرے سے باہر نکلا اور پھر ایک خفیہ راستے سے نکل کر وہ باہر موجود اپنی کار تک پہنچا اور دوسرے لمحے اس کی کار انتہائی تیزی سے دوڑتی ہوئی اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ اس کے ذہن میں مسلسل دھماکے سے ہو رہے تھے کیونکہ جیری اور اس کے پورے گروپ کی ہلاکت کی خبر نے اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

گو اسے اپنی بیوی اور بچوں کے زندہ بچ جانے پر اطمینان ہو گیا تھا لیکن جیری اور اس کے ساتھیوں کی موت نے اسے واقعی حیران کر دیا تھا۔ جیری اور اس کے ساتھی تربیت یافتہ افراد تھے اور پھر عقبی طرف سے وہ اندر داخل ہوئے ہوں گے مگر اس کے باوجود ان سب کا ایک مرد اور ایک عورت کے ہاتھوں اس طرح ہلاک ہو جانا اس کے لئے انتہائی دھماکہ خیز خبر تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ اسے یہ بھی سمجھ نہ آ رہا تھا کہ یہ دونوں کون ہیں اور کیوں انہوں نے اس انداز میں یہ کارروائی کی اور وہ کیا چاہتے تھے۔ ان کا تعلق کس گروپ سے تھا یہ باتیں اس کے ذہن میں بار بار آ رہی تھیں لیکن ظاہر ہے اس کے پاس ان کا کوئی جواب نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنی رہائش گاہ پر پہنچ گیا۔ راجر اپنے تین ساتھیوں سمیت وہاں موجود تھا۔ وہاں واقعی قتل عام کیا گیا تھا۔ فرنٹ کی طرف سائیڈ گلی کے قریب چھ افراد کی لاشیں پڑی تھیں جن میں جیری کی لاش بھی شامل تھی اور ان لاشوں کی پوزیشن دیکھ کر صاف لگتا تھا کہ وہ سائیڈ گلی کی طرف جا رہے تھے کہ انہیں عقب سے گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا اور گولیاں مارنے والے کا نشانہ اس قدر درست تھا کہ اس کی چلائی ہوئی گولیاں پشت سے داخل ہو کر سیدھی دل میں اترتی چلی گئیں جبکہ عقبی طرف آٹھ لاشیں موجود تھیں اور ان لاشوں کو دیکھ کر بھی اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ سائیڈ گلی کی طرف جا رہے تھے۔ جب ان پر فائر کھولا گیا اور یہاں بھی ویسے ہی درست نشانے سے کام لیا گیا تھا۔ روتھم نے اپنی بیوی اور دونوں بچوں کو چیک کیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ ان تینوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا۔

”جیری۔ تم ان تینوں کو جیپ میں ڈال کر ہسپتال لے جاؤ۔ میں اس دوران یہاں موجود لاشیں اٹھواتا ہوں۔ یہ اچھا ہوا کہ ماریا بے ہوش ہے ورنہ اس قدر افراد کی لاشیں دیکھ کر وہ ویسے ہی خوف سے مر جاتی“...... روتھم نے کہا۔

”یہاں اسٹیشن ویگن موجود ہے۔ اس میں ان تینوں کو زیادہ اچھے انداز میں لے جایا جا سکتا ہے“...... جیری نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لے جاؤ“...... روتھم نے کہا اور پھر وہ تیزی سے اس کمرے کی طرف بڑھ گیا جہاں فون تھا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس۔ گیری بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”روتھم بول رہا ہوں گیری“...... روتھم نے کہا۔

”اوہ۔ آپ باس“...... دوسری طرف سے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا کیونکہ گیری منشیات کے ایک ریکٹ کا انچارج تھا جس کا کام عملی طور پر فیلڈ میں کام کرنا تھا اور چونکہ تمام کام ایک نظام اور روٹین کے تحت ہوتا تھا اس لئے اسے کال کرنے کی ضرورت روتھم کو بہت کم پیش آتی تھی۔ یہاں لورگو میں سارا کام جیری اور اس کا گروپ کرتا تھا۔

”جیری اور اس کے پورے گروپ کو میری رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ ساتھ ہی یہاں موجود چار مسلح دربان اور چار ملازم بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور میری بیوی اور بچوں کو بے ہوش کر دیا گیا ہے“...... روتھم نے کہا۔

”یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا مطلب۔ کیوں ایسا ہوا اور کس نے کیا ہے“...... گیری نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ مجھے ایک پارٹی کی طرف سے بتایا گیا کہ ایک حبشی اور ایک سوئس عورت میری رہائش گاہ میں جبراً داخل ہوئے ہیں اور اندر موجود ہیں جبکہ اس سے پہلے میری بیوی ماریا نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ اس کی طبیعت ناساز ہے اس لئے میں جلد گھر آ جاؤں جس پر میں نے جیری اور اس کے گروپ کو وہاں بھیج دیا لیکن پھر اطلاع ملی کہ وہاں یہ سب کچھ ہو چکا ہے لیکن حملہ آور موجود نہیں ہیں۔ میں نے اس لئے تمہیں کال کیا ہے کہ تم معلوم کرو کہ یہ کام کس کا ہو سکتا ہے اور اس انداز کی کارروائی ہمارے خلاف کون کر سکتا ہے“...... روتھم نے کہا۔

”ہمارا تو ایسا کوئی دشمن نہیں ہے اور اگر کوئی ہے تو وہ اتنا بڑا اقدام نہیں اٹھا سکتا“...... گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرا لوں گا۔ تم ایسا کرو کہ فوراً اپنے آدمی بھیجو اور یہاں سے تمام لاشیں اٹھوا لو۔ میں یہاں موجود ہوں۔ ماریا اور بچوں کو کسی گیس سے بے ہوش کیا گیا ہے اس لئے میں نے انہیں ہسپتال بھجوا دیا ہے“...... روتھم نے کہا۔

"یس باس۔ میں ابھی آدمی اور گاڑیاں بھجواتا ہوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو روتھم نے کریڈل دبایا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"روتھم بول رہا ہوں۔ ڈیوک سے بات کراؤ"...... روتھم نے چونک کر کہا۔

"سوری سر۔ چیف اور اس کی وائف کسی نائٹ کلب میں گئے ہوئے ہیں اور ان سے ہمارا کوئی رابطہ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کس نائٹ کلب میں۔ کچھ بتا کر گئے ہیں"...... روتھم نے چونک کر پوچھا۔

"نہیں جناب"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"اوکے۔ پھر کل صبح بات ہو گی"...... روتھم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد گیری کی بھیجی ہوئی گاڑیاں اور آدمی آ گئے تو روتھم نے خود کھڑے ہو کر نہ صرف تمام لاشیں اٹھوائیں بلکہ وہاں لگ جانے والے خون کے دھبے بھی صاف کرا دیئے۔ جب گاڑیاں اور آدمی لاشیں لے کر واپس چلے گئے تو وہ واپس کمرے میں پہنچا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ روتھم بول رہا ہوں"...... روتھم نے کہا۔

"جیری بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے جیری کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔ کیا ہوا۔ ماریا اور بچے ہوش میں آ گئے ہیں"...... روتھم نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں گولڈ سٹار ہسپتال سے بول رہا ہوں۔ اب وہ فٹ ہیں۔ کیا انہیں رہائش پر لے آؤں"...... جیری نے کہا۔

"ہاں۔ لے آؤ۔ میں یہیں موجود ہوں"...... روتھم نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو وہ خود ہی پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے پھاٹک کھولا تو اسٹیشن ویگن اندر داخل ہوئی۔ اس میں جیری کے ساتھ ماریا اور اس کے دونوں بچے تھے۔

"وہ۔ وہ کہاں ہیں۔ وہ دونوں"...... ماریا نے ویگن سے نیچے اترتے ہی انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے ماریا۔ سب ٹھیک ہو چکا ہے۔ آؤ"...... روتھم نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر جیری کے اسٹیشن ویگن واپس لے جانے کے بعد اس نے خود پھاٹک بند کیا اور ماریا اور دونوں بچوں کو لے کر اندرونی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ابھی وہ کمرے میں داخل ہوئے ہی تھے کہ کال بیل بجنے کی آواز سنائی دی تو روتھم کے ساتھ ساتھ ماریا بھی اچھل پڑی۔

"اوہ۔ اوہ۔ کہیں وہ دوبارہ نہ آ گئے ہوں"...... ماریا نے خوفزدہ

لہجے میں کہا۔

"گھبراؤ مت۔ ہمارے ہی آدمی ہوں گے۔ میں معلوم کرتا ہوں"۔ روتھم نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"وہ۔ وہ گارڈ اور ملازم کہاں ہیں"...... ماریا نے پوچھا۔

"میں نے انہیں چھٹی دے دی ہے۔ اب نئے لوگ آئیں گے۔ وہ تمہاری حفاظت نہیں کر سکے"...... روتھم نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"کون ہے"...... اس نے چھوٹا پھاٹک کھولنے سے پہلے اونچی آواز میں پوچھا۔

"جیری ہوں باس"...... باہر سے جیری کی آواز سنائی دی تو روتھم کا تیزی سے دھڑکتا ہوا دل مطمئن ہو گیا۔ اندر سے وہ بھی خوفزدہ ہو گیا تھا لیکن وہ اپنے خوف کو ماریا اور بچوں پر ظاہر نہ ہونے دینا چاہتا تھا۔ اس نے چھوٹا پھاٹک کھولا اور باہر نکل آیا۔

"باس۔ عقبی طرف دو کاریں اور ایک اجنبی آدمی کی لاش پڑی ہوئی ہے۔ اس آدمی کو گردن توڑ کر ہلاک کیا گیا ہے۔ وہاں ایک ڈبہ بھی ٹوٹا ہوا پڑا ہے جس کے اندر کوئی مشینری تھی اور اس کے پرزے وہاں بکھرے ہوئے ہیں"...... باہر موجود جیری نے کہا۔

"اجنبی۔ مشینری۔ کیا مطلب۔ کون ہو سکتا ہے وہ"...... روتھم نے چونک کر کہا۔

"میں تو اسے نہیں پہچان سکا باس۔ ویسے وہ نیگرو ہے"۔ جیری

نے جواب دیا تو ایک خیال کے آتے ہی روتھم بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ نیگرو کہیں وہ آدمی نہ ہو جو حملہ آوروں کی نگرانی کر رہا تھا اور یہ ڈبہ یقیناً نگرانی کرنے والی مشینری ہو گا۔ ٹھیک ہے۔ تم وہ لاش بھی لے جاؤ اور ڈبہ اور مشینری بھی سمیٹ کر لے جاؤ۔ کل اس بارے میں بات ہو گی"...... روتھم نے کہا۔

"یس باس۔ کاریں بھی لے جاؤں"...... جیری نے کہا۔

"ہاں۔ وہ اپنی ہی کاریں ہیں"...... روتھم نے کہا تو جیری نے اثبات میں سر ہلا دیا اور واپس اسٹیشن ویگن کی طرف بڑھ گیا۔ روتھم نے اندر داخل ہو کر پھاٹک بند کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اندرونی عمارت کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ ایک بار اسے خیال آیا تھا کہ وہ جیری اور اس کے ساتھیوں کو یہاں گارڈ کے طور پر روک لے لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر ارادہ بدل دیا کہ اب ان حملہ آوروں کے دوبارہ یہاں آنے کی کوئی وجہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی اور ابھی وہ ماریا سے ان کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔

جوزف اور جولیا دونوں سکائی نائٹ کلب کے ہال میں داخل ہوئے تو ہال نیگرو افراد سے تقریباً بھرا ہوا تھا جبکہ خال خال غیر ملکی بھی نظر آ رہے تھے لیکن یہ غیر ملکی بھی اپنے انداز سے نچلے طبقے کے لوگ ہی نظر آ رہے تھے۔ جولیا کو دیکھ کر ہال میں موجود افراد میں سے کئی افراد کی نظریں جولیا پر جم سی گئیں لیکن جولیا کے ساتھ جوزف کو دیکھ کر ان کے ہونٹ بھنچ گئے تھے کیونکہ جوزف، جولیا کے پیچھے بالکل اس انداز میں چل رہا تھا جس انداز میں وہ عمران کے باڈی گارڈ کے طور پر چلتا تھا۔ گو جوزف جیسی ڈیل ڈول اور قدوقامت کے افراد بھی یہاں خاصی تعداد میں موجود تھے لیکن جوزف کا انداز اتنا مرعوب کن تھا کہ کسی نے اٹھ کر جولیا سے بات کرنے کی کوشش بھی نہ کی تھی۔ جولیا کاؤنٹر پر پہنچی تو وہاں بھی دو غنڈہ نما آدمی موجود تھے جن میں سے ایک اونچے سٹول پر بیٹھا ہوا

تھا جبکہ دوسرا ویٹرز کو سروس دینے میں مصروف تھا۔

"سوئٹزر لینڈ سے مادام جینی، مارتھم سے ملنے آئی ہے"...... جولیا نے کاؤنٹر پر پہنچ کر بڑے شاہانہ انداز میں کہا تو سٹول پر بیٹھا ہوا آدمی اس کا لہجہ اور انداز سن کر تیزی سے کھڑا ہو گیا۔

"باس تو اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے ہیں مادام"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب گئے ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"تقریباً ایک گھنٹہ ہو گیا ہے مادام"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ واپس آئیں گے"...... جولیا نے پوچھا۔

"جی نہیں۔ ویسے تو وہ رات کو ڈیڑھ دو بجے جاتے ہیں لیکن آج جلدی چلے گئے ہیں۔ اب کل شام کو ہی ان کی واپسی ہو گی"...... کاؤنٹر مین نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ کل ملاقات ہو جائے گی"...... جولیا نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گئی۔ اس کے مڑتے ہی جوزف بھی مڑ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ کلب سے باہر آ گئے۔

"ہم ون وے کے چکر میں پھنس گئے تھے ورنہ ہم اسے یہیں پکڑ لیتے"...... جولیا نے پارکنگ میں موجود اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو اب کیا کریں کیا دوبارہ جائیں۔ وہاں تو انہوں نے خاصا ہنگامہ کھڑا کیا ہوا ہو گا"...... جولیا نے قدرے فکرمند سے لہجے میں کہا۔

"میڈم۔ ہم نے آج رات کو ہی سارا کام نمٹانا ہے کیونکہ خاصے لوگ مارے جا چکے ہیں اور نگرانی کرنے والا بھی ہلاک ہو چکا ہے اس لئے صبح ہوتے ہی ہماری تلاش شروع ہو جائے گی"۔ جوزف نے کہا۔

"وہاں ہماری کارروائی کے بعد اب کافی تعداد میں لوگ سیکورٹی کے لئے موجود ہوں گے"...... جولیا نے کہا۔

"میڈم۔ جو کام کرنا ہے وہ کرنا ہے۔ وچ ڈاکٹر کارکوگی کہا کرتا تھا کہ جب کام کرنا ہو تو پھر کر دو زیادہ مت سوچو کیونکہ سوچنے سے کام میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں"...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تنویر کا بھی یہی قول ہے اس لئے وہ عمران سے لڑتا رہتا ہے"...... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس دوران وہ کار میں بیٹھ چکے تھے۔

"باس بہت عظیم ہے میڈم۔ ورنہ تنویر کی ہڈیاں بھی اب تک گل سڑ چکی ہوتیں"...... جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔ وہ چونکہ جوزف کی عمران کے ساتھ جذباتی وابستگی کے بارے میں جانتی تھی اس لئے مسکرا کر خاموش ہو گئی۔

"میڈم۔ وہاں ہم ان کی نظروں میں آ سکتے ہیں۔ بہرحال لاشیں اٹھوا لی گئی ہوں گی اور وہاں کافی لوگ آئے ہوں گے"۔ جوزف نے کہا تو جولیا نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے جوزف کی تائید کر رہی ہو۔ پھر تقریباً ڈیڑھ گھنٹے بعد ان کی کار دوبارہ اس کالونی میں داخل ہوئی جس میں روتھم کی رہائش گاہ تھی۔ یہاں چونکہ تمام سڑکیں ون وے تھیں اس لئے انہیں کافی لمبا چکر کاٹ کر آنا جانا پڑ رہا تھا۔ جوزف نے کار ایک سائیڈ پر بنی ہوئی پارکنگ میں روکی تو جولیا چونک پڑی۔

"کیا ہوا۔ کوٹھی تو ابھی کافی دور ہے"...... جولیا نے کار رکتے ہی چونک کر کہا۔

"آپ یہیں بیٹھیں۔ میں حالات کا جائزہ لے کر واپس آتا ہوں"...... جوزف نے کار سے اترتے ہوئے کہا۔

"یہاں واپس آنے میں تمہیں کافی دیر لگ جائے گی اس لئے میں بھی وہاں پہنچ رہی ہوں اور سامنے موجود درختوں کی اوٹ میں رہوں گی"...... جولیا نے بھی کار سے اترتے ہوئے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلایا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا جبکہ جولیا اطمینان بھرے انداز میں چلتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔ کالونی کی سڑکوں پر ٹریفک خاصی تھی اور فٹ پاتھوں پر لوگ بھی آ جا رہے تھے جن میں کافی تعداد غیر ملکیوں کی بھی تھی اس لئے جولیا کی طرف کسی نے خصوصی توجہ نہ دی اور وہ فٹ پاتھ پر چلتی ہوئی آگے

بڑھتی چلی گئی۔ جب وہ روتھم کی رہائش گاہ کے تقریباً سامنے پہنچی تو یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ پھاٹک کھلا ہوا تھا اور جوزف پھاٹک کے پاس اس انداز میں کھڑا تھا جیسے کوٹھی کا مالک وہی ہو۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر جولیا کو آنے کا اشارہ کیا تو جولیا تیزی سے سڑک کراس کر کے پھاٹک کے قریب پہنچ گئی۔

''کیا ہوا ہے''...... جولیا نے تیز لہجے میں پوچھا۔

''کچھ نہیں۔ میں نے عقبی طرف سے پہلے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے کیپسول فائر کئے اور پھر عقبی دروازہ کھول کر اندر آ گیا۔ لاشیں وغیرہ یہاں سے ہٹا لی گئی ہیں۔ ایک کمرے میں ماریا اور ایک آدمی کرسیوں پر بے ہوش گرے پڑے ہیں۔ میز پر شراب کی بوتل بھی موجود ہے جبکہ ایک بیڈ روم میں دونوں بچے بیڈ پر بے ہوش پڑے ہیں''...... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے انداز میں رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ پھاٹک کراس کر کے اندر داخل ہوئے تو جوزف نے پھاٹک بند کر دیا۔

''کیا اس روتھم نے اتنی بڑی کارروائی کے باوجود بھی سیکورٹی کا کوئی انتظام نہیں کیا تھا''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس نے سوچا ہو گا کہ طوفان گزر چکا ہے''...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جوزف کی رہنمائی میں ایک بیڈ روم میں داخل ہوئی تو وہاں قالین پر ایک مرد اور عورت بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عورت ماریا تھی

جبکہ مرد اجنبی تھا لیکن ماریا جس حالت میں تھی اس سے جولیا کو اندازہ ہو گیا کہ مرد روتھم ہی ہو سکتا ہے۔

''اس عورت کو اٹھا کر بیڈ پر ڈال کر اس پر کمبل ڈال دو''۔ جولیا نے کہا تو جوزف تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے عورت کو اٹھا کر بیڈ پر ڈالا اور ایک طرف پڑا ہوا کمبل اٹھا کر اس پر ڈال دیا۔

''اسے اٹھا کر کرسی پر ڈال دو اور رسی تلاش کر کے اسے باندھ دو۔ ہاں۔ پانی بھی لیتے آنا تاکہ اسے ہوش میں لایا جا سکے''۔ جولیا نے کہا۔

''یس میڈم''...... جوزف نے کہا اور مڑ کر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ جولیا ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر بعد جوزف واپس آیا تو اس کے ایک ہاتھ میں رسی کا بنڈل اور دوسرے ہاتھ میں پانی کی بوتل تھی۔ اس نے دونوں چیزیں قالین پر رکھیں اور پھر بے ہوش پڑے روتھم کو اٹھا کر ایک خالی کرسی پر ڈال دیا۔ چونکہ روتھم بے ہوش تھا اس لئے وہ بغیر بازو والی کرسی پر جم نہ رہا تھا اور سائیڈ پر ڈھلک سا جاتا تھا اس لئے جولیا نے اٹھ کر اسے سنبھالا تو جوزف نے رسی کی مدد سے اسے کرسی پر اچھی طرح باندھ دیا۔ پھر جوزف نے پیچھے ہٹ کر قالین پر رکھی ہوئی پانی کی بوتل اٹھائی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے ایک ہاتھ سے روتھم کے جبڑے بھینچے اور دوسرے ہاتھ سے بوتل کا دہانہ اس کے کھلے ہوئے منہ میں ڈالا تو بوتل کا پانی اس کے منہ سے نکل کر اس کے کپڑوں پر گرنے لگا۔

کچھ پانی روتھم کے حلق سے نیچے اتر گیا تو جوزف نے بوتل ہٹائی اور اسے بند کر کے ایک طرف رکھ دیا اور خود وہ جولیا کی کرسی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

"تم بھی بیٹھ جاؤ"...... جولیا نے کہا۔

"نہیں میڈم۔ آپ باس کی نمائندگی کر رہی ہیں اس لئے میں بیٹھ نہیں سکتا"...... جوزف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا تو جولیا صرف سر ہلا کر خاموش ہو گئی۔ چند لمحوں بعد روتھم کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے اور پھر اس نے یکلخت آنکھیں کھولیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن جب وہ اس کوشش میں ناکام رہا تو اس کی دھندلی آنکھوں میں یکلخت شعور کی چمک ابھر آئی۔

"تم۔ تم اور یہاں۔ تم تو چلے گئے تھے۔ پھر۔ پھر کیا مطلب"۔ روتھم نے پوری طرح ہوش میں آتے ہی انہیں دیکھ کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے پہلے بھی تمہاری بیوی اور بچوں کو ہلاک نہیں کیا تھا۔ صرف ان لوگوں کو ہلاک کیا تھا جنہوں نے ہم پر حملہ کیا تھا اور اب بھی تمہاری بیوی اور دونوں بچے بے ہوش پڑے ہوئے ہیں لیکن ایک لمحے میں تمہاری بیوی اور دونوں بچوں کی گردنیں اس طرح کاٹی جا سکتی ہیں جیسے مرغیوں کی گردنیں کٹتی ہیں"...... جولیا نے بڑے سفاک سے لہجے میں کہا۔

"تم۔ تم کیا چاہتی ہو۔ تم مجھے بتاؤ۔ میں نے کیا جرم کیا ہے۔ میرا تو کسی سے کوئی تعلق نہیں ہے"...... روتھم نے تقریباً رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"یہاں سپیشل ہیلی کاپٹر پر مشینری لائی گئی جو تمہارے منشیات کے گودام والے احاطے میں اتاری گئی اور پھر وہاں سے اسے تمہارے کلب کے تہہ خانوں میں پہنچا دیا گیا۔ پھر وہاں سے اس مشینری کو خفیہ طور پر کہیں لے جایا گیا۔ تم نے بتانا ہے کہ یہ مشینری کہاں فٹ ہے اور کس کی تحویل میں ہے لیکن یہ بتا دوں کہ ان باتوں کا علم ہمیں پہلے سے ہے۔ یہ باتیں تم سے اس لئے پوچھی جا رہی ہیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ تم سچ بولتے ہو یا نہیں اور یہ سن لو کہ جیسے ہی تمہارے منہ سے جھوٹ نکلا تمہاری بیوی کی گردن کٹ گئی اور پھر اسی طرح تمہارے دونوں بچوں کا بھی یہی حشر ہو گا۔ تم سے اصل بات پھر بھی پوچھی جائے گی۔ بولو"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں سچ بتاؤں گا۔ میری بیوی اور بچوں کو کچھ مت کہو"...... روتھم نے بے اختیار کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تو پھر بولو۔ جلدی کرو وقت مت ضائع کرو"...... جولیا نے تیز لہجے میں کہا۔

"یہ مشینری ایک بین الاقوامی تنظیم بلیک تھنڈر کی تھی۔ یہاں اس کا خاص ایجنٹ ڈیوک موجود ہے۔ اس سے پہلے بھی میں یہاں اس

کے لئے کام کرتا تھا۔ پھر ڈیوک اور پیگی آ گئے اور مجھے انہوں نے وقتی طور پر فارغ کر دیا۔ یہ مشینری ڈیوک کے لئے آئی تھی۔ وہ میں نے اپنے احاطے میں اتروائی اور پھر وہاں سے مشینری میرے کلب کے تہہ خانوں میں پہنچائی گئی جہاں سے خفیہ راستے سے ڈیوک کے آدمی اسے لے گئے''...... روتھم نے جواب دیا۔

''کس کام کے لئے ہے یہ مشینری''...... جولیا نے پوچھا۔

''ڈیوک نے بتایا تھا کہ میک اپ چیک کرنے اور ٹارگٹ کو جلا کر راکھ بنا دینے کے لئے یہ مشینری استعمال ہوتی ہے۔ اسی نے مجھے بتایا تھا کہ مارتو ایریا میں بلیک تھنڈر کی جو لیبارٹری ہے اس پر ایشیا کے ایک ملک کے ایجنٹ حملہ کرنے آ رہے ہیں اور ان کے خاتمے کے لئے ڈیوک اور اس کی بیوی پیگی کو یہاں بھیجا گیا ہے اور مشینری بھی اسی مقصد کے لئے بھجوائی گئی ہے تاکہ جیسے ہی پاکیشائی ایجنٹ میک اپ کر کے یہاں پہنچیں یہ مشینری انہیں مارک کرے اور پھر انہیں دوسری مشین کے ذریعے ریز ڈال کر راکھ کر دیا جائے۔ ڈیوک کے مخبر یہاں پورے لورگو میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ڈیوک نے مجھے فون کر کے بتایا تھا کہ ایک قوی ہیکل حبشی اور ایک سوئس نژاد عورت یہاں میری رہائش گاہ میں داخل جبراً ہوئے ہیں اور اندر موجود ہیں جس پر میں نے اپنے آدمیوں کو ان کی ہلاکت کے لئے بھیجا مگر پھر اطلاع ملی کہ میرے سب آدمی ہلاک ہو گئے ہیں تو میں یہاں آ گیا۔ اب پھر تم دونوں آ گئے ہو''...... روتھم

جب بولنے پر آیا تو مسلسل بولتا چلا گیا۔

''تم نے ڈیوک سے بات نہیں کی کہ عورت اور مرد تو یہاں موجود نہیں ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میں نے فون کیا تھا لیکن وہ کسی نائٹ کلب چلے گئے تھے اور اس کے آدمی روبن نے بتایا کہ اب صبح بات ہو سکتی ہے جس پر میں خاموش ہو گیا''...... روتھم نے جواب دیا۔

''کہاں رہتے ہیں وہ''...... جولیا نے پوچھا۔

''مم۔ مم۔ مجھے معلوم نہیں ہے''...... روتھم نے رک رک کر کہا۔

''جوزف۔ اس کی بیوی کی گردن کاٹ دو۔ اب یہ جھوٹ بول رہا ہے''...... جولیا نے کرسی کی سائیڈ پر کھڑے جوزف سے کہا۔

''یس میڈم''...... جوزف نے بڑے سفاک لہجے میں کہا اور جیب سے خنجر نکال کر وہ تیزی سے بیڈ پر بے ہوش پڑی روتھم کی بیوی ماریا کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ مت مارو۔ میں بتا دیتا ہوں۔ رک جاؤ''۔ روتھم نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''بیڈ کے پاس کھڑے رہو۔ اب یہ جھوٹ بولے تو گردن کاٹ دینا''...... جولی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

''یس میڈم''...... جوزف نے جواب دیا تو روتھم نے تیز تیز لہجے میں اس عمارت کے بارے میں بتانا شروع کر دیا جو لورگو شہر کے شمال مشرق میں واقع تھی۔ وہ اکیلی عمارت تھی اور اس کی

خاص نشانی یہ تھی کہ اس عمارت کی سائیڈ پر ایک اونچا مینار تھا جس کے اوپر میک اپ چیک کرنے والی مشینری اور دوسری مشینری کے آلات لگائے گئے تھے۔

"اس عمارت کی حفاظت کے کیا انتظامات ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم کیونکہ پہلے یہاں ماتو قبیلے کا سردار ماتو رہتا تھا۔ لیبارٹری کی حفاظت اسی کے ذمے تھی۔ پھر ڈیوک اور پیگی کے آنے پر اسے لیبارٹری ایریا میں بھجوا دیا گیا اور ڈیوک اور پیگی یہاں قابض ہو گئے۔ یہ مینار ماتو قبیلے کی عمارت کا خصوصی نشان ہوتے ہیں"...... روتھم نے جواب دیا۔

"تم کہہ رہے ہو کہ سردار ماتو کسی قبیلے کا سردار ہے جبکہ سردار ماتو لیبارٹری کی حفاظت پر بھی تعینات ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک قبائلی سردار اس انداز میں کسی لیبارٹری کی حفاظت کر سکے"...... جولیا نے کہا۔

"سردار ماتو کا قبیلہ اس لیبارٹری کے گرد موجود ہے اور اسے بلیک تھنڈر نے باقاعدہ خریدا ہوا ہے۔ وہاں کی حفاظت کے لئے سردار ماتو کو باقاعدہ ایکریمیا بھجوا کر چار سالوں تک اسے ٹریننگ دلوائی گئی ہے۔ پھر اسے یہاں تعینات کیا گیا ہے۔ اب وہ لیبارٹری ایریا میں چلا گیا ہے اور اس کی جگہ ڈیوک اور پیگی کو بھیجا گیا ہے کیونکہ وہ دونوں بلیک تھنڈر کے سپر ایجنٹ ہیں"...... روتھم نے

تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ اب اس طرح بات کر رہا تھا جیسے اپنے کسی ساتھی کو سب کچھ بتا رہا ہو۔

"ڈیوک اور پیگی کے ساتھ کتنے افراد ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"مجھے نہیں معلوم۔ ویسے میرا خیال ہے کہ دس بارہ افراد ڈیوک کے ساتھ ہیں اور دس بارہ پیگی کے ساتھ"...... روتھم نے جواب دیا۔

"ڈیوک کا فون نمبر کیا ہے"...... جولیا نے پوچھا تو روتھم نے فون نمبر بتا دیا۔

"جوزف۔ اسے آف کر دو"...... جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو خنجر ہاتھ میں لئے روتھم کے قریب موجود تھا اور پھر جوزف نے بجلی سے بھی زیادہ تیزی سے ہاتھ میں موجود خنجر روتھم کی شہ رگ میں اتار دیا۔ روتھم بندھے ہونے کے باوجود کسی ذبح ہونے والے بکرے کی طرح تڑپنے لگا۔ اس کی گردن سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ جوزف نے اس کی گردن میں دستے تک اترا ہوا خنجر کھینچا اور اسے بڑے اطمینان سے اس کے لباس سے صاف کرنے لگا۔

"اس کی بیوی اور بچوں کے بارے میں کیا کرنا ہے"...... روتھم کے ساکت ہوتے ہی جوزف نے پوچھا۔

"نہیں رہنے دو۔ یہ بے گناہ ہیں اور پھر ہمارے بارے میں

انہیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ ہمیں اب فوری طور پر اس ڈیوک اور پیگی کی رہائش گاہ میں موجود مشینری کو تباہ کرنا ہے''...... جولیا نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

''یہ لوگ اس وقت سو رہے ہوں گے اس لئے ہم آسانی سے اندر پہنچ جائیں گے''...... جوزف نے کہا۔

''نہیں۔ وہ سپر ایجنٹ ہیں تو لامحالہ انہوں نے وہاں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہوں گے۔ ہمارے لئے سب سے اہم اس کی مشینری ہے اس لئے یہاں اس کوٹھی کی تفصیل سے تلاشی لو۔ یہ روتھم منشیات کے بڑے ریکٹ کا سربراہ تھا اور بقول اس کے ڈیوک کے آنے سے پہلے وہ یہاں بلیک تھنڈر کا نمائندہ بھی تھا اس لئے ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی میزائل گن یا وائرلیس چارجر ڈائنامیٹ یا بم موجود ہوں''...... جولیا نے کہا۔

''یس میڈم''...... جوزف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صاف شدہ خنجر اپنی جیب میں ڈالا اور بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جولیا بھی اس کمرے سے باہر آ گئی۔ پھر وہ برآمدے میں ہی رک گئی۔ تھوڑی دیر بعد جوزف واپس آ گیا لیکن وہ خالی ہاتھ تھا۔

''نہیں میڈم۔ یہاں کوئی اسلحہ موجود نہیں ہے۔ میں نے مکمل چیکنگ کر لی ہے''...... جوزف نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب تو وہاں پہنچ کر ہی کچھ نہ کچھ کرنا ہو گا''...... جولیا نے کہا اور پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔

''میڈم۔ عقبی سائیڈ سے نکل چلیں۔ ہو سکتا ہے کہ فرنٹ پر کوئی نگرانی کرنے والا موجود ہو''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ آؤ''...... جولیا نے کہا اور سائیڈ گلی کی طرف مڑ گئی۔ کوٹھی سے نکل کر وہ دونوں پیدل چلتے ہوئے اپنی کار کی طرف بڑھتے چلے گئے جو وہاں سے کافی فاصلے پر موجود تھی۔

ڈیوک اور پیگی دونوں مدہوشی کے عالم میں سوئے ہوئے تھے کہ ڈیوک کے ذہن میں دروازہ کھٹکھٹانے کی آوازیں پڑنے لگیں۔ پہلے تو وہ اسے اپنا خواب سمجھا لیکن پھر اس کا شعور بیدار ہو گیا اور دوسرے لمحے وہ یکلخت ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا۔ دروازہ مسلسل پیٹا جا رہا تھا۔ ڈیوک اچھل کر بیڈ سے نیچے اترا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے جسم پر سلیپنگ سوٹ تھا۔

''کون ہے''...... ڈیوک نے اونچی آواز میں پوچھا۔

''روبن ہوں باس۔ میں نے ایک مشکوک جوڑا پکڑا ہے''۔ باہر سے روبن کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو ڈیوک بے اختیار اچھل پڑا۔

''میں آ رہا ہوں''...... ڈیوک نے اونچی آواز میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائٹ آن کی تو بیڈ پر سوئی ہوئی پیگی تیز لائٹ آن ہونے کی وجہ سے کسمسانے لگی۔ ڈیوک نے جلدی سے اپنا لباس اٹھایا اور واش روم کی طرف بڑھ گیا۔

''کیا بات ہے ڈیئر''...... پیگی نے یکلخت اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''روبن نے کوئی مشکوک جوڑا پکڑا ہے۔ میں وہیں جا رہا ہوں''۔ ڈیوک نے کہا اور واش روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ پیگی اسی طرح بیڈ پر بیٹھی رہی۔ جیسے بیٹھے بیٹھے سو رہی ہو۔ اس کی آنکھیں البتہ تھوڑی سی کھلی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد اچانک وہ ایک جھٹکے سے اٹھی۔ اس نے ایک طرف پڑا ہوا اپنا لباس اٹھایا۔ اسی لمحے ڈیوک واش روم سے باہر آ گیا۔ اس نے اپنا لباس پہنا ہوا تھا۔

''ٹھہرو۔ میں تمہارے ساتھ چلتی ہوں۔ میں بھی لباس تبدیل کر لوں''...... پیگی نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ لباس تبدیل کر کے آ جاؤ''...... ڈیوک نے کہا اور دروازہ کھول کر وہ بیڈ روم سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک کمرے میں پہنچا جہاں مشینری نصب تھی اور روبن اور جیگر دونوں وہاں موجود تھے۔ یہاں اس عمارت میں ڈیوک اور پیگی کے علاوہ صرف روبن اور جیگر تھے جو مشینری کے ساتھ ہی ایکریمیا سے آئے تھے اور ان کی ڈیوٹی مشینری کو آپریٹ کرنے کی تھی لیکن چونکہ دونوں چوبیس گھنٹے ڈیوٹی نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے آپس میں دو شفٹیں بنا لی تھیں۔ بارہ گھنٹے روبن اور بارہ گھنٹے جیگر

دونوں مشینوں پر کام کرتے تھے۔ ویسے عام طور پر دن کے وقت جیگر کام کرتا تھا اور رات کو روبن مگر اس وقت وہ دونوں مشین روم میں موجود تھے۔

"کیا ہوا ہے۔ کون ہے وہ مشکوک جوڑا اور کہاں ہے"۔ ڈیوک نے اندر داخل ہوتے ہی دونوں سے مخاطب ہو کر کہا جو اب اٹھ کر کھڑے ہو چکے تھے۔

"باس۔ ایک حبشی مرد اور ایک غیر ملکی عورت کو مشکوک انداز میں اس عمارت کی نگرانی کرتے ہوئے چیک کیا گیا ہے تو ان پر سٹاکم ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر جیگر انہیں ان کی کار سمیت اندر لے آیا ہے اور ان دونوں کو ساتھ والے بڑے کمرے میں ڈال دیا گیا ہے۔ ان کی جیبوں سے مشین پسٹل اور سیل فون بھی نکلا ہے"...... روبن نے کہا۔

"کیا وہ میک اپ میں ہیں"...... ڈیوک نے پوچھا۔

"نہیں باس۔ وہ میک اپ میں نہیں ہیں"...... روبن نے جواب دیا۔

"یہ دونوں وہی نہ ہوں جن کے بارے میں سابو نے اطلاع دی تھی کہ وہ روتھم کی رہائش گاہ میں جبراً داخل ہو گئے ہیں لیکن پھر وہ یہاں کیسے آ گئے"...... ڈیوک نے کہا۔

"باس۔ جیگر تو کہہ رہا تھا کہ انہیں ہلاک کر دیا جائے۔ لیکن میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع کئے بغیر کوئی بڑا قدم نہیں اٹھانا چاہئے اس لئے میں نے آپ کو جگایا ہے"...... روبن نے کہا۔

"کیا ان کے فوری ہوش میں آ جانے کا خطرہ تھا"...... ڈیوک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں باس۔ سٹاکم ریز کا شکار بغیر اینٹی کے کسی صورت بہتر گھنٹوں سے پہلے ہوش میں نہیں آ سکتا"...... روبن نے جواب دیا۔

"تو پھر صبح مجھے بتا دینا تھا۔ کیا ضروری تھا کہ تم ہمیں اس وقت ڈسٹرب کرتے"...... ڈیوک نے اس بار غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے پیگی بھی اندر آ گئی۔

"کیا ہوا ہے۔ کون لوگ ہیں یہ"...... پیگی نے پوچھا۔

"ان احمقوں نے اس طرح ہمیں جگایا تھا جیسے ان پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔ بقول ان کے کار میں ایک نیگرو مرد اور ایک غیر ملکی عورت بیٹھے مشکوک انداز میں اس عمارت کی نگرانی کر رہے تھے اور یہ انہیں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر کے یہاں لے آئے"...... ڈیوک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ یقیناً وہی ہوں گے جو روتھم کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تھے اور اس کی اطلاع سابو نے دی تھی۔ لیکن پھر سابو نے دوبارہ کوئی اطلاع ہی نہیں دی"...... پیگی نے چونک کر کہا۔

"اب اٹھ ہی گئے ہیں تو انہیں بھی دیکھ لیتے ہیں"...... ڈیوک نے کہا اور ساتھ والے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ پیگی اس کے

پیچھے تھی اور اس کے پیچھے روبن تھا جبکہ جیگر مشینری کے پاس ہی رک گیا تھا۔ اس بڑے کمرے کے فرش پر ایک دیوہیکل نیگرو اور ایک سوئس نژاد عورت ٹیڑھے میڑھے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔

"یہ میک اپ میں تو نہیں ہیں"...... پیگی نے پوچھا۔

"نہیں"...... ڈیوک نے جواب دیا۔

"تو پھر کیا شک پڑا ہے ان پر"...... پیگی نے کہا۔

"میڈم۔ یہ دونوں کار میں بیٹھے اس انداز میں عمارت کی طرف دیکھ رہے تھے جیسے اندر جانے کے لئے کوئی راستہ تلاش کر رہے ہوں۔ پھر ان کی جیبوں سے مشین پسٹل اور سیل فون بھی نکلے ہیں"...... روبن نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو واقعی یہ دونوں مشکوک ہیں۔ میرے خیال میں انہیں اسی بے ہوشی کے عالم میں ہلاک کر دیا جائے"...... پیگی نے کہا۔

"یہ میرے خیال میں وہی ہیں جن کی اطلاع سابو نے دی تھی کہ وہ روتھم کی رہائش گاہ میں داخل ہوئے تھے۔ اب ان کا یہاں پہنچ جانا خاصا خطرناک ہے۔ ان سے پوچھ گچھ کرنا پڑے گی"...... ڈیوک نے کہا۔

"باس۔ روتھم نے آپ کو کال بھی کی تھی لیکن آپ اس وقت نائٹ کلب جا چکے تھے اس لئے میں نے اسے کہہ دیا تھا کہ اب صبح بات ہو سکتی ہے"...... روبن نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ انہیں کرسیوں پر بٹھا کر رسیوں سے باندھ دو اور پھر انہیں ہوش میں لے آؤ اور ہمارے لئے بھی کرسیاں منگواؤ"...... ڈیوک نے کہا۔

"آپ آفس میں بیٹھیں میں جیگر کے ساتھ مل کر تمام بندوبست کرتا ہوں"...... روبن نے کہا۔

"انہیں ہوش میں ہمارے سامنے لانا پہلے نہیں"...... ڈیوک نے کہا۔

"یس باس"...... روبن نے کہا تو ڈیوک پیگی کو ساتھ لے کر واپس اپنے آفس میں آ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس مالٹی بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی اس کے سیکشن انچارج کی آواز سنائی دی۔

"مالٹی۔ سابو کی طرف سے کوئی رپورٹ ملی ہے تمہیں"۔ ڈیوک نے پوچھا۔

"باس۔ آپ اور اس وقت۔ نہیں باس۔ سابو نے مجھے کوئی رپورٹ نہیں دی"...... مالٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے اس نے رپورٹ دی تھی کہ اس نے ایک جوڑے کو مشکوک سمجھ کر ان کی نگرانی کی تھی اور یہ جوڑا سکائی نائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر روتھم کی رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا جس پر میں نے اسے مزید نگرانی کرنے کا حکم دیا تھا اور ساتھ ہی روتھم کو اس

کے کلب فون کر کے اطلاع دے دی تھی۔ اس نے بتایا کہ اس کی بیوی ماریا نے اسے فون کیا ہے کہ وہ جلد واپس آ جائے۔ اس کے بعد میں اور پیگی بیڈ روم میں چلے گئے۔ روبن بتا رہا ہے کہ روتھم نے کال کی تھی لیکن اسے کہا گیا کہ صبح مجھ سے بات ہو سکتی ہے۔ سابو نے البتہ کوئی رپورٹ نہیں دی۔ تم سابو سے رابطہ کر کے کہو کہ وہ مجھے کال کرے۔ میں آفس میں ہوں''...... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔

''لیکن باس۔ اس وقت آپ آفس میں کیوں ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے''...... مالٹی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ روبن نے ایک جوڑے کو مشکوک سمجھ کر بے ہوش کر دیا ہے اور پھر اس نے صبح کا انتظار کئے بغیر مجھے اور پیگی کو اٹھا دیا ہے۔ اب میں نے ان سے پوچھ گچھ کرنی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ وہی جوڑا ہو جو روتھم کی رہائش گاہ میں داخل ہوا تھا لیکن ان سے پوچھ گچھ سے پہلے میں سابو سے تفصیلی رپورٹ لینا چاہتا ہوں''...... ڈیوک نے کہا۔

''یس باس۔ میں اس سے رپورٹ لے کر آپ کو کال کرتا ہوں''...... مالٹی نے جواب دیا تو ڈیوک نے رسیور رکھ دیا۔

''تم براہ راست سیل فون پر سابو سے رپورٹ لے لیتے''۔ پیگی نے کہا تو ڈیوک بے اختیار ہنس پڑا۔

''ماتحتوں پر رعب ڈالنا پڑتا ہے کہ ہم اس وقت بھی کام کر

رہے ہیں''...... ڈیوک نے کہا تو پیگی بے اختیار ہنس پڑی۔

''یہ دونوں بہرحال میک اپ میں تو نہیں ہیں اور ہیں بھی غیر ملکی اس لئے ان کا کوئی تعلق پاکیشیائی ایجنٹوں سے تو نہیں ہو سکتا۔ پھر یہ لوگ اس انداز میں کیوں یہاں کام کر رہے ہیں''...... پیگی نے کہا۔

''تمہاری بات درست ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ روتھم کے منشیات کے کاروبار کے کسی مخالف گروپ سے متعلق ہیں''۔ ڈیوک نے کہا۔

''تو پھر یہاں یہ لوگ کیوں آئے ہیں''...... پیگی نے کہا۔

''یہی بات تو ان سے معلوم کرنی ہے''...... ڈیوک نے کہا تو پیگی نے ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر تقریباً پچیس منٹ بعد روبن اندر داخل ہوا۔

''بندوبست ہو گیا ہے باس''...... روبن نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہمیں ایک رپورٹ کا انتظار ہے۔ وہ مل جائے تو ہم آتے ہیں۔ انہیں ہوش تو نہیں دلایا''...... ڈیوک نے کہا۔

''نو باس۔ دونوں ہی بے ہوش ہیں''...... روبن نے جواب دیا۔

''او کے۔ ان کا خیال رکھو۔ ہم آ رہے ہیں''...... ڈیوک نے کہا تو روبن واپس مڑ گیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈیوک بول رہا ہوں"...... ڈیوک نے تیز لہجے میں کہا۔

"مالٹی بول رہا ہوں باس۔ سابو کی طرف سے کال کا جواب نہیں آ رہا۔ نہ لینڈ لائن فون کال کا اور نہ سیل فون کال کا"۔ مالٹی نے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیوں۔ اوہ۔ وہ یقیناً گہری نیند سو گیا ہو گا"۔ ڈیوک نے کہا۔

"یس باس۔ سارا دن اس نے ڈیوٹی دی ہے اس لئے ایسا ہی ہو گا"...... مالٹی نے جواب دیا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... ڈیوک نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"وہ واقعی سو گیا ہو گا۔ یہ تو اس احمق روبن نے ہمیں جگا دیا ہے"...... ڈیوک نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ یہ تربیت یافتہ نہیں ہیں اس لئے گھبرا گئے تھے"۔ پیگی نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ پھر تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم کے ساتھ والے بڑے کمرے میں داخل ہوئے تو وہاں دونوں بے ہوش افراد رسیوں سے کرسیوں پر بندھے ہوئے تھے جبکہ ان سے کافی فاصلے پر دو کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ ڈیوک اور پیگی ان دونوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"اب انہیں ہوش میں لے آؤ"...... ڈیوک نے روبن سے کہا۔

"یس باس"...... روبن نے کہا اور جیب سے ایک بوتل نکال کر وہ ان بے ہوش افراد کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس سوئس نژاد عورت کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اسے نیگرو کی ناک سے لگا دیا اور پھر بوتل ہٹا کر اس نے اس کا ڈھکن لگایا اور اسے جیب میں ڈال کر وہ ڈیوک اور پیگی کی کرسیوں کے قریب کھڑا ہو گیا۔ ڈیوک اور پیگی دونوں کی نظریں ان بے ہوش افراد پر جمی ہوئی تھیں اور پھر تھوڑی دیر بعد اس عورت کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے شروع ہو گئے اور اس کے چند لمحوں بعد ایسے ہی آثار اس نیگرو کے جسم میں بھی پیدا ہو گئے۔ اس عورت نے ہوش میں آنے پر بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گئی۔ البتہ اب وہ حیرت سے ڈیوک، پیگی، روبن اور اس کمرے کو دیکھ رہی تھی۔

"کون ہو تم اور میں کہاں ہوں"...... اس عورت نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کیا نام ہے تمہارا"...... ڈیوک نے سخت لہجے میں کہا۔

"میرا نام جولیانا ہے اور میں سیاح ہوں۔ میرے پاس بین الاقوامی ادارہ سیاحت کا کارڈ ہے اور یہ میرا گائیڈ اور باڈی گارڈ ہے جوزف۔ اس کے پاس بھی بین الاقوامی ادارہ سیاحت کا کارڈ موجود ہے۔ مگر تم کون ہو اور تم نے ہمیں یہاں اس انداز میں کیوں باندھا ہوا ہے"...... اس عورت نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے

ہوئے کہا جس نے اپنا نام جولیانا بتایا تھا۔

''سیاح جیبوں میں مشین پسٹل ڈالے نہیں گھومتے اس لئے جو سچ ہے وہ بتا دو''...... ڈیوک نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''بین الاقوامی سیاح ایسا ہی کرتے ہیں۔ یہاں ہمیں کسی بھی انداز کے خطرے سے نمٹنا پڑ سکتا ہے اس لئے مشین پسٹل اپنی حفاظت کے لئے ہم ہمیشہ اپنے پاس رکھتے ہیں''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم دونوں سکائی نائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر روتھم کی رہائش گاہ میں جبراً داخل ہوئے تھے۔ کیوں''...... ڈیوک نے پوچھا۔

''ہم۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ ہمارا کسی روتھم سے کیا تعلق''۔ جولیا نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''روبن۔ الماری سے خنجر اٹھا لاؤ اور اس جولیانا کی ایک آنکھ نکال دو۔ یہ مسلسل جھوٹ بول رہی ہے''...... ڈیوک نے کہا۔

''یس باس''...... روبن نے کہا اور مڑ کر ایک کونے میں رکھی ہوئی الماری کی طرف بڑھ گیا۔

''میڈم۔ مجھے صرف آپ کی اجازت درکار ہے''...... اچانک جولیا کے ساتھ خاموش بیٹھے ہوئے جوزف نے جولیا کی طرف منہ کرتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے''...... ڈیوک نے یکلخت اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا جولیانا کی کرسی کے عقب میں پہنچ گیا۔ پیگی اسے اس انداز میں دوڑتے دیکھ کر چونک پڑی جبکہ الماری کی طرف بڑھتا ہوا روبن بھی رک کر اور مڑ کر اسے دوڑتے ہوئے دیکھنے لگا۔

''ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے''...... ڈیوک نے جھک کر جولیا کی پشت اور جوزف کی پشت پر موجود رسیوں پر گہری نظریں ڈالتے ہوئے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پھر واپس اپنی کرسی کی طرف بڑھ گیا۔

''کیا ہوا تھا''...... پیگی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اس حبشی کی بات سن کر مجھے اچانک خیال آیا تھا کہ یہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں اس لئے ایسا نہ ہو کہ انہوں نے رسیاں کھول لی ہوں کیونکہ روبن تو تربیت یافتہ نہیں ہے''...... ڈیوک نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے پیگی کو جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی۔ ایسا ہو سکتا تھا۔ لیکن تم انہیں زندہ کیوں رکھے ہوئے ہو۔ گولی مار کر ایک طرف پھینکو''...... پیگی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہ ابھی سب کچھ سچ بتا دے گی۔ اس کے بعد فیصلہ کریں گے''۔ ڈیوک نے جواب دیا جبکہ روبن اس دوران پھر الماری کی طرف بڑھ گیا تھا۔

''اب میری طرف سے اجازت ہے جوزف''...... اچانک جولیا نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

''کس بات کی اجازت دے رہی ہو تم اسے''...... ڈیوک نے چونک کر کہا۔

''مرنے سے پہلے دعا مانگنے کی۔ ظاہر ہے تم نے ہمیں مار ڈالنا ہے حالانکہ جو کچھ تم سمجھ رہے ہو وہ سب غلط ہے۔ ہم واقعی سیاح ہیں''...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا اطمینان، تمہارا حوصلہ اور ان حالات میں تمہارا انداز بتا رہا ہے کہ تم عام سیاح نہیں ہو بلکہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہو۔ بہرحال میرا وعدہ ہے کہ تم اگر سچ بتا دو کہ تم کون ہو تو میں تمہیں زندہ چھوڑنے کا بھی سوچ سکتا ہوں''...... ڈیوک نے کہا۔

''جو میں نے بتایا ہے وہی سچ ہے''...... جولیا نے جواب دیا۔ اس دوران روبن خنجر اٹھائے جولیا کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا لیکن جولیا تک پہنچنے سے پہلے وہ جیسے ہی جوزف کی کرسی کے قریب پہنچا اچانک تڑتڑاہٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی روبن چیختا ہوا فضا میں اچھلا اور ایک دھماکے سے ڈیوک اور پیگی سے جا ٹکرایا۔ ڈیوک اور پیگی دونوں اچانک دھکا لگنے سے کرسیوں سمیت الٹ کر نیچے جا گرے اور پھر اس سے پہلے کہ اس اچانک افتاد سے وہ سنبھلتے ڈیوک کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سینے پر کسی نے پورا پہاڑ دے مارا ہو۔ اس کے جسم میں درد کی تیز لہریں سی اٹھیں اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکلخت تاریک پڑ گیا۔

چند لمحوں بعد جب یہ تاریکی دور ہوئی تو ڈیوک کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم کسی پکے ہوئے پھوڑے میں تبدیل ہو گیا ہو۔ اس کے پورے جسم میں درد کی تیز لہریں سی دوڑ رہی تھیں لیکن پھر اس نے ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن میں یہ محسوس کر کے دھماکہ سا ہوا کہ اس نے تو یہ سمجھا تھا کہ دماغ پر چھا جانے والی تاریکی صرف چند لمحے رہی تھی لیکن جب اس نے اٹھنے کی کوشش کی تو یہ محسوس کر کے اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کہ وہ فرش پر پڑا ہونے کی بجائے اس کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جس پر پہلے جولیانا بیٹھی ہوئی تھی اور اس کے جسم کو رسی کی مدد سے کرسی سے باندھ دیا گیا تھا۔ اس نے تیزی سے گردن گھمائی تو ساتھ والی کرسی پر پیگی بھی رسیوں سے بندھی ہوئی موجود تھی لیکن اس کی گردن ڈھلکی ہوئی تھی جبکہ سامنے روبن کی لاش پڑی تھی۔ اس کی گردن توڑ دی گئی تھی۔ سامنے کرسی پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ جوزف کمرے میں موجود نہ تھا۔

''تم واقعی انتہائی مضبوط اعصاب کے مالک ہو ڈیوک۔ تمہیں میرے اندازے سے بہت پہلے خودبخود ہوش آ گیا ہے''...... جولیا نے بڑے نرم سے لہجے میں کہا۔

''یہ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ میں نے تو رسیاں چیک کی تھیں''۔ ڈیوک نے قدرے ہکلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم نے میرے ساتھی جوزف کی طاقت چیک نہیں کی تھی۔ یہ رسیاں توڑنا اس کے لئے کوئی مشکل کام نہیں ہے اور اسی بات کی

وہ مجھ سے اجازت طلب کر رہا تھا“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

”دوسرے آدمی کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے۔ دونوں مشینوں کو فائر کر کے تباہ کر دیا گیا ہے۔ اس عمارت میں اور کوئی آدمی نہیں ہے“...... جوزف نے باقاعدہ جولیا کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تم ڈیوک اور پیگی کے عقب میں کھڑے ہو جاؤ۔ یہ دونوں سپر ایجنٹ ہیں اس لئے یہ رسیاں کھول سکتے ہیں“...... جولیا نے کہا۔

”اس عورت کو آپ نے کیوں زندہ رکھا ہوا ہے۔ اسے ختم کر دیں“...... جوزف نے کہا۔

”ابھی نہیں“...... جولیا نے جواب دیا تو جوزف خاموشی سے چلتا ہوا ان دونوں کے عقب میں آ کر کھڑا ہو گیا تو ڈیوک نے اپنی انگلیوں کو ساکت کر لیا ورنہ وہ واقعی اس دوران گانٹھ تلاش کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”تم کیا چاہتی ہو“...... ڈیوک نے کہا۔ ظاہر ہے وہ اب ان دونوں کو کسی اور انداز میں چکر دینا چاہتا تھا۔

”تمہارا نمبر ٹو کون ہے“...... جولیا نے پوچھا تو ڈیوک بے اختیار چونک پڑا۔

”نمبر ٹو۔ کیا مطلب“...... ڈیوک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تمہارے اور پیگی دونوں کے سیکشنز کے افراد یہاں تمہارے تحت کام کر رہے ہیں۔ تمہارے آدمی سابو نے ہماری مشینی نگرانی کی تھی۔ ہم نے اس کا خاتمہ کر دیا تھا اور اس کی مشین توڑ دی تھی“...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”نہ میرا کوئی آدمی سابو ہے اور نہ ہی میرا کوئی سیکشن یا اور آدمی ہیں۔ ہمارا تعلق تو منشیات کے ایک بین الاقوامی ریکٹ بلیک ڈاٹ سے ہے“...... ڈیوک نے جواب دیا۔

”تمہارے آدمی روبن نے تمہاری بے ہوشی کے دوران ہمیں تمہارے بارے میں اور مشینوں کے بارے میں بہت کچھ بتا دیا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ تم دونوں کا تعلق بلیک تھنڈر سے ہے اور یہ دونوں مشینیں بھی بلیک تھنڈر کے سیکنڈ ہیڈکوارٹر کے حکم پر یہاں بھجوائی گئی ہیں اور روبن اور جیگر دونوں مشینوں کے آپریٹر ہیں اور مشینوں کے ساتھ ہی ایکریمیا سے آئے ہیں اور یہ دونوں مشینیں میک اپ چیک کرنے والی ریز اور ٹارگٹ پر فائر کر کے راکھ کر دینے والی ریز پر مشتمل ہیں اور ان کی رینج لورگو شہر کے چاروں طرف دس کلومیٹر تک ہے اور تم دونوں یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کرنے کے لئے آئے ہو اور پاکیشیائی ایجنٹ ظاہر ہے میک اپ میں ہی یہاں آ سکتے ہیں“...... جولیا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس نے غلط بتایا ہے۔ میرا یا پیگی کا کوئی سیکشن نہیں

ہے''...... ڈیوک نے کہا۔

''جوزف۔ پیچھے سے سائیڈ پر ہو جاؤ۔ میں ان دونوں کو ختم کرنے والی ہوں''...... جولیا نے جیب سے مشین پسٹل نکالتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت انتہائی سفاکی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ''...... ڈیوک نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا کیونکہ اس کے طویل تجربے نے اسے بتا دیا تھا کہ جولیا اب فائر کھولنے ہی والی ہے۔ اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والے مخصوص تاثرات اور چہرے پر پھیل جانے والی سفاکی نے اس کے ذہن کو واقعی جھنجھوڑ ڈالا تھا۔

''میرے نمبر ٹو کا نام مالٹی ہے۔ اس کا ہیڈکوارٹر لورگو میں ہے۔ اس کے تحت آٹھ آدمی ہیں جبکہ پیگی کے ماتحت کا نام پرنس ہے اور اس کے بھی آٹھ ساتھی ہیں اور یہ سب مالٹی کے تحت کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں کی مخصوص فورس چاگو بھی مالٹی کے تحت کام کر رہی ہے''...... ڈیوک نے جواب دیا۔

''تم نے اپنی اور پیگی کی زندگی بچا لی ہے۔ ہم نے واپس چلے جانا ہے۔ ہمارا پاکیشیائی ایجنٹوں سے کوئی تعلق نہیں۔ روتھم کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے۔ روتھم نے تمہارا نام لیا تھا کہ تم اس کے سربراہ ہو اس لئے ہم یہاں آ گئے تھے۔ اب تم تفصیل سے ہمیں بتاؤ کہ مالٹی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے اور اس کا فون نمبر بتاؤ اور اسے فون کر

کے کہہ دو کہ وہ ہمارے خلاف کام کرنا بند کر دے''...... جولیا نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں فون کر دیتا ہوں۔ میرا منشیات سے کوئی تعلق نہیں ہے''...... ڈیوک نے کہا۔ اسے دل ہی دل میں مسرت ہو رہی تھی کہ اس کی جان بچ رہی ہے اور پھر اس نے مالٹی کے ہیڈکوارٹر کی تفصیل اور اس کا فون نمبر بتا دیا۔

''جوزف۔ جا کر کارڈلیس فون پیس لے آؤ''...... جولیا نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس میڈم''...... جوزف نے کہا اور اس کمرے سے باہر چلا گیا۔

''تم نے ہماری مشینیں کیوں تباہ کر دیں۔ وہ تمہارے خلاف تو استعمال نہیں ہو رہی تھیں''...... ڈیوک نے کہا۔

''ہمارا خیال تھا کہ یہ مشینیں یہاں ہمارے خلاف کام کر سکتی ہیں۔ یہ تو بعد میں جیگر نے بتایا کہ یہ مشینیں کس ٹائپ کی تھیں''۔ جولیا نے جواب دیا تو ڈیوک نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد جوزف واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کارڈلیس فون پیس موجود تھا۔

''اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے فون پیس اس کے کان سے لگا دو''...... جولیا نے کہا اور اسی لمحے ڈیوک کے دل میں مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ جیسے ہی جوزف اس کے عقب سے ہٹا

تھا اس نے دوبارہ گانٹھ تلاش کرنے کی کوشش شروع کر دی تھی اور اب گانٹھ اس کی انگلیوں کی گرپ میں آ گئی تھی اور اس نے اندازہ کر لیا تھا کہ گانٹھ کو کیسے کھولا جا سکتا ہے کیونکہ ہر قسم کی گانٹھیں کھولنے کی اس نے باقاعدہ ٹریننگ لے رکھی تھی جبکہ اس دوران جوزف نے نمبر پریس کر کے فون اس کے کان سے لگا دیا تھا۔ ساتھ ہی اس کے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز کمرے میں سنائی دینے لگ گئی تھی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

”یس۔ مالٹی بول رہا ہوں“...... رابطہ قائم ہوتے ہی مالٹی کی آواز سنائی دی۔

”ڈیوک بول رہا ہوں مالٹی“...... ڈیوک نے کہا۔

”یس باس۔ اس پکڑے جانے والے جوڑے سے کچھ معلوم ہوا ہے“...... مالٹی نے کہا۔

”ان دونوں کا کوئی تعلق پاکیشیائی ایجنٹوں سے نہیں ہے۔ یہ روتھم کے پیچھے آئے تھے اس لئے میں نے انہیں واپس بھجوا دیا ہے۔ تم بھی اپنے آدمیوں کو کہہ دو کہ اب ان کی نگرانی نہ کی جائے“۔ ڈیوک نے کہا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے کہا گیا تو جوزف نے فون آف کر کے اسے پیچھے ہٹا لیا اور پھر وہ واپس مڑا ہی تھا کہ ڈیوک نے گانٹھ کھول لی۔ گانٹھ کھولتے ہی رسیاں ڈھیلی پڑ گئیں اور ڈیوک

اپنے بازوؤں کو رسیوں سے نکالنے ہی لگا تھا کہ تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے کئی گرم سلاخیں اس کے سینے میں اترتی چلی جا رہی ہوں۔

”تمہارا کیا خیال تھا۔ میں تمہاری طرف سے غافل ہوں“۔ ڈیوک کے کانوں میں جولیا کی آواز پڑی اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس گہری تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔ اس کا سانس اس کے حلق میں کسی ٹھوس پتھر کی طرح پھنس سا گیا تھا۔

گائیکر، سینڈی کے ساتھ لورگو شہر کی ایک چھوٹی سی عمارت کے ایک کمرے میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ آج ہی یہاں پہنچے تھے۔ اس کے ساتھی گازک نے یہاں پہنچتے ہی ایک مخبری کرنے والی تنظیم کو ہائر کر لیا تھا اور انہیں کہہ دیا تھا کہ میک اپ میں دو عورتیں اور پانچ مرد یہاں پہنچیں گے۔ ان کے میک اپ کو نظر نہ آنے والی ریز سے چیک کیا جائے گا اور وہ چاہتے ہیں کہ انہیں ڈیوک اور اس کے ساتھی چیک تو کر لیں لیکن وہ انہیں ہلاک نہ کر سکیں اور اس سے پہلے یہ اطلاع انہیں مل جائے اور وہ ان لوگوں کو ہلاک کر دیں۔ اس تنظیم کے چیف جس کا نام ماشاتو تھا نے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ ایسے انتظامات کر دے گا اور گائیکر نے اسے کہہ دیا تھا کہ تمام انتظامات فول پروف ہونے چاہئیں اور ماشاتو نے اس کا وعدہ کیا تھا۔ گازک علیحدہ کمرے میں موجود تھا۔ گائیکر نے وہاں ایک ایسا

آلہ رکھا ہوا تھا جس کی مدد سے لورگو شہر سے باہر یا باہر سے لورگو شہر میں ہونے والی فون کالوں کو کیچ کیا جا سکے اور گازک اس آلے پر تعینات تھا تاکہ وہ کالیں چیک کرتا رہے اور مشکوک کالز کے منبع کو اس آلے کی مدد سے ٹریس کر سکے لیکن پورا دن گزر گیا۔ پھر رات بھی گزر گئی لیکن نہ ہی کوئی مشکوک کال چیک ہوئی اور نہ ہی ماشاتو نے انہیں کسی قسم کی اطلاع دی۔ اب صبح ہو گئی تھی اور ناشتہ کرنے کے بعد گائیکر اور سینڈی دوبارہ اس آفس نما کمرے میں آ کر بیٹھ گئے تھے۔

”اس طرح کام نہیں ہو گا گائیکر“...... سینڈی نے کہا۔

”تو پھر کس طرح ہو گا تم بتاؤ“...... گائیکر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ہمیں باہر نکل کر خود کچھ کرنا ہو گا“...... سینڈی نے کہا۔

”کیا کریں۔ یہاں ہر کلب میں سینکڑوں سیاح موجود ہیں اور ہم کس کس کو چیک کریں اور کیسے چیک کریں“...... گائیکر نے جواب دیا۔

”میرے خیال میں ماشاتو کام نہیں کر رہا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ بی ٹی نے ایسی جدید مشینری یہاں پہنچا دی ہو اور ابھی تک کسی کے میک اپ کو چیک ہی نہ کر سکے ہوں“...... سینڈی نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سامنے موجود فون کی گھنٹی بج اٹھی تو گائیکر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا اور ساتھ ہی اس

نے لاؤڈر کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس۔ گائیکر بول رہا ہوں"...... گائیکر نے کہا۔

"ماشاتو بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے ماشاتو کی آواز سنائی دی اور گائیکر اور سینڈی دونوں کے چہروں پر یکلخت امید کی روشنی پھیلتی چلی گئی۔

"یس۔ کیا رپورٹ ہے"...... گائیکر نے کہا۔

"جناب۔ یہاں بہت بڑی واردات ہو گئی ہے۔ ڈیوک اور پیگی کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کے ہیڈ کوارٹر میں موجود مشینری تباہ کر دی گئی ہے۔ مشینری کے دونوں آپریٹرز روبن اور جیگر بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں"...... ماشاتو نے کہا اور جیسے جیسے وہ بولتا جا رہا تھا ان دونوں کے چہرے تاریک پڑتے چلے جا رہے تھے۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ کیا مشینری نے ان کے میک اپ چیک نہیں کئے تھے"...... گائیکر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"معلوم نہیں جناب۔ اس کے ساتھ ساتھ سکائی نائٹ کلب کے مالک اور جنرل مینجر روتھم کو جس کے ذریعے مشینری ڈیوک کے ہیڈ کوارٹر پہنچائی گئی تھی۔ اس کی رہائش گاہ پر اسے ہلاک کر دیا گیا ہے"...... ماشاتو نے مزید تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ سب کام کس نے کئے ہیں"...... گائیکر نے تلخ لہجے میں کہا۔

"نہیں جناب۔ صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ پہلے ایک نیگرو مرد اور ایک سوئس نژاد عورت کی اطلاع روتھم کو دی گئی۔ پھر مزید معلوم ہوا کہ روتھم کی رہائش گاہ پر اس کے چودہ تربیت یافتہ افراد، چار ملازم اور چار مسلح دربانوں کو ہلاک کر دیا گیا۔ اس اطلاع کے ملنے پر روتھم اپنی رہائش گاہ پر چلا گیا اور اس نے تمام لاشیں اٹھوا دیں۔ آج صبح اس کی بیوی ماریا نے پولیس کو کال کیا۔ تب روتھم کی ہلاکت کا پتہ چلا۔ اس پر مجھے ڈیوک کا خیال آیا تو میں نے وہاں آدمی بھیجا تو معلوم ہوا کہ وہاں بھی قتل عام ہو چکا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ ساری کارروائی ایک مرد اور ایک عورت کی ہے لیکن وہ کون ہیں یہ کوئی نہیں جانتا۔ حتیٰ کے ڈیوک کے سیکشن کے انچارج مالٹی کو بھی اس کا علم ہے۔ البتہ ڈیوک نے مالٹی کو خود فون کر کے بتایا تھا کہ اس کے آدمیوں نے رات گئے ایک عورت اور ایک مرد کو بے ہوش کر کے گرفتار کیا ہے۔ اب ان سے پوچھ گچھ کی جا رہی ہے۔ پھر ڈیوک نے دوبارہ فون کر کے اسے بتایا کہ مرد اور عورت کا پاکیشیائی ایجنٹوں سے کوئی تعلق نہیں ہے اس لئے انہیں زندہ چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس کے بعد ان سب کی موت کی خبر ملی"۔ ماشاتو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ دونوں پاکیشیائی ایجنٹ تھے۔ انہوں نے یہ ساری کارروائی کر کے اپنا راستہ کھول لیا ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم چیکنگ جاری رکھو"...... گائیکر نے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

"ڈیوک اور پیگی تو سپر ایجنٹ تھے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا"۔ سینڈی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"نیگرو تو یقیناً مقامی ہو گا لیکن یہ غیر ملکی سوئس عورت اس کی موجودگی کی سمجھ مجھے نہیں آئی۔ اگر یہ میک اپ میں ہوتی تو لامحالہ ڈیوک اسے یہاں پہنچنے سے پہلے ہی چیک کر چکا ہوتا لیکن ان دونوں نے جو کارروائی کی ہے اس سے تو یہی پتہ چلتا ہے کہ دونوں انتہائی تیز اور منجھے ہوئے ایجنٹ ہیں۔ انہوں نے ایک رات میں اس انداز میں یہ ساری کارروائی مکمل کی ہے کہ کسی کو معمولی سا شبہ بھی نہیں ہو سکا"...... گائیکر نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سینڈی اس کی بات کا کوئی جواب دیتی اچانک گازک دوڑتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"باس۔ باس۔ ایک مشکوک فون کال ہے۔ آئیں"...... گازک نے تیز لہجے میں کہا اور دوڑتا ہوا واپس چلا گیا تو گائیکر اور سینڈی بھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر دوڑتے ہوئے اس کمرے کی طرف بڑھ گئے جہاں فون کالیں کیچ کرنے والا آلہ رکھا ہوا تھا لیکن جب وہ کمرے میں پہنچے تو آلہ خاموش تھا لیکن گازک اس پر جھکا ہوا تھا۔

"کیا کال ہوئی ہے"...... گائیکر نے پوچھا۔

"ایک منٹ باس۔ میں چیک کر لوں کہ یہاں لورگو میں کہاں سے کال کی گئی ہے"...... گازک نے اسی طرح جھکے جھکے جواب دیا۔ اس کی نظریں آلہ پر موجود ایک چھوٹی سی سکرین پر جمی ہوئی تھیں جس پر لورگو شہر کا نقشہ موجود تھا اور ایک سرخ رنگ کا نقطہ سکرین پر حرکت کرتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ چند لمحوں بعد نقطہ ایک جگہ رک گیا اور جلنے بجھنے لگا تو گازک سکرین کے اور نزدیک ہو گیا۔

"گرین کالونی۔ کوٹھی نمبر بارہ"...... گازک نے کہا اور پھر سیدھا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے آلے کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"باس۔ کال ٹیپ ہو چکی ہے۔ آپ بھی سن لیں"...... گازک نے کہا تو گائیکر اور سینڈی جو اب تک کھڑے تھے سائیڈ پر موجود کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"ہاں سناؤ"...... گائیکر نے کہا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جولیانا سپیکنگ"...... ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی تو گائیکر بے اختیار اچھل پڑا۔

"یہ۔ یہ عمران ہے۔ وہی اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ کہلواتا ہے"...... گائیکر نے کہا۔

"یہاں ہم نے لائن کلیئر کر دی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"سناگ ریز کا کیا ہوا ہے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"ریز آف کر دی گئی ہیں۔ کنگ اور کوئین دونوں کو فل آف کر

دیا گیا ہے۔ البتہ ان کے دربان موجود ہیں لیکن ان کی تعداد کافی ہے اس لئے ہم ان پر ہاتھ نہیں ڈال سکتے''...... جولیا نے کہا۔

''تم کہاں ہو اس وقت''...... پرنس آف ڈھمپ نے پوچھا۔

''میں اور جوزف یہاں موجود ہیں۔ اگر تم کہو تو ہم واپس آ جائیں''...... جولیا نے کہا۔

''نہیں۔ واپس آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم دونوں چانگی پہنچ جاؤ۔ وہاں چیک پوسٹ سے آگے رک جانا۔ ہم تمہیں پک کر لیں گے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''کب''...... جولیا نے پوچھا۔

''ہمیں وہاں پہنچنے میں چار گھنٹے لگ جائیں گے۔ ہم ٹرم پار جیپ میں آ رہے ہیں''...... پرنس نے جواب دیا۔

''ٹھیک ہے۔ اوکے''...... جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی آواز آنا بند ہو گئی تو گازک نے ہاتھ بڑھا کر آلے کو آف کر دیا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ویری گڈ گازک۔ تم نے واقعی کام دکھایا ہے۔ ویری گڈ''...... گائیکر نے اٹھ کر باقاعدہ اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو گازک کے چہرے پر چمک سی آ گئی۔

''اب کیا پروگرام ہے۔ انہیں گرین کالونی میں ہی کور کر لیا جائے''...... سینڈی نے کہا۔

''چانگی چیک پوسٹ یہاں سے ایک گھنٹے کے فاصلے پر ہے اور یہ ہم سے تین گھنٹے بعد وہاں پہنچیں گے۔ ہم ابھی وہاں جا کر مورچہ بندی کر لیتے ہیں اور پھر جیسے ہی یہ سب اکٹھے ہوں ان کی جیپ یا جیپوں کو ہم میزائلوں سے اڑا دیں گے''...... گائیکر نے کہا۔

''لیکن کیا یہ بہتر نہیں رہے گا کہ ان دونوں کا یہیں پہلے خاتمہ کر دیا جائے''...... سینڈی نے کہا۔

''یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ کال کر کے وہ جگہ بدل دیں اور پھر ہم الجھ جائیں جبکہ وہاں یہ چھپ نہ سکیں گے''...... گائیکر نے کہا۔

''ہاں۔ ٹھیک ہے۔ چلو پھر''...... سینڈی نے کہا۔

''گازک۔ تم یہیں رہو گے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ دوبارہ کوئی فون کال کریں۔ تم نے ہمیں اطلاع دینی ہے''...... گائیکر نے کہا۔

''دوبارہ کال۔ کیا مطلب باس''...... گازک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ عین آخری لمحات میں یہ دوبارہ کال کر کے سارا معاملہ ہی بدل دیں اور ہم وہاں احمق بنے کھڑے ان کا انتظار کرتے ہی رہ جائیں''۔ گائیکر نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ واقعی۔ تم ان سے کم عقل مند نہیں ہو گائیکر۔ گڈ شو''...... سینڈی نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''یس باس۔ میں چیک کرتا رہوں گا''...... گازک نے جواب دیا تو گائیکر اور سینڈی مڑ کر کمرے سے باہر چلے گئے۔ تھوڑی دیر

بعد وہ دونوں جیپ میں سوار ہو کر اس عمارت سے باہر آ گئے۔ ڈرائیونگ سیٹ پر گائیکر جبکہ سائیڈ سیٹ پر سینڈی موجود تھی۔ عقبی سیٹوں کے نیچے ایک سیاہ رنگ کا تھیلا پڑا ہوا تھا جس میں انتہائی طاقتور میزائل گنیں اور طاقتور میزائلوں کی پوری بیلٹ موجود تھی۔ ان کی جیپ تیزی سے دوڑتی ہوئی چانگی کی طرف بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ان دونوں کے چہرے اپنی کامیابی کے خیال سے چمک رہے تھے۔

جولیا گرین کالونی کی ایک کوٹھی کے کمرے میں اطمینان سے بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ کوٹھی انہوں نے ہائر نہ کی تھی بلکہ اس کوٹھی کے باہر کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ موجود تھا جس کے نیچے فون نمبر درج تھے۔ چونکہ یہاں سیاحوں کو رہائش گاہیں کرائے پر دی جاتی تھیں اس لئے رہائش گاہیں مکمل طور پر فرنشڈ ہوتی تھیں اس لئے جولیا نے یہیں رہنے کا فیصلہ کیا اور پھر جوزف نے عقبی طرف سے اندر جا کر نہ صرف پھاٹک کھول دیا بلکہ باہر موجود کرائے کے لئے خالی ہے کا بورڈ بھی اتار کر اندر پھینک دیا تھا۔ جولیا پھاٹک کھلتے ہی جیپ اندر لے آئی اور پھر جوزف نے پھاٹک بند کر دیا۔

چونکہ انہوں نے ساری رات تیز کارروائی کی تھی اس لئے جولیا کو اس وقت سخت نیند آئی ہوئی تھی لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ جوزف بھی اس کے ساتھ ہی جاگتا رہا ہے اس لئے اس نے

جوزف کو آفر دی تھی کہ وہ سو جائے جبکہ وہ پہرہ دے گی لیکن جوزف نے سونے سے انکار کر دیا اور پھر اس کے اصرار پر جولیا اندر بیڈ روم میں جا کر سو گئی جبکہ جوزف باہر پہرہ دیتا رہا۔ چونکہ جولیا بے حد تھکی ہوئی تھی اس لئے وہ بہت گہری نیند سوئی اور پھر صبح کافی دیر سے اس کی آنکھ کھلی تو اس نے اٹھ کر پہلے غسل کیا اور پھر وہ باہر آ گئی۔ اب وہ اپنے آپ کو خاصا فریش محسوس کر رہی تھی۔

پھر جولیا جیسے ہی سٹنگ روم میں جا کر بیٹھی جوزف نے باقاعدہ ناشتہ لا کر اس کے سامنے رکھ دیا۔ جولیا کے حیران ہونے پر جوزف نے بتایا کہ وہ رانا ہاؤس میں ناشتہ اور کھانا خود تیار کرتا ہے اور یہاں کچن میں چونکہ ضرورت کی ہر چیز پہلے سے موجود تھی اس لئے اس نے جولیا کے لئے بھی ناشتہ تیار کر دیا تھا۔

جولیا نے جوزف کا شکریہ ادا کیا اور پھر ناشتہ کرنے کے بعد اس نے چائے پی اور پھر اپنی جیکٹ کی جیب سے اس نے سیل فون نکالا اور اس پر عمران کا نمبر پریس کر کے اس نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد رابطہ ہو گیا تو اس نے عمران کو تفصیل سے بتا دیا کہ اس نے میک اپ چیک کرنے اور ٹارگٹ کو راکھ بنا دینے والی مشینری بھی تباہ کر دی ہے اور سپر ایجنٹس ڈیوک اور پیگی اور ان کے دو ساتھیوں کو بھی ہلاک کر دیا ہے تو عمران نے اسے چانگی چیک پوسٹ کے قریب پہنچ جانے کا کہہ دیا تاکہ عمران اور اس کے ساتھی چانگی چیک پوسٹ کراس کر کے ان سے مل جائیں

اور پھر وہ سب اکٹھے ہی لورگو پہنچ کر آ گئے لیبارٹری کی تباہی کے لئے کام کر سکیں۔ جولیا نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر دیا لیکن سیل فون آف ہوتے ہی سیل فون کے کونے پر ایک سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔ اس بلب کے جلنے بجھنے کا مطلب تھا کہ یہ کال نہ صرف کہیں سنی گئی ہے بلکہ اسے ٹیپ بھی کیا گیا ہے اور اس بات نے جولیا کو بوکھلا دیا تھا۔ اس خصوصی سیل فون میں ایسا نظام موجود تھا کہ اگر کال کہیں سنی جاتی تو سرخ بلب جل اٹھتا اور اگر کال کو ٹیپ کیا جاتا تو بلب مسلسل جلنے کی بجائے جلنے بجھنے لگ جاتا تھا۔ جولیا نے تیزی سے ایک اور بٹن پریس کر دیا تو بلب جلنا بجھنا بند ہو گیا۔

"جوزف"...... جولیا نے اونچی آواز میں کہا۔

"یس میڈم"...... جوزف کی آواز دروازے سے ہی سنائی دی۔

"ارے۔ تم آرام کرنے نہیں گئے۔ ساری رات جاگتے رہے ہو"۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"مجھے باس نے آپ کے ساتھ بھیجا ہے میڈم اور غلام کا کام حفاظت کرنا ہے اور حفاظت کرنے والا سوتا نہیں ہے"...... جوزف نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک گہرا سانس لیا۔

"عمران واقعی انتہائی خوش قسمت ہے کہ اسے تم جیسے ساتھی نصیب ہو گئے ہیں"...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"یہ غلام کی خوش قسمتی ہے میڈم کہ اسے پرنس جیسا آقا نصیب ہو گیا ہے“...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔

"میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے کہ میں نے ابھی عمران کو فون کال کی ہے اور یہ کال نہ صرف کہیں سنی گئی ہے بلکہ ٹیپ بھی کی گئی ہے۔ اب یہ کیسے معلوم ہو گا کہ کہاں یہ کال سنی گئی ہے“۔ جولیا نے کہا۔

"میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں میڈم“...... جوزف نے بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"کیسے معلوم کرو گے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ سیل فون رانا ہاؤس سے لایا گیا ہے میڈم اور یہ سپیشل سیل فون ہے۔ اس میں ایسی خصوصیات موجود ہیں کہ آپ اس بارے میں سوچ بھی نہیں سکتیں۔ میں ابھی آ رہا ہوں“...... جوزف نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر چلا گیا۔

"حیرت ہے۔ عمران نے اس کی کس انداز میں ٹریننگ کی ہے کہ یہ اس قدر جدید آلات کو بھی اس انداز میں سمجھتا ہے“...... جولیا نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک تہہ شدہ کاغذ تھا۔

"یہ کیا ہے“...... جولیا نے پوچھا۔

"یہ لورگو کا نقشہ ہے۔ میں نے بطور سیاح ایک بک سٹال سے خریدا تھا“...... جوزف نے جواب دیا۔

"اس کا کیا کرو گے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اسے میں اس سیل فون میں فیڈ کروں گا اور پھر آسانی سے پتہ چل جائے گا کہ ہماری کال اگر لورگو میں سنی گئی ہے تو کہاں اور اگر لورگو میں نہیں سنی گئی تو پھر مزید سوچیں گے“...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا کے چہرے پر انتہائی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"کیا مطلب۔ کیا اس سیل فون میں ایسا سسٹم ہے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس میڈم۔ میں نے بتایا تو ہے کہ اس میں خاصے سسٹم موجود ہیں“...... جوزف نے کہا۔

"تمہیں ایسے پیچیدہ آلات کی سمجھ کیسے آ جاتی ہے“...... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

"رانا ہاؤس میں ایسے سسٹم موجود ہیں کہ آپ شاید تصور بھی نہ کر سکیں اس لئے باس نے اس معاملے میں مجھے باقاعدہ ٹریننگ دی ہے“...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا جبکہ جوزف سامنے کرسی پر بیٹھ گیا اور اس نے سیل فون نکال کر اپنے سامنے رکھا اور پھر نقشہ کھول کر اس نے میز پر پھیلا دیا۔ اس کے بعد اس نے سیل فون کے مختلف بٹن پریس کئے

اور پھر سیل فون کو اٹھا کر اس نے اس کی ایک سائیڈ کو نقشے پر اس طرح رکھنا شروع کر دیا جیسے کیمرے سے اس نقشے کی فلم تیار کر رہا ہو۔ تھوڑی دیر بعد اس نے سیل فون سیدھا کیا اور پھر اس کے مختلف بٹن پریس کر دیئے۔ اس نے یہ تمام کام اس قدر تیزی اور مہارت سے کیا کہ جولیا حیرت بھری نظروں سے اسے دیکھتی رہ گئی۔ آج تک وہ یہی سمجھتی رہی تھی کہ جوزف بس افریقی وچ ڈاکٹروں اور افریقی رسم و رواج کا ہی ماہر ہے لیکن آج وہ اسے اس انداز میں کام کرتے دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ اسے جوزف سے زیادہ عمران کے بارے میں سوچ کر حیرت ہو رہی تھی جس نے جوزف جیسے آدمی کی اس انداز میں ٹریننگ کی تھی۔ جوزف نے جیسے ہی سیل فون کے مختلف بٹن پریس کئے سیل فون کے نچلے حصے کے ایک بڑے چوکھٹے میں سکرین سی روشن ہو گئی اور جولیا یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ اس پر لورگو کا نقشہ موجود تھا۔

"ویری گڈ جوزف۔ تم واقعی ماہر انجینئر ہو"...... جولیا نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میں باس کا غلام ہوں میڈم اور بس"...... جوزف نے جواب دیا اور ایک بار پھر سیل فون کے دو بٹن پریس کئے تو سکرین پر ایک سرخ رنگ کا نقطہ نمودار ہوا اور تیزی سے چلتا ہوا نقشے پر ایک کونے میں جا کر رک گیا۔ جوزف نے اس جگہ کو جہاں نقطہ ٹھہرا تھا غور سے دیکھنا شروع کر دیا۔

"ایگل ہاؤس مارجونا روڈ"...... جوزف نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بٹن پریس کر کے سیل فون کی سکرین کو آف کر دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ ہماری کال ایگل ہاؤس مارجونا روڈ پر کیچ کی گئی ہے"...... جولیا نے کہا۔

"یس میڈم"...... جوزف نے جواب دیا۔

"کیا تم نے یہ جگہ دیکھی ہوئی ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"میں تلاش کر لوں گا اور یہ بھی بتا دوں کہ جس طرح ہم نے اس جگہ کو ٹریس کر لیا ہے اس طرح جن لوگوں نے کال کیچ کی ہے انہوں نے بھی ہماری یہ جگہ ٹریس کر لی ہے"...... جوزف نے کہا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

"یہ کیسے معلوم ہو گیا تمہیں۔ میں تو اسے بس عام سا سیل فون سمجھ رہی تھی۔ مجھے تو صرف اتنا بتایا گیا تھا کہ اگر کہیں اس سیل فون کی کال سنی جائے گی یا ٹیپ کی جائے گی تو یہ بلب کاشن دے گا"...... جولیا نے کہا۔

"میڈم۔ جو نقطہ نقشے میں نظر آ رہا تھا اگر وہ جلتا بجھتا تو اس کا مطلب تھا کہ لوکیشن چیک نہیں کی گئی اور اگر نقطہ مسلسل جلتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ لوکیشن چیک کی گئی ہے"...... جوزف نے کہا۔

"اوہ۔ پھر تو ہم یہاں خطرے میں ہیں"...... جولیا نے یکلخت اٹھ کر کھڑی ہوتے ہوئے کہا۔

”یس میڈم۔ ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے“...... جوزف نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ۔ ہم سے واقعی حماقت ہوئی ہے۔ جب ہمیں معلوم ہو گیا تھا کہ کال چیک کی گئی ہے تو ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا چاہئے تھا“...... جولیا نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ دونوں جیپ میں بیٹھ کر اس کوٹھی سے نکل گئے۔

”اب اس ایگل ہاؤس کو تلاش کرو“...... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ وہ چونکہ نقشے کو دیکھ چکا تھا اس لئے اس نے ذہن میں نقشہ پوری طرح ذہن نشین کر لیا تھا۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک سڑک پر پہنچ گئے جس پر رہائش گاہیں موجود تھیں اور پھر ایک جگہ جوزف نے جیپ روک دی۔

”میڈم۔ سامنے عمارت میرے خیال میں ایگل ہاؤس ہے کیونکہ اس کے اوپر ایگل بنا ہوا ہے“...... جوزف نے کہا۔

”ہاں۔ یہی ہو گی۔ تم یہاں ٹھہرو۔ میں اندر چیکنگ کرتی ہوں“۔ جولیا نے کہا۔

”نہیں میڈم۔ آپ یہیں ٹھہریں۔ میں اندر ٹرائی کرتا ہوں“۔ جوزف نے کہا اور جیپ سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ جولیا ہونٹ بھینچے جیپ کی سائیڈ سیٹ پر ہی بیٹھی رہی۔ اس کی نظریں اس عمارت کے پھاٹک پر جمی ہوئی تھیں۔ تھوڑی دیر بعد جب اس نے پھاٹک کو کھلتے دیکھا تو وہ چونک

پڑی۔ بڑا پھاٹک کھلا اور جوزف باہر آ گیا تو جولیا تیزی سے جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر کھسک گئی اور اس نے جیپ سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دی۔ جب وہ جیپ لے کر عمارت کے اندر پہنچی تو اس کی ناک سے ہلکی سی نامانوس سی بو ٹکرائی تو وہ سمجھ گئی کہ جوزف نے اندر پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی ہے جس کا اثر اب ختم ہو چکا ہے۔ البتہ ہلکی سی بو فضا میں موجود تھی۔ جوزف اس دوران پھاٹک بند کر کے جیپ کے قریب پہنچ گیا۔

”اندر ایک آدمی ہے جو ایک جدید ساخت کے کال کیچر کے سامنے موجود ہے“...... جوزف نے کہا۔

”اچھی طرح پوری کوٹھی چیک کرو۔ ہو سکتا ہے کہ نیچے تہہ خانے ہوں“...... جولیا نے کہا۔

”یس میڈم“...... جوزف نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

جولیا ایک کمرے میں داخل ہوئی تو وہاں واقعی میز پر ایک کافی بڑا ٹرانسمیٹر نما آلہ موجود تھا جس کے سامنے کرسی پر ایک دیوہیکل نیگرو ڈھلکے ہوئے انداز میں پڑا تھا۔ میز پر شراب کی ایک بڑی بوتل بھی پڑی تھی جو آدھی سے زیادہ شراب سے بھری ہوئی تھی۔ اس نے سرسری سی نظریں کمرے پر ڈالی اور پھر دوسرے کمرے میں آ گئی۔ یہ کمرہ آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا۔ یہاں بھی میز پر شراب کی بوتل اور دو گلاس پڑے تھے۔ جولیا نے ایک گلاس کو اٹھا کر اس کے کناروں کو غور سے دیکھا۔

"اس کا مطلب ہے کہ یہاں ایک عورت بھی رہی ہے"۔ جولیا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور گلاس واپس میز پر رکھ دیا۔ پھر وہ واپس اس کمرے میں پہنچ گئی جہاں وہ نیگرو بے ہوش پڑا ہوا تھا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں رسی کا بنڈل تھا۔

"کوٹھی خالی پڑی ہے میڈم"...... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب اسے کرسی سے باندھ دو۔ اب باقی باتیں یہ بتائے گا"...... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر اس نے رسی کا بنڈل کھولا اور اس نیگرو کو رسی کی مدد سے کرسی کے ساتھ اچھی طرح جکڑ دیا۔

"اب اسے ہوش میں لے آؤ"...... جولیا نے کہا۔ وہ اسی نیگرو کی سائیڈ میں موجود کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔ جوزف نے اس نیگرو کو باندھنے کے ساتھ ساتھ اس کی کرسی کا رخ بھی تبدیل کر دیا تھا اس لئے اب اس نیگرو کا رخ جولیا کی طرف تھا۔ جوزف نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹا کر اس نے اس کا دہانہ اس نیگرو کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کیا اور اسے واپس جیب میں ڈال کر وہ پیچھے ہٹا اور جولیا کی کرسی کے قریب کھڑا ہو گیا۔

"یہاں سے چانگی چیک پوسٹ کا راستہ کتنا ہو گا"...... اچانک جولیا نے پوچھا۔

"دو گھنٹے تو لگ ہی جائیں گے میڈم وہاں تک پہنچنے میں"۔

جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد اس نیگرو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور پھر اس نے بے اختیار کرسی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن ناکام ہونے کے بعد اس نے ہونٹ بھینچ کر ادھر ادھر دیکھا۔ پھر اس کی نظریں سامنے کرسی پر بیٹھی ہوئی جولیا اور اس کے ساتھ کھڑے جوزف پر جم سی گئیں۔

"کیا نام ہے تمہارا"...... جولیا نے بڑے سرد لہجے میں پوچھا۔

"تم کون ہو اور تم یہاں کیسے آ گئے ہو"...... اس نیگرو نے جولیا کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا تو جولیا کی کرسی کے ساتھ کھڑا جوزف یکلخت بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے کمرہ اس نیگرو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی ایک اکڑی ہوئی انگلی اس کی آنکھ میں مار دی تھی۔

"اب اگر میڈم کے سوال کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کیا تو دوسری آنکھ بھی نکال دوں گا"...... جوزف نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے خون آلود انگلی کو اس نیگرو کے لباس سے صاف کیا اور پھر وہ پیچھے ہٹ کر ایک بار پھر جولیا کی کرسی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ نیگرو اب کراہ رہا تھا۔ اس کی اکلوتی آنکھ گہری سرخ ہو گئی تھی اور چہرہ تکلیف کی شدت سے مسخ سا ہو گیا تھا۔

"بولو۔ کیا نام ہے تمہارا"...... جولیا نے کہا۔

"گازک۔ گازک"...... نیگرو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے فون کال ٹیپ کی تھی"...... جولیا نے کہا تو گازک بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو تم نے وہ کال کی تھی۔ مم۔ مم۔ مگر تم وہاں گئے نہیں جہاں تمہیں بلایا گیا تھا"...... گازک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ساتھی جن میں ایک عورت بھی ہے وہ کب وہاں جانے کے لئے یہاں سے روانہ ہوئے ہیں"...... جولیا نے کہا تو گازک کی اکلوتی آنکھ میں حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ گائیکر اور سینڈی وہاں گئے ہیں"...... گازک نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تم نے پھر سوال کر دیا ہے۔ کیا تم اندھے ہونا چاہتے ہو حالانکہ ہم تمہیں اسی حالت میں چھوڑ کر واپس جانے کا سوچ رہے ہیں کیونکہ تم ہمارے لئے چھوٹی مچھلی ہو"...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"مم۔ میں واقعی چھوٹی مچھلی ہوں۔ پلیز مجھے کچھ نہ کہو"۔ گازک نے کہا۔

"تو پھر تفصیل بتاؤ کہ گائیکر اور سینڈی کون ہیں۔ یہ سن لو کہ ہمیں معلوم ہے تو ہم یہاں تک پہنچ گئے ہیں اس لئے غلط بیانی

تمہیں لے ڈوبے گی"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔

"ہمارا تعلق کاراکاز سے ہے۔ ہمیں بلیک تھنڈر نے یہاں پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف ہائر کیا ہے۔ گائیکر انچارج ہے۔ اس کے ساتھ اس کی نائب سینڈی اور میں یہاں آئے ہیں۔ یہاں ہمیں رپورٹ ملی کہ یہاں بلیک تھنڈر کے لئے کام کرنے والے ڈیوک اور اس کی بیوی پیگی اور سکائی نائٹ کلب کے مالک اور جنرل منیجر روتھم کو ہلاک کر دیا گیا ہے۔ پھر ایک فون کال میں نے کیچ کر کے ٹیپ کر لی۔ اس کے بعد گائیکر اور سینڈی چانگی چلے گئے ہیں۔ میں یہاں اس لئے رک گیا ہوں تاکہ اگر دوبارہ کال ہو تو میں انہیں ٹرانسمیٹر پر اطلاع دے سکوں"...... گازک نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"دوسری کال کیا ضروری تھی"...... جولیا نے کہا۔

"باس گائیکر کا خیال تھا کہ پاکیشیائی ایجنٹ بے حد ہوشیار ہیں۔ وہ اچانک پلاننگ بدل سکتے ہیں"...... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کس نمبر پر تم نے اطلاع دینی تھی"...... جولیا نے پوچھا تو گازک نے نمبر بتا دیئے۔

"کیا ان کے پاس بھی ایسا ہی کال کیچر ہے"...... جولیا نے پوچھا۔

"نہیں۔ عام فون ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پھر مجھے یہاں رہنے کی

کیا ضرورت تھی"...... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم اسے اٹھا کر ساتھ بھی تو لے جا سکتے تھے"...... جولیا نے کہا۔

"اس کی رینج زیادہ نہیں ہے"...... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔ فون نکالو اور اس پر اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے اس کی بات کراؤ اور سنو گازک۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو گائیکر کو بتاؤ کہ دوبارہ کال ہوئی ہے جس کے مطابق اب پاکیشیائی ایجنٹ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچ رہے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"اس طرح وہ راستے سے ہی واپس آ جائیں گے میڈم اور ہم اتنی دیر تک یہاں نہیں رہ سکتے۔ ادھر باس بھی وہاں پہنچ جائیں گے"...... جوزف نے جیب سے فون نکالتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ پاکیشیائی تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرے ذہن میں یہ خیال نہ آیا تھا"۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"گائیکر اور سینڈی کس چیز پر گئے ہیں"...... جولیا نے گازک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"جیپ پر"...... گازک نے جواب دیا۔

"کیا تفصیل ہے اس جیپ کی"...... جولیا نے پوچھا تو گازک نے تفصیل بتا دی اور پھر جولیا کے مزید پوچھنے پر اس نے گائیکر اور سینڈی کے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں بھی بتا دیا۔ جب سے اس کی ایک آنکھ نکلی تھی وہ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا تھا اور پھر جب جولیا نے اسے چھوٹی مچھلی قرار دے کر زندہ رکھنے کی خوشخبری سنائی تو وہ اب اس طرح تمام سوالوں کے جواب دے رہا تھا جیسے وہ گائیکر اور سینڈی کی بجائے ان کا ساتھی ہو۔

"تم نے ہاتھ کھول لئے ہیں لیکن ابھی رسیاں کھولنی باقی ہیں"۔ اچانک جولیا نے کہا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میڈم۔ واقعی اس نے ہاتھ کھول لئے ہیں"۔ جوزف نے گازک کے عقب میں جا کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ اس کے بازوؤں کی معمولی سی حرکت میں نے مارک کر لی تھی"...... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل نکال لیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے"...... گازک نے یکلخت رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"تم نے یہ حرکت کر کے اپنی ذہنیت ظاہر کر دی ہے ورنہ ہم تمہیں بے ہوش کر کے چلے جاتے"...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ جوزف، جولیا کے مشین پسٹل نکالتے ہی ایک طرف ہٹ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گازک کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن اسے زیادہ چیخنے اور تڑپنے کا موقع ہی نہ ملا اور اس کی اکلوتی

کیا ضرورت تھی''...... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''تم اسے اٹھا کر ساتھ بھی تو لے جا سکتے تھے''...... جولیا نے کہا۔
''اس کی رینج زیادہ نہیں ہے''...... گازک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
''جوزف۔ فون نکالو اور اس پر اس کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر کے اس کی بات کراؤ اور سنو گازک۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو گائیکر کو بتاؤ کہ دوبارہ کال ہوئی ہے جس کے مطابق اب پاکیشیائی ایجنٹ ہیلی کاپٹر پر یہاں پہنچ رہے ہیں''...... جولیا نے کہا۔
''اس طرح وہ راستے سے ہی واپس آ جائیں گے میڈم اور ہم اتنی دیر تک یہاں نہیں رہ سکتے۔ ادھر باس بھی وہاں پہنچ جائیں گے''...... جوزف نے جیب سے فون نکالتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ پاکیشیائی تھا۔
''تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ میرے ذہن میں یہ خیال نہ آیا تھا''۔ جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
''گائیکر اور سینڈی کس چیز پر گئے ہیں''...... جولیا نے گازک سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
''جیپ پر''...... گازک نے جواب دیا۔
''کیا تفصیل ہے اس جیپ کی''...... جولیا نے پوچھا تو گازک نے تفصیل بتا دی اور پھر جولیا کے مزید پوچھنے پر اس نے

گائیکر اور سینڈی کے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں بھی بتا دیا۔ جب سے اس کی ایک آنکھ نکلی تھی وہ تیر کی طرح سیدھا ہو گیا تھا اور پھر جب جولیا نے اسے چھوٹی مچھلی قرار دے کر زندہ رکھنے کی خوشخبری سنائی تو وہ اب اس طرح تمام سوالوں کے جواب دے رہا تھا جیسے وہ گائیکر اور سینڈی کی بجائے ان کا ساتھی ہو۔
''تم نے ہاتھ کھول لئے ہیں لیکن ابھی رسیاں کھولنی باقی ہیں''۔ اچانک جولیا نے کہا تو جوزف بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔
''اوہ۔ اوہ۔ میڈم۔ واقعی اس نے ہاتھ کھول لئے ہیں''۔ جوزف نے گازک کے عقب میں جا کر انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''ہاں۔ اس کے بازوؤں کی معمولی سی حرکت میں نے مارک کر لی تھی''...... جولیا نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مشین پسٹل نکال لیا۔
''مم۔ مم۔ مجھے مت مارو۔ مت مارو مجھے''...... گازک نے یکلخت رو دینے والے لہجے میں کہا۔
''تم نے یہ حرکت کر کے اپنی ذہنیت ظاہر کر دی ہے ورنہ ہم تمہیں بے ہوش کر کے چلے جاتے''...... جولیا نے سرد لہجے میں کہا۔ جوزف، جولیا کے مشین پسٹل نکالتے ہی ایک طرف ہٹ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی جولیا نے ٹریگر دبا دیا اور تڑتڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی گازک کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن اسے زیادہ چیخنے اور تڑپنے کا موقع ہی نہ ملا اور اس کی اکلوتی

آنکھ بے نور ہو گئی۔

"آپ کی نگاہ تو مجھ سے بھی تیز ہے میڈم۔ میں نے اس کی حرکت مارک نہیں کی تھی"...... جوزف نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"تم نے اس انداز میں اسے دیکھا نہ ہو گا۔ بہرحال اب ہمیں عمران کو اس سلسلے میں بریف کرنا ہو گا۔ فون مجھے دو"...... جولیا نے کہا تو جوزف نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون جیب سے نکال کر جولیا کی طرف بڑھا دیا۔

گائیکر اور سینڈی جیپ میں بیٹھے چانگی کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے کہ اچانک جیپ کے ڈیش بورڈ میں سے ٹرانسمیٹر کال کی مخصوص آواز سنائی دی تو گائیکر اور سینڈی دونوں چونک پڑے۔ گائیکر نے جیپ کو ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ڈیش بورڈ میں نصب خصوصی کیچر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جولیانا کالنگ"...... بار بار ایک نسوانی آواز سنائی دے رہی تھی۔

"کیا تم نے کال کیچر کو پہلے سے زیرو فریکونسی پر ایڈجسٹ کیا ہوا تھا"...... سینڈی نے کہا۔

"ہاں۔ میرا خیال تھا کہ اگر دوبارہ کال ہو تو ہم خود ہی اسے سن لیں۔ ہو سکتا ہے کہ گازک پوری تفصیل نہ بتا سکے"...... گائیکر نے جواب دیا۔

"یس۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پرنس۔ آپ اس وقت کہاں ہیں"...... جولیا نے پوچھا۔

"ہم کرامی سے باہر آ چکے ہیں اور دو گھنٹے بعد چانگی چیک پوسٹ پر پہنچ جائیں گے۔ کیوں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔ بولنے والے کے لہجے میں ہلکی سی حیرت موجود تھی۔

"ہم ابھی لورگو میں ہی ہیں۔ میں نے پہلے جو کال تمہیں کی تھی وہ یہاں ایک گروپ نے کیچ کر لی تھی۔ جوزف کی مہارت کی وجہ سے ہم نے اس کا پوائنٹ چیک کر لیا اور پھر ہم وہاں پہنچے تو وہاں ایک گازک نامی نیگرو موجود تھا اور وہاں ایک انتہائی جدید ساخت کا کال کیچر موجود تھا"...... جولیا نے کہا تو گائیگر اور سینڈی دونوں بے اختیار چونک پڑے۔

"اوہ۔ پھر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"میں نے اس سے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ان کا تعلق ایک بین الاقوامی تنظیم کاراکاز سے ہے اور بی ٹی نے انہیں یہاں ہمارے خلاف کام کرنے کے لئے ہائر کیا ہے۔ اس نیگرو کے ساتھ ایک مرد گائیگر اور ایک عورت جس کا نام سینڈی ہے آئے ہوئے ہیں اور پہلی کال کیچ ہونے کے بعد یہ دونوں اس نیگرو گازک کو وہاں چھوڑ کر خود چانگی چیک پوسٹ پر گئے ہیں تاکہ ہماری جیپوں کو میزائلوں سے اڑا دیا جائے"...... جولیا نے کہا تو گائیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

"اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا حلیئے ہیں ان کے اور ان کے بارے میں مزید تفصیلات کیا معلوم ہوئی ہیں"...... پرنس آف ڈھمپ نے کہا تو جولیانا نے نہ صرف جیپ کے بارے میں تمام تفصیل بتا دی بلکہ گائیگر اور سینڈی کے حلیئے اور قدوقامت کے بارے میں بھی بتا دیا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے"...... پرنس آف ڈھمپ نے پوچھا۔

"جیسے تم کہو"...... جولیا نے کہا۔

"تم وہیں رکو۔ ہم راستے میں خود ہی ان سے نمٹ لیں گے۔ تم کہاں موجود ہو"...... پرنس نے کہا تو جولیا نے اسے ایگل ہاؤس مارجونا روڈ کا ایڈریس بتا دیا۔

"ٹھیک ہے۔ جوزف کی کیا پوزیشن ہے"...... پرنس نے پوچھا۔

"وہ بے حد شاندار جا رہا ہے"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر ایسا کرو کہ اس کی قوت شامہ کو استعمال کر کے چانگی پہنچ جاؤ۔ تمام کام آسانی سے ہو جائے گا"...... پرنس نے کہا۔

"ٹھیک ہے"...... جولیا نے کہا تو دوسری طرف سے او کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی گائیگر نے بھی کال کیچر آف

کر دیا۔

"یہ سب کیا ہے۔ یہ لوگ تو ہماری رہائش گاہ پر بھی پہنچ چکے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ انہیں کیسے پتہ چلا اور پھر گازک تو خاصا تربیت یافتہ اور تیز آدمی ہے۔ وہ کیسے ان کے ہاتھ لگ گیا"۔ سینڈی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس بات سے تم ان کی کارکردگی کو سمجھ سکتی ہو۔ یہ تو اچھا ہوا کہ میں نے کال کیچر کو زیرو فریکونسی پر ایڈجسٹ کر رکھا تھا تاکہ اگر دوبارہ کال ہو تو ہم خود بھی اسے سن سکیں اور ہم نے یہ کال سن لی ورنہ ہم تو پکے ہوئے پھلوں کی طرح ان کی جھولی میں جا گرتے"...... گائیکر نے کہا۔

"یہ قوت شامہ کے استعمال سے پرنس کا کیا مطلب تھا"۔ سینڈی نے کہا۔

"یہ بات میری سمجھ میں بھی نہیں آئی۔ بہرحال اب ہم نے ان کو ٹریپ بھی کرنا ہے اور ان کا خاتمہ بھی کرنا ہے اور ہمارے پاس کافی وقت موجود ہے"...... گائیکر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیپ کی سیٹ سے پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

"ہمیں اس جیپ کو کہیں چھوڑنا ہو گا۔ اس کی تفصیلات ان تک پہنچ چکی ہیں"...... سینڈی نے کہا۔

"ہاں۔ ٹھیک ہے۔ اس طرح یقینی طور پر کام ہو جائے گا"۔ گائیکر نے آنکھیں کھول کر سیدھا ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا سوچا ہے"...... سینڈی نے چونک کر پوچھا۔

"ان دونوں پارٹیوں کے درمیان یہ طے ہوا ہے کہ وہ چانگی چیک پوسٹ کے بعد ایک دوسرے سے ملیں گی اور ان کے مطابق چونکہ ہم نے ان کی پہلی کال سنی ہوئی ہے اس لئے ہم ان کا خاتمہ چانگی چیک پوسٹ کے بعد ہی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ چانگی چیک پوسٹ تک پہنچنے تک یہ بے فکر رہیں گے جبکہ ہم چانگی چیک پوسٹ سے آگے جا کر کسی موڑ پر پکٹنگ کر لیں گے اس طرح پہلے اس پرنس اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔ پھر چانگی چیک پوسٹ سے واپس آ کر اس جولیانا اور جوزف کا خاتمہ کر دیں گے"۔ گائیکر نے کہا۔

"لیکن ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ وہ لوگ کون سی جیپ میں آ رہے ہیں"...... سینڈی نے کہا تو گائیکر چونک پڑا۔ اس کی پیشانی پر لکیریں سی ابھر آئی تھیں۔

"اوہ۔ واقعی تمہاری بات درست ہے۔ ہماری جیپ کی تفصیلات ان تک پہنچی ہیں۔ ان کی جیپ کی تفصیلات کا تو ہمیں علم نہیں ہے اور نہ ہی یہ معلوم ہے کہ پرنس کے ساتھ کتنے لوگ ہیں"...... گائیکر نے کہا۔

"چیک پوسٹ پر تو یہ رکیں گے۔ وہاں چیکنگ کر لیں گے"۔ سینڈی نے کہا۔

"نہیں۔ یہ لوگ وہاں حملہ بھی کر سکتے ہیں۔ اوہ۔ ٹھیک ہے۔

اب یہی صورت ہو سکتی ہے''...... گائیگر نے کہا۔

''کیا''...... سینڈی نے چونک کر کہا۔

''ہم یہ جیپ روڈ کے قریب سائیڈ پر روک دیں گے۔ چونکہ اس جیپ کے بارے میں تفصیلات ان تک پہنچ چکی ہیں اس لئے اس جیپ کو دیکھتے ہی یہ لوگ رک جائیں گے اور چیکنگ کریں گے۔ اس طرح ہمیں حتمی طور پر معلوم ہو جائے گا کہ یہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں''...... گائیگر نے کہا۔

''اوہ واقعی۔ تمہاری یہ تجویز درست ہے''...... سینڈی نے بھی اس کی تائید کرتے ہوئے کہا۔

''اس جولیانا اور جوزف سے بعد میں جا کر نمٹا جا سکتا ہے اور اگر ان دونوں کے درمیان مزید کوئی کال ہوئی تو وہ بھی ہم سن لیں گے''...... گائیگر نے کہا تو سینڈی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر گائیگر نے جیپ آگے بڑھا دی۔ چانگی چیک پوسٹ پر انہوں نے صرف جیپ میں بیٹھے بیٹھے اپنے خصوصی کارڈ دکھائے اور انہیں آگے کرامی جانے کی اجازت دے دی گئی۔ چیک پوسٹ سے کافی فاصلے پر ایک موڑ آتا تھا۔ گائیگر نے اسی موڑ پر کافی پہلے جیپ کو سائیڈ پر کر کے روک دیا۔

''تم میزائل گن لے کر سڑک کی دوسری طرف کسی درخت پر بیٹھ جاؤ۔ میں اسی طرف بیٹھوں گا۔ پھر جیسے ہی میں فائر کھولوں تم نے بھی فائر کھول دینا ہے۔ انہیں کسی صورت بھی بچ کر نہیں جانا چاہئے''...... گائیگر نے کہا۔

''لیکن اس دوران اگر کوئی ٹرانسمیٹر کال آئی تو ہم کیسے سنیں گے''...... سینڈی نے کہا۔

''اب کال ہوئی بھی سہی تب بھی کوئی فرق نہیں پڑتا۔ آنا تو بہرحال انہوں نے ہے ہی''...... گائیگر نے کہا۔

''تو پھر کال کیچر آف کر دو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ جب یہاں پہنچیں تو کال آنا شروع ہو جائے۔ اس طرح وہ چوکنا ہو جائیں گے''۔ سینڈی نے کہا۔

''ٹھیک ہے''...... گائیگر نے کہا اور کال کیچر آف کر کے وہ جیپ سے نیچے اتر آیا۔ دوسری طرف سے سینڈی بھی نیچے اتر گئی۔ پھر جیپ کا عقبی دروازہ کھول کر انہوں نے عقبی طرف پڑے ہوئے بڑے سے تھیلے میں سے میزائل گنیں نکال لیں۔ ان میزائل گنوں میں میزائلوں کی پوری بیلٹ چلتی تھی اس لئے اس گن سے مسلسل دس میزائل فائر کئے جا سکتے تھے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مشین گنیں بھی نکال لیں اور پھر ایک ایک مشین گن کاندھے سے لٹکا کر اور میزائل گنیں ہاتھوں میں اٹھائے سینڈی تو سڑک کراس کر کے دوسری طرف کچھ فاصلے پر درختوں کے ایک جھنڈ میں چلی گئی جبکہ گائیگر کچھ فاصلے پر موجود درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ گیا۔ اس نے ایک ایسے درخت کا انتخاب کیا جو خاصا گھنا بھی تھا اور جس پر بیٹھ کر وہ سڑک کو نہ صرف پوری طرح موڑ تک چیک کر سکتا تھا

بلکہ خود بھی دوسروں کی نظروں سے محفوظ رہ سکتا تھا اور پھر اس
درخت پر چڑھ کر اس نے ایک مناسب جگہ کا انتخاب کیا اور اس
انداز میں درخت کی موٹی ٹہنی پر بیٹھ گیا کہ آسانی سے میزائل گن
اور مشین گن استعمال کر سکے۔ اب ظاہر ہے اسے پاکیشیائی ایجنٹوں
کا انتظار تھا۔

جولیا نے عمران کو کال کر کے فون آف کیا لیکن اس کے چہرے
پر شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔ عمران نے پہلے اسے وہیں
رکنے کا اشارہ کیا اور پھر جوزف کی قوت شامہ کے استعمال کی
ہدایت دے کر چانگی آنے کا کہہ دیا۔ جولیا نے ایک بار تو سوچا کہ
عمران سے تفصیل معلوم کر لے لیکن پھر اس نے اس لئے ارادہ
بدل دیا تھا کہ عمران کے ساتھ لامحالہ صالحہ اور دوسرے ساتھی موجود
ہوں گے اور جولیا ان کے سامنے شرمندہ نہ ہونا چاہتی تھی لیکن
حقیقت یہی ہے کہ باوجود کوشش کے وہ عمران کی بات سمجھ نہ سکی تھی
اور اب وہ سوچ رہی تھی کہ اس طرح الجھنے سے بہتر تھا کہ وہ اس
سے وضاحت مانگ لیتی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے عمران کو
دوبارہ کال کرنے کا فیصلہ کیا اور دوبارہ ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ
بڑھایا ہی تھا کہ جوزف جو دروازے سے باہر کھڑا تھا تیزی سے

اندر داخل ہوا۔

''میڈم۔ آپ باس کو دوبارہ کال کر رہی ہیں شاید''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا''...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

''آپ کا انداز اور چہرے کے تاثرات بتا رہے ہیں میڈم کہ آپ باس کی کسی بات پر الجھ گئی تھیں''...... جوزف نے کہا۔

''ہاں۔ تمہاری ریڈنگ واقعی درست ہے۔ عمران نے پہلے مجھے یہاں رکنے کا کہا اور پھر تمہاری قوت شامہ استعمال کر کے وہاں آنے کا کہا۔ اس کا کیا مطلب ہوا''...... جولیا نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''میں باس کا غلام ہوں میڈم۔ آپ مجھ سے پوچھ لیا کریں''۔ جوزف نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔

''کیا مطلب۔ تم سے کیا پوچھ لیا کروں اور کیوں''...... جولیا نے حیرت اور قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

'میڈم۔ باس کا مطلب تھا کہ میں اس گائیکر اور سینڈی کی بو سونگھتا ہوا چانگی چیک پوسٹ پر پہنچوں اور ان کا سراغ لگا کر ان کا خاتمہ کر دوں''...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا بے اختیار اچھل پڑی۔

''مگر کیوں۔ اس کی وجہ جبکہ وہ خود ان کا خاتمہ وہاں کر سکتے ہیں''...... جولیا نے کہا۔

''میڈم۔ باس اپنا ارادہ بغیر کسی وجہ کے تبدیل نہیں کیا کرتے۔ انہوں نے پہلے ہمیں یہاں رکنے کا کہا لیکن پھر ارادہ بدل دیا اور ہمیں حکم دیا کہ ہم ان کی بو سونگھتے ہوئے ان سے ٹکرائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ باس کو اس دوران علم ہو گیا کہ کال کہیں سنی جا رہی ہے اور اس صورت میں گائیکر اور سینڈی دونوں الرٹ ہو چکے ہوں گے اور چونکہ وہ تربیت یافتہ ہیں اس لئے لامحالہ انہوں نے باس اور اس کے ساتھیوں کے خلاف وہاں ٹریپ بچھا دینا ہے اس لئے اس نے ہمیں حکم دیا کہ چونکہ باس کی طرح ہم نے بھی انہیں نہیں دیکھا ہوا اس لئے ہم سونگھنے کی قوت استعمال کر کے ان کو آسانی سے ٹریس کر سکتے ہیں اور اگر وہ کال سن رہے ہوں گے تو جس طرح آپ قوت شامہ کے الفاظ کا مطلب نہیں سمجھ سکیں اس طرح وہ بھی نہ سمجھ سکے ہوں گے اور مار کھا جائیں گے''...... جوزف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو جولیا اس طرح حیرت بھری نظروں سے جوزف کو دیکھنے لگی جیسے وہ جوزف کی بجائے کسی اور کو دیکھ رہی ہو۔

''حیرت انگیز۔ تم تو عمران سے بھی زیادہ ذہین ہو''...... جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

''نہیں میڈم۔ باس عظیم ہے اور میں تو صرف اس کا غلام ہوں اور چونکہ غلام کا فرض ہے کہ باس کی باتیں سمجھے اس لئے میں سمجھ

لیتا ہوں اور مجھے اس پر فخر ہے کہ میں باس کا غلام ہوں“۔ جوزف نے جواب دیا۔

”کیا تم انہیں سونگھ کر ٹریس کر سکتے ہیں جبکہ تم نے انہیں دیکھا ہی نہیں اور نہ ہی ان سے کبھی ملے ہو“...... جولیا نے اچانک ایک خیال کے تحت پوچھا تو جوزف بے اختیار ہنس پڑا۔

”میڈم۔ یہ ان کی جگہ ہے۔ یہاں ان کے لباس موجود ہیں۔ وہ گلاس موجود ہیں جن میں انہوں نے شراب پی ہے۔ وہ کرسیاں موجود ہیں جن پر وہ بیٹھے رہے ہیں“...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس طرح تم ان کی بو سونگھ لو گے“...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میڈم۔ میں افریقہ کا پرنس ہوں اور جنگل میں زیادہ تر کام قوت شامہ سے ہی لیا جاتا ہے اور پرنس وہی بن سکتا ہے جس کی قوت شامہ دوسروں سے زیادہ تیز ہو اور باس کو چونکہ معلوم ہے کہ میں یہاں موجود ہوں اس لئے انہوں نے قوت شامہ کا لفظ استعمال کیا ہے“...... جوزف نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں وہاں جانے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا عمران ان سے نمٹ نہیں سکتا“...... جولیا نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”میڈم۔ باس کو معلوم ہے کہ کال سننے کے بعد یہ لوگ ہماری طرف سے مطمئن ہوں گے اور اب تمام ٹریپ باس اور اس کے

ساتھیوں کے خلاف بچھایا جائے گا اور ٹریپ میں کچھ بھی ہو سکتا ہے“...... جوزف نے جواب دیا۔

”لیکن کس طرح ٹریپ بچھایا جا سکتا ہے“...... جولیا ابھی تک الجھی ہوئی تھی۔

”باس کا حکم ہے کہ جب بھی کسی کے بارے میں سوچنا ہو تو اپنے آپ کو اس کی جگہ رکھ کر سوچا جائے اور اگر میں اپنے آپ کو گائیگر کی جگہ رکھ کر سوچوں تو کال سننے کے بعد میں لامحالہ چانگی چیک پوسٹ کے بعد کسی موڑ پر اپنی جیپ کھڑی کر کے خود علیحدہ چھپ کر بیٹھ جاؤں گا اور چونکہ کال کی وجہ سے باس تک جیپ کی پوری تفصیل پہنچ چکی ہے اس لئے جیپ کو دیکھ کر باس اور اس کے ساتھی لازماً چیکنگ کے لئے رکیں گے اور اس طرح گائیگر اور اس کی ساتھی عورت سمجھ جائیں گے کہ یہی باس اور ان کے ساتھیوں کی جیپ ہے اور وہ اس پر فائر کھول سکتے ہیں جبکہ وہ ہماری طرف سے مطمئن ہوں گے اس لئے ہم انہیں آسانی سے ختم کر سکتے ہیں“...... جوزف نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو جولیا ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”تم اور تمہارا باس دونوں ہی میری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ میں اپنے آپ کو عقلمند سمجھتی تھی لیکن اب تمہاری باتیں سن کر مجھے احساس ہوا ہے کہ عقلمند تو تم اور تمہارا باس ہے۔ جو بات تم نے اتنی آسانی سے سوچ لی ہے وہ میرے تصور میں بھی نہ تھی“...... جولیا نے ہاتھ

اٹھا کر جوزف کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے تحسین بھرے لہجے
میں کہا تو جوزف کے چہرے پر چمک سی ابھر آئی۔
"آپ باس کی ساتھی ہیں میڈم۔ آپ کا رتبہ بلند ہے جبکہ میں
تو باس کا غلام ہوں"...... جوزف نے سر جھکاتے ہوئے بڑے
عاجزانہ لہجے میں کہا تو جولیا بے اختیار مسکرا دی۔
"او کے۔ ٹھیک ہے۔ تم یہاں ان کی بو سونگھو۔ پھر ہمیں یہاں
سے روانہ ہونا ہے کیونکہ چانگی چیک پوسٹ کا فاصلہ یہاں سے کافی
زیادہ ہے"...... جولیا نے کہا۔
"آپ جیپ میں بیٹھیں۔ میں آ رہا ہوں۔ پھر آپ دیکھیں گی
کہ ہم کتنی جلدی وہاں پہنچتے ہیں"...... جوزف نے کہا تو جولیا نے
جیکٹ کی جیب سے مشین پسٹل نکال کر وہاں موجود اس آلے پر
فائر کھول دیا جس کو گازک آپریٹ کر رہا تھا اور پھر مشین پسٹل
جیب میں ڈال کر وہ مڑی اور تھوڑی دیر بعد وہ جیپ کی سائیڈ سیٹ
پر بیٹھ چکی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جوزف تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جیپ کی
طرف آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک مڑا تڑا سا ٹشو پیپر تھا۔ اس
نے جیپ میں بیٹھ کر ایک بار اسے ناک سے لگا کر سونگھا اور پھر ٹشو
پیپر کو اپنی جیب میں ڈال لیا۔
"یہ کس کا ہے"...... جولیا نے کہا۔
"اس میں عورت کی مخصوص بو آ رہی ہے۔ یہ یقیناً اس گائیگر کی
ساتھی عورت سینڈی کا ہے اور اب میں ان کو پاتال میں بھی تلاش

کر لوں گا"...... جوزف نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیا اور
دوسرے لمحے جیپ سٹارٹ ہو کر اس کوٹھی کے پھاٹک پر پہنچ کر رک
گئی۔ جوزف نے نیچے اتر کر پھاٹک کھولا اور جیپ میں بیٹھ کر اس
نے جیپ کو باہر نکالا اور ایک بار پھر اسے روک کر نیچے اترا اور
پھاٹک کو اندر سے بند کر کے خود وہ چھوٹے پھاٹک سے باہر آ گیا
اور باہر سے چھوٹا پھاٹک بھی بند کر دیا اور آ کر جیپ کی ڈرائیونگ
سیٹ پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جیپ خاصی تیز رفتاری سے چلتی
ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جبکہ جولیا خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔
اس کے ذہن میں بار بار جوزف کی باتیں آ رہی تھیں۔ اسے حقیقتاً
یہ احساس ہو رہا تھا کہ جوزف بے حد عقلمند اور گہرا آدمی ہے جبکہ
اب تک وہ جوزف کے بارے میں یہی سمجھتی رہی تھی کہ جوزف کو
بس افریقہ اور اس کے وچ ڈاکٹروں کے علاوہ اور کچھ نہیں معلوم
لیکن اس بار جوزف کے ساتھ رہ کر اسے حقیقتاً احساس ہو رہا تھا کہ
وہ جوزف کو غلط سمجھتی رہی ہے۔ وہ اب سوچ رہی تھی کہ اس مشن
کی رپورٹ دیتے وقت وہ خصوصی طور پر جوزف کی عقلمندی اور
ہوشیاری کے بارے میں ذکر کرے گی اور وہ سفارش کرے گی کہ
جوزف کو باقاعدہ سیکرٹ سروس میں شامل کیا جائے کہ اچانک جیپ
اچھلنے لگی اور جولیا چونک کر اپنے خیالات سے باہر آ گئی اور اس
کے ساتھ ہی وہ یہ دیکھ کر چونک پڑی کہ جیپ سڑک کو چھوڑ کر
جھاڑیوں بھرے میدان میں دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی

تھی۔

"کیا ہوا۔ تم نے سڑک کیوں چھوڑ دی۔ ابھی تو چانگی چیک پوسٹ کم از کم دو گھنٹوں کے فاصلے پر ہے"...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں نے لورگو اور چانگی کو نقشے میں غور سے چیک کیا ہے۔ اگر ہم سڑک کے راستے وہاں جائیں تو واقعی دو گھنٹے لگ جائیں گے کیونکہ سڑک بہت لمبا چکر کاٹ کر چانگی پہنچتی ہے۔ اس کے علاوہ ہم چانگی چیک پوسٹ کے عقب میں ہو کر آگے بڑھ جائیں گے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان لوگوں نے چیک پوسٹ پر کوئی گڑبڑ کر رکھی ہو اور ہمیں وہاں روکا بھی جا سکتا ہے اور ہمارے خلاف کارروائی بھی ہوسکتی ہے۔ اس راستے سے ہم چانگی چیک پوسٹ کو کراس کر کے آگے سڑک پر پہنچ جائیں گے اور وہ بھی آدھے وقت میں"...... جوزف نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا یہ ضروری ہے کہ وہ چانگی چیک پوسٹ کے بعد ہی پکٹنگ کریں۔ وہ اس سے پہلے بھی تو ٹریپ بچھا سکتے ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"یس میڈم۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ بعد میں ہی ایسا کریں گے کیونکہ جس قسم کا موڑ ایسی ٹریپنگ کے لئے ضروری ہوتا ہے وہ چیک پوسٹ کے باہر ہی آتا ہے لیکن اگر وہ وہاں نہ ہوئے تو پھر میں ان کی بو سونگھ کر واپس چل پڑوں گا"...... جوزف نے کہا تو

جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً سوا گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جوزف نے کار درختوں کے ایک جھنڈ میں روک دی۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں سے سڑک قریب ہے۔ میں پہلے ان کی بو سونگھوں گا پھر باقی کارروائی ہو گی"...... جوزف نے کہا۔

"لیکن اگر تم ان کی نظروں میں آ گئے تو"...... جولیا نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں میڈم۔ جوزف جنگل کا پرنس ہے"۔ جوزف نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اچھل کر جیپ سے نیچے اترا اور درختوں کے جھنڈ میں غائب ہو گیا۔ جولیا بھی نیچے اتری اور ایک درخت کی اوٹ میں ہو کر کھڑی ہو گئی کیونکہ اسے خدشہ تھا کہ کوئی اچانک نہ آ جائے۔ ویسے اسے یقین تھا کہ جوزف آسانی سے گائیکر اور سینڈی کی نظروں میں نہ آ سکے گا کیونکہ اب اسے جوزف کی صلاحیتوں پر مکمل اعتماد ہو گیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف اسی طرح دوڑتا ہوا واپس آ گیا۔

"کیا ہوا"...... جولیا نے درخت کی اوٹ سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

"میڈم۔ یہاں سے دو میل کے فاصلے پر موڑ سے پہلے گائیکر کی جیپ سڑک کی سائیڈ پر کھڑی ہے جس کی تفصیل گازک نے بتائی تھی اور وہ عورت سڑک کی ایک طرف جدھر ہم ہیں ایک درخت پر موجود ہے۔ اس کے ہاتھ میں میزائل گن ہے جبکہ اس کے کاندھے

سے مشین گن لٹکی ہوئی ہے جبکہ گائیکر سڑک کے دوسری طرف جہاں جیپ ہے موجود ہے"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نے انہیں دیکھا ہے"...... جولیا نے چونک کر کہا۔

"میڈم۔ میں ان کی بو سونگھتا ہوا وہاں پہنچا ہوں۔ اس عورت کو تو میں نے دیکھ لیا ہے لیکن گائیکر کی بو دوسری طرف سے آ رہی ہے"...... جوزف نے کہا۔

"تو پھر ایسا ہے کہ میں سڑک کراس کر کے دوسری طرف جاتی ہوں۔ تم ادھر رکو تا کہ بیک وقت دونوں کا خاتمہ کیا جا سکے"۔ جولیا نے کہا۔

"آپ کو سڑک کراس کرتے ہوئے وہ دیکھ لیں گے جبکہ میں خاصے فاصلے سے سڑک کراس کر کے اس گائیکر کے عقب میں پہنچ جاؤں گا۔ آپ یہ حکم دیں کہ انہیں زندہ پکڑنا ہے یا ہلاک کرنا ہے"...... جوزف نے کہا۔

"انہیں زندہ پکڑ کر ہم نے کیا کرنا ہے۔ انہیں ہلاک کرنا ہے تا کہ جس مشن پر ہم دونوں کو بھیجا گیا ہے وہ مکمل ہو سکے"...... جولیا نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ میرے ساتھ آئیں۔ میں آپ کو وہ جگہ دکھا دیتا ہوں جہاں وہ عورت موجود ہے جبکہ میں یہیں سے چکر کاٹ کر فاصلے سے سڑک کراس کر کے اس گائیکر کے عقب میں پہنچوں گا اور پھر آپ جیسے ہی فائر کی آواز سنیں آپ بھی اس عورت پر فائر کھول دیں"...... جوزف نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ مشین گنیں بیگ میں موجود ہیں وہ لے لو"۔ جولیا نے کہا تو جوزف اثبات میں سر ہلاتا ہوا جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ جیپ کے عقبی حصے میں ایک بیگ پڑا تھا۔ اس نے بیگ کھولا اور اس میں سے دو مشین گنیں نکال کر ایک جولیا کو دے دی اور دوسری اپنے کاندھے سے لٹکا کر اس نے جیپ کا دروازہ آہستہ سے بند کر دیا۔

"آئیں میڈم"...... جوزف نے کہا۔

"ہاں چلو"...... جولیا نے کہا اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے درختوں کے جھنڈ کے دوسری طرف ایک میدان میں پہنچ گئے جہاں دور دور تک اونچی جھاڑیاں تھیں۔ البتہ دور درختوں کا سلسلہ نظر آ رہا تھا اور پھر وہ جھاڑیوں سے گزرتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔

"ہمیں چیک تو نہیں کر لیا جائے گا اس کھلے میدان میں"۔ جولیا نے کہا۔

"میڈم۔ ان کی پوری توجہ سڑک کی طرف ہے"...... جوزف نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ میدان کو عبور کر کے وہ درختوں کے قریب پہنچ گئے۔ اب دور سے ایک بل کھا کر جاتی ہوئی سڑک نظر آنے لگی تھی جس پر ٹریفک خاصی تعداد میں آ جا رہی تھی۔

"میڈم۔ وہ سامنے جو درختوں کا جھنڈ ہے اس میں وہ عورت موجود ہے"...... جوزف نے ایک جگہ رک کر انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم کس سائیڈ سے جاؤ گے"...... جولیا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں پہلے مشرق کی طرف جاؤں گا اور خاصا لمبا چکر کاٹ کر سڑک کراس کر کے اس جھنڈ کے مقابل درختوں کے جھنڈ کے عقب میں جا کر اس گائیکر کا خاتمہ کروں گا"...... جوزف نے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ جاؤ"...... جولیا نے مطمئن ہوتے ہوئے کہا تو جوزف تیزی سے مڑا اور پھر وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا جبکہ جولیا اس وقت تک جھاڑیوں کی اوٹ میں بیٹھی رہی جب تک جوزف اسے نظر آتا رہا۔ جب جوزف اس کی نظروں سے اوجھل ہو گیا تو وہ بڑے محتاط انداز میں جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے درختوں کے اس جھنڈ کی طرف بڑھتی چلی گئی جس طرف جوزف نے اشارہ کیا تھا۔ وہ اس لئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھ رہی تھی کیونکہ عورت ہونے کے ناطے اسے احساس تھا کہ عورتیں ایسے معاملات میں مردوں سے زیادہ حساس ہوتی ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ اس سینڈی نے عقب کا بھی خیال رکھا ہوا ہو اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ درختوں کے اس جھنڈ میں داخل ہو گئی لیکن اب وہ پہلے سے بھی زیادہ محتاط ہو گئی تھی اور

پھر ایک درخت کی گھنی شاخوں میں بیٹھی ہوئی عورت اسے نظر آ گئی۔ اس کی پشت جولیا کی طرف تھی جبکہ اس کی پوری توجہ سامنے کی طرف تھی۔ مشین گن اس کے کاندھے سے لٹکی ہوئی تھی جبکہ اس کے ہاتھوں میں بھاری میزائل گن موجود تھی۔ جولیا ایک اونچی جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھ گئی اور پھر تقریباً بیس منٹ بعد اسے دور سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی۔ فائرنگ کی آواز سن کر وہ عورت بھی بے اختیار چونک پڑی اور پھر تیزی سے نیچے اترنے لگی۔ میزائل گن بھی اس نے اپنے کاندھے سے لٹکا لی تھی۔ جولیا نے مشین گن کا رخ اس کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی وہ عورت چیختی ہوئی ایک دھماکے سے نیچے جھاڑیوں میں آ گری۔ نیچے گر کر اس نے پلٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن جولیا نے دوسرا راؤنڈ فائر کر دیا اور وہ عورت ایک بار پھر چیختی ہوئی گری اور پھر ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گئی۔ جولیا تیزی سے آگے بڑھی اور پھر ایک طویل سانس لے کر رک گئی کیونکہ اس عورت کی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت چانگی چیک پوسٹ سے تقریباً دس کلومیٹر پہلے درختوں کے ایک جھنڈ میں موجود تھا۔ جولیا کی کال اسے جیسے ہی ملی اس نے جیپ کا رخ سڑک سے ہٹا کر درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف کر دیا اور پھر وہاں پہنچ کر اس نے جیپ روک دی۔

''اب پردہ اٹھنے کا انتظار کرنا ہوگا''...... عمران نے کہا اور جیپ سے نیچے اتر آیا۔

''پردہ اٹھنے کا انتظار۔ کیا مطلب عمران صاحب''...... صالحہ نے بھی جیپ سے اتر کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ دوسرے ساتھی بھی جیپ سے نیچے اتر آئے تھے۔

''کیا ہوا عمران صاحب۔ آپ یہاں رک کیوں گئے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''اس لئے تاکہ راستہ صاف ہو سکے''...... عمران نے جواب دیا۔

''لیکن آپ نے تو جولیا اور جوزف کو وہیں رکنے کا کہا تھا''۔ صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ پہلے میں نے یہی کہا تھا لیکن پھر فون پر جل اٹھنے والا نقطہ دیکھ کر میں سمجھ گیا کہ کال درمیان میں سنی جا رہی ہے اور لامحالہ یہ کال گائیکر ہی سن رہا ہوگا کیونکہ جولیا کے مطابق وہ سینڈی کے ساتھ ہمارے استقبال کے لئے چانگی چیک پوسٹ کی طرف گیا ہے اس لئے میں نے ارادہ بدل دیا اور قوت شامہ کا حوالہ دے کر انہیں کام کرنے کا کہہ دیا''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''قوت شامہ سے آپ کا کیا مطلب تھا۔ میں سمجھی نہیں''۔ صالحہ نے کہا۔

''اسی لئے تو میں یہ لفظ استعمال کیا ہے تاکہ کوئی سمجھ نہ سکے ورنہ تو گائیکر جو تربیت یافتہ ایجنٹ ہے بڑی آسانی سے سب کچھ سمجھ جاتا''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تو پھر جولیا کیسے سمجھ لے گی''...... صالحہ نے کہا۔

''اس کا سمجھنا بھی مشکل ہے''...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''پھر کون سمجھے گا''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مس صالحہ۔ جولیا کے ساتھ جوزف ہے اور یہ لفظ جوزف کے لئے بولا گیا ہے کیونکہ جوزف جنگل کا پرنس ہے۔ اس کی قوت شامہ بے حد تیز ہے اس لئے اس کال سے عمران کا مطلب تھا کہ جوزف اور جولیا اس گائیکر اور سینڈی کا باقاعدہ سراغ لگا کر ان کا خاتمہ کر دیں''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ لیکن کیا ہم ان کا خاتمہ نہیں کر سکتے تھے''...... صالحہ نے چونک کر کہا۔

''مس صالحہ۔ اپنی اور گائیکر کی صورت حال کو سمجھیں۔ وہ دونوں تربیت یافتہ ہیں۔ انہوں نے پہلی کال سن لی تھی اس لئے انہیں معلوم ہے کہ ہم جیپ پر سوار ہو کر لورگو پہنچ رہے ہیں۔ ہم نے انہیں نہیں دیکھا ہوا اور انہوں نے بھی ہمیں نہیں دیکھا ہوا۔ البتہ اس کال سے انہیں یہ معلوم ہو گیا ہے کہ ہمیں ان کی جیپ کی تفصیلات کا علم ہو گیا ہے اس لئے وہ ہمیں ٹریپ کرنے کے لئے جیپ کو کسی موڑ کے قریب سڑک کے کنارے روک کر خود جھاڑیوں کی اوٹ میں رک کر بیٹھ جائیں گے جبکہ ہم جب اس جیپ کو دیکھیں گے تو لامحالہ ہم چیکنگ کے لئے رکیں گے اس طرح انہیں علم ہو جائے گا کہ ہم ہی ان کے مطلوبہ آدمی ہیں اور وہ ہم پر فائر کھول دیں گے''...... کیپٹن شکیل نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''حیرت ہے۔ تم عمران کے ذہن کو اس حد تک سمجھتے ہو''۔ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب کے ساتھ ہماری رفاقت بے حد طویل ہے اور پھر یہ تو عام سی بات ہے''...... کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم اسے اپنی ذہانت سے مرعوب کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہو۔ خواتین عقلمند مردوں کی تعریف ضرور کرتی ہیں مگر ان سے مرعوب نہیں ہوا کرتیں اس لئے تو صفدر خاموش ہے حالانکہ وہ تم سے زیادہ عقلمند ہے''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

''صفدر صاحب، مجھے سمجھنا تو ایک طرف اب مجھ سے بات کرنا بھی چھوڑ گئے ہیں''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تم سے کیا بات کی جائے۔ تم بچوں کی طرح سوالات کرنا شروع کر دیتی ہو''...... صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''ارے۔ ارے۔ ابھی تمہاری اتنی عمر نہیں ہوئی کہ صالحہ تمہارے نزدیک بچی بن گئی ہے''...... عمران نے کہا تو سب ایک بار پھر ہنس پڑے۔

''عمران صاحب۔ اب ہم یہاں کب تک رکیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''جب تک جولیا کی کال نہ آ جائے کہ راستہ صاف ہو گیا ہے''۔ عمران نے جواب دیا۔

"میرا خیال ہے کہ مس جولیا، جوزف کی بات نہیں مانیں گی"۔ صفدر نے کہا۔

"تم نے جوزف کے بارے میں جولیا کی رپورٹ نہیں سنی۔ اس نے اس کی کارکردگی کو شاندار کہا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جوزف نے جولیا پر اپنی صلاحیتوں کا سکہ جمایا ہوا ہے"...... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تم نے اس لئے جوزف کو ساتھ بھیجا ہو گا کہ اس طرح جولیا پر رعب ڈالا جائے"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"رعب ڈالنا اور بات ہوتی ہے اور صلاحیتوں کا سکہ جمانا اور بات ہوتی ہے"...... عمران نے جواب دیا اور پھر اسی طرح کی باتیں کرتے ہوئے انہیں تقریباً دو گھنٹے ہو گئے لیکن جولیا کی طرف سے کوئی کال نہ آئی اور اب سوائے عمران کے باقی سب چہروں سے ہی بور ہوتے نظر آ رہے تھے۔

"ہم خواہ مخواہ یہاں کھڑے وقت ضائع کر رہے ہیں"...... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سیل فون کال کی آواز آنا شروع ہو گئی تو عمران سمیت سب چونک پڑے۔ عمران نے جیب سے سیل فون نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ جولیانا سپیکنگ"...... جولیا کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ پرنس آف ڈھمپ اٹنڈنگ یو"...... عمران نے کہا۔

"راستہ کلیئر ہو گیا ہے۔ گائیکر اور سینڈی دونوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اب تم اطمینان سے آ سکتے ہو۔ میں اور جوزف چانگی چیک پوسٹ کے بعد جو موڑ آتا ہے اس کے قریب موجود ہیں"...... جولیا نے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ تمہارے سارے ساتھی تفصیل سننے کے لئے انتہائی بے چین ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ جوزف کی وجہ سے ہوا ہے۔ جوزف تو انتہائی عقلمند اور بے پناہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔ میں تو سوچ رہی ہوں کہ چیف سے کہہ کر اسے بھی سیکرٹ سروس میں شامل کرا دوں"۔ جولیا نے کہا تو عمران کے ساتھیوں کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ارے۔ ارے۔ یہ غضب نہ کرنا۔ ورنہ تمہارا چیف کسی جنگل میں راستہ تلاش کرتا پھر رہا ہو گا اور اس کی جگہ جوزف لے لے گا"...... عمران نے کہا۔

"نانسنس۔ یہ کیا بات کر رہے ہو۔ کہاں جوزف اور کہاں چیف"...... جولیا کی انتہائی غصیلی آواز سنائی دی۔

"شکر ہے۔ تم نارمل تو ہوئیں ورنہ جس طرح تم نے جوزف کی تعریف کی تھی میں تو گھبرا گیا تھا کہ میرا اور تنویر دونوں کا پتہ کٹ گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"بکواس کرنے کی ضرورت نہیں۔ اب تم آ جاؤ"...... جولیا نے

غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے۔ وہ تفصیل تو بتا دو"..... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جولیا نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

"گڈ شو جولیا۔ تم نے اور جوزف نے واقعی اس مشن میں کام کیا ہے۔ ہم آ رہے ہیں"..... عمران نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور سیل فون آف کر کے اس نے اسے جیب میں ڈال لیا۔

"چلو۔ اب راستہ صاف ہے"..... عمران نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک موڑ کے دوسری طرف انہیں جوزف اور جولیا جیپ کے ساتھ کھڑے نظر آئے تو عمران نے جیپ روک دی۔

"ویل ڈن جوزف۔ تم نے تو مجھے بھی حیران کر دیا ہے"۔ عمران نے جیپ سے نیچے اتر کر جوزف کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا۔

"میں تو آپ کا غلام ہوں باس"..... جوزف نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اب یہاں سے جانے سے پہلے ہم نے میک اپ کرنا ہے ورنہ وہاں صرف یہ لوگ ہی نہ ہوں گے۔ بلیک تھنڈر نے اور بھی جال بچھا رکھے ہوں گے"..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سردار ماتو لیبارٹری ایریئے کے قریب بنے ہوئے لکڑی کے مخصوص کیبن میں بیٹھا ہوا تھا۔ وہ درمیانے قد اور ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ چونکہ وہ مارتو قبیلے کا سردار تھا اس لئے اس نے اپنے گلے میں ایک کالے رنگ کی پٹی باندھی ہوئی تھی جس کے درمیان سفید رنگ کا ایک سانپ کنڈلی مارے بیٹھا نظر آ رہا تھا۔ یہ سردار کا خاص نشان تھا جبکہ سردار ماتو کے جسم پر جینز کی پینٹ اور شرٹ اور اس پر اس نے سیاہ لیدر کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی۔ وہ لکڑی کی بنی ہوئی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے سامنے لکڑی کے تختوں سے بنائی گئی میز پر ایک ٹرانسمیٹر، ایک وائرلیس فون اور شراب کی ایک بوتل موجود تھی۔ سردار ماتو بوتل اٹھا کر ایک گھونٹ لیتا اور پھر بوتل کو واپس رکھ دیتا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ شراب سے باقاعدہ لطف اندوز ہو رہا ہو۔ اچانک سامنے میز پر پڑے ہوئے فون کی

گھنٹی بج اٹھی تو اس نے چونک کر ہاتھ میں پکڑی ہوئی شراب کی بوتل میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''سردار ماتو بول رہا ہوں''...... سردار ماتو نے کہا۔

''سیکنڈ ہیڈکوارٹر کالنگ''...... دوسری طرف سے ایسی آواز سنائی دی جیسے خودکار گراریاں آپس میں رگڑ کھا رہی ہوں۔

''لیس سر۔ حکم سر''...... سردار ماتو نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''لورگو شہر میں موجود ہمارے تمام ایجنٹس ختم کر دیئے گئے ہیں۔ میک اپ چیک کرنے والی ریز مشین اور ٹارگٹ کو جلا کر راکھ کر دینے والی مشین بھی تباہ کر دی گئی ہے اس لئے اب لورگو شہر پاکیشیائی ایجنٹوں کے لئے اوپن ہو چکا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سردار ماتو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''لیس سر۔ پھر کیا حکم ہے سر''...... سردار ماتو نے پوچھا۔

''اب یہ پاکیشیائی ایجنٹس جنگل میں داخل ہو کر لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے آگے بڑھیں گے اس لئے اب تم نے ان کا حتمی طور پر خاتمہ کرنا ہے''...... دوسری طرف سے تحکمانہ لہجے میں کہا گیا۔

''لیس سر۔ میں ان کے خاتمے کے لئے تیار ہوں سر۔ یہاں سے لورگو شہر تک پورے علاقے میں میرے آدمی موجود ہیں۔ جیسے ہی یہ لوگ جنگل میں داخل ہوں گے ہلاک کر دیئے جائیں

گے''...... سردار ماتو نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اب تک بی ٹی نے اپنے بے شمار ایجنٹس ان کے مقابلے پر اتارے ہیں لیکن یہ الٹا انہیں ہلاک کر کے یہاں تک پہنچ گئے ہیں لیکن اب تک تمام معاملات شہروں میں طے ہوئے ہیں۔ اب پہلی بار یہ جنگل میں داخل ہوں گے اس لئے ہیڈکوارٹر کا خیال ہے کہ جنگل میں تم اور تمہارے آدمی ان کے مقابل زیادہ مؤثر ثابت ہو سکتے ہیں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

''لیس سر۔ ہیڈکوارٹر کا خیال درست ہے سر''...... سردار ماتو نے کہا۔

''ان کی تعداد سات ہے جن میں دو عورتیں اور پانچ مرد شامل ہیں۔ ایک مرد افریقی حبشی ہے''...... سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے کہا گیا۔

''لیس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ یہاں وہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے''...... سردار ماتو نے کہا۔

''یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کسی ہیلی کاپٹر پر عین لیبارٹری کے علاقے میں اتر جائیں اس لئے تم نے کوئی بھی ہیلی کاپٹر یا جہاز دیکھتے ہی فضا میں اڑا دینا ہے۔ کوئی بھی مشکوک آدمی سامنے آئے بغیر چیکنگ کئے اس کا فوری خاتمہ کر دینا ہے''...... سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے کہا گیا۔

''لیس سر۔ ہمارے پاس ہر قسم کے مکمل انتظامات موجود ہیں۔

وہ جس انداز میں بھی جنگل میں داخل ہوئے مار ڈالے جائیں گے''۔

سردار ماتو نے اعتماد بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ہائی الرٹ کرا دو اور لورگو شہر سے جنگل میں داخل ہونے والے ہر اجنبی کو ہر قیمت پر مار گراؤ۔ کسی کو چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بغیر کسی توقف کے ہر ایک کو اڑا دو''...... سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے تیز لہجے میں کہا گیا۔

''یس سر۔ میں نے پہلے ہی ایسے انتظامات کر رکھے ہیں''۔ سردار ماتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''انتظامات کی تفصیل بتاؤ''...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

''سر۔ جنگل میں خوفناک درندے موجود ہیں اور لورگو سے لیبارٹری تک پورے علاقے کے درختوں پر ایس ایس آلات نصب کر دیئے گئے ہیں جن کی چیکنگ ہم چوبیس گھنٹے کرتے رہتے ہیں۔ ان آلات کی وجہ سے ہر درندہ، ہر پرندہ اور ہر آدمی جو جنگل میں موجود ہوتا ہے یہاں سکرین پر آ جاتا ہے۔ لورگو سے لیبارٹری تک تمام علاقے میں مارتو قبیلہ پھیلا ہوا ہے۔ میں نے بطور سردار مارتو اپنے قبیلے کے ہر آدمی کے گلے میں خصوصی اینٹی سنسر ڈلوا دیا ہے۔ اس طرح چیکنگ سکرین پر مارتو قبیلے کا کوئی آدمی نظر نہیں آتا اس لئے جیسے ہی یہ لوگ کسی بھی میک اپ میں یا کسی بھی روپ میں جنگل میں داخل ہوں گے تو سکرین پر فوراً آ جائیں گے اور ہم انہیں انتہائی آسانی سے کسی بھی جگہ ہلاک کر دیں گے۔ اگر یہ لوگ

ہیلی کاپٹر یا کسی جہاز پر یہاں آئے تو اس کے لئے مختلف جگہوں پر انتہائی طاقتور ایئر کرافٹ گنیں نصب ہیں اس لئے انہیں چاہے وہ کتنی بھی بلندی پر ہوں آسانی سے فضا میں ہی تباہ کر دیا جائے گا''۔

سردار ماتو نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیبارٹری کی کیا پوزیشن ہے''...... سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے پوچھا گیا۔

''لیبارٹری کے گرد اونچی فصیل موجود ہے جس کے چاروں طرف واچ ٹاورز موجود ہیں جہاں چوبیس گھنٹے اینٹی ایئر کرافٹ گنیں اور دوسرا طاقتور اسلحہ اور آدمی موجود رہتے ہیں۔ سلاجیم پہلے لیبارٹری سے باہر آتے جاتے رہتے تھے لیکن اب انہیں باہر آنے سے مستقل طور پر روک دیا گیا ہے اور لیبارٹری کا باہر سے کوئی گیٹ نہیں رکھا گیا۔ البتہ اس لیبارٹری کے دو خفیہ راستے ہیں لیکن ان دونوں راستوں کو بھی تا حکم ثانی مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے اس لئے اب لیبارٹری میں داخل ہونے کا سوائے فضا کے اور کوئی راستہ نہیں ہے اور فضا کو بھی کور کر لیا گیا ہے''...... سردار ماتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ۔ ان کا خاتمہ یقینی ہونا چاہئے اور اگر تم نے ان کا خاتمہ کر دیا تو تمہیں اس قدر انعام و اکرام دیا جائے گا کہ تم اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ لیبارٹری دراصل بی ٹی کا مستقبل ہے''...... سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے کہا گیا۔

''میں سمجھتا ہوں سر۔ آپ قطعی بے فکر رہیں۔ صرف سات

افراد تو ایک طرف پوری فوج بھی یہاں ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی''...... سردار ماتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کوئی بھی خاص بات ہو تم نے مجھے اطلاع دینی ہے۔ سپیشل سپر فریکوئنسی پر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''یس سر''...... سردار ماتو نے کہا اور پھر دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوتے ہی اس نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''تو یہ لوگ آخرکار یہاں آ پہنچے۔ اب ان کا شکار کھیلا جائے گا''...... سردار ماتو نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ ایس ایم اے بول رہا ہوں۔ اوور''...... سردار ماتو نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ ایس ایم تھری بول رہا ہوں۔ اوور''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''دشمن ایجنٹ لورگو پہنچ چکے ہیں۔ ایس ایم تھری۔ اس لئے تمام آپریشنز کو اچھی طرح چیک کر لو اور ہائی الرٹ کا اعلان کر دو۔ دشمن ایجنٹوں کو ایک قدم بھی آگے بڑھنے کا موقع نہیں ملنا چاہئے۔ اوور''...... سردار ماتو نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ بے فکر رہیں۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسے ہی ہو گا۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سردار ماتو نے اوکے کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اس نے وائرلیس فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس''...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد سخت تھا۔

''سردار ماتو بول رہا ہوں''...... سردار ماتو نے کہا۔

''اوہ۔ آپ نے کیوں کال کی ہے۔ انتھونی بول رہا ہوں چیف سیکورٹی آفیسر''...... دوسری طرف سے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا گیا۔

''سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے مجھے کال کر کے بتایا گیا ہے کہ پاکیشیائی ایجنٹ لورگو شہر پہنچ گئے ہیں اور انہوں نے وہاں ہمارے تمام آدمیوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب وہ یہاں لیبارٹری میں داخل ہونے کے لئے لازماً جنگل میں داخل ہوں گے اس لئے آپ اب ہائی الرٹ رہیں گے اور کسی بھی صورت میں کسی بھی ایئر کرافٹ کو سلامت نہیں رہنا چاہئے۔ آپ اسے ہر صورت میں فضا میں ہی تباہ کر دیں''...... سردار ماتو نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا۔ ہم چوبیس گھنٹے ریڈ الرٹ رہتے ہیں کیونکہ ہمیں اس لیبارٹری کی اہمیت کا پوری طرح احساس ہے''۔ انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اول تو یہ لوگ ہمارے ہی ہاتھوں ہلاک ہو جائیں گے لیکن پھر بھی آپ نے ہوشیار رہنا ہے''...... سردار ماتو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور پھر

ہاتھ ہٹا کر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماشو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"سردار ماتو بول رہا ہوں"...... سردار ماتو نے کہا۔

"اوہ آپ۔ حکم فرمائیں سردار"...... ماشو نے کہا۔

"لورگو میں پاکیشیائی ایجنٹ پہنچ چکے ہیں جن کی تعداد سات ہے۔ اس گروپ میں دو عورتیں اور پانچ مرد شامل ہیں جن کے ساتھ ایک گائیڈ افریقی حبشی بھی شامل ہے۔ انہوں نے لورگو میں ہمارے تمام ایجنٹوں کا خاتمہ کر دیا ہے اور اب یہ مارتو ایریا پہنچنے کے لئے پر تول رہے ہیں۔ کیا تم انہیں ٹریس کر سکتے ہو"...... سردار ماتو نے کہا۔

"اوہ ہاں۔ اس کلیو پر کام ہو سکتا ہے کیونکہ لورگو میں مقامی لوگوں کی اکثریت ہے اور اجنبی افراد کی نگرانی آسانی سے کرائی جا سکتی ہے۔ اس طرح اس گروپ کو ٹریس کیا جا سکتا ہے لیکن جناب انہیں ہلاک کون کرے گا کیونکہ میرے آدمی صرف مخبری تو کر سکتے ہیں کسی تربیت یافتہ فرد کو ہلاک نہیں کر سکتے"...... ماشو نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم اس کی فکر مت کرو۔ یہ ہمارا کام ہے۔ تم نے صرف مجھے درست اور حتمی معلومات مہیا کرنی ہیں اور تمہارا معاوضہ ڈبل ہو گا"۔

سردار ماتو نے کہا۔

"مجھے کہاں اطلاع دینی ہو گی اور کتنا معاوضہ ملے گا"...... ماشو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایک فون نمبر نوٹ کر لو۔ اس پر تم نے اطلاع دینی ہے اور معاوضہ تم کتنا چاہتے ہو لیکن یہ سن لو کہ اگر تمہاری دی ہوئی معلومات غلط ثابت ہوئیں تو تم اپنے گروپ سمیت ہلاک کر دیئے جاؤ گے"...... سردار ماتو نے سخت لہجے میں کہا۔

"میں آپ کے بارے میں جانتا ہوں اس لئے میں کیسے آپ سے غلط بیانی کر سکتا ہوں"...... ماشو نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ بولو معاوضہ کتنا دوں"...... سردار ماتو نے کہا۔

"جناب۔ صرف ایک لاکھ ڈالر دے دیں"...... ماشو نے کہا۔

"ایک نہیں دو لاکھ ڈالر ملیں گے۔ شرط وہی کہ معلومات فوری، حتمی اور درست ہونی چاہئیں"...... سردار ماتو نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جناب۔ جیسے ہی انہوں نے کسی مقامی آدمی سے رابطہ کیا آپ کو فوری اطلاع مل جائے گی"...... ماشو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"او کے"...... سردار ماتو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ ماشو کا مخبری کا گروپ لورگو میں سب سے وسیع اور سب سے مؤثر ہے اس لئے ماشو لازماً اس گروپ کا سراغ نکال لے گا اور پھر انہیں لورگو میں ہی آسانی سے ہلاک کرایا جا سکتا ہے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت لورگو شہر کی ایک کافی بڑی عمارت میں موجود تھا۔ یہ جگہ انہوں نے یہاں کے سیاحوں کے لئے رہائش گاہیں مہیا کرنے والے گروپ سے نقد رقم دے کر حاصل کی تھی۔ گائیکر اور سینڈری کی لاشیں اور ان کی جیپ انہوں نے وہیں چھوڑ دی تھی اور پھر وہ اپنی جیپوں میں سوار ہو کر یہاں پہنچ گئے تھے۔ جانگی چیک پوسٹ پر ان کی سرسری سی چیکنگ کی گئی تھی کیونکہ ان سب کے پاس بین الاقوامی سیاحتی ادارے کے خصوصی کارڈز موجود تھے اور چونکہ سب کو معلوم تھا کہ ایسے کارڈز انتہائی چھان بین کے بعد جاری کئے جاتے ہیں اس لئے ان کارڈز ہولڈر کی زیادہ چھان بین نہ کی جاتی تھی۔

''عمران صاحب۔ کیا جوزف باہر پہرہ دے رہا ہے''۔ اچانک صفدر نے پوچھا کیونکہ جوزف کافی دیر سے غائب تھا۔

''نہیں۔ وہ مارتو قبیلے کے کسی آدمی کو ٹریس کر کے یہاں لانے کی غرض سے گیا ہوا ہے تاکہ اس سے اس لیبارٹری اور باقی ایریئے کے بارے میں تفصیلات معلوم کی جا سکیں''...... عمران نے کہا۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں وہاں ہیلی کاپٹر پر جانا چاہئے۔ جنگل کے درندے ہمارے لئے خطرناک ثابت ہو سکتے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''اگر انسانی درندے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکے تو بے چارے حیوانی درندے کیا کر سکیں گے۔ البتہ ہیلی کاپٹر کو فضا میں ہی آسانی سے تباہ کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ گائیکر اور سینڈری کی ہلاکت کی اطلاع بلیک تھنڈر تک پہنچ گئی ہو گی اور ہوسکتا ہے کہ وہ یہاں فوری طور پر کوئی اور ٹیم بھیج دیں اس لئے ہمیں آگے کی کارروائی جلد از جلد کر لینی چاہئے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ ایسا بھی ہوسکتا ہے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ انہوں نے اب اپنی پوری توجہ لیبارٹری پر لگا دی ہو''...... عمران نے جواب دیا۔

''عمران صاحب۔ ان سلاجیم کے بارے میں تاریخ ہمیں جو کچھ بتاتی ہے وہ تو انتہائی خوفناک ہے''...... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم نے ان کے بارے میں پڑھا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ جب مجھے اس بارے میں معلوم ہوا تو میں نے نیشنل لائبریری جا کر اس بارے میں تاریخ کی کتابیں نکلوائیں اور انہیں پڑھا۔ سلاجیم ایک ایسی مخلوق ہے جس کا سر بیل جیسا اور جسم انسانوں جیسا ہے۔ پہلے تو لوگوں نے ایسی کسی مخلوق کے وجود سے ہی انکار کر دیا تھا کیونکہ ایسا ناممکن ہے لیکن پھر ابوالہول کا مجسمہ جو اب بھی موجود ہے اور ایسے پتھر اور تختیاں سامنے آ گئیں جن پر اس مخلوق کی قدیم دور کی تصاویر بنی ہوئی ہیں تو پھر لوگوں کو اس پر کچھ یقین آنے لگا اور اب جب سے سائنس دانوں نے کلوننگ میں مہارت حاصل کر لی ہے تب سے ایسی مخلوق کے وجود پر لوگوں کو یقین ہو گیا ہے لیکن سلاجیم کے بارے میں تو لکھا گیا ہے کہ ان پر کوئی ہتھیار اثر نہیں کرتا"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن کلوننگ سے یہ مخلوق کیسے وجود میں آ سکتی ہے۔ کلوننگ سے تو جس کا ڈی این اے ہو گا ویسی ہی مخلوق پیدا ہو گی جیسے سائنس دانوں نے ایک بھیڑ کے ڈی این اے سے کلوننگ کے ذریعے ویسی ہی بھیڑ پیدا کر لی تھی جس کا نام ڈولی رکھا گیا تھا"۔ جولیا نے کہا۔

"تم دونوں کی بات درست ہے۔ قدیم دور میں شاید سائنس دان آج کل کے سائنس دانوں سے زیادہ ایڈوانس تھے لیکن انہیں سائنس دان کی بجائے جادوگر کہا جاتا تھا۔ بہرحال مخلوط مخلوق پیدا ہوئی جیسے جل پری، ابوالہول اور اڑتا گھوڑا اب تک تصاویر میں ہمارے سامنے موجود ہیں جبکہ ہمارے سائنس دان ابھی تک اس حد تک نہیں پہنچے کہ مخلوط مخلوق کو وجود میں لا سکیں۔ لیکن جیسے جولیا نے بتایا کہ این ڈی اے سے ویسی ہی مخلوق کلوننگ کے ذریعے پیدا کی جا سکتی ہے اور موجودہ سائنس دانوں کو سلاجیم کا ڈھانچہ مل گیا ہے اور وہ اس کے این ڈی اے سے سلاجیم مخلوق وجود میں لائی گئی ہے۔ اس سائنس دان کو بلیک تھنڈر لے اڑی اور انہوں نے سلاجیم کو مستقبل میں اپنی فوج کا درجہ دے دیا کیونکہ یہ مخلوق ناقابل تسخیر ہونے کے ساتھ ساتھ سو فیصد حد تک فرمانبردار بھی رہتی ہے اور اس پر کوئی بارود یا کوئی ریز بھی اثر نہیں کر سکتی اس لئے انہوں نے سوچا کہ اگر وہ ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں اسے وجود میں لے آئیں تو پھر پوری دنیا کو ان سلاجیم کے ذریعے آسانی سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے اور یہ تمام کام خفیہ طور پر ہو رہا تھا کہ اس کا علم سپر پاورز کو ہو گیا جس کے نتیجے میں ہم یہاں موجود ہیں"...... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن عمران صاحب۔ ان کا خاتمہ کیسے کیا جا سکتا ہے"۔ کیپٹن شکیل نے کہا۔

"میں نے اس پر سوچا ہے۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ طوفان نوح نے ایسی تمام مخلوط مخلوقات کا خاتمہ کر دیا ورنہ شاید اب تک

اس پوری دنیا پر حکومت ہی اس مخلوط مخلوق کی ہوتی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے طوفان نوح کے ذریعے ایسی تمام مخلوط مخلوقات کا خاتمہ کر دیا اس کا مطلب ہے کہ پانی میں ڈوب کر یہ ہلاک ہو سکتے ہیں اور اس لیبارٹری کے بارے میں جو کچھ مجھے معلوم ہوا ہے اس کے مطابق مارتو ایریئے میں جہاں یہ لیبارٹری ہے وہاں ایک گہری جھیل بھی ہے۔ اگر اس مخلوق کو اس جھیل میں ڈبو دیا جائے تو یہ ہلاک ہو سکتی ہے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن عمران صاحب۔ اس مخلوق کے این ڈی اے تو سائنس دانوں کے پاس ہوں گے۔ وہ دوبارہ یہ کام کر سکتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"اس لیبارٹری کو بھی ساتھ ہی تباہ کر دیا جائے گا تو خود ہی یہ سارا سلسلہ ختم ہو جائے گا اور فوری طور پر دنیا پر منڈلانے والا یہ خطرہ دور ہو جائے گا۔ پھر بعد میں جو ہو گا دیکھا جائے گا"۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں کیسے اس جھیل میں ڈبویا جائے گا"...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق یہ سلاجیم مخلوق جن کی تعداد سینکڑوں میں ہے ابھی ان کی عمریں چند سال ہیں۔ دوسرے لفظوں میں یہ ابھی بچے ہیں اس لئے وہاں جا کر دیکھا جائے گا کہ ان کے بارے میں کیا ہو سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے

ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس موضوع پر مزید بات ہوتی جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

"کیا ہوا جوزف۔ کوئی بات بنی"...... عمران نے جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے چونک کر کہا۔

"باس۔ یہاں ایک مخبری کرنے والا گروپ ہے جس کا انچارج ماشو نام کا آدمی ہے۔ اس نے یہاں موجود پچیس مارتو افراد سے رابطہ کیا ہے اور انہیں معاوضہ دینے کا وعدہ کر کے ان سے کہا ہے کہ جیسے ہی کوئی گروپ ان سے مارتو ایریئے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے رابطہ کرے وہ ماشو کو اطلاع دیں"...... جوزف نے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار چونک پڑے۔ کیونکہ جوزف نے انتہائی اہم بات بتائی تھی۔

"تمہیں کیسے یہ تفصیلی اطلاع ملی ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"میں نے ایک مارتو کو چیک کر لیا تھا۔ آپ نے مارتو کی جو خاص نشانیاں بتائی تھیں وہ میں نے چیک کر لی تھیں۔ یہ مارتو یہاں ایک ہوٹل میں چوکیدار ہے۔ میں نے اسے دو بڑے نوٹ دے کر اس سے گھر ملنے کے لئے کہا تو وہ فوراً تیار ہو گیا۔ پھر مجھے اپنے گھر لے گیا۔ وہ وہاں اکیلا رہتا تھا۔ پھر اس کو کچھ مزید نوٹ دے کر اور کچھ سختی کر کے اس سے یہ معلومات ملی ہیں۔ اس ماشو کا آدمی مجھ سے پہلے اس سے مل چکا تھا۔ اس نے یہی بتایا ہے کہ یہاں پچیس مارتو رہتے ہیں۔ یہ تعداد اس لئے کم ہے کہ مارتو قبیلے

کے لوگ جنگل سے باہر رہنا توہین سمجھتے ہیں اور یہ پچیس مارتو بھی وہ ہیں جنہیں ان کے قبیلے نے کسی نہ کسی وجہ سے جنگل سے نکال دیا ہے''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اس ماشو کے بارے میں معلوم کیا ہے کہ وہ کون ہے اور کہاں ہوتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ ماشو یہاں کے ایک چھوٹے سے کلب کا مالک ہے۔ اس کلب کا نام ماشو کلب ہے۔ کلب زیادہ نہیں چلتا لیکن اس ماشو کا مخبری کا کام خاصا اچھا جا رہا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''یہاں کس کی مخبری ہوسکتی ہے''...... جولیا نے پوچھا۔

''منشیات کا دھندہ کرنے والے گروپس اور اسلحے کی اسمگلنگ کرنے والے گروپس یہاں کافی تعداد میں موجود ہیں''...... عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''کیا تم اس ماشو کو اٹھا کر لا سکتے ہو یا میں کسی کو تمہارے ساتھ بھیجوں''...... عمران نے کہا۔

''جیسے آپ حکم دیں باس''...... جوزف نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''صفدر۔ تم جوزف کے ساتھ چلے جاؤ اور اس ماشو کو اس طرح اٹھا کر یہاں لے آؤ کہ اس کے کسی آدمی کو اس کا علم نہ ہو سکے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن جس مارتو سے جوزف ملا ہے۔ اس نے لازماً اب تک ماشو کو اطلاع دے دی ہو گی''...... صفدر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''میں نے اسے کچھ بتانے کے قابل ہی نہیں چھوڑا''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''اوہ۔ پھر تو یہ کام فوراً کرنا چاہئے ورنہ ماشو کو اس کی موت کی اطلاع مل گئی تو وہ ہوشیار ہو جائے گا''...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''عمران صاحب۔ اس سے جو کچھ پوچھنا ہے وہیں نہ پوچھ لیں۔ اس کا یہاں لانا مسئلہ بن سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''کوئی مسئلہ نہیں بنتا۔ تم اسے یہاں لے آؤ۔ اس سے تفصیل سے بات کرنا ہو گی جو وہاں نہیں ہو سکتی''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ آؤ جوزف''...... صفدر نے کہا اور جوزف سمیت باہر چلا گیا۔

''تم ماشو سے کیا معلوم کرنا چاہتے ہو''...... جولیا نے کہا۔

''اس کا رابطہ لازماً سردار ماتو سے ہو گا اور اس لئے اسے یہ ٹاسک دیا گیا ہے کہ ہمیں اس انداز میں ٹریس کیا جا سکے اور واقعی جس نے یہ احکامات دیئے ہیں وہ عقلمند آدمی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ ہم مارتو ایریئے میں داخل ہونے سے پہلے لامحالہ کسی مارتو سے مل کر اس سارے ایریئے کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کیا اس ماشو کو ساری تفصیلات کا علم ہو گا عمران صاحب''۔ صالحہ نے کہا۔

''دیکھو۔ ہو سکتا ہے کہ اس سے کوئی کام کی بات معلوم ہو جائے''...... عمران نے جواب دیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد صفدر اندر داخل ہوا تو اس کے کاندھے پر ایک بے ہوش آدمی لدا ہوا تھا۔

''جوزف کہاں ہے''...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''وہ اس ویٹر کا خاتمہ کرنے کے لئے وہیں رک گیا ہے جس سے اس نے اس ماشو کے آفس کا خفیہ راستہ معلوم کیا تھا۔ پھر ہم دونوں اس خفیہ راستے سے اس کے آفس میں پہنچ گئے اور اسے بے ہوش کر کے اٹھا کر اس خفیہ راستے سے باہر آ گئے لیکن اس کی گمشدگی کا علم ہوتے ہی یہ ویٹر جوزف کا حلیہ بتا سکتا تھا اس لئے جوزف وہیں رک گیا تھا تاکہ اس کا خاتمہ کر سکے اور میں اسے لے آیا ہوں''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اسے یہاں کرسی پر ڈال دو اور رسی لے آؤ''۔ عمران نے کہا تو صفدر نے کاندھے پر لدے ہوئے ادھیڑ عمر مقامی آدمی کو ایک خالی کرسی پر ڈالا اور پھر وہ سٹور روم سے رسی کا ایک بنڈل اٹھا لایا۔ کیپٹن شکیل کی مدد سے اس نے اسے کرسی کے ساتھ رسی سے باندھ دیا۔ اس دوران جوزف بھی واپس آ گیا تھا۔

''آپ سب لوگ باہر جائیں تاکہ یہ سب کو نہ دیکھ سکے''۔ عمران

نے کہا۔

''کیا آپ اسے زندہ چھوڑ دیں گے''...... صفدر نے چونک کر پوچھا

''ہو سکتا ہے کہ ایسی پوزیشن آ جائے کہ اس کو زندہ چھوڑ دینا ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو سکے۔ جب تک اس سے بات چیت نہ ہو جائے تب تک کچھ کہا نہیں جا سکتا''...... عمران نے جوب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب کمرے سے باہر چلے گئے تو عمران نے اٹھ کر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا کیونکہ اس کے سر پر ابھرے ہوئے گومڑ کو دیکھ کر ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے چوٹ لگا کر بے ہوش کیا گیا ہے۔

چند لمحوں بعد جب اس کے ساکت جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس آدمی نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بندھے ہونے کی وجہ سے ظاہر ہے وہ اپنی اس کوشش میں ناکام رہا۔

''تمہارا نام ماشو ہے اور تم مخبری کرنے والے گروپ کے چیف ہو''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو وہ چونک کر غور سے عمران کو دیکھنے لگا جو اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھا۔

''تم۔ تم کون ہو۔ میں کہاں ہوں اور یہ سب کیا ہے''...... ماشو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو۔

''تمہارا نام ماشو ہے اور تم مخبری کرنے والے گروپ کے چیف ہو''...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ مگر تم کون ہو اور یہ تم نے مجھے کیوں باندھ رکھا ہے اور میں کہاں ہوں''...... ماشو نے کہا۔

''تمہیں تمہارے کلب سے اغوا کر کے یہاں لایا گیا ہے اور اگر تم نے میرے سوالوں کے درست جواب نہ دیئے تو تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں توڑ دی جائیں گی''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

''سوالوں کے جواب۔ کیا مطلب۔ کیسے سوال اور تم ہو کون''۔ ماشو کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

''تم نے لورگو میں موجود مارتو قبیلے کے پچیس افراد سے رابطہ کیا اور انہیں کہا کہ اگر کوئی گروپ ان سے مارتو ایریئے کی تفصیل معلوم کرنے کے لئے رابطہ کرے تو وہ تمہیں اطلاع دیں''...... عمران نے کہا تو ماشو بے اختیار چونک پڑا۔

''تم۔ تم۔ کیا مطلب۔ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا یہ سب کچھ اور کیا تم اس گروپ سے تعلق رکھتے ہو''...... ماشو نے کہا۔

''آخری بار کہہ رہا ہوں میرے سوالوں کے جواب دو۔ زیادہ

ہوشیار بننے کی ضرورت نہیں ہے''...... عمران نے سفاک لہجے میں کہا۔

''پہلے تم مجھے مطمئن کرو پھر بات ہو گی''...... ماشو نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور دوسرے لمحے جوزف اندر داخل ہوا تو ماشو بے اختیار چونک پڑا۔

'اوہ۔ اوہ۔ تم میرے آفس میں اچانک داخل ہوئے تھے''۔ ماشو نے چونک کر جوزف کو دیکھتے ہوئے کہا۔ عمران کو چونکہ معلوم تھا کہ جوزف اس وقت تک کمرے کے دروازے کے باہر موجود رہے گا جب تک وہ اندر رہے گا اس لئے اس نے اسے بلانے کے لئے مخصوص انداز میں تالی بجائی تھی۔ اسی لئے جوزف فوری طور پر اندر آ گیا تھا۔

''اس کی ایک آنکھ نکال دو''...... عمران نے جوزف سے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا اور جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر وہ بڑے جارحانہ انداز میں کرسی پر بیٹھے ہوئے ماشو کی طرف بڑھنے لگا۔

''رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ میں بتاتا ہوں۔ رک جاؤ''...... ماشو نے جوزف کے انداز کو دیکھ کر ہی ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

''وہیں رک جاؤ۔ اب جیسے ہی یہ ہوشیار بننے کی کوشش کرے گا میں تمہیں اشارہ کر دوں گا اور تم نے فوراً اس کی آنکھ نکال دینی ہے اور پھر دوسری آنکھ، پھر ناک، پھر کان اور اسی طرح پورے جسم

کا حشر کر دینا ہے"...... عمران نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔
"یس باس"...... جوزف نے بندھے ہوئے ماشو کے قریب کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں تیز دھار خنجر موجود تھا۔

"یہ۔ یہ سب کچھ میں نے سردار ماتو کے کہنے پر کیا ہے۔ اس نے مجھے ڈبل معاوضہ دینے کا وعدہ کیا تھا"...... اس بار ماشو نے جلدی جلدی بولتے ہوئے کہا۔
"سردار ماتو کیا خود یہاں آیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔
"نہیں۔ اس نے مجھے فون کیا تھا"...... ماشو نے جواب دیا اور اس کے لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔
"کیا وہ تم سے پہلے سے واقف تھا"...... عمران نے پوچھا۔
"ہاں۔ وہ پہلے یہاں لورگو میں رہتا تھا۔ چاگو فورس اس کے ماتحت کام کرتی ہے۔ پھر اسے مارتو ایریا میں بھجوا دیا گیا۔ یہاں وہ مخبری کے تمام کام میرے ذریعے ہی کراتا تھا"...... ماشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے اسے رپورٹ کس نمبر پر دینی ہے"...... عمران نے کہا۔
"اس۔ اس نے کہا تھا کہ وہ خود فون کرے گا"...... ماشو نے اس بار قدرے رک رک جواب دیا تو عمران سمجھ گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر جھٹکا تو دوسرے لمحے کمرہ ماشو کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ عمران کے اشارے پر

ماشو کے قریب کھڑے جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے خنجر کی نوک سے ماشو کی آنکھ کا ڈھیلا کاٹ کر باہر پھینک دیا تھا۔ ماشو مسلسل چیخ رہا تھا اور بندھے ہونے کی وجہ سے وہ تکلیف کی شدت سے اپنا سر دائیں بائیں مار رہا تھا جبکہ جوزف نے بڑے اطمینان سے خنجر پر لگ جانے والا خون اور مواد اسی کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دیا۔
"سب سچ بتا دو ورنہ دوسری آنکھ بھی غائب ہو جائے گی اور تم خود تصور کر سکتے ہو کہ اندھے آدمی کی کیا زندگی ہو گی جبکہ میں تمہیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا۔ صرف معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں"...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔
"مم۔ مم۔ بتا دیتا ہوں۔ بتا دیتا ہوں"...... ماشو نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی فون کا نمبر بتا دیا اور عمران نمبر سن کر چونک پڑا کیونکہ یہ سیٹلائٹ نمبر تھا۔
"کوڈ کیا طے ہوئے ہیں"...... عمران نے پوچھا۔
"کوئی کوڈ نہیں ہے۔ کوئی کوڈ نہیں ہے"...... ماشو نے رک رک کر جواب دیتے ہوئے کہا۔
"یہاں کوئی ایسا مارتو آدمی ہے جو لیبارٹری تک جنگل اور اس میں نصب مشینری کے بارے میں بتا سکے"...... عمران نے کہا۔
"ایسا کوئی بھی نہیں ہے کیونکہ سب مارتو یہاں کئی برسوں سے رہ رہے ہیں۔ ان کا داخلہ قبیلے نے جنگل میں بند کیا ہوا ہے۔ وہ

عام سی باتیں تو بتا سکتے ہیں لیکن مشینری کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتے''...... ماشو نے جواب دیا۔

''یہ تفصیلات کیسے حاصل ہو سکتی ہیں۔ بولو۔ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو جواب دو ورنہ''...... عمران نے انتہائی سفاک لہجے میں کہا۔

''کیا تم واقعی مجھے زندہ چھوڑ دو گے''...... ماشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''ہاں۔ میں تمہیں حلف دے سکتا ہوں بشرطیکہ تم ایسے آدمی کی نشاندہی کر دو''...... عمران نے کہا۔

''سردار ماتو گولڈن ایپل شراب بے حد پسند کرتا ہے اور یہ شراب یہاں صرف میں ہی سپلائی کرتا ہوں۔ جب سردار ماتو یہاں تھا تو ہر وقت پورا کریٹ اپنے پاس رکھتا تھا اور اب بھی وہ مجھ سے کریٹ منگواتا ہے۔ چونکہ یہ شراب میں خود تیار کرتا ہوں اور ایک ہفتے میں یہ خراب ہو جاتی ہے اس لئے وہ ہر ہفتے مجھ سے شراب کا ایک کریٹ منگواتا ہے۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ جب بھی میں شراب بھیجوں تو بند جیپ میں بھجواؤں اور اس جیپ کے آگے ماتو قبیلے کے خاص نشان کا جھنڈا لگا کر بھیجوں اور جیپ کی چھت پر کستان ریز کا آلہ لگا کر بھیجا کروں۔ اس کے مطابق کستان ریز کے آلے کی وجہ سے کوئی سائنسی حربہ اس جیپ پر استعمال نہیں ہو سکے گا اور مخصوص جھنڈے کی وجہ سے کوئی آدمی اس پر حملہ نہیں کرے گا اور میں اسی طرح ہر ہفتے شراب کا کریٹ وہاں بھجواتا ہوں''...... ماشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ آلہ کہاں ہے اور تمہیں کس نے مہیا کیا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''آلہ میرے آفس میں ہے اور مجھے سردار ماتو نے کرامی سے منگوا کر دیا تھا''...... ماشو نے جواب دیا۔

''اب کب تم نے شراب بھجوانی ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''پچھلے ایک ماہ سے اس نے شراب منگوانی بند کر دی ہے۔ اس نے کہا تھا کہ مجبوری ہے کیونکہ پاکیشائی ایجنٹ اس آڑ میں حملہ کر سکتے ہیں''...... ماشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کون لے جاتا تھا شراب''...... عمران نے پوچھا۔

''میرا خاص آدمی ہے کارشو۔ وہ لے جاتا تھا''...... ماشو نے کہا۔

''کیا یہ کارشو تمہارے کلب میں کام کرتا ہے''...... عمران نے پوچھا۔

''ہاں۔ یہ میرے کلب میں سپروائزر ہے''...... ماشو نے جواب دیا اور پھر عمران نے اس سے مختلف سوالات کر کے مزید تفصیل معلوم کر لی۔

''اسے آف کر دو''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا تو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے خنجر ماشو کی شہ رگ میں اتار دیا۔

ماشو کے حلق سے ایک بار پھر چیخ نکلی لیکن شہ رگ کٹ جانے کی وجہ سے وہ چند لمحوں میں ہی ٹھنڈا پڑ گیا۔ جوزف نے خنجر واپس کھینچا اور اس کے لباس سے صاف کرنا شروع کر دیا۔

"اس کی لاش کو اٹھا کر نیچے تہہ خانے میں پھینک دو"...... عمران نے اٹھ کر دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس کمرے سے باہر آ کر وہ ساتھ والے دوسرے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھی اسی کمرے میں تھے۔

"کیا ہوا عمران صاحب"...... صفدر نے اٹھتے ہوئے پوچھا۔

"ابھی تک تو کچھ نہیں ہوا"...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماشو کلب کا نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"ماشو کلب"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماشو بول رہا ہوں۔ سپروائزر کارشو کو فون پر بلاؤ"...... عمران

نے ماشو کی آواز اور لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ تحکمانہ تھا۔

"اوہ۔ یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کارشو بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"کارشو۔ میرے آفس سے کسٹان ریز کا آلہ اٹھا کر جوہی روڈ پر تھری ایکس نمبر والی سرخ پتھروں کی عمارت میں آ جاؤ"۔ عمران نے ماشو کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے دوبارہ نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"سردار ماتو بول رہا ہوں"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ماشو بول رہا ہوں جناب"...... عمران نے ماشو کی آواز اور لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ کیا رپورٹ ہے"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"جناب۔ آپ کا کام کر دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیسے۔ کس طرح"...... سردار ماتو نے چونک کر پوچھا۔

"یہاں پچیس مارتو رہتے ہیں اور میں نے سب کو الرٹ کر دیا

تھا۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ ایک مارتو جو کہ کالی ناتھ ایریئے میں رہتا ہے ایک افریقی حبشی اس سے ملا اور اس نے اسے بھاری رقم کے عوض مارتو جنگل کے بارے میں تفصیل بتانے کا کہا۔ اس مارتو نے اسے تفصیل سے عام سی باتیں بتا دیں اور اس کے جانے کے بعد اس مارتو نے مجھ سے رابطہ کیا اور اس افریقی حبشی کا حلیہ بتا دیا۔ میرے آدمیوں نے تھوڑی دیر میں اسے ٹریس کر لیا وہ گارڈن ایریئے کی ایک عمارت میں موجود تھا۔ اس کے ساتھی دو عورتیں اور چار ایکریمین مرد بھی موجود ہیں۔ وہ لوگ کہیں جانے کی باتیں کر رہے تھے۔ اس پر میں نے سوچا کہ اگر یہ نکل گئے تو پھر ان کا ملنا مشکل ہو جائے گا اس لئے میں نے فوراً ساٹھو سے رابطہ کیا اور ساٹھو نے میرے کہنے پر وہاں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی اور پھر ان بے ہوش افراد کو گولیوں سے چھلنی کر دیا گیا''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ساٹھو کون ہے۔ میں تو اس کا نام پہلی بار سن رہا ہوں''۔ سردار ماتو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''یہ نیا گروپ ہے۔ آپ کے جانے کے بعد یہاں آ کر اس نے کارروائیاں شروع کی ہیں اور اب مجھے اسے بھاری رقم دینی پڑے گی''...... عمران نے کہا۔

''رقم کی فکر مت کرو۔ یہ بتاؤ کہ لاشیں اب کہاں ہیں''۔ سردار ماتو نے کہا۔

''اسی عمارت میں ہیں جناب۔ جہاں وہ موجود تھے۔ اگر آپ کہیں تو میں کارشو کے ذریعے جیپ پر گولڈن ایپل کا کریٹ اور لاشیں آپ کو بھجوا دوں۔ آپ معاوضہ اسے دے دیں۔ میرا بھی اور ساٹھو کا بھی''...... عمران نے کہا۔

''اوہ۔ لیکن یہاں تو ریڈ الرٹ ہے''...... سردار ماتو نے چونک کر کہا۔

''جناب۔ کستان ریز کا آلہ تو میرے پاس ہے۔ وہ میں جیپ پر لگا دوں گا اور مارتو قبیلے کا جھنڈا بھی۔ اس طرح لاشیں بھی آپ کے پاس پہنچ جائیں گی اور گولڈن ایپل شراب کا کریٹ بھی''۔ عمران نے کہا۔

''ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے۔ تم فوراً کارشو کو بھجوا دو اور کریٹ کے ساتھ لاشیں بھی بھجوا دو''...... دوسری طرف سے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ظاہر ہے کہ کارشو، گولڈن ایپل اور کستان ریز کے آلہ کے حوالہ جات نے اسے خاص طور پر مطمئن کر دیا تھا۔

''ٹھیک ہے جناب۔ میں ابھی تھوڑی دیر میں اسے بھجوا رہا ہوں''۔ عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ میں کالاش گیٹ کھولنے کا حکم دے دیتا ہوں''۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے دروازے

کے باہر موجود جوزف کو بلا کر اسے کہا کہ ایک مقامی آدمی یہاں
پہنچ رہا ہے اسے اندر لے آؤ اور جوزف سر ہلاتا ہوا واپس مڑ گیا۔
"میں نے جنگل میں داخل ہونے کا راستہ تو کھلوا لیا ہے۔ اس
کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا"...... عمران نے کہا تو سب نے
اثبات میں سر ہلا دیئے۔

سردار ماتو نے فون کا رسیور رکھا تو اس کے چہرے پر الجھن
کے تاثرات نمایاں تھے۔ گو ماشو نے آخر میں جو حوالہ جات دیئے
تھے وہ درست تھے اور یہ بات طے تھی کہ بولنے والا بھی ماشو ہی تھا
کیونکہ اس کی آواز اور لہجے کو سردار ماتو اچھی طرح پہچانتا تھا لیکن
یہ بات اس کے حلق سے نہ اتر رہی تھی کہ جن پاکیشیائی ایجنٹوں
کے گروپ کے ہاتھوں بڑے بڑے سپر ایجنٹ ہلاک ہو گئے ہیں
اور جن کی خاطر سیکشن ہیڈکوارٹر کو تباہ کر دیا گیا تھا اور جن کو روکنے
کے لئے یہاں جنگل اور لیبارٹری میں ایسے انتظامات کئے گئے کہ
شاید پوری ایکریمین فوج کو بھی روکنے کے لئے اس قدر انتظامات
نہ کئے جاتے۔ وہ عام سے گروپ کے ہاتھوں ہلاک ہو گئے اور پھر
ساٹھو کے نام نے بھی اسے چونکا دیا تھا۔ یہ نام ایسا تھا جو اس کے
حلق سے نہیں اتر رہا تھا۔

"ہوسکتا ہے کہ ایسا ہو گیا ہو۔ بعض اوقات ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ انتہائی خطرناک آدمی ایک عام سے آدمی کے ہاتھوں مارا جاتا ہے"...... سردار ماتو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے اس انداز میں کاندھے جھٹکے جیسے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔ اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ سردار ماتو کالنگ۔ اوور"...... سردار ماتو نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ کامگار اٹنڈنگ یو۔ اوور"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"کامگار، کالاش گیٹ کھلوا دو کیونکہ ماشو کا آدمی کارشو جیپ پر میرے پاس آ رہا ہے لیکن تم نے اس کی جیپ کو اچھی طرح چیک کرنا ہے۔ اگر اس میں سات لاشیں اور گولڈن ایپل شراب کا کریٹ ہو تو اسے آنے دینا ورنہ نہیں۔ اوور"...... سردار ماتو نے کہا۔

"سات لاشیں۔ کیا مطلب باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

"میں نے ماشو کے ذمے لگایا تھا کہ وہ ہمارے دشمن ایجنٹوں کو لورگو میں ٹریس کرے اور ابھی اس نے کال کر کے بتایا ہے کہ اس نے انہیں ٹریس کر کے ہلاک کر دیا ہے اس لئے میں نے اسے حکم دیا ہے کہ وہ ان کی لاشیں لے آئے اور ساتھ ہی گولڈن ایپل

شراب کا کریٹ بھی۔ لیکن تم نے پہلے ان لاشوں کو چیک کرنا ہے پھر اس جیپ کو آگے بڑھنے دینا ہے۔ اوور"...... سردار ماتو نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اور سنو۔ جیسے ہی یہ لوگ چیک ہو کر آگے بڑھیں تم نے مجھے ٹرانسمیٹر پر تفصیلی رپورٹ دینی ہے۔ اوور"...... سردار ماتو نے کہا۔

"یس باس۔ اوور"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سردار ماتو نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ ابھی اسے ٹرانسمیٹر آف کئے چند لمحے گزرے ہوں گے کہ یکلخت فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سردار ماتو نے چونک کر رسیور اٹھا لیا۔

"سردار ماتو بول رہا ہوں"...... سردار ماتو نے کہا۔

"سیکنڈ ہیڈکوارٹر کالنگ"...... دوسری طرف سے وہی خودکار گراریوں کی رگڑ سے پیدا ہونے والی آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ حکم سر"...... سردار ماتو نے اس بار انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے لورگو کے بارے میں"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"وہاں میں نے ایک گروپ کو الرٹ کر دیا ہے۔ وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کر رہے ہیں۔ جیسے ہی وہ ٹریس ہوئے وہ مجھے اطلاع دیں گے اور پھر میں وہیں ان کے خاتمے کا بندوبست کر دوں گا سر"...... سردار ماتو نے جواب دیا۔ پہلے تو اس نے ان کی

موت کے بارے میں بتانے کا ارادہ کیا تھا لیکن پھر اس نے اپنا ارادہ یہ سوچ کر بدل دیا تھا کہ پہلے مکمل چیکنگ ہو جائے پھر وہ اطلاع دے گا۔

"وہ لوگ جنگل میں تو داخل نہیں ہوئے"...... دوسری طرف سے پوچھا گیا۔

"نہیں جناب"...... سردار ماتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لورگو شہر کی طرف تو تم نے انتظامات کئے ہوئے ہیں۔ باقی اطراف میں کیا کیا ہے"...... سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے پوچھا گیا۔

"جناب۔ مارتو ایریئے کے چاروں طرف چالیس کلومیٹر تک ایسے ہی انتظامات ہیں۔ آپ نے خود ہی تو حکم دیا تھا جناب"۔ سردار ماتو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سردار ماتو نے رسیور رکھ دیا۔ اب اسے کامگار کی طرف سے کال کا شدت سے انتظار تھا کیونکہ اس طرح لاشیں چیک ہو سکتی تھیں اور اسے مکمل اطمینان ہو جانا تھا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں کے طویل انتظار کے بعد ٹرانسمیٹر سے کال آنا شروع ہو گئی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کامگار کالنگ۔ اوور"...... کامگار کی آواز سنائی دی۔

"یس۔ سردار ماتو اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور"۔ سردار ماتو نے چونک کر اور انتہائی اشتیاق بھرے لہجے میں کہا۔

"باس۔ جیپ کالاش گیٹ پہنچ چکی ہے۔ اس کو کارشو ڈرائیو کر رہا ہے اور جیپ کے عقبی حصے میں سات لاشیں بھی پڑی ہوئی ہیں جن میں دو عورتوں کی اور چار ایکریمین مردوں کی اور ایک افریقی حبشی کی لاش ہے اور اس کے ساتھ ہی گولڈن ایپل شراب کا کریٹ بھی موجود ہے اور جناب، جیپ کے سامنے مارتو قبیلے کا جھنڈا بھی ہے اور چھت پر وہ آلہ بھی لگا ہوا ہے جو پہلے لگا ہوتا تھا۔ اوور"...... کامگار نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے لاشوں کو چیک کیا ہے۔ ہلا جلا کر اچھی طرح۔ اوور"۔ سردار ماتو نے پوچھا۔

"یس باس۔ میں نے سب لاشوں کو خود چیک کیا ہے۔ وہ واقعی لاشیں ہیں باس۔ اوور"...... کامگار نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بھجوا دو جیپ میرے پاس۔ اوور اینڈ آل"۔ سردار ماتو نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پریس کر دیئے۔

"زوگو بول رہا ہوں باس"...... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''زوگو ہمارے پاس سپر میک اپ واشر تو ہے نا''...... سردار ماتو نے پوچھا۔
''یس باس۔ ہے''...... دوسری طرف سے اسی طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔
''اسے تیار رکھو۔ کارشو جیپ میں پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں لے کر آ رہا ہے۔ ان کے میک اپ واش کرنا ہوں گے''...... سردار ماتو نے کہا۔
''لیکن باس۔ یہاں تو ہائی ریڈ الرٹ ہے۔ پھر جیپ کیسے آ ئے گی''...... زوگو نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
''جن کے لئے یہ ہائی الرٹ کیا گیا تھا ان کی لاشیں تو آ رہی ہیں جیپ میں۔ کامگار نے انہیں چیک بھی کر لیا ہے''...... سردار ماتو نے کہا۔
''اوہ اچھا باس۔ ٹھیک ہے باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو سردار ماتو نے اطمینان بھرا طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

کارشو کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی رہائش گاہ پر پہنچتے ہی بے ہوش کر دیا گیا تھا اور پھر اسے اسی کمرے میں لا کر کرسی پر رسی سے باندھا گیا تھا جس میں پہلے ہی ایک کرسی پر بندھی ہوئی ماشو کی لاش موجود تھی۔ ویسے عمران، کارشو کو ایک نظر دیکھتے ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ بے حد لالچی آدمی ہے۔ اس کے چہرے کے مخصوص خدوخال اور ٹھوڑی کی بناوٹ سے ہی اسے پتہ چل گیا تھا کہ یہ شخص دولت کی خاطر اپنے آپ کو بھی فروخت کر سکتا ہے۔ پہلے عمران کا خیال تھا کہ اس سے تمام معلومات حاصل کر کے اسے بھی ہلاک کر دیا جائے اور پھر عمران اس کارشو کے میک اپ میں جیپ لے کر جنگل میں گھس جائے لیکن کارشو کا قدوقامت عمران تو کیا اس کے گروپ کے کسی بھی ساتھی سے نہ ملتا تھا۔ وہ درمیانے قد کا دبلا پتلا لیکن مضبوط جسم کا مالک تھا۔ اس کے سر پر موجود بال

باریک سپرنگوں جیسے تھے اس لئے عمران نے اسے دولت کا لالچ دے کر ساتھ چلنے پر آمادہ کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ اسے ہوش میں لانے سے پہلے اس نے اس آلے کو چیک کر لیا تھا جس کے بارے میں مارشو نے بتایا تھا کہ یہ کسٹان ریز کا آلہ ہے۔ یہ نام ہی عمران نے پہلی بار سنا تھا لیکن اس کی چیکنگ کے بعد وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ آٹومیٹک مشینری کو زیرو کر دینے والی ریز پر مبنی آلہ ہے۔ یہ ایکریمیا کا ایجاد کردہ آلہ تھا اور اس کا سائنسی نام کورسٹل تھا۔ کارشو کی جیبوں کی تلاشی لینے پر اس کی جیب سے ایک تہہ شدہ کپڑے کا جھنڈا بھی نکلا تھا جس کا رنگ سیاہ تھا لیکن درمیان میں سفید رنگ کا ایک بڑا سا سانپ بنا ہوا تھا جو کنڈلی مارے بیٹھا ہوا تھا۔

''اسے ہوش میں لے آؤ جوزف''...... عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو اس کے ساتھ کمرے میں موجود تھا جبکہ باقی ساتھی علیحدہ کمرے میں تھے۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا اور آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے ہی اس کارشو کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لیا اور ذرا پیچھے ہٹ کر عمران کی کرسی کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

''بڑے بیگ میں کرنسی نوٹوں کی گڈیاں موجود ہیں۔ ان میں سے چار گڈیاں لے آؤ''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے جواب دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ اسی لمحے کارشو نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسمسا کر رہ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گردن گھمائی اور دوسرے لمحے اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی کیونکہ ساتھ ہی کرسی پر موجود ماشو کی لاش اسے نظر آ گئی تھی۔

''تم نے دیکھ لی ہے یہ ماشو کی لاش ہے''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ ہاں۔ مم۔ مم۔ مگر تم کون ہو اور یہ سب کیا ہے''۔ کارشو نے انتہائی پریشان سے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے پر خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''تمہارے سامنے دو صورتیں ہیں''...... عمران نے کہا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا تو اس کے دونوں ہاتھوں میں نوٹوں کی گڈیاں تھیں۔

''انہیں سائیڈ میز پر رکھ دو''...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے چاروں گڈیاں سائیڈ میز پر رکھ دیں۔

''اب خنجر لے کر اس کی سائیڈ میں کھڑے ہو جاؤ اور جیسے ہی میں اشارہ کروں خنجر اس کی شہ رگ میں اتار دینا''...... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیا اور جیب سے خنجر نکال کر وہ آگے بڑھ گیا۔

"مم۔ مم۔ مجھے کیوں مار رہے ہو۔ میں نے کیا کیا ہے۔ میں تو بے قصور ہوں"...... کارشو نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"میں تمہارے سامنے دو صورتیں رکھ رہا ہوں۔ ہم نے جیپ لے کر مارتو ایریئے میں سردار ماتو کے پاس پہنچنا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ تم جیپ میں گولڈن ایپل کی شراب کا کریٹ ماشو کی طرف سے سردار ماتو تک پہنچاتے رہے ہو۔ میں نے ماشو کے ذریعے سردار ماتو سے بات کر لی ہے۔ اس نے جیپ لے آنے کی اجازت دے دی ہے۔ اگر تم ہمارے ساتھ تعاون کرو گے تو یہ چاروں گڈیاں تمہاری ہوں گی اور دوسری صورت یہ ہے کہ تم تعاون سے انکار کر دو تو جوزف کا خنجر پلک جھپکانے میں تمہاری شہ رگ کاٹ دے گا اور تم ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس زندگی اور اس کی رونقوں سے محروم ہو جاؤ گے۔ بولو۔ کون سا راستہ اختیار کرنا چاہتے ہو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"مم۔ مم۔ میں زندہ رہنا چاہتا ہوں۔ میں مرنا نہیں چاہتا"۔ کارشو نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"دولت بھی ملے گی اور زندگی بھی۔ لیکن یہ سن لو کہ اگر تمہارے ذہن میں دھوکے کا خیال بھی آیا تو دوسرے لمحے تم ہلاک کر دیئے جاؤ گے"...... عمران نے کہا۔

"میں کوئی دھوکہ نہیں کروں گا۔ میں سچ کہہ رہا ہوں"...... کارشو نے جواب دیا۔

"تو پھر جنگل سے لے کر مارتو ایریئے تک جہاں سردار ماتو موجود ہے پوری تفصیل بتاؤ"...... عمران نے کہا تو کارشو نے اس طرح تفصیل بتانا شروع کر دی جیسے وہ گائیڈ ہو اور ان کی رہنمائی کر رہا ہو۔ پھر عمران نے اس سے مسلسل سوالات کر کے اس سے اپنی حد تک پوری تفصیل معلوم کر لی۔

"کالاش گیٹ کیسے کھلے گا"...... عمران نے پوچھا۔

"وہاں کا انچارج کامگار ہے۔ وہ کالاش گیٹ کھولتا ہے جب سردار ماتو اسے حکم دیتا ہے وہ جیپ کی تلاشی بھی لیتا ہے۔ میں اس کے لئے دو بوتلیں شراب علیحدہ سے لے جاتا ہوں ورنہ وہ کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر جیپ روک لیتا ہے"...... کارشو نے جواب دیا اور پھر عمران کے سوالات کے جواب میں اس نے کامگار، کالاش گیٹ اور وہاں موجود افراد اور چیکنگ کی تفصیل بتا دی۔

"تم یہ جھنڈا کیوں ساتھ لے آئے ہو جبکہ ماشو نے تمہیں اس کا حکم تو نہیں دیا تھا"...... عمران نے پوچھا۔

"اس آلے کو منگوانے کا مطلب تھا کہ مجھے مارتو ایریئے میں جانا ہو گا اس لئے میں جھنڈا لے آیا"...... کارشو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تم نے اپنی زندگی بچا لی ہے اور رقم بھی کما لی ہے۔

لیکن اب تم نے ہمارے ساتھ جیپ پر جانا ہے لیکن یہ سن لو کہ اگر ہم اس قدر فیاضی سے بھاری رقم دے سکتے ہیں تو تمہیں اس سے زیادہ تیزی سے ہلاک بھی کر سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''لیکن کامگار کو کیا کہو گے۔ وہ تو تمہیں دیکھ کر ہی بھڑک اٹھے گا اور وہاں اس کے ساتھ چار مسلح آدمی ہوتے ہیں''...... کارشو نے کہا۔

''اس کی فکر مت کرو۔ کامگار بھی تمہاری طرح ہم سے تعاون کرے گا''...... عمران نے کہا۔

''اوہ اچھا۔ پھر ٹھیک ہے''...... کارشو نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

''جوزف۔ اس کی رسیاں کھول دو اور یہ چار گڈیاں اسے دے دو اور پھر جیپ تیار کرو تاکہ ہم روانہ ہو سکیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... جوزف نے کہا تو عمران دروازے کی طرف مڑ گیا۔

''کیا ہوا عمران صاحب''...... عمران کے دوسرے کمرے میں داخل ہوتے ہی صفدر نے پوچھا۔

''چلو اٹھو۔ تیاری کرو۔ ہم نے ابھی مشن کی تکمیل کے لئے جانا ہے''...... عمران نے کہا تو اس کے سب ساتھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد اس کی روزالٹ جیپ تیزی سے اس سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جو آگے جا کر جنگل میں ختم ہو جاتی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کارشو اور سائیڈ سیٹ پر عمران بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر جولیا اور صالحہ، اس سے عقبی سیٹوں پر صفدر، تنویر، کیپٹن شکیل اور جوزف بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے بعد خالی جگہ پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے موجود تھے۔ روزالٹ جیپ خاصی بڑی جیپ تھی اور یہ جیپ جنگل کے اندر بڑے درندوں کا شکار کرنے کے لئے خصوصی طور پر تیار کی جاتی تھی اس لئے اس کی باڈی اور فریم اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ اگر گینڈا بھی اسے ٹکر مار دے تو نہ ہی اس کی باڈی میں کوئی ڈنٹ پڑتا تھا اور نہ ہی جیپ الٹتی تھی۔ اس کا طاقتور انجن اسے ہر قسم کے راستوں پر انتہائی سہولت اور سپیڈ سے لے جا سکتا تھا۔ پھر اس میں گنجائش خاصی ہوتی تھی اور یہی وجہ تھی کہ وہ سات افراد کارشو سمیت اس جیپ میں بیٹھے ہوئے تھے اور اس کے باوجود اتنی خالی جگہ عقب میں موجود تھی کہ اس میں دو بڑے تھیلے بھی رکھے ہوئے تھے۔ جیپ کے شیشے ایسے رنگ کے تھے کہ باہر سے اندر نہ دیکھا جا سکتا تھا لیکن اندر سے باہر بخوبی دیکھا جا سکتا تھا۔

عمران کو چونکہ معلوم تھا کہ اسے جنگل کے اندر جا کر مشن مکمل کرنا ہے اس لئے وہ خصوصی طور پر کرامی سے یہ جیپ حاصل کر کے یہاں آیا تھا۔ تقریباً بیس منٹ بعد جیپ جنگل کے گرد موجود اونچی خار دار تاروں کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ جس جگہ جیپ رکی تھی اس کے سامنے ہی خاردار تار سے باقاعدہ دروازہ بنایا گیا تھا

جو اندر سے بند کیا جا سکتا تھا۔ کارشو جیپ روک کر نیچے اترا اور
تیزی سے خاردار تار کی طرف بڑھتا چلا گیا جبکہ عمران اور اس کے
ساتھی جیپ میں ہی بیٹھے رہے۔

''کیا یہ آدمی قابل اعتماد ہے''...... اچانک جولیا نے پوچھا۔

''ابھی خاموش رہو۔ کارشو ہماری لاشیں لے کر جا رہا ہے اور
لاشیں بول نہیں سکتیں''...... عمران نے دبے لیکن سرد لہجے میں کہا تو
جولیا سمیت سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ کارشو نے
گیٹ پر پہنچ کر دو انگلیاں منہ میں ڈال کر خاص انداز میں سیٹی
بجائی۔ اس نے رک رک کر تین بار مخصوص انداز میں سیٹی بجائی اور
پھر انگلیاں منہ سے نکال کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی
دوسری طرف لمبے قد اور بھاری جسم کا افریقی نظر آنے لگا۔ اس
نے چاگو فورس کی مخصوص یونیفارم پہنی ہوئی تھی اور اس کے
کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ البتہ اس کے گلے میں ایک
سیاہ پٹی تھی جس پر کوئی گول چمکدار شیشہ لگا ہوا تھا۔ عمران نے اس
کی طرف دیکھا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

''پھاٹک کھولو کامگار۔ میں لاشیں اور شراب لے آیا ہوں۔
تمہاری بھی دو بوتلیں موجود ہیں''...... کارشو کی آواز سنائی دی۔

''پھر ٹھیک ہے''...... کامگار نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے
ساتھ ہی اس نے جیب سے چھوٹا سا ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ
نکالا اور اسے پھاٹک کی طرف کر کے اس کا بٹن دبایا تو چرر چرر کی

آواز کے ساتھ ہی خاردار تاروں سے بنا ہوا کافی چوڑا حصہ کسی
پھاٹک کی طرح اندر کی جانب گھومتا چلا گیا۔

''جیپ اندر لے آؤ۔ میں اسے چیک کروں گا کیونکہ میں نے
فوری سردار ماتو کو رپورٹ دینی ہے''...... کامگار نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے''...... کارشو نے کہا
اور واپس جیپ کی طرف مڑ آیا جبکہ کامگار اس کے مڑتے ہی پیچھے
ہٹ کر پھاٹک کے سامنے سے غائب ہو گیا تھا۔ کارشو نے جیپ کا
دروازہ کھولا اور اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ کر اس نے دروازہ
بند کر دیا۔

''اس اڈے میں جیپ لے جاؤ جہاں اس کے سارے ساتھی
موجود ہوں''...... عمران نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

''اچھا''...... کارشو نے کہا اور جیپ سٹارٹ کر کے وہ کھلے
پھاٹک سے اندر لے گیا۔ پھر تھوڑا آگے جا کر اس نے جیپ کو
دائیں طرف موڑا اور پھر سامنے جنگل کے اندر بنے ہوئے لکڑی
کے دو بڑے بڑے کیبنوں کے سامنے خالی جگہ پر لے جا کر اس
نے جیپ روک دی۔ سامنے بھی چار مسلح افراد یونیفارمز میں ملبوس
کھڑے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں اور گلے میں
سیاہ پٹیاں جبکہ اسی لمحے سائیڈ سے کامگار تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا وہاں
پہنچا۔ اس کے ساتھ ہی کارشو جیپ کا دروازہ کھول کر نیچے اتر گیا۔

''یہ۔ یہ کون لوگ ہیں۔ کیا مطلب''...... جیپ کی طرف بڑھتے

ہوئے کامگار نے عمران، جوزف اور تنویر کو جیپ سے نیچے اترتے دیکھ کر چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتارنے کی کوشش کی لیکن یکلخت ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی چار مسلح افراد چیختے ہوئے اچھل کر نیچے گرے۔ اسی لمحے جوزف نے کامگار پر چھلانگ لگا دی۔ فائرنگ ہوتے ہی کارشو بے اختیار اچھل کر عمران کی طرف مڑا۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے''...... کارشو نے چیختے ہوئے کہا ہی تھا کہ عمران نے اس کی طرف مشین پسٹل کا رخ کر کے فائر کھول دیا اور کارشو بھی چیختا ہوا نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ چند لمحوں بعد وہ کامگار تو زمین پر بے ہوش پڑا ہوا تھا جبکہ کارشو سمیت چاروں مسلح افراد ہلاک ہو چکے تھے۔ عمران دوڑتا ہوا کیبنز کی طرف بڑھ گیا جبکہ اس کے ساتھی جیپ سے اتر کر ادھر ادھر پھیل گئے۔ عمران نے دونوں کیبنز کی چیکنگ کی اور پھر ایک آفس نما کمرے میں اسے ایک میز پر ٹرانسمیٹر بھی پڑا نظر آ گیا۔ سرسری سی چیکنگ کر کے وہ باہر آ گیا۔

''جوزف۔ اس کامگار کو اٹھا کر اندر لے آؤ اور تم سب نے خیال رکھنا ہے۔ میں اس سے ضروری پوچھ گچھ کر لوں''...... عمران نے کہا تو اس کے ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ عمران واپس مڑا جبکہ جوزف نے بے ہوش پڑے کامگار کو اٹھا کر کاندھے پر ڈالا اور عمران کے پیچھے کمرے کے اندر چلا گیا۔ پھر عمران کے حکم پر جوزف نے اسے کرسی پر ڈالا اور پھر رسی لے کر آ گیا اور عمران نے جوزف کے ساتھ مل کر کامگار کو رسی کے ساتھ باندھ دیا تو عمران نے دونوں ہاتھوں سے اس کا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹا لئے اور پھر چند لمحوں بعد جب کامگار نے آنکھیں کھولیں تو عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور کمرہ کامگار کے حلق سے نکلنے والی چیخ اور عمران کے زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا۔ ابھی اس کی چیخ ختم ہی ہوئی تھی کہ عمران کا بازو ایک بار پھر گھوما اور اس کے ساتھ ہی کامگار کے منہ سے ایک اور چیخ نکل گئی۔

''کیا فریکونسی ہے سردار ماتو کی۔ بولو''...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر اس کو تھپڑ جڑ دیا اور کامگار نے رک رک کر فریکونسی بتا دی۔

''خنجر مجھے دو جوزف''...... عمران نے جوزف سے کہا تو جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے خنجر نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''سنو کامگار۔ اگر زندہ رہنا چاہتے ہو تو جو بھی پوچھوں فوراً جواب دیتے جاؤ''...... عمران نے غراتے ہوئے انداز میں کہا اور پھر کامگار پے در پے تھپڑ کھانے اور عمران کے ہاتھ میں موجود خنجر اور اس کے خوفناک لہجے اور انداز سے انتہائی خوفزدہ ہو گیا اور اس طرح عمران کے سوالوں کے جواب دینے لگا جیسے ٹیپ ریکارڈر چلتا

ہے اور پھر عمران کا بازو گھوما اور خنجر کامگار کے دل میں اترتا چلا
گیا۔ کامگار بندھے ہونے کے باوجود اس بری طرح تڑپنے لگا
جیسے کسی کو خاردار جھاڑیوں میں گھسیٹ کر لے جایا جا رہا ہو لیکن وہ
صرف چند لمحے ہی تڑپ سکا اور پھر ساکت ہو گیا تو عمران مڑ گیا۔

''خنجر نکال کر صاف کر لو''...... عمران نے جوزف سے کہا اور
تیزی سے اس آفس نما کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے کرسی پر
بیٹھ کر ٹرانسمیٹر پر سردار ماتو کی فریکونسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی
اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ کامگار کالنگ۔ اوور''...... عمران نے کامگار کی آواز
اور لہجے میں بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

''یس۔ سردار ماتو اٹنڈنگ یو۔ کیا رپورٹ ہے۔ اوور''۔ دوسری
طرف سے چونک کر اور اشتیاق آمیز لہجے میں کہا گیا۔

''باس۔ جیپ کالاش گیٹ پہنچ چکی ہے۔ اس کو کارشو ڈرائیو کر
رہا ہے اور جیپ کے عقبی حصے میں سات لاشیں بھی پڑی ہوئی ہیں
جن میں دو عورتوں کی اور چار ایکریمین مردوں کی اور ایک افریقی
حبشی کی لاش ہے اور اس کے ساتھ ہی گولڈن ایپل شراب کا
کریٹ بھی موجود ہے اور جناب جیپ کے سامنے مارتو قبیلے کا
جھنڈا بھی ہے اور چھت پر وہ آلہ بھی لگا ہوا ہے جو پہلے لگا ہوتا
تھا۔ اوور''...... عمران نے کامگار کی آواز اور لہجے میں تفصیل سے
بات کرتے ہوئے کہا۔

''تم نے لاشوں کو چیک کیا ہے۔ ہلا جلا کر اچھی طرح۔ اوور''۔
دوسری طرف سے سردار ماتو نے کہا۔

''یس باس۔ میں نے سب لاشوں کو خود چیک کیا ہے۔ وہ
واقعی لاشیں ہیں باس۔ اوور''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

''اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بھجوا دو جیپ میرے پاس۔ اوور اینڈ آل''۔
سردار ماتو نے اس بار اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ
ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر وہ اس
کیبن سے باہر آ گیا۔

''سردار ماتو کو میں نے کامگار کی آواز اور لہجے میں کال کر کے
مطمئن کر دیا ہے۔ اب لیبارٹری تک ہم اطمینان سے جا سکیں
گے''۔ عمران نے باہر آ کر اپنے ساتھیوں سے کہا۔

''ان لاشوں کا کیا کرنا ہے۔ کہیں کوئی ادھر نہ آ نکلے''...... صفدر
نے کہا۔

''کیبن کے اندر ایک تہہ خانہ ہے۔ انہیں لے جا کر وہاں ڈال
دو''...... عمران نے کہا اور جیپ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیپ
کے اندر رکھا ہوا کستان ریز کا آلہ اٹھا کر اسے جیپ کی چھت پر
نصب کر دیا۔ جھنڈا پہلے ہی کارشو نے لگا دیا تھا اور اس بار عمران
خود ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی جیپ
میں آ گئے۔ اس بار عمران کی جگہ سائیڈ سیٹ پر جولیا اور صالحہ بیٹھی

ہوئی تھیں جبکہ باقی ساتھی عقبی طرف تھے۔

''پہلے کارشو اور اب کامگار سے وہاں کی پوری تفصیل معلوم کر لی ہے میں نے۔ وہاں دس لکڑی کے کیبن نما مکان ہیں جن میں سے ایک سب سے بڑا ہے جس میں سردار ماتو رہتا ہے جبکہ باقی نو میں چیکنگ اور فائرنگ مشینری اور ان کے آپریٹر رہتے ہیں۔ ان کی تعداد بارہ ہے۔ ہم نے وہاں پہنچ کر ان سب کا خاتمہ کرنا ہے۔ صرف اس سردار ماتو کو زندہ پکڑنا ہے۔ اس کے بعد ہم لیبارٹری کی طرف بڑھیں گے اور وہاں چونکہ سب کی گردنوں میں اینٹی سنسر ڈالے گئے ہیں اس لئے ہم نے انتہائی محتاط رہنا ہے''...... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر عمران نے جیپ سٹارٹ کی اور اسے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ وہ چونکہ کارشو اور کامگار سے پوری تفصیل معلوم کر چکا تھا اس لئے اسے کسی قسم کی کوئی پریشانی نہ تھی۔

''عمران صاحب آپ نے کارشو کا بھی خاتمہ کر دیا حالانکہ وہ ہمارے ساتھ مکمل تعاون کر رہا تھا۔ آگے جا کر اس کی ضرورت پڑ سکتی تھی''...... صفدر نے کہا۔

''کارشو فطری طور پر بے حد لالچی آدمی تھا۔ وہ لالچ اور خوف کی وجہ سے ہمارا ساتھ دینے پر رضامند تو ہو گیا تھا لیکن لالچی آدمی فطری طور پر بزدل بھی ہوتا ہے اس لئے سردار ماتو کے پاس پہنچ کر لازماً اس نے اپنے تحفظ کی خاطر ہمارے ساتھ دھوکہ کرنا تھا اور

کارشو کو ساتھ لانے کا مقصد صرف اس کالاش گیٹ کو کھلوانا تھا۔ اس کے بعد اسے زندہ رکھنا اپنے ساتھ ظلم کرنے کے مترادف تھا''۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سب نے اس کی بات کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

لیبارٹری کے اندر ایک آفس نما کمرے میں میز کے پیچھے موجود ریوالونگ چیئر پر ایک بوڑھا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے چند کاغذات پڑے ہوئے تھے اور وہ ان کاغذات پر جھکا ہوا تھا۔ اس کے ایک ہاتھ میں بال پوائنٹ تھا۔ وہ سر سے گنجا تھا۔ البتہ اس کے سر کے عقبی حصے کی سائیڈوں میں سفید بالوں کی جھالریں سی لٹکی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں والی نظر کی عینک تھی۔ یہ پروفیسر ایڈگر تھا۔ کرٹیو زوالوجی کا ماہر اور مارتو ایریا میں بلیک تھنڈر کی اس لیبارٹری کا انچارج تھا۔ وہ گزشتہ دس گیارہ سالوں سے یہاں سلاجیم پر کام کر رہا تھا۔ یہ لیبارٹری بے حد وسیع ایریئے میں پھیلی ہوئی تھی اور یہاں اس کے ساتھ تقریباً دو سو کے قریب سائنس دان اور ان کے معاونین کام کر رہے تھے جن کو ہر قسم کی سہولیات حاصل تھیں لیکن وہ اس لیبارٹری سے باہر نہ جا سکتے تھے۔

پروفیسر ایڈگر اپنی ٹیم کے ساتھ مل کر دن رات محنت کر کے سلاجیم کے ایک قدیم ڈھانچے سے ملنے والے ڈی این اے سے اس لیبارٹری میں کلوننگ کی ایڈوانس ریسرچ کی مدد سے دوبارہ جیتے جاگتے سلاجیم وجود میں لے آنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور یہ کام مسلسل جاری تھا۔ بلیک تھنڈر کی طرف سے انہیں ایک لاکھ جوان اور طاقتور سلاجیم کو وجود میں لانے کا ٹاسک دیا گیا تھا اور دس سال کی محنت کے بعد وہ اب تک صرف چھ ہزار سلاجیم وجود میں لا سکے تھے لیکن اب یہ تعداد کافی تیزی سے بڑھ رہی تھی کیونکہ انہوں نے ابتدائی رکاوٹوں کو دور کر لیا تھا۔ یہ سلاجیم ابھی بچے تھے کیونکہ ان میں سے سب سے پہلے وجود میں لائے جانے والے دس سلاجیم کی عمریں صرف چھ سال تھیں جبکہ باقی ابھی بہت چھوٹے تھے اور چونکہ یہ یکسر نئی مخلوق تھی اس لئے ان پر ہر قسم کے تجربات بھی لیبارٹری میں ساتھ ساتھ کئے جاتے رہتے تھے تاکہ ان کی ذہنی اور جسمانی خصوصیات کو چیک کیا جا سکے۔

سب سے اہم بات ان کی زندگی اور ہلاکت کا مسئلہ تھا۔ قدیم دور میں یہ کہا جاتا تھا کہ سلاجیم کسی چیز سے ہلاک نہیں ہو سکتے اور جو شواہد ملتے تھے اس سے اس بات کی تائید بھی ہوتی تھی۔ صرف ایک قدیم پتھر پر بنی ہوئی تصویر ایسی ملی تھی جس میں اس دور کے ایک سورما نے تلوار کی مدد سے ایک سلاجیم کو ہلاک کر دیا تھا لیکن

ایسی تحریر بھی تھی جس میں درج تھا کہ اس سورما کی تلوار پر چونکہ باپونہ زہر لگا ہوا تھا اس لئے سلاجیم ہلاک ہو گیا تھا لیکن زہروں کے بڑے بڑے ماہرین بھی اس باپونہ زہر کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے تھے اور نہ کسی کو اس بارے میں علم تھا۔ البتہ اس قدیم دور میں موجود سلاجیم اور اس نوح کی تمام مخلوط مخلوق طوفان نوح میں ڈوب کر ہلاک ہو گئی تھی۔ اس سے یہ طے کیا گیا تھا کہ پانی میں ڈوب کر یہ مخلوق ہلاک ہو سکتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید تجربات کیے گئے تو یہ بات سامنے آئی کہ کوئی سلاجیم اس وقت ہلاک ہو سکتا ہے جب اس کے اندر پانی چلا جائے اور مزید آکسیجن اس کے اندر نہ جا سکے ورنہ وہ ہلاک نہیں ہو سکتا۔

اس کے ساتھ ساتھ موجودہ دور میں ایجاد ہونے والی گیسوں اور ریز کے بھی ان سلاجیم پر تجربات کیے جا رہے تھے کیونکہ قدیم دور میں یہ گیسیں اور ریز ایجاد نہ ہوئی تھیں اور پروفیسر ایڈگر اس وقت ایسے ہی تجربات پر مبنی رپورٹس پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... پروفیسر ایڈگر نے سادہ سے لہجے میں کہا۔

''ڈاکٹر رونالڈ بول رہا ہوں سر''...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''کوئی خاص بات ڈاکٹر رونالڈ''...... پروفیسر ایڈگر نے چونک کر

کہا۔

''سر۔ روپز گیس سے سلاجیم فوری ہلاک ہو گئے ہیں۔ آپ کا خیال درست ثابت ہوا ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو پروفیسر ایڈگر بے اختیار اچھل پڑا۔

''کتنے سلاجیم پر تجربہ کیا گیا تھا''...... پروفیسر ایڈگر نے پوچھا۔

''ہر عمر کے ایک سلاجیم پر جناب اور ان کی تعداد آٹھ ہے''۔ ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیا۔

''کیا آٹھوں کے آٹھوں ہلاک ہو گئے ہیں''...... پروفیسر ایڈگر نے پوچھا۔

''یس سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اوہ۔ یہ تو انتہائی خطرناک بات ہے۔ روپز گیس تو اب عام استعمال ہوتی ہے انسانوں کو بے ہوش کرنے کی غرض سے۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہلاک ہونے کی بجائے بے ہوش ہی ہو گئے ہوں''۔ پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

''نہیں جناب۔ میں نے مکمل چیکنگ کرنے کے بعد آپ کو کال کیا ہے۔ سلاجیم اس گیس سے فوری ہلاک ہو گئے ہیں''۔ ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ اس کی تفصیلی رپورٹ مجھے پہنچائیں۔ اس پر تو ریسرچ کرنا پڑے گی تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ یہ گیس جو عام انسانوں اور جانوروں کو صرف بے ہوش کرتی ہے۔ پھر سلاجیم کیوں

اس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ کیا فرق ہے ان کی اور عام جانداروں کی بناوٹ میں''...... پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

''یس سر۔ میرے خیال میں اس پر پروفیسر مارٹن بہتر ریسرچ کر سکتے ہیں''...... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا۔

''ہاں۔ وہی ریسرچ کریں گے لیکن آپ پہلے رپورٹ مجھے پہنچا ئیں''...... پروفیسر ایڈگر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

''یہ تو خاصی بڑی رکاوٹ سامنے آ گئی ہے''...... پروفیسر ایڈگر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر داخل ہوا۔ یہ ڈاکٹر رونالڈ تھا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔ اس نے وہ فائل مؤدبانہ انداز میں پروفیسر ایڈگر کے سامنے رکھ دی۔

''بیٹھو ڈاکٹر''...... پروفیسر ایڈگر نے فائل لیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر رونالڈ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ پروفیسر ایڈگر نے فائل کھول کر اس میں موجود کاغذات کو پڑھنا شروع کر دیا جبکہ ڈاکٹر رونالڈ خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''کیا آپ نے روپز کے علاوہ بھی دوسری بے ہوش کر دینے والی گیسز کو استعمال کیا ہے''...... تھوڑی دیر بعد پروفیسر ایڈگر نے فائل سے سر اٹھاتے ہوئے کہا۔

''نہیں سر۔ چونکہ یہ گیس سب سے زیادہ استعمال کی جاتی ہے

اس لئے صرف اسی کا تجربہ کیا گیا ہے''...... ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیا۔

''ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ روپز گیس میں کوئی عنصر ایسا ہو جو ان سلاجیم کی ہلاکت کا باعث بنتا ہو جبکہ دوسری گیسوں میں وہ عنصر نہ ہو۔ اس طرح ہمیں اس عنصر کو تلاش کرنے میں آسانی رہے گی''۔ پروفیسر نے جواب دیا۔

''جیسے آپ حکم دیں۔ لیکن ایسی گیسوں کی تعداد تو کافی زیادہ ہے اور اگر تمام گیسز کا یہی نتیجہ نکلا تو سلاجیم کی بہت بڑی تعداد ہلاک ہو جائے گی''...... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا۔

''صرف ایک اور گیس کا تجربہ کریں اور پھر اس کی رپورٹ لے آئیں''...... پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

''یس سر''...... ڈاکٹر رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا تو پروفیسر ایڈگر کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور آفس سے باہر چلا گیا۔

''کاش دوسری گیس کے تجربے کا نتیجہ ایسا نہ نکلے''...... چند لمحوں بعد پروفیسر ایڈگر نے خودکلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں کے بعد دروازہ کھلا اور ڈاکٹر رونالڈ اندر داخل ہوا تو اس کا چہرہ دیکھ کر ہی پروفیسر ایڈگر سمجھ گیا کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔

''دوسری گیس کا نتیجہ بھی یہی نکلا ہے پروفیسر''...... ڈاکٹر رونالڈ نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی فائل پروفیسر ایڈگر کے سامنے رکھتے ہوئے

کہا تو پروفیسر نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"بیٹھیں ڈاکٹر"...... پروفیسر ایڈگر نے کہا تو ڈاکٹر رونالڈ میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

"یہ تو سارا مسئلہ ہی خراب ہو گیا۔ بلکہ بلیک تھنڈر جس مقصد کے لئے انہیں تیار کرا رہی ہے وہ مقصد تو ختم ہو جاتا ہے"۔ پروفیسر ایڈگر نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں ان گیسوں میں کوئی ایسا عنصر ہوتا ہے جو سلاجیم کے لئے خطرناک ثابت ہوتا ہے۔ عام انسانوں کے لئے خطرناک نہیں ہوتا اور پروفیسر مارٹن اس سلسلے میں بہتر ریسرچ کر سکتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ رکاوٹ عارضی ثابت ہو گی۔ ہم ان کی اس خامی کو دور کر دیں گے جس کی وجہ سے یہ ہلاک ہو جاتے ہیں"...... ڈاکٹر رونالڈ نے کہا تو پروفیسر ایڈگر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے یکے بعد دیگرے چار نمبر پریس کر دیئے۔

"پروفیسر مارٹن بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"ایڈگر بول رہا ہوں پروفیسر۔ آپ فوراً میرے آفس آ جائیں"۔ پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو پروفیسر ایڈگر نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد دروازہ کھلا اور ایک بوڑھا سا

آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ اس کے اندر آتے ہی ڈاکٹر رونالڈ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"بیٹھو ڈاکٹر"...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر خود بھی وہ دوسری کرسی پر بیٹھ گیا۔

"پروفیسر مارٹن۔ ایک بہت اہم مسئلہ سامنے آیا ہے اور اب ہم نے سب سے پہلے اس مسئلے کو حل کرنا ہے ورنہ ہمارا اب تک کا سارا کام ضائع چلا جائے گا"...... پروفیسر ایڈگر نے کہا تو پروفیسر مارٹن چونک پڑا۔

"کیا مسئلہ ہے جناب"...... پروفیسر مارٹن نے پوچھا تو پروفیسر ایڈگر نے اسے ڈاکٹر رونالڈ کے تجربات کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"اوہ۔ اوہ۔ یہ واقعی حیرت انگیز بات ہے"...... پروفیسر مارٹن نے کہا تو پروفیسر ایڈگر نے پہلے والی فائل اور ساتھ ہی دوسری فائل بھی اس کے سامنے رکھ دی۔ پروفیسر مارٹن نے ایک فائل کھولی اور اسے پڑھنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے دوسری فائل پڑھی اور پھر اس نے ایک طویل سانس لے کر دوسری فائل بند کر دی۔

"ان کی لاشیں تو موجود ہیں"...... پروفیسر مارٹن نے ڈاکٹر رونالڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر"...... ڈاکٹر رونالڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ ان کی لاشیں میرے سیکشن میں پہنچا ئیں۔ میں اس پر

ریسرچ شروع کر دیتا ہوں۔ مجھے امید ہے کہ ہم جلد ہی اس مسئلے کا کوئی حتمی تدارک نکال لینے میں کامیاب ہو جائیں گے"۔ پروفیسر مارٹن نے کہا۔

"یس سر"...... ڈاکٹر رونالڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سلام کر کے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا آفس سے باہر چلا گیا۔

"آپ کے ذہن میں کوئی بنیادی بات آئی ہے اس پر ریسرچ کرنے کے لئے"...... پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

"یس سر۔ بظاہر تو یہی نظر آ رہا ہے کہ ان گیسوں کی وجہ سے ان کا دوران خون کا عمل رک جاتا ہے جس کی وجہ سے ان کا دل بند ہو جاتا ہے اور یہ ہلاک ہو جاتے ہیں جبکہ عام انسانوں پر ان گیسز کے اثرات صرف اس حد تک ہوتے ہیں کہ ان کے خون کی روانی سست ہو جاتی ہے لیکن رکتی نہیں"...... پروفیسر مارٹن نے کہا۔

"اوہ۔ گڈ پروفیسر۔ آپ نے واقعی درست سوچا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ان کے خون میں کوئی ایسا عنصر ہے جو عام انسانوں کے خون میں نہیں ہے"...... پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

"یس پروفیسر۔ اب دونوں کے خون کا تفصیلی تجزیہ اس نقطہ نظر سے کرنا پڑے گا جبکہ پہلے ہم نے جو تجربات کئے ہیں وہ دوسرے نقطہ نظر سے کئے گئے تھے"...... پروفیسر مارٹن نے کہا۔

"ہونہہ۔ ٹھیک ہے۔ آپ یہ کام ترجیحی بنیادوں پر کریں۔ ہمیں ہر صورت میں اس کا تدارک کرنا ہو گا"...... پروفیسر ایڈگر نے کہا۔

"یس سر۔ مجھے اجازت ہے"...... پروفیسر مارٹن نے اٹھتے ہوئے کہا اور پروفیسر ایڈگر کے سر ہلانے پر وہ مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ پروفیسر ایڈگر نے ایک بار پھر سامنے موجود کاغذات پر نظریں جما دیں لیکن اب اس کے چہرے پر پہلے جیسی مایوسی نہیں تھی۔

سردار ماتو اپنے آفس میں بیٹھا جیپ کی آمد کا انتظار کر رہا تھا۔ کامگار کو کال کیے ہوئے دو گھنٹے گزر چکے تھے اور اس کا خیال تھا کہ اب کسی بھی لمحے جیپ مارتو ایریا میں پہنچ سکتی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ جب وہ سیکنڈ ہیڈکوارٹر کو ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی ہلاکت کی اطلاع دے گا تو یقیناً سیکنڈ ہیڈکوارٹر اسے کوئی بہت بڑا انعام دے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس نے دل ہی دل میں پوری کہانی بھی تیار کر لی تھی کہ اس نے کس طرح ان ایجنٹوں کو جنگل میں داخل ہونے دیا اور پھر کس طرح انہیں ہلاک کر دیا۔ اس پوری کہانی میں تمام کریڈٹ اس نے اپنے آپ کو دیا تھا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سردار ماتو نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ سردار ماتو بول رہا ہوں"...... سردار ماتو نے تیز لہجے میں کہا۔

"چیف سیکورٹی آفیسر انتھونی بول رہا ہوں جناب"...... دوسری طرف سے لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر انتھونی کی آواز سنائی دی تو سردار ماتو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں یہ تصور بھی نہ تھا کہ کال انتھونی کی طرف سے بھی ہو سکتی ہے۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... سردار ماتو نے کہا۔

"ہم نے ایک روزالٹ جیپ مارتو ایریئے کی طرف بڑھتی ہوئی چیک کی ہے جبکہ ہر طرف ہائی ریڈ الرٹ ہے۔ پھر یہ جیپ اندر کیسے آ گئی"...... دوسری طرف سے قدرے سخت لہجے میں کہا گیا۔

"یہ ہماری اپنی جیپ ہے۔ آپ نے اس کے سامنے موجود ہمارا مخصوص جھنڈا چیک نہیں کیا"...... سردار ماتو نے سخت لہجے میں کہا۔

"جھنڈا تو ہم چیک نہیں کر سکے البتہ اس پر کستان ریز کا آلہ ضرور چیک کیا گیا ہے"...... دوسری طرف سے اس بار قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا گیا۔

"تو پھر آپ کو خود ہی سمجھ لینا چاہئے تھا کہ یہ ہماری جیپ ہے۔ کالاش پوائنٹ سے یہ جیپ ہمارے آدمیوں کو لے کر یہاں مارتو ایریا میں آ رہی ہے"...... سردار ماتو نے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ سوری"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سردار ماتو نے منہ بناتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

''ہونہہ۔ مجھ پر رعب جما رہا تھا نانسنس''...... سردار ماتو نے خودکلامی کے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تقریباً نصف گھنٹہ مزید گزر گیا اور اسے جیپ کی آمد کی اطلاع نہ ملی تو اس نے خود ہی کامگار سے معلوم کرنے کے لئے فون کا رسیور اٹھایا اور ابھی نمبر پریس کرنے ہی لگا تھا کہ یکلخت اس کا ذہن کسی تیز چلتے ہوئے لٹو کی طرح گھومنے لگ گیا۔ رسیور اس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا۔

''یہ۔ یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا مطلب''...... سردار ماتو نے اپنے ذہن کو کنٹرول کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن چند لمحوں بعد ہی اس کے ذہن پر جیسے تاریک چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں جگنو چمکتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ آنکھیں کھلتے ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کے ذہن کو ایک زور دار جھٹکا لگا کیونکہ اس کا جسم کرسی کے ساتھ رسی سے بندھا ہوا تھا۔ اس نے تیزی سے نظریں گھمائیں۔ وہ اپنے ہی آفس میں ایک کرسی پر رسی سے بندھا ہوا بیٹھا تھا اور آفس خالی تھا۔

''یہ۔ یہ کیا ہوا۔ کس نے مجھے باندھا ہے۔ کیا مطلب''۔ سردار ماتو نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ مزید کچھ سوچتا کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور ایک ایکریمین اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے ایک دیوہیکل افریقی حبشی تھا۔ انہیں دیکھ کر سردار ماتو کے ذہن میں یکلخت دھماکے سے ہونے لگ گئے۔

''تمہیں ہوش آ گیا سردار ماتو''...... آنے والے نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سامنے پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا جبکہ دیوہیکل حبشی اس کی کرسی کے قریب کھڑا ہو گیا۔

''تم۔ تم کون ہو اور یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔ کیا مطلب''۔ سردار ماتو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہم وہی ہیں جنہیں روکنے کے لئے تمہاری بلیک تھنڈر تنظیم نے بڑے پاپڑ بیلے لیکن ہم پھر بھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہاں تک پہنچ گئے ہیں''...... اس ایکریمین نے جواب دیا تو سردار ماتو کے ذہن میں جیسے بم سا پھٹ پڑا۔

''تم۔ تم۔ پاکیشائی ایجنٹ ہو۔ مم۔ مم۔ مگر تم تو لاشوں میں تبدیل ہو چکے تھے اور کامگار نے تمہیں چیک بھی کیا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے''...... سردار ماتو کا ذہن واقعی دھماکوں کی زد میں آ گیا تھا۔

''تمہارا کامگار خود لاش میں تبدیل ہو چکا تھا۔ اس بے چارے نے ہمیں کیا چیک کرنا تھا۔ بہرحال اب تم ذہنی طور پر پوری طرح سنبھل چکے ہو اس لئے اب تم بتاؤ گے کہ لیبارٹری میں داخل ہونے کے دو خفیہ راستوں کی کیا تفصیل ہے۔ ان کو کس طرح کھلوایا جا سکتا ہے''...... اس ایکریمین نے کہا تو سردار ماتو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ قبیلے کا سردار ہونے کے باوجود ان کا مقابلہ

کرنے کے قابل نہ رہا ہو۔

"مجھے کیا معلوم"...... سردار ماتو نے جواب دیا۔

"جوزف"...... اس ایکریمین نے کرسی کے ساتھ کھڑے ہوئے دیوہیکل افریقی حبشی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

"یس باس"...... اس افریقی نے جواب دیا۔

"سردار ماتو کو ہم نے ماتو قبیلے کی سرداری سے موقوف کر دیا ہے۔ اس کی گردن میں موجود سرداری کا نشان اتار دو"۔ ایکریمین نے جسے باس کہہ کر پکارا گیا تھا بڑے سخت لہجے میں کہا۔

"باس۔ کسی قبیلے کے سردار کو سرداری سے موقوف کرنے کے لئے اس قبیلے کا وچ ڈاکٹر اور بڑا پجاری قبیلے کے چار بڑوں کے ساتھ مل کر مشاورت کرتے ہیں اور اگر سب متفقہ طور پر اسے موقوف کر دیں تو وہ موقوف ہو سکتا ہے ورنہ نہیں"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو سردار ماتو اس کی بات سن کر چونک پڑا کیونکہ وہ درست کہہ رہا تھا۔

"تم۔ تم ہمارے قبیلے کی روایات کو کیسے جانتے ہو"...... سردار ماتو نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"لیکن ایسا اس وقت ہوتا ہے جب سردار قبیلے کی روایات سے بغاوت کرتا ہے لیکن اگر سردار قبیلے کے اجتماعی مفاد کو غیروں کے ہاتھ فروخت کر دے تو ایسے سردار کو قبیلے کے مفاد کی حفاظت کرنے والا اکیلا آدمی بھی موقوف کر سکتا ہے۔ سردار ماتو نے چونکہ پورے

قبیلے کے مفادات کو بلیک تھنڈر جیسی مجرم تنظیم کے ہاتھ فروخت کر کے اپنے آپ کو سرداری کے لائق نہیں رکھا اس لئے میں جو ماتو قبیلے کا روحانی محافظ ہوں اسے موقوف کر سکتا ہوں"...... اس ایکریمین نے ہاتھ اٹھا کر انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ واقعی عظیم وچ ڈاکٹر اور قبیلے کے روحانی محافظ ہیں۔ آپ کی بات درست ہے"...... جوزف نے سر جھکا کر کہا اور پھر وہ تیزی سے سردار ماتو کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار ماتو کچھ سمجھتا اس نے اس کے گلے میں موجود پٹی میں انگلی ڈال کر ایک جھٹکے سے اسے اس کے گلے سے علیحدہ کر دیا۔

"یہ غلط ہے۔ میں سردار ہوں اور سردار رہوں گا"...... سردار ماتو نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"ایک صورت میں تم دوبارہ سردار بن سکتے ہو کہ تم مجرم بلیک تھنڈر تنظیم سے علیحدگی اور ان کے خلاف جدوجہد کا اعلان کر دو ورنہ موت کے لئے تیار ہو جاؤ"...... اس ایکریمین نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سردار ماتو کو یوں محسوس ہوا جیسے وہ واقعی قبیلے کی بڑی کونسل کے سامنے پیش ہو۔

"مم۔ مم۔ مگر میں بغاوت نہیں کر سکتا ورنہ بڑا سانپ مجھے ہلاک کر دے گا"...... سردار ماتو نے رو دینے والے لہجے میں کہا کیونکہ اسے یقین تھا کہ اگر اس نے انہیں راستے بتا دیئے تو ان کے قبیلے کا بڑا سانپ اس کو پھونک مار کر ہلاک کر دے گا۔

”بڑا سانپ تمہاری گردن سے علیحدہ ہو چکا ہے۔ اگر وہ چاہتا تو جوزف تمہارے گلے سے نشان علیحدہ نہ کر سکتا تھا۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ بھی وہی چاہتا ہے جو ہم چاہتے ہیں“...... اس ایکریمین نے کہا تو سردار ماتو کو یوں محسوس ہوا جیسے یہ ایکریمین کسی بڑے قبیلے کا بڑا پجاری ہو۔ اس کی باتیں اس کے ذہن میں اس طرح بیٹھ رہی تھیں جیسے شاگرد کے ذہن میں استاد کی باتیں بیٹھ جاتی ہیں۔

”مجھے دوبارہ سردار بنا دو۔ میں بتا دیتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ اب دوبارہ قبیلے کے مفاد کے خلاف کام نہیں کروں گا“۔ سردار ماتو نے فوراً کہا کیونکہ جس لمحے سے اس کی سرداری کا نشان اس کے گلے سے علیحدہ کیا گیا تھا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ بالکل خالی ہو کر رہ گیا ہو۔ اس کی سرے سے کوئی اہمیت ہی نہ رہی ہو۔

”پہلے راستے بتا کر اپنی بات ثابت کرو“...... اس ایکریمین نے کہا تو سردار ماتو نے دونوں راستوں کے بارے میں تفصیل بتانا شروع کر دی۔ پھر اس ایکریمین نے سوالات کر کے اس سے جب ساری باتیں پوچھ لیں تو وہ یکلخت کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

”تمہیں شاید معلوم نہیں سردار ماتو کہ ایک بار جسے سرداری سے موقوف کر دیا جائے وہ دوبارہ سردار نہیں بن سکتا۔ کیوں جوزف۔ میں درست کہہ رہا ہوں“...... اس ایکریمین نے کہا۔

”یس باس۔ آپ عظیم وچ ڈاکٹر اور بڑے پجاری سے بھی زیادہ عقل مند ہیں“...... جوزف نے ایک بار پھر سر جھکاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ سردار ماتو احتجاج کرتا اس ایکریمین نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ہاتھ نکالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں موجود مشین پسٹل سے شعلے نکلے اور سردار ماتو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں یکے بعد دیگرے کئی گرم سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کا ذہن تاریک پڑنے لگ گیا۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس اس کے حلق میں پتھر کی طرح اٹک گیا ہو۔ اس نے جھٹکے سے سانس لینے کی کوشش کی لیکن سانس کی بجائے اس کا ذہن یکلخت کسی تاریک دلدل کی تہہ میں اترتا چلا گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام حواس اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت درختوں اور اونچی جھاڑیوں کی اوٹ لئے لیبارٹری کی اونچی چاردیواری سے کچھ فاصلے پر موجود تھا۔ وہ سب جیپ سے یہاں پہنچے اور پھر انہوں نے یہاں سے کچھ پہلے جیپ روک دی اور پھر عمران اپنے ساتھیوں سمیت پیدل چلتا ہوا آگے بڑھا اور اس نے وہاں بنے ہوئے لکڑی کے کیبن نما مکانوں کے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی۔ اس طرح ان مکانوں میں موجود تمام افراد بے ہوش ہو گئے اور عمران اور اس کے ساتھیوں نے ان مکانوں کے اندر موجود تمام بے ہوش افراد کو نہ صرف ہلاک کر دیا بلکہ وہاں موجود تمام مشینری بھی فائرنگ کر کے تباہ کر دی۔ اس کے بعد عمران کے حکم پر جوزف نے بڑے مکان میں جا کر وہاں موجود بے ہوش سردار ماتو کو رسی کی مدد سے ایک کرسی پر باندھ دیا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی اس دوران ان دوسرے مکانوں کی تفصیلی تلاشی لیتے رہے کیونکہ عمران کو یقین تھا کہ یہاں اس لیبارٹری کے بارے میں تفصیلی فائل موجود ہو گی لیکن باوجود بھرپور تلاشی کے ایسی کوئی فائل جب وہاں سے نہ ملی تو عمران نے سردار ماتو سے اس بارے میں پوچھ گچھ کرنے کا فیصلہ کیا۔

لیکن جوزف نے اچانک سب کے سامنے احتجاج کر دیا کہ سردار ماتو اپنے قبیلے کا باقاعدہ سردار ہے اور اس کے گلے میں سرداری کا نشان موجود ہے اس لئے کسی قبیلے کے سردار پر اس طرح تشدد نہیں کیا جا سکتا جب تک وہ سرداری سے موقوف نہ ہو جائے تو عمران نے باقی ساتھیوں کو لیبارٹری کا چاروں طرف سے جائزہ لینے کے لئے بھجوا دیا اور خود وہ جوزف کے ساتھ سردار ماتو کے بڑے مکان پر پہنچ گیا۔ سردار ماتو ہوش میں آ چکا تھا کیونکہ جو گیس وہاں فائر کی گئی تھی وہ انتہائی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ جلد ہی اپنے اثرات ختم کر دیتی تھی اس لئے جب عمران اور جوزف اس بڑے مکان میں پہنچے جہاں سردار ماتو بندھا ہوا تھا تو وہ ان کے آنے سے پہلے ہی ہوش میں آ چکا تھا اور پھر عمران نے اپنے مخصوص انداز میں جوزف کو ڈیل کر کے سردار ماتو کے گلے سے اس کی سرداری کا مخصوص نشان اتروا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا یہ خیال بھی درست ثابت ہوا کہ سردار ماتو سرداری دوبارہ حاصل کرنے کے لئے ان سے تعاون کرنے پر تیار ہو گیا لیکن اس نے خفیہ راستوں کی جو تفصیل بتائی تھی وہ عمران کے کام نہ آ سکتی تھی

کیونکہ انہیں اندر سے ہی آپریٹ کیا جا سکتا تھا باہر سے نہیں اس لئے عمران نے سردار ماتو کا خاتمہ کیا اور پھر وہ جوزف سمیت باہر آ گیا اور اب یہاں وہ اپنے ساتھیوں سمیت موجود تھا۔

''عمران صاحب۔ یہ چاردیواری چاروں طرف موجود ہے اور واچ ٹاورز پر بھی ہیوی مشینری موجود ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ میں دیکھ رہا ہوں۔ اس کے اندر تو سوائے ہیلی کاپٹر کے اور کسی طرح بھی داخل نہیں ہوا جا سکتا''...... عمران نے جواب دیا۔

''لامحالہ اس کی حفاظت کے لئے اندر مسلح سیکورٹی بھی ہو گی''۔ اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو پھر کیا ہوا۔ ہمارے پاس ہیوی میزائل گنیں موجود ہیں۔ ان دیواروں پر میزائل برساؤ اور جو راستہ بنے اس سے اندر داخل ہو جائیں گے اور پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اس طرح اوپر واچ ٹاورز والے ہمیں ہیوی مشین گنوں سے بھون کر رکھ دیں گے''...... صفدر نے کہا۔

''تنویر کی بات درست ہے۔ اب اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی چارہ نہیں ہے''...... عمران نے کہا تو تنویر کا چہرہ یکلخت چمک اٹھا۔

''عمران صاحب۔ ہمیں جو کچھ کرنا ہے جلد از جلد کرنا ہے ورنہ اگر سردار ماتو کی ہلاکت کا علم ان کے قبیلے والوں کو ہو گیا تو پھر پورا قبیلہ ہمارے خلاف اکٹھا ہو جائے گا اور ہم کتنے افراد کو ہلاک کر سکیں گے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران سمیت سب ساتھیوں کے چہروں پر یکلخت انتہائی تشویش کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ کیپٹن شکیل کی بات درست تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں قبیلہ ماتو کے لوگ اگر ان کے خلاف جمع ہو گئے تو انہیں جانیں بچانا مشکل ہو جائیں گی۔

''لیکن ان ہیوی مشین گنوں کا کیا علاج کیا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے''...... اچانک صالحہ نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیا''...... عمران نے چونک کر کہا۔

''میں نے لکڑی کے ایک کیبن میں اسلحے کی بڑی بڑی پیٹیاں پڑی ہوئی دیکھی ہیں۔ میں نے ایک پیٹی کو چیک کیا تو اس میں بے ہوش کر دینے والی گیس کی میزائل گنیں موجود ہیں اور ان کے میزائل بھی۔ ہم اگر سامنے کے رخ پر موجود دونوں واچ ٹاورز پر اور عقبی طرف کے دونوں واچ ٹاورز پر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دیں تو یہ لوگ فوری طور پر ہمارے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکیں گے اور ہم میزائل گنوں کی مدد سے دیوار توڑ کر اندر داخل ہو جائیں گے۔ اس کے بعد جو ہو گا دیکھا جائے گا''...... صالحہ نے

کہا۔

”ویری گڈ۔ صالحہ نے بہترین تجویز دی ہے اور میں اس میں مزید اضافہ یہ کرتی ہوں کہ صرف واچ ٹاورز پر ہی نہیں بلکہ لیبارٹری کی چاردیواری کے اندر بھی بے ہوش کر دینے والی گیس چاروں طرف سے اس قدر مقدار میں فائر کر دی جائے کہ اندر موجود ہر آدمی بے ہوش ہو جائے۔ پھر تمام کارروائی آسانی سے اور یقینی ہو جائے گی“...... جولیا نے کہا۔

”گڈ شو۔ آج خواتین کا ڈے ہے۔ ویری گڈ۔ یہ واقعی بہترین اور قابل عمل تجاویز ہیں“...... عمران نے کہا تو جولیا اور صالحہ دونوں کے چہروں پر تیز چمک ابھر آئی۔

”صفدر۔ تم تنویر کے ساتھ اس کیبن سے بے ہوش کرنے والی گیس کی گنیں اور میزائل لے آؤ۔ تم دونوں نے عقبی طرف فائرنگ کرنی ہے جبکہ کیپٹن شکیل اور صالحہ سامنے والے واچ ٹاورز پر فائرنگ کریں گے۔ جوزف فرنٹ کی طرف سے اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا“...... عمران نے باقاعدہ ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”اور تم کیا کرو گے“...... جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”میں میٹرک کے اس طالب علم کی طرح نتیجے کا انتظار کروں گا جو نتیجہ آنے سے پہلے ساری رات جاگتا رہتا ہے اور ہر لمحے اسے فیل ہو جانے کا دھڑکا لگا رہتا ہے“...... عمران نے جواب دیا تو

صالحہ اور جولیا کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار چونک پڑے۔

”کیا مطلب۔ کیا تمہارا خیال ہے کہ یہ پلاننگ فیل ہو جائے گی“...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ میں نے صرف دھڑکے کی بات کی ہے۔ طالب علم تو بہرحال پاس ہو ہی جاتے ہیں“...... عمران نے جواب دیا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ کے ذہن میں کوئی دوسری بات ہے تو پلیز بتا دیں۔ اس وقت ہماری پوزیشن بے حد نازک ہے“۔ صالحہ نے کہا۔

”میں یہاں اس لئے رک گیا ہوں کہ جیسے ہی تم اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے میزائل فائر کرو گے میں اس دیوار پر میزائل فائر کر دوں گا کیونکہ ظاہر ہے کہ دونوں سائیڈوں پر اور ان کے درمیان کافی فاصلہ ہے۔ صالحہ نے جو میزائل چیک کئے ہیں ان میں انتہائی زود اثر بے ہوش کر دینے والی گیس تو ہے لیکن اس کے تاثرات بھی جلد ہی ختم ہو جاتے ہیں“...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب ہی تیزی سے مڑے اور درختوں اور جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اس کیبن نما مکان کی طرف بڑھتے چلے گئے جہاں بے ہوش کر دینے والی گیس کی گنوں کی پیٹیاں موجود تھیں جبکہ عمران وہاں کھڑا رہا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ لیبارٹری میں داخلے کے بعد اصل مسئلہ ان سلاجیم کے خاتمے کا تھا اور یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی کہ انہیں

لئے ہلاک کیا جائے کیونکہ اسے کسی طور پر یہ بھی معلوم نہ تھا کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ لیبارٹری سے باہر ایک جھیل موجود تھی لیکن بے شمار افراد کو چاہے ہو مخلوط نسل کے ہی ہوں بیک وقت جھیل میں ڈبو کر ہلاک کرنا اس کے خیال کے مطابق تقریباً ناممکن تھا اور یہ بھی اسے معلوم نہ تھا کہ کیا یہ سلاجیم گیس سے بے ہوش ہوں گے یا نہیں اور اسی خوف کے پیش نظر اس نے فیل ہونے والی بات کی تھی۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنے ساتھیوں کے سامنے اسی وقت یہ خدشہ ظاہر نہ کر سکتا تھا ورنہ ان کے حوصلے پست ہو سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد جوزف نے ایک بڑی میزائل گن اور اس کی میزائل بیلٹ لا کر اس کے سامنے رکھ دی۔ باقی ساتھی بھی واپس آ گئے تھے۔

''تم دونوں کتنی دیر میں عقبی طرف پہنچ کر فائر کر سکتے ہو''۔ عمران نے صفدر اور تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''ہمیں بہرحال پون گھنٹہ لگ جائے گا کیونکہ واچ ٹاورز کی چیکنگ سے بچ کر عقبی طرف جانا پڑے گا''...... صفدر نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ اب اپنی گھڑیاں ملا لو اور اب سے ایک گھنٹے بعد سب نے فائرنگ کا آغاز کر دینا ہے۔ پہلے واچ ٹاورز کو نشانہ بنایا جائے گا۔ پھر اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے میزائل فائر کئے جائیں گے اور پھر میں پانچ منٹ بعد دیوار توڑنے کا عمل شروع کر دوں گا''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ اندر وہ مخلوق سلاجیم بھی موجود ہو گی۔ اس کا کیا کرنا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ یہاں سے نکل کر جنگل میں پھیل جائے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا وہ بے ہوش نہیں ہوں گے''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کچھ کہا نہیں جا سکتا مس جولیا''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

''جو ہو گا دیکھا جائے گا۔ پہلے ہم اپنے مشن کا تو آغاز کریں''۔ تنویر نے کہا۔

''تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ہم نے پوری دنیا کو بچانے کے لئے کام کرنا ہے''...... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ لیتے ہوئے اپنے اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھنے لگے۔ عمران نے میزائل بیلٹ میزائل گن سے منسلک کر دی۔ یہ دس میزائلوں کی بیلٹ تھی اور عمران کا اندازہ تھا کہ ایک ہی میزائل اس دیوار کو اڑا دے گا لیکن اس کے باوجود اس نے پوری بیلٹ کو لوڈ کر دیا تھا کیونکہ اسے یہ معلوم نہ تھا کہ اس دیوار کی دوسری طرف کیا کچھ بنایا گیا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میزائلوں کے لئے کوئی خصوصی انتظامات کئے گئے ہوں۔ عمران ابھی تک وہیں رکا ہوا تھا جبکہ اس کے سارے ساتھی اس کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔ پھر اچانک اس کی جیب میں موجود ٹرانسمیٹر

سے کال آنا شروع ہو گی۔ یہ وہ ٹرانسمیٹر تھا جو عمران سردار ماتو کے آفس کی میز سے اٹھا لایا تھا۔ اس نے وہاں فون کا رسیور اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا تھا تاکہ اگر فون پر کال آئے تو وہ کنکٹ نہ ہو سکے۔ اس نے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ چیف سیکورٹی آفیسر انتھونی کالنگ۔ اوور''۔ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک سخت سی آواز سنائی دی اور چیف سیکورٹی آفیسر کے الفاظ سنتے ہی عمران سمجھ گیا کہ لیبارٹری کے سیکورٹی انچارج کی کال ہے۔

''یس۔ سردار ماتو اٹنڈنگ یو۔ اوور''...... عمران نے سردار ماتو کی آواز اور لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تمہارا فون انگیج جا رہا ہے۔ کیوں۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''اس میں کوئی خرابی ہو گئی ہے۔ کیوں کال کیا ہے۔ اوور''۔ عمران نے لہجہ سخت بناتے ہوئے کہا کیونکہ وہ بہرحال اس ماتو ایریئے کا انچارج اور قبیلے کا سردار بھی تھا۔

''تمہارے ایریئے میں پراسرار نقل و حرکت مارک کی گئی ہے۔ اوور''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔

''پراسرار نقل و حرکت۔ کیا مطلب۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم۔ اوور''۔ عمران کا لہجہ مزید سخت ہو گیا۔

''واچ ٹاور سے مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک ایکریمین کو تمہارے

کیبن سے نکلتے دیکھا گیا ہے۔ اوور''...... انتھونی نے کہا۔

''ایکریمین اور یہاں۔ کیا تمہارے اس واچ ٹاور پر احمق لوگ تعینات ہیں۔ یہاں ایکریمین کہاں سے آ گیا ہے۔ اوور''۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اتنی بات بہرحال وہ سمجھ گیا تھا کہ اسے ہی چیک کیا گیا ہے لیکن انہیں صرف شبہ ہے کیونکہ سردار ماتو کا کیبن انتہائی گھنے درختوں کے درمیان بنا ہوا تھا اس لئے لامحالہ انہیں شبہ ہی ہو سکتا تھا۔

''کیا مطلب۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ اوور''...... دوسری طرف سے انتھونی نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آئندہ اگر تم نے ایسی احمقانہ باتیں کیں تو میں سیکنڈ ہیڈکوارٹر سے تمہاری شکایت کر دوں گا۔ یہاں چڑیا بھی ہماری اجازت کے بغیر نہیں اڑ سکتی اور تم اجنبی ایکریمین انسان کی بات کر رہے ہو۔ اوور''...... عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آئی ایم سوری۔ اوور اینڈ آل''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے جیب میں ڈال لیا۔ سیکنڈ ہیڈکوارٹر کی دھمکی اس نے دانستہ دی تھی اور اسے معلوم تھا کہ اس دھمکی نے اس چیف سیکورٹی آفیسر کو سوری کہنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس نے گھڑی دیکھی تو صرف دس منٹ گزرے تھے اور اسے ایک گھنٹہ گزارنا تھا۔ وہ ہونٹ بھینچے خاموش کھڑا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کے

تمام حواس پوری طرح بیدار تھے کیونکہ ماتو قبیلے کا کوئی بھی آدمی یا کوئی درندہ اچانک ادھر آ سکتا تھا اور پھر طویل انتظار کا یہ ایک گھنٹہ بھی گزر گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے میزائلوں کو نیچے سے اڑ کر واچ ٹاورز کے اندر گرتے ہوئے دیکھا۔ سامنے کے دونوں ٹاورز پر مسلسل بے ہوش کر دینے والی گیس کے میزائل گر رہے تھے اور پھر ان میزائلوں کا رخ بدلا اور اب وہ دونوں اطراف سے لیبارٹری کی اونچی چاردیواری کے اندر فائر ہونے شروع ہو گئے۔

عمران گھڑی دیکھ رہا تھا اور پھر جیسے ہی پانچ منٹ مزید گزرے وہ ہیوی میزائل گن اٹھائے تیزی سے لیبارٹری کی دیوار کی طرف بڑھنے لگا۔ پھر کچھ دیر فاصلے پر جا کر اس نے میزائل گن کا رخ دیوار کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے فضا خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھی۔ عمران نے پہلے ہی راؤنڈ میں یکے بعد دیگرے چار میزائل دیوار پر فائر کر دیئے تھے اور ان میزائلوں نے دیوار کا ایک خاصا بڑا حصہ اڑا دیا تھا اور اب اندر ایک وسیع و عریض صحن کا حصہ نظر آنے لگ گیا تھا۔ عمران دوڑتا ہوا آگے بڑھا لیکن دیوار کے قریب آ کر وہ رک گیا کیونکہ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس کے اثرات بہرحال موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی بھی دوڑتے ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ سب سے آخر میں صفدر اور تنویر پہنچے تھے۔

''جوزف۔ تم اور تنویر باہر رہو گے کیونکہ دھماکوں کی وجہ سے

یہاں کوئی بھی آ سکتا ہے۔ تم نے خیال رکھنا ہے کہ انہیں اس انداز میں روکا جائے کہ سارا قبیلہ یہاں اکٹھا نہ ہو جائے''...... عمران نے کہا۔

''آپ بے فکر رہیں باس۔ اب ماتو قبیلے کا سردار میں ہوں اس لئے ماتو قبیلہ آپ کے خلاف کوئی حرکت نہیں کر سکتا''...... جوزف نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے وہ پٹی نکالی جو اس نے سردار ماتو کے گلے سے نوچی تھی اور اسے اپنے گلے میں باندھ لیا۔

''کیا اس پٹی سے قبیلہ تمہیں سردار مان لے گا''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مجھے ان کی زبان بھی آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ یہ بڑے سانپ کے پجاری ہیں۔ اب میں انہیں آسانی سے ڈیل کر لوں گا''...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جوزف کا ذہن ان معاملات میں کس طرح کام کرتا ہے اور پھر اس نے باقی ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تو وہ سب ٹوٹی ہوئی دیوار کے بڑے سے سوراخ سے گزر کر اس لیبارٹری میں داخل ہو گئے جہاں داخل ہونے سے انہیں روکنے کے لئے بلیک تھنڈر نے ایک لحاظ سے اپنے تمام وسائل جھونک دیئے تھے۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت لورگو شہر کی اس رہائش گاہ میں موجود تھا جہاں سے وہ مشن کی تکمیل کے لئے روانہ ہوئے تھے۔ عمران اس وقت میز پر نقشہ پھیلائے اور کاغذات کا ایک پورا دستہ سائیڈ پر رکھے اس پر جھکا ہوا تھا۔ وہ نقشے کو دیکھ دیکھ کر کاغذ پر پین سے مختلف اعداد لکھتا رہا اور پھر انہیں کافی دیر تک ضرب تقسیم کر کے نقشے پر نشانات لگانا شروع کر دیتا۔ اس طرح وہ مسلسل کام کر رہا تھا جبکہ اس کے ساتھی دوسرے کمرے میں بیٹھے آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے۔ البتہ جوزف، عمران والے کمرے کے باہر دروازے کے قریب بڑے چوکنا انداز میں کھڑا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کسی بھی لمحے عمران پر حملہ کیا جا سکتا ہے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے سر اٹھایا اور کرسی کی پشت سے سر ٹکا دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی

تھکاوٹ کے تاثرات نمایاں تھے۔

”جوزف“...... اچانک عمران نے سیدھے ہوتے ہوئے کہا۔

”یس باس“...... جوزف نے بجلی کی سی تیزی سے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”کافی بنا لاؤ سب کے لئے اور ساتھیوں کو بھی یہاں بھجوا دو“۔ عمران نے کہا۔

”یس باس“...... جوزف نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے سارے ساتھی اس کمرے میں پہنچ گئے۔

”کیا ہوا عمران صاحب۔ کام ہو گیا ہے یا نہیں“...... صفدر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بڑی دردسری کرنا پڑی ہے۔ بہرحال میرا خیال ہے کہ میں درست مقام پر پہنچ گیا ہوں“...... عمران نے کہا۔

”لیکن اس لیبارٹری کا خاتمہ کیسے ہو گا۔ وہ وہاں دوسرے سائنس دان اور مشینری بھیج دیں گے“...... جولیا نے کہا۔

”اب ایسا ان کے لئے بھی ممکن نہیں رہا کیونکہ جس ڈھانچے سے وہ ڈی این اے لے کر کلوننگ کر کے سلاجیم کو وجود میں لا رہے تھے وہ میں نے جلا کر راکھ کر دیا ہے۔ سلاجیم کے بارے میں مجھے سب سے زیادہ فکر تھی لیکن تمام سلاجیم ہمارے پہنچنے سے پہلے ہی ہلاک ہو چکے تھے۔ ان کے ڈی این اے سے بھی مزید سلاجیم

وجود میں لائے جا سکتے تھے اس لئے ان سب کو اکٹھا کر کے پٹرول چھڑک کر ان کو بھی مکمل طور پر جلا دیا گیا ہے۔ وہاں موجود تمام سائنس دان بھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور تمام مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ خاص طور پر پروفیسر ایڈگر جو اس سارے کھیل کا سربراہ تھا وہ بھی ہلاک ہو چکا ہے''...... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا تو اس نے دو ٹرے اٹھائے ہوئے تھے جن میں کافی کی پیالیاں موجود تھیں۔

''اوہ۔ مجھے کہنا تھا۔ میں بنا لاتی''...... جولیا نے چونک کر کہا۔

''جوزف زیادہ اچھی کافی بناتا ہے۔ پی کر دیکھو''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو باس''...... جوزف نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ سب کے سامنے کافی کی پیالی رکھ کر اب سیدھا کھڑا تھا۔

''تم نے اپنے لئے نہیں بنائی''...... عمران نے پوچھا۔

''نہیں باس۔ جب میں نے شراب چھوڑ دی ہے تو پھر یہ کافی کیا ہے''...... جوزف نے جواب دیا۔

''ارے۔ یہ تمہارے افریقہ کی ہی پیداوار ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ افریقہ میں ایسی کافی کاماٹی استعمال کرتے ہیں''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''کاماٹی۔ اس کا کیا مطلب ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''کسی بھی قبیلے کے غلاموں کو کاماٹی کہا جاتا ہے باس''۔ جوزف نے جواب دیا۔

''تو ہم تمہاری نظروں میں غلام ہیں''...... اس بار تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ جوزف کوئی جواب دیتا اچانک عمران کی جیب سے ٹرانسمیٹر کال کی آواز سنائی دی تو سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران نے جلدی سے جیب سے ٹرانسمیٹر نکالا۔ یہ وہ ٹرانسمیٹر تھا جو عمران نے سردار ماتو کے کیبن سے اٹھایا تھا۔ عمران نے اس کی سکرین پر درج فریکونسی چیک کی جہاں سے کال کی جا رہی تھی اور پھر اس کے چہرے پر مسکراہٹ ابھر آئی کیونکہ اس نے پہلے ہی اس فریکونسی کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ یہ بلیک تھنڈر کے کسی سیکشن ہیڈکوارٹر کی فریکونسی ہے اور گزشتہ دو گھنٹوں سے وہ نقشے پر جو کام کرتا رہا تھا وہ اسی فریکونسی سے مقام کا تعین تھا۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

''ہیلو۔ ہیلو۔ سیکنڈ ہیڈکوارٹر کالنگ۔ اوور''...... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے فولادی گراریاں ایک دوسرے سے رگڑ کھا رہی ہوں اور عمران یہ آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یس سر۔ سردار ماتو بول رہا ہوں۔ اوور''...... عمران نے سردار

ماتو کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم۔ تم کون ہو۔ تم سردار ماتو تو نہیں ہو۔ کون ہو تم۔ اوور"۔ دوسری طرف سے تیز لہجے میں کہا گیا تو عمران سمجھ گیا کہ وائس چیکنگ کمپیوٹر نے اس کی آواز کو بطور سردار ماتو اوکے نہیں کیا۔

"تو پھر سن لو۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں۔ اوور"...... عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے اور آواز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"عمران۔ کیا۔ کیا مطلب۔ تم۔ تم کہاں سے بول رہے ہو۔ سردار ماتو کہاں ہے۔ اوور"...... دوسری طرف سے چیخ کر کہا گیا۔

"میرا خیال تھا کہ سردار ماتو کو کسی سیکشن ہیڈکوارٹر سے کنٹرول کیا جاتا ہو گا لیکن اب معلوم ہوا ہے کہ یہ کھیل سیکنڈ ہیڈکوارٹر کی طرف سے کھیلا جا رہا ہے تو پھر تفصیل سن لو۔ تمہارا سردار ماتو اپنے ساتھیوں سمیت ہلاک کر دیا گیا ہے۔ تمہاری مارتو ایریا میں موجود لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ اوور"...... عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ اوہ نہیں۔ یہ سب جھوٹ ہے۔ سلاجیم تو تمہاری گردنیں اڑا دیتے۔ وہ تو کسی بھی طرح ہلاک نہیں ہو سکتے۔ اوور"...... دوسری طرف سے چیختے ہوئے کہا گیا۔

"جب ہم لیبارٹری میں داخل ہوئے تو وہاں موجود سینکڑوں سلاجیم پہلے ہی ہلاک ہو چکے تھے اور ان کی لاشیں دیکھ کر ہم بھی

حیران رہ گئے تھے۔ ہم نے پہلے اس لیبارٹری میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کر دی تھی اس لئے وہاں موجود سب لوگ بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ ہم نے لیبارٹری انچارج پروفیسر ایڈگر کو ہوش دلایا اور پھر اس پروفیسر ایڈگر نے بتایا کہ وہ پہلے ہی یہ تجربہ کر چکے تھے کہ سلاجیم بے ہوش کر دینے والی گیس سے بے ہوش ہونے کی بجائے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ وہ اس سلسلے میں ابھی تحقیق کر رہے تھے کہ اس کی کیا وجہ ہے اور اس کا تدارک کیا ہو سکتا ہے کہ ہم نے اندر گیس فائر کر دی اور اس طرح وہاں موجود تمام سلاجیم ہلاک ہو گئے۔ پھر ہم نے آئندہ کے لئے انسانوں کے خلاف استعمال اس دشمن کی لاشوں کو پٹرول چھڑک کر جلا کر راکھ کر دیا تا کہ ان کے ڈی این اے سے انہیں دوبارہ وجود میں نہ لایا جا سکے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ڈھانچہ جس کے ڈی این اے سے پروفیسر ایڈگر اور اس کے ساتھیوں نے سلاجیم کو وجود میں لایا تھا وہ بھی جلا کر راکھ کر دیا۔ لیبارٹری میں موجود تمام سائنس دانوں کو بھی ہلاک کر دیا گیا اور تمام مشینری بھی تباہ کر دی گئی ہے۔ سردار ماتو اور اس کے ساتھی اور اس کی تمام مشینری سب کچھ ختم کر دیا گیا۔ اوور"...... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تم جھوٹ بول رہے ہو۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ لیبارٹری میں داخلہ ممکن ہی نہیں ہے۔ پھر اس پر واچ ٹاورز ہیں اور تم کسی صورت مارتو ایریا تک نہیں پہنچ سکتے۔ کالاش سے مارتو تک ہر

طرف سکینرز نصب ہیں جو ایک لمحے میں تمہاری نشاندہی کر سکتے ہیں۔ اوور''...... دوسری طرف سے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''مجھے معلوم ہے کہ اس لیبارٹری کی تباہی کا سن کر تم اپنے ہوش وحواس کھول بیٹھے ہو۔ اس ٹرانسمیٹر کا میرے پاس ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم مارتو ایریا میں تمہارے سردار ماتو تک پہنچ چکے ہیں اور پروفیسر ایڈگر کا نام ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ ہم لیبارٹری کے اندر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ تم لوگ مشینری کو ہی سب کچھ سمجھ لیتے ہو۔ تمہارا خیال ہے کہ تم جدید مشینری استعمال کر کے ناممکن کو ممکن بنا لو گے لیکن تمہیں شاید معلوم نہیں ہے کہ انسان کے ذہن کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی چیز انسانوں کی بنائی ہوئی تمام مشینری سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہے اور جہاں تک سکینرز کا تعلق ہے ہم جس جیپ پر سوار تھے اس پر کستان ریز کا آلہ موجود تھا اس لئے سکینرز بے کار ہو گئے۔ اوور''...... عمران نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''اگر واقعی ایسا ہو گیا ہے تو پھر تم سمیت پورے پاکیشیا کا وجود ہی صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے گا۔ اوور''...... دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''تمہاری ذہنی کیفیت کو میں بخوبی سمجھ رہا ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارا یہ سیکنڈ ہیڈکوارٹر جنوبی بحرالکاہل کے

دور دراز جزیرے کونگا پر واقع ہے اور یہ بھی بتا دوں کہ ہمارے لئے اس پورے جزیرے کو سمندر میں غرق کر دینا قطعی مشکل نہیں ہے۔ اپنے ہیڈکوارٹر سے پہلے بات کر لو پھر پاکیشیا کے خلاف کوئی بات سوچنا۔ سمجھ گئے تم اور اس بات کو یاد رکھنا۔ اوور اینڈ آل''۔ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے پوری قوت سے کمرے کی سامنے والی دیوار پر دے مارا۔ ایک دھماکے کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر ٹوٹ پھوٹ کر نیچے گرا اور اس کے پرزے فرش پر بکھر گئے۔

''یہ کیا کیا تم نے۔ اس کی کیا ضرورت تھی''...... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

''اس کے ذریعے وہ یہ معلوم کر لیتے کہ ہم اس وقت کہاں ہیں اور یہاں سے پاکیشیا تک کا سفر کافی طویل ہے اور تم سوچ بھی نہیں سکتی کہ اس لیبارٹری کی تباہی کا سن کر ان کی کیا حالت ہو رہی ہو گی اس لئے میں نے اسے فوری تباہ کر دیا ہے تاکہ انہیں معلوم نہ ہو سکے کہ ہم کہاں موجود ہیں''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ اگر آپ نے اس سیکنڈ ہیڈکوارٹر کا درست مقام تلاش کر لیا ہے تو اس کی تباہی بھی ضروری ہے کیونکہ اس سے پاکیشیا کے وجود کو خطرہ لاحق ہو سکتا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ویسے تو مجھے یقین ہے کہ بلیک تھنڈر کا مین ہیڈکوارٹر انہیں

اس بات کی اجازت نہیں دے گا لیکن میں نے دانستہ اسے وہ مقام بتا دیا ہے تاکہ اس کے ہوش و حواس درست رہیں۔ اب مجھے یقین ہے کہ وہ پاکیشیا کے خلاف سوچنا بھی ترک کر دیں گے''...... عمران نے جواب دیا۔

''اس کے باوجود عمران صاحب اب اس بلیک تھنڈر تنظیم کی تباہی ضروری ہو گئی ہے۔ یہ واقعی پوری دنیا کے لئے خطرہ بنتے جا رہے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''یہ سوچنا چیف کا کام ہے۔ ہمیں جو ٹاسک دیا گیا تھا وہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکمل ہو گیا ہے اور اس غیر فطری مخلوق سلاجیم سے پوری دنیا کو جو خطرہ لاحق ہو گیا تھا اس کا خاتمہ کر دیا گیا ہے اور فی الحال اتنا ہی کافی ہے''...... عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک ریموٹ کنٹرول نما آلہ نکال کر سامنے میز پر رکھ دیا۔

''اس لیبارٹری میں وائرلیس چارجر میگا بم نصب تم نے کئے ہیں اور اب وقت آ گیا ہے کہ انہیں ڈی چارج کر کے اس پوری لیبارٹری کو مکمل طور پر تباہ کر دیا جائے''...... عمران نے کہا۔

''بالکل عمران صاحب۔ یہ ضروری بھی ہے کیونکہ ان سائنس دانوں کا کوئی پتہ نہیں۔ انہوں نے لیبارٹری کے کسی کونے کھدرے سے کسی سلاجیم کا ڈی این اے نکال کر پھر اس پر کام شروع کر دینا ہے''...... صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''صالحہ۔ یہ کارنامہ تمہارا ہے اس لئے اس لیبارٹری کو تمہارے ہی ہاتھوں تباہ ہونا چاہئے''...... عمران نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا تو صالحہ بے اختیار اچھل پڑی۔

''میرا کارنامہ کیسے ہو گیا۔ یہ ہم سب کا مشترکہ کارنامہ ہے''۔ صالحہ نے کہا۔

''نہیں۔ اس لیبارٹری میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا آئیڈیا تم نے دیا تھا اور اس گیس کی وجہ سے تمام سلاجیم خودبخود ہلاک ہو گئے اور ہم بھی اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ میرا ذہن سوچ سوچ کر تھک گیا تھا اور کوئی ایسی ترکیب سمجھ نہ آ رہی تھی جس سے یہ دونوں کام ہو سکتے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ واقعی انتہائی اعلیٰ ظرف کے مالک ہیں عمران صاحب۔ آپ اپنے کریڈٹ کو جس خوش دلی اور فیاضی سے دوسروں کی جھولی میں ڈال دیتے ہیں یہ واقعی آپ کا ہی کام ہے''...... صالحہ نے بڑے جذباتی سے لہجے میں کہا۔

''ارے۔ ارے۔ اس قدر جذباتی ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو کام جس نے کیا ہے اسے ہی اس کا کریڈٹ ملنا چاہئے''۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریموٹ کنٹرول نما آلہ اٹھا کر صالحہ کے سامنے رکھ دیا۔

''عمران صاحب۔ اگر وہاں اس لیبارٹری کو تباہ کیا جاتا تو کم از

کم ہم اسے تباہ ہوتے تو دیکھ لیتے۔ یہاں تو صرف بٹن پریس کر کے ہی یہ سمجھ لیا جائے گا کہ لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''وہاں اگر لیبارٹری تباہ کی جاتی تو مارتو قبیلے کے ساتھ ساتھ اور نجانے کتنے قبیلے وہاں پہنچ جاتے اور جوزف اکیلا سب قبیلوں کا سردار نہ بن سکتا تھا۔ پھر شاید ہماری بخیریت واپسی بھی مشکل ہو جاتی۔ پہلے ہی آدھی ٹیم زخمی ہو کر پاکیشیا پہنچی ہے۔ اب اگر باقی آدھی بھی زخمی ہو کر پہنچتی تو تمہارا چیف مجھے کچا چبا جاتا''...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

''تمہارا مطلب ہے کہ چیف آدم خور ہے۔ خبردار۔ اگر چیف کے بارے میں ایسے الفاظ دوبارہ کہے تم نے''...... یکلخت جولیا نے غصیلے لہجے میں آنکھیں نکالتے ہوئے کہا تو سب اس کے اس انداز پر ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

''کیا واقعی مشن کی تکمیل میرے ہاتھوں ہو گی''...... صالحہ نے ریموٹ کنٹرول نما آلہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھوں میں جذباتی ہونے کی وجہ سے ہلکی سی لرزش نمایاں تھی۔

''ہاں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ نے ایک بٹن پریس کر دیا تو آلے پر چھوٹا سا زرد رنگ کا بلب جل اٹھا۔ زرد بلب کو جلتے دیکھ کر صالحہ نے دوسرا بٹن پریس کر دیا اور اس کے ساتھ ہی زرد رنگ کا بلب بجھ گیا اور اس کی جگہ سرخ رنگ کا بلب

ایک لمحے کے لئے روشن ہوا اور پھر بجھ گیا۔

''اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ملنے والی کامیابی مبارک ہو۔ میری طرف سے دلی مبارک باد قبول کرو''...... عمران نے کہا تو باری باری سب نے صالحہ کو باقاعدہ مبارک باد دی اور صالحہ کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اس کا چہرہ مسرت کی شدت سے اس طرح چمک رہا تھا جیسے اس کے چہرے کی جلد کے پیچھے انتہائی طاقتور الیکٹرک بلب جل اٹھے ہوں۔

''اب تمہارے چیف کو بھی مبارک باد دے دی جائے تاکہ وہ میرے لئے کوئی بڑا سا چیک تیار کر رکھے''...... عمران نے کوٹ کی دوسری جیب سے ایک سیل فون نکالتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

''یہاں سے کیوں کال کر رہے ہو۔ اگر کال چیک ہو گئی تو''۔ جولیا نے چونک کر کہا۔

''اس کا بندوبست پہلے سے ہم سب کے سیل فون میں موجود ہے۔ بے فکر رہو۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف بلیک تھنڈر سے بھی زیادہ جدید آلات استعمال کرتا ہے''۔ عمران نے کہا۔

''لیکن عمران صاحب۔ پاکیشیا جا کر بھی تو رپورٹ دی جا سکتی ہے۔ کیا یہاں سے کال کرنا ضروری ہے''...... صفدر نے کہا۔

''یہ اپنا طرہ اونچا رکھنے کے لئے کام کر رہا ہے''...... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہنستے ہوئے کہا۔

"ہمارے اس مشن پر پوری دنیا کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔ خاص طور پر سپر پاورز کی جنہوں نے چیف کی منت کی تھی کہ وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس مشن پر کام کرائے اس لئے چیف نے کہہ دیا تھا کہ مشن مکمل ہوتے ہی اسے کال کر کے بتا دیا جائے تاکہ وہ سرسلطان کے ذریعے تمام سپر پاورز کو یہ اطلاع دے سکیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے مشن مکمل کر دیا ہے"...... عمران نے کہا تو اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

ختم شد

کروگی جلادوں نے عمران پر بھرپور اور کامیاب قاتلانہ حملہ کیا۔ اور پھر ——؟

وہ لمحہ — جب قاتلانہ حملے کے بعد پوری دنیا کے ڈاکٹروں نے عمران کے زندہ بچ جانے سے مایوسی کا اظہار کر دیا۔ پھر ——؟

وہ لمحہ

جب جوزف نے اپنے انداز میں عمران کا علاج کرنے کے لئے ڈاکٹر صدیقی پر مشین پسٹل تان لیا۔ کیا جوزف عمران کا علاج کر سکا یا نہیں۔ اور یہ علاج کیا تھا؟ حیرت انگیز سچویشن

وہ لمحہ — جب اکیلے ٹائیگر نے پاکیشیا میں یہودیوں کی خوفناک سازش کا سراغ لگایا اور سازش کو ناکام بنا دیا۔

دنیا میں کروگ کے مرکزی معبد اور اس کے بڑے پجاریوں کے خلاف ٹائیگر اور جوزف کی دلیرانہ کارروائی۔

اسرار و تحیر میں ڈوبی ہوئی انتہائی منفرد انداز میں لکھی گئی دلچسپ کہانی

ناشران

خان برادرز گارڈن ٹاؤن ملتان

کتب منگوانے کا پتہ

ارسلان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

Mob
0333-6106573
0336-3644440
0336-3644441
Ph 061-4018666

E.Mail.Address arsalan.publications@gmail.com